

جواہر دبیر
مرزا دبیر کے ۱۴ مرتبے



کتابخانہ مرتضوی۔ کراچی، پاکستان

<http://ml.com.pk>



جواہرِ دبیر

(مرزا سلامت علی دبیر کے ۱۴ مرثیے)

تحقیق و ترتیب

سید مرتضیٰ حسین فاضل

ڈیجیٹل اشاعت: کتابخانہ مرتضوی۔ کراچی، پاکستان
(<http://ml.com.pk>)

شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ۔ پبلشرز

لاہور حیدرآباد کراچی

جملہ حقوق محفوظ

طالب ————— شیخ نیاز احمد

مطبوع ————— غلام علی پرنٹرز

اشرفیہ پارک - اچھرہ - لاہور

اشاعت اول ————— ۱۹۸۶ء

ڈیجیٹل اشاعت: کتابخانہ مرتضوی۔ کراچی، پاکستان
(<http://ml.com.pk>)

مقام اشاعت

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز

ادبی مارکیٹ چوک انارکلی، لاہور

فہرست

۱۔ مقدمہ	۱۴۳ بند
۲۔ سوانح	بیان فضائل و ولادت و شہادت
۳۔ تعقید	جناب عباسؑ
۴۔ تعارف متن	تعارف و تبصرہ
۵۔ جواہر و ہیر (چودہ مرثیے)	مرثیہ کا آغاز
۱۔ کوفے میں ہمارا آئی جو گلگشت چین کو۔ ۵۳	تحقیق متن
۱۵۹ بند	فرہنگ الفاظ
بیان شہادت جناب مسلم	۴۱۔ کس شیر کی آمد ہے کہ لک کا نپ رہا ہے ۱۹۵
تعارف و تبصرہ	۱۴۹ بند
مرثیہ کا آغاز	بیان جنگ و شہادت حضرت عباسؑ
تحقیق متن	تعارف و تبصرہ
فرہنگ الفاظ	مرثیہ کا آغاز
۲۔ ہرنگ بنالعل و گہر مہر علیؑ سے ۱۰۵	نامہ و مریوطہ بند
۱۲۲ بند	تحقیق متن
بیان شہادت جناب حرا	فرہنگ الفاظ
تعارف و تبصرہ	۵۵۔ کس کا علم حسینؑ کے نمبر کی زین ہے ۲۵۵
مرثیہ کا آغاز	۳۷ بند
تحقیق متن	بیان شہادت حضرت عباسؑ۔
فرہنگ الفاظ	تعارف و تبصرہ
۳۔ سیفی کا نمونہ مری شمشیر زبان ہے ۱۳۹	مرثیہ کا آغاز

<p>(۱۰) آمد ہے بادشاہ فلک بارگاہ کی ۳۹۷ ۱۰۰ بند</p>	<p>تحقیق متن فرہنگ الفاظ</p>
<p>بیان شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام تعارف و تبصرہ</p>	<p>(۷) سب محفلوں میں نور کی محفل ہے یہ محفل ۲۹۵ تعارف و تبصرہ</p>
<p>مرثیہ کا آغاز تحقیق متن</p>	<p>مرثیے کا آغاز تحقیق متن</p>
<p>فرہنگ الفاظ (۱۱) کس کی زبان سے پیاس نے پانی اُبرو ۲۷۷</p>	<p>فرہنگ الفاظ (۱۷) جب موسم جوانی اکبر گذر گیا ۳۴۱</p>
<p>۱۰۸ بند بیان شہادت امام حسین علیہ السلام تعارف و تبصرہ</p>	<p>۴۳ بند بیان شہادت حضرت علی اکبر تعارف و تبصرہ</p>
<p>مرثیہ کا آغاز تحقیق متن</p>	<p>مرثیے کا آغاز فرہنگ الفاظ</p>
<p>فرہنگ الفاظ (۱۲) قدرت کے حوصے کا تحمل حسینؑ ہے ۲۹۷</p>	<p>(۸) روانہ نہ لرین کو جو شیر خوار بہرا ۳۵۵ مرثیے کا آغاز</p>
<p>۸۵ بند بیان شہادت امام حسین علیہ السلام تعارف و تبصرہ</p>	<p>تحقیق متن فرہنگ الفاظ</p>
<p>مرثیہ کا آغاز تحقیق متن</p>	<p>(۹) با فوکے شیر خوار کو نعم سے پیاس ہے ۳۹۹ ۹۱ بند</p>
<p>فرہنگ الفاظ (۱۳) زندان کی طرف ہند تہل مے روان ہے ۴۹۹</p>	<p>بیان شہادت حضرت علی اصغر امام حسین علیہ السلام</p>
<p>۱۰۲ بند بیان احوال قید شام تعارف و تبصرہ</p>	<p>تعارف و تبصرہ مرثیہ کا آغاز</p>
	<p>تحقیق متن</p>
	<p>فرہنگ الفاظ</p>

بیان احوال قیامت و شعاعت

تعارف و تبصرو

مرثیہ کا آغاز

تحقیق متن

فرہنگ الفاظ

مرثیہ کا آغاز

تحقیق متن

فرہنگ الفاظ

۱۳۳) جب قرب ہوگا آمد روزِ فحور کا ۵۳۱

۱۱۰ بند

ایک معاصر کا تاثر

”جناب مرزا سلامت علی صاحب متنقص بر دہر وقت مرثیہ گوئی میں بے مثل اور لا جواب تھے۔ ہندوستان میں آفتاب تھے۔ سوا اس کے عابد شب زندہ دار تھے اور عاتم روزگار تھے۔“
 پندرہ سولہ برس کا سن تھا کہ شوقِ مافوقِ سلام اور مرثیہ گوئی کا ہوا..... بعد ازاں مرثیہ گوئی وغیرہ میں عالمِ عالی پیدا کیا اور سب چہرے زہلے تھے سوا ان کے کسی کو دل لگا کر نہ جانتے تھے۔ رفتہ رفتہ ایسا نام پیدا کیا کہ سرکاروں میں پہنچے نواب امیر علی خاں خاں جنت آشتیان عظیم سکال والدہ ماجدہ نواب ممتاز الدولہ بہادر کے ملازم ہوئے اور وہی وجہ اور قدامت ہے کہ نواب ممتاز الدولہ بہادر آج تک مانستے اور اپنا ملازم قدیم جانتے تھے، برسرِ قدامت و مداحی جناب سید الشہداء علیہ آلاف التحیات و تعظیم فرماتے تھے اور اپنے برابر بٹھاتے تھے۔ اور بھی سرکاروں میں ان کی عظمت و رفعت ہونے لگی اور صلاحِ مہرہ ظم، اور کنبہ بادشاہ شکوہ، ان کو بہت مانستے تھے اور بدل و جان مانستے تھے۔ بادشاہانِ رفیع الکمان منتجب النشان اور وہ نے ان کی نہایت قدر دان کی کہ نصیر الدین حیدر بادشاہ سے تاحضرت و امجد علی شاہ بادشاہ سب نے مر یاں کی۔

چنانچہ جب بارہ سرا کا نوے بجی میں مرزا صاحب گلکتے تشریف لے گئے و امجد علی شاہ بادشاہ کی خدمت میں عرض داشت بھیجی اور یہ شعر بادشاہ نے مختل فرمایا۔

گر بر سرِ چشم من بیانی
 بر قلبِ منم کہ کیسیانی

جناب مرزا صاحب پہنچے، جس مکان میں تھے اس کے دوسرے درجے تک حضرت و امجد علی شاہ آکے اور پیشانی کر کے لے گئے اور اس قدر تعظیم و تکریم فرمائی کہ جیسے کوئی برابر و اس کی عزت و توقیر کرتا ہے اور اپنے مرثیہ میں شاہ اور وہ نے بہت سے جہان کی تعریف اور توصیف میں پڑھے، چنانچہ یہ مہر ارشادِ اہل حضرت سے ہے۔

میں بچنے سے عاشقِ نظم و سبیر ہوں
اس وقت مرزا صاحب مغفور نے کھڑے ہو کر یہ مصرع پڑھا

تعلیمِ کلام کو دہرا تھا ہے

شاہِ اودھ نے فسایا آپ میٹھا دین اور بعدِ خاطر دلی بے شمار عزت افزائی بسیار
پانچ سو روپے بھروسہ عطا فرمائے اور مثل سال گذشتہ اس سال بھی تعلیم آباد سے مرزا صاحب نے عرض
بیج دی تھی، چنانچہ پانچ سو روپہ جناب مرزا صاحب مغفور دہرہ کو عطا فرمائے۔

مرزا صاحب کو ایک بڑا قتل سرکار ملک نائیر اور نواب سلطان عالیہ دھتر فراب ملک زمانیہ
سے بھی تھا۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے کا سلوک انھیں دوسرا دہلے نے کیا تھا اور آج تک فراب
منازادہ دل بہادر سلوک فرماتے ہیں۔

اور مرزا دہرہ صاحب کچھ قطعاً کھنڈ میں نامزد تھے۔ حیدر آباد، عظیم آباد، سندھو، کلہا، ہندوستان
میں جی کر بلائے مٹے تک مشہور تھے۔ ان کے نام نامی کو گریا عالم گیر کہنا چاہیے، "راوہا خاں
کھنڈ" ۱۲ مارچ ۱۸۷۵ء

فرانسیس کے مشہور دوست، پیرس میں اردو کے استاد "گارین دتاسی" اپنے
گارین دتاسی ۱۸۷۵ء میں مغربی دنیا کو اس واقعے سے بے اطلاع کرتے ہیں،

"دہلی کی شہرت ہندوستان سے نکل کر ایران و عراق تک پہنچ گئی تھی" پھر اخبار، ۲۵ اگست
کے حوالے سے لکھا:

"اسی سامنے کے بعد آج، جب حیدر آباد کو گئے تو مرزا لاہری جگ نے اعلیٰ مالائی کر
دیا اور ایک منصب بھی پیش کیا، لیکن اوج کو کھنڈ چھوڑنا منظور نہ تھا، "مقتات گارسان دتاسی
طبع ۱۹۴۳ء ج ۲ ص ۲۰۱

حقیقت یہ ہے کہ مرزا دہلی کی شہرت کا دائرہ جتنا وسیع تھا اس کا آج اندازہ لگانا مشکل ہے
اسے محفل شاہِ ادرامہ علی شاہ مرزا دہلی کا احترام کرتے تھے، مجلسیں پڑھواتے تھے، واجد علی شاہ کا قراصل
ہے تاکہ قبلِ منہ حسین ثلث کس اعلیٰ روزی در مجلس بالائے منبر بھنور اعلیٰ حضرت بخواند مرثیہ اتفاق افتاد
ناگاہ شاہیاد کہ بالائے منبر ابجد رحمت سارے گستر برد از ہوا پراگندہ گشتہ کیسو شد، "کس قات
بردوی آجناب اتفاقاً اور علی آشد چتر، غرور گشتہ قریب منبر استادہ تا انتہام مرثیہ سارے ایلمن ماند

برصغیر کے دودھ دہاڑ شہر والے قریبی دیہاتوں میں ان کا سکہ چلنا تھا۔ مشہور تھا کہ ”بین اور شریف“ میں دیر کا جواب نہیں۔ سوزن خان انھیں کے مرثیے پڑھتے تھے خود میں انھیں کا کلام پسند کرتے تھے، اتفاقاً علم دیر کی اہمیت کے معترف تھے۔

دیر اور پنجاب

غالباً ۱۹۵۲ء کو میں جھنگ گیا، محرم کا مہینہ تھا، اور ابتدائی تاریخیں ایک مجلس میں ایک سرسید بزرگ چٹی خوانی کے لیے منبر پر آئے اور تحت اللفظ میں کچھ بند پڑھنے لگے، بار بار کہتے جاتے تھے ”مرزا دیر فرماتے ہیں مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ان میں سے ایک بند تھا۔

”ج سے یہ اشارہ کو یہ ہے حاجی اہمیت سمجھیں گے اسی میں کوسب میں سعادت دی“ اس کی بزرگی میں ہے ویسوں کی آیت ہے ”ن“ سے ظاہر کہ یہ ہے نورِ جبریت

ناجی ہے وہ اس نام کو رے گا جو دین سے

یہ حسن میں دس جتنے زیادہ ہے حسن سے

جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا، ماشاء اللہ آپ کو نبیت یا دہے یہ بند میرا میں کے معلوم ہو جاتے ہیں۔ وہ صاحبِ ذرات تیرے میں برسے ”جناب، ہمارے بزرگ مرزا صاحب ہی کے مرثیے پڑھتے چلے آئے ہمارے گھروں میں مرزا صاحب کے دفتر ہی تھے، یہاں گئے میرا میں کے بندہ واقف ہی ہے کہ یہ بند ”یارب میں نظم کو گلزارِ رام کر“ میں موجود ہے اگرچہ اس بند کا رنگ مرزا صاحب کا ہے، مگر کلام ہر حال انہیں کا ہے۔

کچھ عرصے تک میں ”دیر پنجاب“ ”دیر اشواہ“ جیسے القاب بھی دیکھتا تھا، اور دہاتوں میں اکثر دیر کا نام سنتے سنتے خیال آیا کہ آخر ”انہیں کیوں نہیں؟“ مختلف حضرات سے اس کا جواب دریافت کیا مگر اطمینان نہ ہوا، سید کریم خان کے قربان حسین شاہ کا علی مرحوم نے کہا ہمارا قصیدہ صدیوں سے عزادار ہے اور ہم باپ دادا سے مرزا دیر کا نام اور کلام سنتے آئے ہیں۔ ہمارے گھروں میں اب تک دیر کے مرثیے سوال پر پڑانے چھپے ہوئے رکھے ہیں، ہم نے انہیں کا پڑانا ذخیرہ کم نہیں دیکھا ہمارے یمان شہر ہے کہ دیر کے مرثیے پر امام حسین علیہ السلام نے ماریا تھا۔ مجھے خبر ہوئی کہ سید کریم خان کی واقعات سب کو دیر پر پایا، مگر کتبہ نہ مل سکا۔ نشان کیا وہاں بھی بڑھوں سے پوچھا عقیدتِ قلمی، عقیدتِ کلامی تاریخِ ذیل کی۔ اتفاقاً ایک دن میرے ایک محترم دوست چودھری منظور حسین صاحب

سے انیس دہیر کی بات پھر ہی مسمیٰ معروف نے فرمایا، ہمارے وطن تلوڈی کپور قلعے میں بھی دبیر ہی کا چرچا تھا، میرے والد صاحب عمر بزرگ ہیں، مریض پڑھتے بھی تھے اور لکھتے بھی تھے۔ گزشتہ زہر تو ان سے ملے۔ میں ماڈل ٹاؤن گیا۔ ان کی کوٹھی پہنچا، میں نے ایک کمر قہیدہ بزرگوار کو دیکھا ان کے مرثیہ دیکھے، ان سے باتیں کیں، اثنائے گفتگو یہ سوال کیا کہ: "جناب، یہ تو فرمایئے کمرزا دبیر کا نام اور کلام آپ کے گاؤں یا قلعے میں کیسے پہنچا؟ چودھری محمدی حسن صاحب نے فرمایا۔ ہمارے قلعے تلوڈی میں قزاق قادر بخش صاحب تھے، جو ریاست کپور قلعے کی طرف سے جرجین ٹکڑے کے دربار میں غیر کی حیثیت سے رہتے اور لاہور میں قیام فرماتے اور مولانا اسطر جہا سے ان کے تعلقات تھے۔ پھر ۱۸۵۷ء میں ریاست کپور قلعہ نے سلطان علی خان کی ماتحتی میں کھنڈ کے اطراف میں ایک فرقہ بھیجی۔ سلطان علی خان فتح کے بعد انگریزوں کی طرف سے جاگیر دار ہر گئے اور بہت عرصے تک کھنڈ میں رہے، ان کی مرزا دبیر صاحب سے راہ درم اتنی بڑھی کہ مرزا صاحب نے ایک مرثیہ میں ان کی تعریف کی۔ سلطان علی خان صاحب نے تلوڈی چودھریاں میں کھنڈ کے طرزا عزاخانہ بنوایا، اس عزاخانے کی مجلسوں میں مرزا دبیر ہی کا کلام پڑھا جاتا تھا اور ہم نے وہی سے اس طریقے کو اپنایا۔

اسی طرح سندھ میں دبیر کا نام اور ان کے مرثیے مقبول ہوئے اور سندھی شاعروں نے ان کا تتبع کیا۔

دراصل، دہلی کی تباہی کے بعد کھنڈ برصغیر کا مرکزی شہر بن چکا تھا، جہاں سے کوئی چلا وہ اپنی تہذیب و تمدن، علم و ادب کی روایت کے لیے کھنڈ پہنچا کھنڈ کی سرچیز سندھی، واپس کے شاعروں کی غزلیں اور دیوان تحفے کے طور پر درود دراز ملازمتوں کے قدردانان ادب تک بھیجے جاتے تھے، مرثیہ میں دو باتیں تھیں ایک تو وہ اسلامی اخلاق شاعری کا نفیس سرمایہ تھا دوسرے ملک گیر عزاداری میں پڑھا اور پسند کیا جانے والا کلام۔ ۱۸۵۷ء سے پہلے کھنڈ کے رؤسا اور ان کے زیر اثر ماحول میں مرزا دبیر چوٹی کے شاعر و مرثیہ گو تھے لہذا جرسا فر کھنڈ جاتا وہ مرزا صاحب کا چچا سستا، ان کا کلام دیکھتا تھا، لہذا واپسی میں یہی سوغات لے کر جاتا چنانچہ دبیر کا نام اور کلام شہر شہر پہنچا اور ہر اردو ادیب کے لیے محبوب مخضر ہو گیا، اب ایکے بری سے زیادہ کی مدت گزرنے کے بعد بھی دبیر کی یاد تازہ اور ان کے مرثیوں کی جستجو و طلب کا جذبہ جواں ہے۔

مرزا سلامت علی دبیر ہماری اردو کے بہت بڑے شاعر، اسلامی شاعری کے معمار، واقعہ کو بلا

کے نظم نگار، اودھن مرثیہ گوئی کے مجدد اور زبان کی ترقی کے داعی۔ اور اس کو ملی وقار عطا کرنے والے بزرگوار بھی۔

مرزا میر کی شخصیت اودھن کے بارے میں کوئی طویل گفتگو مقدمہ کی حد سے زیادہ مناسب نہیں ہے اس بنا پر کچھ ضروری حالات اور مختصر سا تبصرہ حاضر خدمت ہے۔

دبیر کا خاندان | علامہ شیرازی (مترقی ۹۴۲ھ) فارسی کے مشہور شاعر تھے، ان کی مثنوی ”سحر محال“ علم عروض و محال و بیان کے کلاسیک کا نمونہ ہے، یہ مثنوی دو مجرہوں، دو قافیہ بندی ہے، اس کے اشعار میں، تشبیہ و استعارہ، مجاز، مبالغہ، تضاد و تعلق، اشتقاق و مراعات النظر جیسے نئی محاسن سے بھر پور ہیں۔ یہ مثنوی مدثر بن مرثیہ کے نصاب میں داخل رہی، ان ہی علامہ کی بھائی تھے علامہ شاعر اودھن کے بیٹے محمد رفیع منٹو سرکار دہلی میں معزز تھے محمد رفیع کے فرزند علامہ محمد عالم صاحب باطنی بزرگ تھے، بادشاہ دہلی شاہ عالم نے اپنے ایک فرمان میں انھیں ”فضیلت و شریعت، آبِ تقدس و صلاح و ستکار“ لکھا۔ اور چار ہزار سات سو ایک روپے کی چٹائی بخش کی ہے۔

۱۱۹۰ھ مطابق ۱۷۷۶ء کے ایک شاہی فرمان میں انھیں علامہ محمد صاحب کے فرزند و مولود کا نام ”غلام حسین“ اور بچے کی دایہ کے بیٹے سو روپے کا ہانہ مقرر کیا گیا ہے۔

علامہ محمد صاحب، اگر سے اودھلی سے تعلق رکھتے تھے، معلوم نہیں کہ مرزا غلام حسین دہلی میں پیدا ہوئے یا اگر سے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت کا حال بھی نہیں ملتا۔ غلام حسین نو برس کے ہوئے قراں کی والدہ نے رحلت کی تیوہر برس کے ہوئے قراں والدہ نے انتقال کیا، والدہ کی رحلت کے بعد وہ اگر سے دہلی آ گئے جہاں ان کے والد کے ایک دوست مرزا فتح علی ابن مرزا افضل علی نے ان کی سرپرستی کی، والد کے انتقال کے بعد غلام حسین کی دوسری والدہ کے عزیزوں نے اہلک پر تنہا کر دیا، لیکن مرزا غلام حسین کے پاس کچھ مکان و باغ و اہلک تھی جو آہستہ آہستہ تباہ ہو گئی۔

مرزا غلام حسین کے بچپن کے محسن مرزا فتح علی خان ۱۲۰۳ھ/ ۱۷۸۸ء لکھنؤ گئے تھے، ان کی وجہ سے غلام حسین کے لیے لکھنؤ آنا پانا اور اس شہر سے روابط قائم کرنا ضروری ہو گئے

دبیر کی ولادت | مرزا غلام حسین ابھی نو عمر ہی تھے کہ ان کی شادی ہو گئی جس کے بعد غلام نے ایک فرزند عطا کیا، جس کا نام مرزا سلامت مل ہوا، اس وقت غلام حسین دہلی کے ملازمی مالان متعلق نال ڈوگ میں رہتے تھے۔ ۱۰ بجے ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۲۱۸ھ/ ۲۹ اگست ۱۸۰۳ء میں مرزا سلامت علی کی ولادت ہوئی یہ وہی محلہ ہے جہاں مرزا غالب ایک مدت تک مقیم رہے۔ شاید ساحل کی ایک کینایت

کی وجہ سے مرزا غالب کا قدیم اردو دیوان اور دوسرے کے مرثیے زبان میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔
مرزا سلامت علی باپا پنج سات برس کے ہوئے تو مرزا غلام حسین صاحب بال بچوں کو لے کر کھنڈر آئے،
گئے، سید افضل حسین ثابت کی محبت ہے،

”مرزا صاحب اپنے والد ماجد اور تمام کنبے کے ساتھ باپا پنج سات برس کی عمر میں دہلی سے
کھنڈر آئے“ (حیات دہلی ص ۱۲۲)

اگر یہ روایت سچ ہے تو نعل وطن کی تاریخ ۱۲۲۵ھ کے لگ بھگ قرار پاتی ہے۔

تعلیم و تربیت سلامت علی کھنڈر آئے تو ابتدائی تعلیم کی منزل سے گذر چکے ہوں گے اس زمانے
میں سات برس کا لڑکا، قرآن مجید، نصاب العیال، خوش ملی، ختم کر کے گلستان
لاستان، جامع عباسی سے گذر رہا ہوتا تھا۔ ذہین بچے خط قرآن مجید سے فارغ ہو جاتے تھے، اسی
کے بعد علوم دین یا طب کے نصاب شروع ہو جاتے تھے۔ بظاہر مرزا صاحب فارسی کے اعلیٰ نصاب اللہ
علی کے متوسط کتب درسیہ میں تھے کہ مصرعوں کی موزونیت سے آگے بڑھ کر قطعہ و غزل کی منزل
میں داخل ہو گئے۔

شاعری خوش حالی کا دور دورہ ہو، ملک میں امن و امان تو ادب و فروغ پاتا ہے۔ کھنڈر، فغانستان کا
شہر اور زراکتوں کا مرکز تھا، بہر شغل استعارے کنایے، پھبتی، ضلع محبت میں بات کرتا تھا،
مصرع کے جواب میں مصرع، شعر کے جواب میں شعر کوئی حیرت خیز بات ذہنی، شاعری عام تھی اور ہر گھر
میں ایک شاعر ہر حال تھا، مرزا دہلی نے موزونی طبع کے جوہر دکھائے تو ان کے والد نے آتش و نار کے
بجائے اپنے دلہنی دوست اور شعر کے مشورہ شیعہ نگار میر مظفر حسین خیر کو بیٹے کی استادی کے لیے مقرر کیا۔
افضل حسین ثابت کے بقول ۱۲۳۰ھ یعنی سلامت علی بارہ تیرہ برس کے تھے جب وہ غزل گستاخوں
کے بھانے مرثیہ نگار شاعر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میر مظفر کھنڈر کے معزز شاعر، مصنف کے شاگرد
اور مستقبل مرثیہ خواں و مرثیہ گو تھے، ان کا وطن پٹنہ ضلع گڑگاؤہ تھا، ان کے خاندان کے لوگ دہلی
سے کھنڈر آئے تھے وہ خود ایک عرصے سے کھنڈر میں تھے۔

میر، مرزا غلام حسین اور ان کے فرزند سلامت علی سے مل کر خوش ہوئے۔ غلام حسین نے صاحبزادے
کے شہری رجحان اور اپنے ارادے کا اظہار کیا، اگر آپ اس کا کلام دیکھ لیا کریں تو خوشی ہوگی، غرض
مقرر سوال و جواب کے بعد کہا، کچھ شعر کے ہوں تو سناؤ سلامت علی نے یہ قطع پڑھا:
کسی کا کندہ ٹہینے پر نام ہوتا ہے کسی کی عمر کا بریز ہام ہوتا ہے۔

عجب مرے یہ دنیا، کوجہی می شام دھو
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے
خیر نے بچے کی شہری صلاحیتوں کو بچانے کا اصلاح کی ذمہ داری لے لی پوچھا: تخلص کیا ہے؟ مرزا
صاحب نے بچے کی تباہ کاریاں تک تخلص نہیں رکھا ہے۔ آپ ہی تجوز فرمائیں! میرا صاحب نے فرمایا: دبیر—
”برو میری روشن تیر مٹی و محبت فائدہ— میں نے اپنے نفس نام بہن کو مقدم کر دیا۔“

مذکورہ بالا تعداد زیادہ ہر کے نفیات و تحت الشور کا آئینہ ہے، اس سے واضح طور پر ظاہر ہوتا
ہے کہ مرزا صاحب کے مزاج میں گداز تھا، محبت سے محبت حاصل کرنے اور دنیا سے فاطوں کے کدے
پر نظر۔ کھینے کی کس ہے۔ وہ جامِ عمر کو بربز دیکھتے دیکھتے، گلینز پر کندہ ہونے والا نام بھی پڑھنے گئے
ہیں۔ ناسے بچا کا راستہ نکالنے کی فکر کو رہا اور مقام کے تسلسل اور شام دھو کی گردش پر خود غور اس
کے ہی منظر: دبیر پیش آمد پر ابھی سے نگاہ ہے۔

استاد روشن میر نے شاگرد بننے کو تخلص ہی نیا دیا اور دبیر نے بھی ناخن تدبیر سے فنی شعر
کی وہ گرہ کشاں کی جی سے مرثیہ کو چارچاند لگ گئے۔

مرزا صاحب طبعاً نہ ہی آدمی تھے، ان کے گہری علمی سلسلہ تھا، باپ کے کچھ مشکلات کی وجہ
قابلیت سے زیادہ زہر پڑھ سکے اس لیے انھوں نے بچے کو اعلیٰ درجے کی تعلیم دلوائی، ان کے
استاذہ کی فہرست قمر حوشت میں، لیکن مرزا غلام خاص (شاہد، غلام امام خاص، حکیم، ستے منطق و فلسفہ
طب اور مولانا مرزا کاظم علی مرتضیٰ ۱۰۴۹ھ اور مولانا فاضل و مولانا گلشن علی صاحب (مرتضیٰ ۱۲۹۱ھ)
اور مولانا محمد علی زبیر دانی (مرتضیٰ ۱۲۵۹ھ) اسے تفسیر و حدیث، فقہ و عقائد میں متداول کیا ہیں، پڑھیں
وہ نیک نش، پرمیر گاردی تھے، محدث علماء کی صحبت میں حدیث کی طرف میلان بڑھ گیا۔
ادب و لغت، حمان و بیان، تاریخ و علوم معقولات و منقولات سے باخبری اور ذہنی مطابقت کا اثر
یہ بزرگ شوقی ساڈن، عالمانہ مصیحت کاری سے بدل گئی۔

ثابت کھنڈی کہتے ہیں کہ ”در حقیقت فتح شعر میں تو ان کے (استاد صرف ایک میرزہ منفرہ ہی تھے
مگر ان استاد اولیاء میں بھی سب کے سب ادیب یا شاعر بلکہ شاعر گرتے تھے، مگر اس لیے بہت سے مرز شاعری
ان کو طوا، مدوحین سے حاصل ہوئے تھے، یہ حضرت ملا علی زبیر دانی صاحب ثراہ کا نفعی تلمذ و صحبت
خدمت ہے کہ مرزا صاحب کی فارسی نظم بھی اعلیٰ درجے کی ہے خصوصاً ہندت، ہندلا کاشی کا حسن قابل دید
ہے، کہ ہر زندہ کے پانچوں مصرعے ایک ہی شخص کے کہے ہوئے معلوم ہوتے ہیں (ادبیات دبیر ۱۲،

شہرت و ناموری) از مرادی خطیب ہر یا شاعر پسند عام کے باخبر بہت جلد شہرت حاصل کرتا ہے

فرعی میں ذاتی قابلیت اور فنی پہنچ، محنت اور اخلاق کی بدولت بہت افزائی سے ترقی کے راستے ملتے ہیں۔ ۱۳۳۷ھ میں مرزا دیر کی عمر تیرہ سال کی تھی چند روز میں سال کے مابین وہ منبر پر اُسنے لگے اور پیش خوانی میں اپنا کلام سناتے لگے۔ طبیعت میں روانی و برجستگی تھی، عمر کے ساتھ مشقِ بڑھی، مشق کو محنت نے چلا دی۔ یہی وجہ ہے کہ جب علی بیگ مرزہ نے شہرت عام دیکھ کر فسادِ عجائب کے مقدمے میں مرزا صاحب کا نام بنیہر، و ضیق، احسان و اسرہ کے ساتھ لیا ہے۔

مرزا کی شاعری و مرثیہ گوئی کا چرچا شہر بھر میں تھا، ایک مرتبہ غازی الدین محمد عزائم شاہی میں طلبی بادشاہ نے جوہار بھیج کر اپنے عزائم خانے میں نذاری کے لیے بھرایا۔ مرزا صاحب پنہیں میں سوار ہو کر اپنے سادہ لباس میں حاضر ہوئے، مجلس آراستہ تھی، بادشاہ بیٹھے ہوئے تھے مرزا صاحب کا سلام قبول فرمایا۔ اور اشارے سے منبر پر جانے کی اجازت دی۔ مرزا صاحب منبر پر گئے، حمد و نعت میں ایک ایک رباعی پڑھی پھر صدس کا یہ بند پڑھا جو فی البدیہہ راستے میں لکھا تھا۔

واجب ہے حمد و شکر جنابِ اِلمیں ! فضلِ خدا سے آیا ہوں کس بارگاہ میں
مجھ سا گما، اور سخنِ بادشاہ میں ! چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اسی وقت راہ میں

ڈرتے پہ چشمِ میر ہے میر منیر کو
حضرت نے آج یاد کیا ہے دیر کو

اس کے بعد وہ مرثیہ پڑھا جس کا مطلع ہے :

دایعِ خمِ حسین میں کیا آبِ تاب ہے

مرثیہ پڑھتے پڑھتے جب انہوں نے پڑھا :

جب دوزخِ بیک کی عدالت کا اُسنے لگا تیار بادشاہوں کو پہلے بلائے لگا

انصاف و عدل ان سے بہت پوچھا جانے لگا تو آج داد دینے کی کل داد پائے لگا

گل کر دیا ہے دونوں جہان کے چراغ کو

لڑتا ہے تیرے عہدِ می نہرا کے باغ کو

بادشاہ نے غرا جو سڑک کے ذریعے مرزا صاحب سے یہ بند دوبارہ پڑھوایا، مجلس ختم ہوئی مگر

بادشاہ قیامت کے دن باز پرس کے خیال میں بے چین رہے، میں کہ مستند الدولہ آغا میر کو بلا کر عدل و انصاف

کے بارے میں خصوصی احکام دیئے۔ (سینٹ مشائی، مقدمہ ص ۱۶)

اس واقعے سے دیر کی بے پناہ شہرت و مقبولیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور ان کی حق پرستی و حق گوئی

اور خوف خدا کا حال بھی کھتا ہے کہ وہ بادشاہ کے سامنے دعوت حق و انصاف دینے سے باز نہ رہے۔
 مرزا صاحب کا ایک مثنوی ہے: ”جب پریشاں ہوئی مولائی جماعت دکن میں“
 اس کے خاتمے کے بند میں ملکہ آفاق کو نام بتاتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس سرکار سے تعلق تھا اور
 ان کی رہاں قدر دانی ہوئی تھی،

لے میراب یہ دعا مانگ کر لے رہا نام زیب آفاق رہی ملکہ آفاق مُدام
 قبلہ مالیاں شا و رہاں اورج مقام قنوت آرا رہی با شرکت و اعزاز تمام
 چشم پر نور سے یہ قدرت باری دیکھیں
 حضرت مہدی ہادی کی سواری دیکھیں!

چرخ شاہ زمزم غازی الدین حیدر شاہ اودھ نے ۱۲۲۳ھ/۱۸۲۴ء میں رحلت کی ہے اسلئے
 یہ مثنوی بادشاہ کی زندگی میں اور ملکہ آفاق کی مجلس کے لیے لکھا گیا ہے۔
 ۲۵ برس کے نوجوان کا دربار شاہی نمک نہ پڑا اب سے بڑھ کر مہدی پہلے شاعر کی سب سے
 بڑی کامیابی تھی۔ اس اعزاز کا ایک اشارہ اس بیت سے بھی ملتا ہے۔
 گو کہ حاسد نہ کرے تیرے سخن کی توفیر
 مجھ کو کافی ہے شستا و زمزم کی توفیر

مرزا صاحب کی نشری تخلیق | غازی الدین حیدر کے بعد نصیر الدین ۱۸۲۴ء میں تخت نشین ہوئے
 اسی دور میں مرزا صاحب نے نثر میں ”البراب العصاب“ نامی کتاب
 لکھی یہ کتاب ”کر بل کھتا“ ”گلشن شہیداں“ ”گل مغفرت“ جیسے مجموعہ ہائے مجالس کے ساتھ
 مطالعے کے قابل ہے اور اسی اسلوب بیان کا ایک نمونہ۔ ”البراب العصاب“ کے تعارف میں مرزا
 و میر خود لکھتے ہیں:

”ہب تعینت یہ ہے کہ دریں ولایتائیدر فیضی اور بالام لاری بندہ حقیر کثیر التقصیر امئی و میر کا
 یہ عزم بالجزم ہوا کہ ترجمہ سورۃ یوسف کا مشتمل بمصائب جناب سید الشہداء علیہ العلیتہ والثناء بطریق تازه اور
 بحسن بے اندازہ از دورے تفاسیر معتبرہ اور احادیث معتدہ کے تعزیر داران جناب ابوالعزیز الحسین
 علیہ السلام کے مطالعے کے واسطے زبان اردو سے منسلک میں کرے ہے

حق تعالیٰ مجھ کو مجھ کرے امتیاد یہ کتاب عزیز ہے جاوید
 روئی پڑھ پڑھ کہ اس کو تفسیر بہ دار کہی فقروں پر ورا شک نہار

آخری شاہ خوشنشاہ کی ہر ورق پر حسین مہار کی

برلوان مریض اور شہساز، مہر معصومین پر واضح ہو کر بنا تا لیت اس کتاب "ارباب العائب کی مقرر کی گئی، کیفیت نزول سورہ یوسف پر اور مطالعت، یوسف آل عیبار، اصفیٰ جناب سید الشہداء علیہ السلام والفتا دہل بیت، رسول خدا پر اور عائب حسین ابن علی علیہ السلام، ۱۹۰۱ چنانچہ تمام کیفیت سورہ یوسف پر شش کی گئی پر شش باب میں "صفحہ ۱۰۵

پندرہ سطری سطر پر ۱۶۸ صفوں میں چھپی ہوئی یہ کتاب شریعہ مدوہ چار سو بیاسی، رود اشعار، درو شعروں کے قطعہ تاریخ فارسی پر مشتمل ہے۔ پوری کتاب بقول دیر ایک ہفتے میں مکمل ہوئی۔ بخدا نے لایزال کر تشطط و کذا، جمیع، تشطط، احساس اور ترو دے قیاس میں تبیل تمام اور مجلیت بالکلام حدیث یک ہفتہ میں اس خود غلطی نے یہ ادراقی سفید سیاہ کیجے اور اس زمانے میں بھی اکثر کتابت ثواب مجاہدیں اور تفصیل ملازمت احتیاجی حاضر اور موجود رہا " (ص ۱۶۸)

کتاب "ارباب العائب" مرزا صاحب کے بہت بعد دہلی سے چھپی تھی۔ یہ تالیف ۱۳۴۵ھ کی یادگار ہے مرزا صاحب نے اس کا تاریخی مصرعہ لکھا۔

معصیت طاعتی پیچم اہل عصر است۔

اور اسے نصیر الدین حیدر کے نام سے چل منوں کیا :

"حقاً کہ آباء و اجداد اس بادشاہ سلیمان جاہ . دارا دربان " سکندر الزمان، یوسف محمد فرخروان، عہد ابو الفتح مطلب الدین بادشاہ غازی، نصیر الدین حیدر غلام احمد ملکہ و سلطنت باقی خیر و حسانت تھے۔ چنانچہ نیر آصفی بنائی ہوئی جناب فواب " صفت الدولہ مرحوم قریب بخت اشرف کے مثل چڑھ کر عبادی ہے۔ چنانچہ ازلی تبیل ہر ایک کی ذات بابرکات سے بنیا و زمین یادگار آفاق ہے۔

الحدیث کہ ہمارے بادشاہ عہد غلام احمد ملکہ و سلطنت کو جناب احمدیت نے فخر سلاطین اور رشک بادشاہوں، عہد بیدار کیا کہ ازل سے آج تک کسی نے بنائے تعزیر داری تا اربعین تک تھی۔ الا اسی بادشاہ خلعت بنیاد نے یہ ہم حسانت مقرر فرمائی " (ص ۱۵۴)

پچاس دن تک مجالس کا انعقاد شہزادوں، امیروں اور مختلف درجے کے افراد میں، ذرا کرکری اور مزہ گروں کی کثرت کا سبب ہوا مرزا دیر اس وقت صاحب قلم اور زود نویس ہونے کی وجہ سے مقبول ہونے سے توجہ کی کثرت تھی۔ یہ حضرات اکثر و بیشتر دوسروں کا کلام پڑھتے تھے، خاص مجلسوں

شلہ یہ خیال مرزا صاحب کے شعروں کے قطعوں میں بار بار آیا ہے۔

کے لیے انھیں نئے مرثیے لکھوانا پڑتے تھے۔ بڑے شاعروں کے پاس اتنا وقت دوام کماں ہوتا ہے کہ ہر وقت وہ مرثیہ لکھنے کے لیے تیار رہیں، مرزا دبیر کی رود گوئی نے سوز و غماز کو گرویدہ بنایا اور انہوں نے جتنے شاعر کے نئے مرثیے پڑے تو شہرت کو پر ہوا زل گئے۔

مرزا صاحب کا دستور یہ تھا کہ ایک مرثیہ کے تیس یا پانس بند کیے۔ سوز و غماز اس سے زیادہ کیا پڑھتے۔ پھر اسی مرثیہ پر کچھ اور بند لکھ کر دو دو تین تین بند اسی سے بھی زیادہ مطلع لکھ لیے کہ جتنی بڑی مجلس ہوا اور بیجا پڑھنے والا ہر اسی اعتبار سے مرثیہ کو طویل یا مختصر بنایا جائے۔ پھر واقعات تاریخ کے مناسبت سے بے شمار مرثیے لکھ دے۔ عوام کے لیے سادہ۔ وقت آگین خواص کے لیے بھاری بھر کم زبان میں، معانی و بیان کی عالمانہ ضرورت و دانش سے بچے ہوئے طویل مرثیے قلم بند کیے۔

جوانی میں شہر نادر اور نہایت افسار کا عالم یہ تھا کہ ایک مرثیہ میں دو سو سزا پا۔ سات سات اٹھ مطلعے، تلوار، رجز، جنگ اور دین کے کئی کئی پہلو نظم کیے۔ قدردانوں نے داد دیتے اور صلہ ادا کر کے میں کوئی لگی دک، اس سختی کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی بااعتماد، بڑے پائیدار و روحی و دگریم، عابد و زاہد، مجلسوں میں راتوں رات گھر میں نماز و اوراد و وظائف و شب سبیلری کرتے رہتے۔

مرزا سلامت علی دبیر کی نیک نامی، شہرت اور انسانی قربوں کی وجہ سے انھیں رشتہ بھی ملا **شادی** تو میرزا شاہ ناصر خان افشاہ کی فرای اور میرزا سہم علی کی دختر نیک اختر کا۔ میرزا شاہ ناصر کی اولاد شاہی خاندان سے رشتہ رکھتی تھی، انشا و زبان اور لہجہ اسے باخبر و علم و فہم سے کاڑتے تھے۔ ان کے خاندان کی روایت کا سلسلہ ملا تر گھر کو چار چاند لگ گئے۔

مرزا صاحب کے دو لڑکے اور ایک لڑکی کا سب نے تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے مرزا محمد جعفر **اولاد** ۱۲۰۹ھ جمادی اول اولاد ۱۲۰۹ھ/۱۵ فروری ۱۸۵۳ء میں اور محمد علی حسن عطار ۱۲۰۹ھ شعبان ۱۲۱۱ھ/۲۳ اپریل ۱۸۵۸ء میں پیدا ہوئے مرزا محمد جعفر ان کی ولادت کے وقت مرزا دبیر اکابر برس کے تھے اسی لیے ہر کتابہ کہ ان سے چلے اولاد ہوئی ہر ادا فرت ہو گئی ہو۔

دبیر کے بچپن اور جوانی پر ناواقفیت دے اعلیٰ کے پڑوسے بڑے ہوئے **مرزا صاحب کا علیہ** بی بی بڑھاپے میں دیکھنے والوں کی زبان ایک بیان شاہ و ظہیم آبدی کا ہے :

”مرزا دبیر خصوصیت دے ہو کہ بد صحبت تھے اور بگ بگست کالا قرنہ تھا مگر سالو لاجھی نہیں کہہ سکتے، آنکھیں بڑی اور گول تھیں۔ ان میں سرفی کے ڈور سے، ہونٹ بڑے بڑے تھے۔ پیچھے پہل جب میں مشرف ہوا ہوں۔ غالباً حضرت کی عمر ساٹھ برس سے تجاوز کرتی تھی۔“

پیشانی اور نچلی منہ کے بال نہایت کم اور جھدر سے تھے۔ ان پر مادہ کا خضاب نہ پایا تھا،
 ڈاڑھی بالکل مرد پر جی رہی تھی، خطمی جیٹا تھا، میرا خیال ہے کہ کم سے کم ہر دوسرے دن خط بنتا
 تھا اور ڈاڑھی کتری جاتی ہوگی..... اسی بیسے ڈاڑھی کے بال نمایاں نہ تھے، موچیں
 کسی قدر نمایاں تھیں مگر کتری ہوئی۔ ” (سپر ان سن ۱۱۹)

ثابت لکھنوی کا لکھا ہوا سراپا یوں ہے :

” ہکا سا نوا رنگ، کسی قدر کشیدہ قامت، ہاتھ بڑا، اکثر شہر سے مجھ سے ہاتھ پر مجھ سے
 کا نشان جز نہایت خوش نما معلوم ہوتا تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی جواہریاتی الاصل ہونے کا پتہ
 دیتی تھیں، دھڑاؤلی، دواغشتی ڈاڑھی، بڑی پاٹ دار دہلی گداز آواز، رعیت دہری ۱۲۵
 لباس“ (سپر ان سن ۱۱۹) مرزا صاحب کے لباس کی تفصیل یہ ہے :

” دامن دار کوٹ اور بڑے گھیر کا کتنا۔ کبھی تنزیب، کبھی جامدانی کا پہنتے تھے۔ اندر کوئی ٹوکا
 و جیز کو کچھ نہ ہوتا تھا، زیادہ تر گرمیوں میں بھی عمدہ شروٹ کا مری دار یا چامرا اور سفید جرابی
 پاؤں میں سر پر باریک کام کی ٹیکن کی پانچ گوشے والی ٹوپی بغیر نقاب کی۔ اور جیسے کہ اس
 زمانے میں ایک جدید رسم سر گوشہ مال لوٹ کے دھال کے اوڑھنے کی عمل تھی۔ جب کہیں
 تشریف لے جاتے تو اوڑھ لیتے تھے۔ پاؤں میں زردوزی گھیتلا، بھلی کام کا، ہاتھ میں
 مرشد آبادی چوب، انگلیوں کے ناخنوں میں مندی کا رنگ۔ بڑے بڑے عقیق کے گلوں کی تین
 چار محوٹیاں بھی پہنا کرتے تھے۔ جامدلی میں، میشر شال، نکلا، شال دھال، یا عمدہ در شالہ،
 سر پر لکھنوی کی پنج گوشہ شال کی ٹوپی۔ ” (کتاب مذکور ص ۱۱۹)

حیات و میر کی نظر میں :-

” سر پر گل پنج گوشہ ٹوپی، جسم میں، اندر شلوکر، اوپر ڈھیل کر، جو لکھنوی سے نچا ہوتا تھا،
 اس کے نیچے ڈھیلہ یا چامرا اور یا چامرا کے نیچے ایک جاگیر، ہمیشہ پہنے رہتے تھے پائوں
 میں گھیتلا جوتا۔ ”

روزمرہ کے معمولات، عمر و حالات کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں، جوانی، جوانی اور ادھیڑ
 عمر کی باتیں دیکھیں اور بڑھاپے کے حالات کا جائزہ لیں تو زمین آسمان کا فرق ہوگا۔ تاریکیوں میں
 غلط شخصیتوں کے آخری دور کی دھمکتی مغفول رہنے کا سبب حال کے دیکھنے والے ہیں، صورتِ شفق
 و منہِ قلع۔ لباس اور خوراک کے بارے میں ہمارے اطلاعات کے دو درجے ہیں حیات و میر اور

وہ میرا ن سخی — افضل حسین ثابت، مرزا دیر کے پرستار و سوار سراج غلامی، انہوں نے حیات دیر بڑی محنت سے لکھی ہے۔ مل محمد شاد صاحب کی تالیف تاثر آں اور مارواں ہے، اسی لیے ہم پہلے شاد صاحب کی روایت لکھتے ہیں پھر ثابت صاحب کی عبارت نقل کریں گے:

”ہیو دن کا کھانا دوپہر بعد کھایا کرتے تھے، بیٹھے چاروں اور بالائی سے بت رفت تھی۔ ان کا دسترخوان اس سے خالی نہ رہتا تھا۔“

پھر شب کو بارہ بجے غذا کر کے دو بجے تک آرام کرتے تھے، آخر شب سے قہقہہ پڑھ کر مریہ کی تعینیت شروع ہوتی تھی، ”ص ۱۱۲“

حیات دیر صفحہ ۲۵:

”عرف ایک وقت، دن میں نوں بجے غذا فرشی فراتے تھے رات میں عرف چائے پیتے تھے، اور جراحاب اور شاگرد موجود ہوتے تھے، ان کو بھی پلاتے تھے، آخر عمر میں جب سخت طبع ہوئے اور تپ محرق میں سات روز تک بے ہوش رہے، تراچھے ہونے پر طبیبوں کی رائے سے دو وقت غذا کر دی گئی تھی، مگر چند روز کے بعد جو دیکھا تو پھر رات کی غذا نہ دے تھی۔ جناب استاذی اوج مدظلہ نے پوچھا تو فرمایا کہ نماز شب میں وقت ہوتی تھی اس لیے غذا ترک کر دی“

ثابت صاحب ہی نے بیع ثنائی کے مقدمے میں یہی بات یوں لکھی:

”غذا، بڑھاپے میں، عرف ایک وقت دن میں نوں بجے فرشی فراتے، رات میں ایک کلچر کھا کر چائے پیتے تھے اور جو درباری شاگرد اور احباب موجود ہوتے تھے سب کو ایک ایک پیال چائے کی اور ایک ایک کوچہ تقسیم فراتے تھے، جو لوگ رات کو حاضر نہ ہوتے تھے وہ بارہ بجے کے قریب اپنے اپنے گھر جاتے اور مرزا صاحب نماز شب میں عرف ہرتے تھے“ (ص ۱۱۲)

مرزا صاحب بڑے وضع دار، منکسر مزاج، ضعیف اور غریب پرورد آدمی تھے

نشست و برخواست

لکھیں جاتے تھے تو دو چار آدمی خاندان کے ساتھ ہرتے تھے، ایک دو

خدمت گار ایک دو حاضر باشی ہمراہ —

”گھر پر بیٹھے کا قریب — صدیقی ایک بڑا گاؤ، جاتوں میں ادنی بڑا تالین گریسوں میں بڑی سہولتی بھی دیتی تھی، آگے ایک فیض آبادی بڑا صندوق سیاہ رنگ کا اور جیل کی

بڑی روات اور چند واسطی قلم دھرے رہتے تھے۔ بانی میں ہر وقت ایک حدیث گار
چلائی۔ اس سے منتظر حکم کھڑا رہتا تھا جب کہ وہاں اس سبب مراتب تسلیم کرتے اب فرش
نہج باتے بھگ کر سلام کرتے دست بستہ مزاج پڑھتے، مصلحین ان کا دودھ چاربا
تھے ٹھوڑی کرتے، آہستہ آہستہ ہر روز برب سکوڑتے کسی اور دن مضرع پر گھنگھریل
اور بات بڑھتی تو عرض و مافی و بیان و سنت کی کتابیں کھلی جاتی تھیں غلام مزاج میران تھی،

انداز تصنیف ہر سہ طیار، حاضر و ذہن، زود گوشتے، غریب کسب، توفیق و دیوان مرتب
تاریخ، جمعیت سخن میں کھا، اردو کے علاوہ فارسی و عربی میں کچھ کم نہیں کیا۔ نظم کے علاوہ شعر فارسی میں
خطوں کے جواب شاگردوں کے کام پر اصلاح، نہ معلوم کتنی مجلسیں پڑھا اور کیسے کیسے مدرس کی فرمائش
پر نہرے شریف تصنیف کرنا، پڑانے مرثیوں پر نظر اور ترمیم و تفسیح، شاید ہی کوئی دوسرا شاعر اس قدر کام کرنا ہو
جس قدر کام نہ صاحب نے کیا۔ ایسے آدمی کے پیروے یہ بتانا مشکل ہے کہ وہ شعر کی طرح کہتے اور شریف
کیوں تصنیف کرتے تھے۔ چند حکایات ایسے ہی ہیں سے ایک ہلکا سا خاکرا سنے آجاتا ہے، شاہد ظہیم
آبادی کہتے ہیں:

وہ آفتاب سے تجھ پر گھر کر شرف کی تصنیف شروع ہوتی تھی، صبح تک جتنے بند کہتے تھے
بعد ازلے نماز صبح، اس کو بیٹے ہونے یا ہر تشریف لاتے تھے، کاتب موجود رہتے
تھے خود بتاتا کہ اپنے سامنے صاف کرواتے تھے، یہ بھی مسودہ دم میں داخل ہوتا تھا۔

مسودہ اول و دوم سب مغل کیا جاتا تھا، چرشب کو مسودہ اول نکالا جاتا تھا، مرثیوں کی ترتیب
یہ: نہ ہوتی قلم مطلع شروع کر کے چہرہ، مصنف، آواز، و غیرہ کے بند ترتیب کے ساتھ کہتے جاتے
گا شاعر عمار یا گھوڑے یا مصنف آواز یا چہرہ یا نصرت یا این، جتنے معانی متعلق مرثیے کے یہی ہر مرثیہ
کے مسودہ عدد سر بند لکھے جاتے تھے آخری فیروز سے بند کہ پاپا پاپا، چھ چھ مرثیہ رب
کہہ دیتے تھے کچھ مرثیوں کی جلدی کاتب سے صاف کروائی برائی انھیں بے ترتیب بندوں کی الگ بہتی
تھیں اور یہ بند بصورت مرثیہ مرتب ہر جگہ تھے تو کتاب کے ان ترتیب وار داخل کیے جاتے تھے
اس طرح سلاوہن، قصوں، قطعات و غیرہ کی جلدی صاف کی ہوئی الگ بہتی تھیں۔

کاتب کو دم لینے کی فرصت نہ تھی، تاہم تصنیف کو تو اپنے سامنے بٹھا کر صاف کرواتے تھے،
دور دروازے کو دیتے تھے وہ الگ بیٹھا کھانا کھاتا تھا، اس اہتمام و احتیاط پر بھی اکثر بند کہتے ہیں، اکثر شریف

کی تین چار چادرئیں میں چھپ گئیں۔ ان کے سامنے جب یہ جلدی بعزرت لائی جاتی تھیں اور اٹھا کر دیکھنے لگتے تھے کچھ اصلاح و تبدیلی ضرور کر دیتے تھے۔ ”پرہیز علی ص ۱۲۱ و ۱۲۲

ثابت صاحب لکھتے ہیں:

مرزا صاحب اکثر دامنِ باغِ زہر میچ کر تعنیف فرماتے تھے۔ کبھی کبھی بعد نماز شب اور کبھی بعد نماز صبح اور کھا کھانے کے بعد گیارہ بجے دن کے کما کرتے تھے۔ یعنی لیکن مہر علی پر ایسا بعد نماز صبح و شام کا جو کرتے تھے اور کٹر معافی پر سلسلِ آسویان پر ملتے تھے، جب تک البیت حاضر نہ ہوتا تھی دیکھتے تھے، اور جب حضور قلب کا عالم ہوتا تھا کہتے تھے اور جلد جاگتے تھے۔

میر باقر نور الدار کے امام ہارٹ میں جاس تھی، مرزا صاحب نے مرثیہ پڑھا:

قتل ہے مہینِ فصلِ بہاری کی ہے آمد

جب جلی ختم ہوئی تو میر ذریعہ حسین صاحب نے دراز ست کی یہ مرثیہ مجھے عزت ہو۔ مرزا صاحب نے دور فرمایا، دو تین بعد از یہ حسین صاحب نے میر باقر حسین صاحب کو مرزا صاحب کے پاس بھیجا، باقر حسین صاحب جو حاضر ہوئے تباہ و بکا کیے تھے۔ مرزا صاحب خاموش فرما کر: نزاحت فرماتے، در کاتب پانگہ کے اور کھڑے ہوئے تھے، انہوں نے عارضی کا قصدار دعوہ کی یاد دہانی کی بات کی۔ فساد کیا: بیچہ جاز، مرثیہ سے جانا۔ مرزا صاحب کا تورا کی طرف، مزہر، برسے اور دروں کا تورا، کو فرقیہت درویش کھوانے لگے۔ ان کاتب کو تو بڑے تباہ و بکا کیے تھے، یہی نہ تباہی مرثیہ بیت چان کر ایسا بڑا بکا کر دیتے تھے چنانچہ تک یہی سال ہوا۔ چار بجے نماز کے لیے نکلے تو معلوم ہوا کہ کاتب نے ۱۰ گھنٹہ سا بند درویشوں کے لیے بھی، ایک مرثیہ حضرت علی اکبر اور ایک حضرت امام حسین علیہ السلام کے حال میں ہے۔ نماز سے پیشتر مرزا صاحب نے موعودہ مرثیہ میر باقر حسین صاحب کو دے دیا اور کہا کہ قول رب یا کفّ القلوب کے دے جانا یہ واقعہ ۱۸۷۱ء تا ۱۸۷۲ء کا ہے۔

میر دستور علی گلگاہی اپنے والد کے ساتھ ماہ رمضان کے ایک دن مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اس دن میر واجد علی تھیں کہ مجلس پڑھتے جاتے کو سنتے۔ دیوان خانے میں بیٹھے تھے۔ سامنے میر واجد علی کاتب حاضر تھے، میر صاحب فرمایا، اعلانِ بندگی جڑیپ میں نے کسی ہے وہ دراز ست ہے، وہ کاٹ دو اور بیٹھ کھ دو۔

ثابت اٹھانے کی قرنائی نہیں ہے

بیٹوں نے مائے سخن کھائی نہیں ہے

کاتب نے مرثیہ نکالا، غنایت علی قلم سے لکھے ہوئے بند کی ٹیپ کاٹ کر بغل کی ٹیپ لکھ دی۔
مرزا صاحب میر محمد رضا صاحب گجراتی والدہ متور علی سے باتیں کرنے گئے استے میں ایک صاحب
آئے اور سلام و ادب کے بعد عرض کرنے لگے کہ مجھے اس وقت بارہ یا تیرہ بند اس حال میں کہ دیکھنے کے بعد
شہادت حضرت علی (ص) ان کی والدہ قرار آئیں۔ میں آج ہی سوز رکھ کر کل نکالا صاحب کے بل پڑھ دوں،
مرزا صاحب نے فرمایا، جناب، میں اب تو مجلس میں جا رہا ہوں، اس وقت تو معاف فرمائیے، انہوں نے
عرض کی، حضور میرے رزق کا معاملہ ہے اگر ایسا مرثیہ نہ پڑھ سکا تو شاید نقصان پہنچ جائے۔ فرمایا: تو ابھی
کھتے جا بیٹے، کھڑے کھڑے چہرہ باندھ کر بند لکھوا دیئے۔ وہ سوز خزاں اور میر محمد رضا وہ بند لکھتے
گئے۔ یہ مرثیہ بھی مرزا صاحب نے بھی نہیں لیا۔

میرزا بدیع الدین (ابھی ان کا نام واحد علی لکھ چکے ہیں) کہتے تھے کہ ایک مرثیہ کی شاگرد کا دیا کہ اسے
صاف کر دو۔ اسی مرثیے میں اس موقع پر کہ حضرت عباسؓ جیسے سے برآمد ہوئے مرزا صاحب نے اصلاحی
ٹیپ لکھی :

آپ آتے ہیں عورت دکوئی سامنے آئے

اقبال سے کہ دو کہ غناں تھا سنے آئے

میرزا صاحب نے لکھا: "ہاں فتح سے کہ دو کہ غناں تھا سنے آئے"۔ مرزا صاحب بھی کھڑے
ہوئے اسی ٹیپ کو دیکھ کر کہنے اور فرمایا: واہ میرا جد حسین صاحب آپ نے تو مجھے بھی اصلاح دے دی۔
میں جب : فرمایا : کیا اقبال سے فتح بہتر ہے؟ میں نے عرض کی : جی نہیں۔ اس وقت میرے خیال
میں یہی آئی گئی، میں اب اس کو ٹھٹھنے دیتا ہوں، کچھ پایا ہی میں دوبا ہوا سامنے رکھا تھا، میں نے اٹھا کر فرمایا
فدا حضور، کچھ تو لفظ فتح میں کیا برائی اور اقبال میں کیا خوبی ہے میں نے کہا فرمائیے، فرمایا : اقبال آرد وہ
مذکر لفظ فتح مؤنث ہے، جب شاعر اچھے ٹھٹھنے کے خیال سے یہ کہتا ہے کہ "عورت دکوئی سامنے آئے"
تو فتح کا جو عرش ہے سامنے آنا کب مناسب ہوگا؟ اس کے سوا اقبال کے لفظی معنی پر غور کر دو، اقبال
کے معنی خود آگے آئے کے ہیں، لفظ فتح میں یہ بات کہاں : میں نے عرض کی درست ہے۔ فرمایا : اکثر بزرگوار
دعا کر، انہیں میرے مرثیوں میں انفاذ کی خوبی اور اثر کو سنیں سمجھتے اپنی سمجھ کے مطابق انفاذ بدل دیتے ہیں
دیکھنے والا سمجھتا ہے، معصفت نے یہی کہا ہوگا۔ وہ اعجازِ کتاب ہے۔ اس کو کیا خبر کہ دیر کے اصلاح
دینے والے بے انتہا ہیں" (حیاتِ دہریہ، ۵۵ تا ۵۴)

سفر : مرزا صاحب کے سفر نامے مرتب نہیں، کہتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء سے پہلے وہ صرف نعین آباد گئے

تھے، ۱۸۵۷ء میں کھنڈا بڑا آؤ دیر سہمی بے ٹکر کرستی پڑ بیٹھے، ۱۸۵۸ء میں کان پورا اور ۱۸۵۹ء میں عظیم آباد گئے، پیسہ بہت کامیاب تھا، لکھنؤ سے عظیم آباد تک آتے جاتے، بنارس و ملتان کے لوگوں نے انہیں دیکھا اور سنا۔ ان کیلنوں کی تفصیل متعدد کتابوں میں موجود ہے۔ مرزا اور صاحب کی زبانی بنارس کی مجلس کا حال حیات دبیر میں پڑھا ہے۔ ۱۹۳۰ء میں کانیک رسالہ "ادب" لکھنؤ نظر سے گذرا، اس رسالے میں پروفیسر مسعود حسن صاحب ادیب مرحوم نے، وکٹوریہ گزٹ (بنارس) سے ایک خبر نقل کی، یہ تفصیل پوری مقامی اخبار میں چھپی اس لیے جی پاتا ہل کر جو یہ سہ سے کتاب میں محفوظ ہو جائے۔

بنارس کی ایک مجلس کا آنکھوں دیکھا حال :

وکٹوریہ گزٹ سمارٹن پور میں ایک رپورٹ نے لکھا ہے،
 ”مرزا ادیب کی ایک یادگار مجلس“

مرزا صاحب موصوف کی زمانہ دیر عطا و نظیر، شاعر بے بدل ہیں، خصوصاً دہلی اہل بیت مدظلہ العالی عظیم و ذاکری جناب امام ہمام علیہ السلام میں گئے بہت اشغال و اقران سے پوچھ گچھ نصاحت و لطافت سے گئے ہیں۔ اسی خواہ وہی انجمن میں حسب الحاج و استعدا لیکن، دوسلے ذی وقار و امرائے عالی اقتدار عظیم آباد کے تشریف لے گئے۔ چنانچہ عشرہ محرم میں باوصف اس کے کلبیت مرزا صاحب ممدود کی عبادۂ اعتدال سے منحرف تھی لیکن نواب جعفر حسن خاں کے اہل ہاڑے میں کمال فردوس منان نہایت وسیع و پر نصاب ہے رونق افروز ہو کر بزرگ مصائب جناب سید الشہداء انجمن بھی داخل حسنات ہوئے اور زمین کو بھی فیض کیا، اکثر مجلسیں ایسی ہوئی کہ دس دن پندرہ پندرہ ہزار آدمی جمع ہوئے اور پھر مرزا صاحب ممدود کی کان کنہ زردوں آدمی دس دن بارہ بارہ منزلوں سے جمع ہوئے نواب صاحب قسطنطنیہ نے بھی اس قدر حفظ مراتب و مفاہد کی کر رکھا، اپنے کئی روز بیشتر باسوار ہائے اقسام واسطے استقبال کے تا بنارس روانہ کیے اور کوئی دقیقہ تعلیم و تحکیم میں فرو گذاشت نہ کیا۔

بعد عشرہ محرم کی امیر کبیر حسین گنج کی درخواست و استمنا سے راک پر مرزا صاحب تشریف لے گئے اور اس دن بسبب درود منقش الہیہ و اجتماع خلائق جناب صاحب کشتہ بہا و حسین گنج نے نہایت نفیس و جمیع و قدر و شرفا میں جاس خاطر حال و دعا بایکے پگھری برخواست کردی، سہان الشہد کہ مقبول و گاہ عالم حقیق ہوئے سرے ملکات ہادی کیوں کہ قدرد منزلت، اسی کی ذکر، مخفیہ کہ وہاں بھی ہزاروں آدمی منظم الیکوٹن کر مقرر و سرور ہوئے عبادت کے وقت حاجی غلام محمد صاحب تاج شیریازی نے نہایت شفیق و باوقار ذی اقتدار رہی، بنارس

میں مرزا صاحب کو مہمان کی تینیا نالریں وچروا جو مرزا صاحب موصوف سے وہ مجلس ہوئی کہ کبھی ایسا
جی و شائقین و مومنین کا ہوا تھا نہ تصویر میں آتا ہے کہ بھرگا۔

پھر مرزا صاحب موصوف وہاں سے ڈاک پر جمع رہنا ۲۳ تہذیب محرم کو الہ آباد میں بکھان فشی مرزا علی
کبر صاحب تحصیل دار سابق و فیشن دار بحال دوقی افروز ہوئے اور دو روز سیاسی غلط فشی معز الیہ وہاں مقیم ہو
کر تھماں پر فشی صاحب موصوف و میر علی بجا صاحب تحصیل دار دو غیر رسائے بادقار کے یہ فرمایا کہ کسل مخلو
ہا سہی طبع سے طاقت کچھ بڑھنے کی جلد عام میں نہیں ہے۔ انکا آپ لوگوں کے اور اسے تیرا یہ بھانگہ
نہیں کہ وہی ہیں دوستانہ خالص رانخی میں غامی کے جلسہ میں کچھ ذکر مدح و معائب اللہ علیہم السلام کیا جاوے گا
چنانچہ تیسرے ہجرون کو یہ تجویز ہوئی اور شام کو بلاخانہ فشی مرزا علی کبر صاحب موصوف کو کھلا ہوا قاضانیت
دست فہمت کے ساتھ ملامت دی وانی میں شارع عام پر واقع ہے۔ فروش و درشنی سے آراستہ ہوا۔
باوصف اس کے کہ سائے چند اشخاص ذی تہ و دینی قسم کے کسی کو اطلاع نہ دی گئی تھی لیکن قبلی آنکھ چٹ
نہاں کے ماڈاں لڑسے کو رسا نند معلما

تمام خلعت الہ آباد و الہ آباد و کان قصبہ کالی کر لاری و غیرہ گروہ گروہ و انبرہ و انبرہ وہاں تک جمع
ہوئی کہ تین مہینے پہلے بلاخانہ مذکور کے کثرت مردم سے مانند داز ہائے انار کے ملامت مزاکم ہو گئے۔ مجال ذہ
حق کی جانیش زانو بدل سکیں، لاچار کی کور و نگہاں اور خانوں سنی کہ کالکدان معدوی گنہائش سے آٹھا
دیئے گئے اور آخر کو گروہ و فشی کے کو مشعل بزرگ جا چڑھے

لب بام کثرت ہجری بکسر ہوئی
تکے کی زمیں ساری اوپر ہوئی

مرزا صاحب نے ہفت بند ملا کاشی پر چرکتی فشی طرح سے صحران لگانے تھے چند بند پڑے کہ
حامین کو حالت وجد کی پیدا ہوئی، ہر طرف سے آواز تحمیں و افزین بلند تھی، پھر حضرت علی اکبر کے سراپا
کی تصویر میں کئی بند تر تصنیف اپنے کے پڑھ کر ایک بند بنیدہ اس غزل سے پڑھا کہ یا تر ساعت مدح سے
شور و غل واہ و واہ وصل علی کا بند تھا یا تمام مجلس سر پیٹنے و آہ و فغان کرنے اور خود فتنہ برنگی مرزا صاحب
مہرب سے آگئے۔ ہر ایک کی زبان پر مردم الہ آباد کے یہ بات تعدول سے جاری تھی کہ جسے الہ آباد آباد ہوا
ذالیا علیہ ہوا ہے زائیدہ امید ہونے کی ہے۔ یہج ہے انقلاب زمانہ سے یہجی ہے کہ ایسے اشخاص
ذی کمال ایسے شروں میں وارد ہوویں، مصلحت اس کا مرزا صاحب مدد ورج کی دو باغیاں واسطے ملاحظہ
ناظرین کے مندرج ہوئی ہیں

جرم چھل کبھی نہ پرستان سے نکلے

اسی دوزخ میں جزر آسمان سے نکلے

پر شکوک کھنڈ تو جنت تھا دہیر

آدم ٹھہرے جرم جنوں سے نکلے !

پہنچا جرم کمال کو، وطن سے نکلا قطرہ جو گرہ بنا، عدل سے نکلا

تمکین کمال کی غریبی ہے دلیل پختہ جو شر ہوا چمن سے نکلا

بالآخر مرزا صاحب کو مت ایسے ۱۲ صفر کو مع رفقا دہلی میں ہوا ریڈیو الہ آباد سے جنت فزا
کہ پندھویں شہر مذکور کو مع الخیر و عافیت داخل کھنڈ ہوئے۔ فقط المرقوم ۷ اگست ۱۹۵۹ء ۱۶ صفر ۱۳۷۹ھ

جرول ضلع ہراج کا سفر کی مرتبہ کیا، اسی طرح قرب و جوار میں آئے جاتے رہے
کلمتہ میں علاج چشم | ان سفروں میں سب سے طویل سفر کلمتہ کا سفر تھا، ۱۲۹۱ھ/۲۷/۶۱۸ میں

و ادعل شام نے ایک جرن ڈاکٹر سے علاج کے لیے انھیں کلمتہ بلایا تاکہ انھیں کھول کا آپریشن کرالیں۔ یہ
سال یکینیت مجرول الہ پر سخت تھا، بھائی بیٹے اور پھر میرٹھ میں کمرت نے انھیں بے جان کر دیا۔

وفات | ۱۰ محرم ۱۳۹۲ھ/۹ مارچ ۱۸۷۵ء منگل کی صبح ہونے سے پہلے مرزا سلامت علی دہیر جنت
مدھارے۔

ان کی آخری آرام گاہ کو پچہ دہیر نکھاس کھنڈ کا وہ مکان ہے جس میں انہوں نے زندگی کا آخری
زمانہ گزارا تھا۔

خراج عقیدت | ان کی وفات پر ملک بھر میں سوگ منایا گیا، پریس نے موت تک تعزیت اسے
انکلمات تاریخ، احوال اور ریشہ چھاپے، بادشاہ سے گدنگام سب ان کے

قدردان تھے سب نے خراج عقیدت پیش کیے۔

نواب امداد امام اشرکتے ہیں

• مرزا دہیر علی اشر در جنت فی الجنت کا درجہ، حوصلہ، انسانی گوشت کر دینے والا نظر آتے۔

آپ تاسرے کارکن صفات سے مشغف، ادب، یب خامان خدا سے تھے، اولیا، نہ ان کی زبان

و ادب العطا ایسے حضرت کو بخشی تھیں، آپ کی سخاوت و ایثار شہرہ آفاق سے علم و فضل

کے ساتھ توفیق عبادت، ہمت کچھ خدا سے پاک نے عطا فرمائی تھی، اخلاق محمدی کے

آپ پر انہوں نے تھے، جود و سخا، ہنر و عطا میں اپنے جراب آپ تھے، طبیعت بے حد۔

شریعت اور غیر باطنی، منکر مزاجی، خاکساری اور فروتنی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے خوش مزاجی، خوش اخلاق، خوش اوقاتی آپ پر ختم تھی، عمر بھر کبھی کسی کیفیت میں کمی نہایت کسی سے تشریف نہ ہو کر دوسرے وقت پر گفتار کرنا سب میں کیتانے وقت تھے۔
(کاشف الغائب ج ۲ ص ۵۲۸)

یہ بات نواب محمد عباس علی خان محمد نے اپنے اس تعلقہ تاریخ میں لکھی ہے جو دفتر ماتم میں چھپا ہے
اس کے حق میں شرط اسطہ ہوں۔

مرثیہ گوئی شہیدان جہاد زینتِ بزم
صاحبِ دور و خفا شوقِ شب بیدار
مدحِ خیرانِ بنی و ذاکرِ آلِ امجاد
جمعِ خلقِ واکم عابدِ خدائیں و جبراد
ہمسفرِ بروردِ مکان و ادویں و مقدار
رنگِ خاقانی و فردوسی و صدی و کلیم

نمودنِ اور مرزا دبیر کا شعور

مذہبِ کرباب تازگیِ نظم میں کہ ہے یا حضرت عباس علی! وقتِ مدد ہے
مولہ کی مدد سے جو سخن ہو وہ مند ہے اس نظم کا جو ہر ذمہ قریس کو یہ مدد ہے

حامد سے صلہ بھی نہیں دے گا ہے مجھ کو
مرزا دینی سے سروکار ہے مجھ کو

نگار ہے یہ نظم و بیان، بیشہ نہیں ہے باطنی کو بھی گل گشت میں اندیشہ نہیں ہے
ہر مصرعہ بجز تیرہ ہے، تیرہ نہیں ہے بیان مغز سخن کا ہے رگ و ریشہ نہیں ہے

صحتِ مری نہیں ہے یہ نظم کے فن کی
مانندِ قلم ہاتھ میں ہے، بیغی سخن کی

گر کاہٹے، فائدہ کیا کہہ گئی سے میں کاہ کو گل کرتا ہوں، گلے نہیں سے
خوش رنگ ہی الفاظِ معنی ہیں سے یہ ساز ہے سوزِ غم شاہِ مدنی سے

آہن کو کروں نرم قرآئینہ بناؤں
پتھر کو کروں گرم قدمیِ عطرِ نساؤں

گو خلعتِ تحیں مجھے حاصل ہے سراپا پروعتِ سراپا کا ترشکل ہے سراپا

ہر عضو حق اک قدرت کامل ہے سراپا یہ روح ہے سر تا بقدم دل ہے سراپا
 کیا فنا ہے گر کوئی جھگڑتا ہے کسی سے
 مضمون بھی اپنا نہیں لٹاتا ہے کسی سے
 خاموش دیراب کر نہیں نظم کا یارا مداح کا دل تجھ غم سے ہے دوپارا
 کافی ہے بخشش یہ وسیلہ ہے تمہارا اک ہفتہ میں تعصیف کیا مرثیہ سارا
 تجھ پر کرم خاص ہے یہ حق کے دل کا
 یہ فیض ہے مدح جگر بند عسلی کا
 خاموش دیراب کر نہیں طاقت گفتار ہر مصرع برجستہ ہے سلک درشتوار
 بے مثل ہے یہ مرثیہ بے منت و زحار جز خون علم دار یہ تقریر ہے دشتوار
 روشن ہے یہ سب پر کرم شاد و نری سے
 کیا گر ہر مضمون نکلتے ہیں دھن سے

دبیر کا فن

آپ ہر مرتبے سے پہلے ہمارا قاری فرٹ اور ہر مرتبہ پر تبصرہ ملاحظہ کریں گے، متعدد ہر شیروں
 کے مطالعے سے دبیر کی شہرت کا راز سکھنے کا، درحقیقت انیسویں اور دو زبان کے ان عظیم معماروں
 میں ہیں جن کے بغیر ہمارے ادب کی تاریخ یکے چشم رہ جاتی ہے۔ ہماری زبان منت پریشان نظر آتی ہے
 مرصع و مستثنیٰ، عشق و تقصوف، قصہ، کہان، اخلاق و فلسفہ کی بھری داستانوں میں، بھرپور اسلامی نگاروں
 کی مسلسل نمائندگی مرثیہ کا مطلب کا وقتی، مرثیہ نگاروں نے یہ کی پوری کی۔ اور اس شان سے زبان کو رہنما کی۔
 سرایہ الفاظ و معانی سے مالا مال کیا۔ اسلامی علامات، اسلامی کردار، دلیری، حماد، جان فروشی، شہادت،
 یا و شہدا پر مردانہ و دلیرانہ فکھار، اور انسانی جذبات بلند کی نمائندگی کی۔ تاثیر و تاثر کو نیا آہنگ دیا۔

دبیر نے قدیم ادب، عربی و فارسی کے گراں قدر و فترا و عظیم مرتبہ مسالاروں کی ادبی روایت کو اس
 شان سے اردو میں منتقل کیا جس سے اردو ادب عربی و فارسی کا ہم لہجہ ہوا۔ سادگی و یکبارگی کو فن بنایا۔
 سادگی پسند لوگوں کے لیے سادہ کام اور نقش و نگار سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے صنعت کا راز
 نمونہ کا اہتمام کیا، طالب علم کے لیے ذخیرہ معلومات متیا کیا، معانی و بیان، اسلوب و اظہار کے تجربے
 پیش کیے۔ یہ کامیاب تجربے شاعروں کے لیے مشعل راہ، ادیبوں کے لیے نشان منزل اور زبان

کی وسعتِ دماغ کا اندازہ دھڑلہ کرنے والوں کے لیے نفیس دفتر ہے۔۔۔ دبیر اور وزبان کے
عین اور اسلامی ادب کے بڑے محسوس ہی۔

حکومت علی دیر کے مرثیے پڑھنے سے پہلے دو یا تین ذہن میں رکھنا ضروری ہی پہلی بات دبیر
کے عہد میں ادبی رجحانات اور ان کا فلسفہ دوسری بات، خود مرزا صاحب کے نفسیات اور ان کا
زاد و بطن نظر۔۔۔

۱۸۵۷ء سے پہلے برصغیر میں فارسی ادب اپنے کمال عروج پر پہنچ کر زوال پا چکا تھا۔
علمی پس منظر ملک کے نصاب تعلیم میں ادب کی جو کتابیں پڑھی پڑھائی جاتی تھیں ان کی ایک
فہرست یہ ہے:

گنگستان، بزرستان، پنج قہر، سرخ زعمری، وقائع نعمت، خان عسالی
رسائل لغز، دیوان حافظ، قصائد غنائی، قصائد مدحیہ، چارچ۔ قصائد عربی۔
مختصر اوزن نغلی۔۔۔

عمران گروہ میں فارسی کا چرچا تھا، کچھ خاندانوں میں فارسی بول بھی جاتی تھی خط و کتابت
فارسی ہی میں ہوتی تھی۔ فریڈ ویم کاٹ ٹائم برونے کے بعد انیسویں صدی کے آغاز میں اردو
زبان سرکار و باریہ تہذیبی گمراہی زبان کا تحول، اس کے ادب کی باگ ڈور جن استاد کے ہاتھوں میں
تھی وہ فارسی کے شیواں اور فارسی کلاسیک کو میاں ماننے والے تھے، انہوں نے اردو کی قواعد لغت
اسالیب و انداز کو اپنی ڈھنچھی لکھ کر رکھ دیا۔ یہ نہ کرتے تو عادت اور دستور کے خلاف ہوتا، سب ہمارے
مسلمان تھے لہذا عادت میں سخت و محراب سخت و علامات اسلامی عاتقوں ہی کے آئے، جنہی زبان،
ہندوستانات اور غیر مسلم حجاب کیسے لگتی، وہی۔۔۔ سے جزائز ادب چلا ان میں سراج الدین خان آرزو
شاہ حاتم، مصحف، قلیل، آستانہ۔۔۔ تاج کھنکر کے ادبی رہنما اور زبان کے حامی و مددگار
ان قلوب کا خیال تھا، بنیادی طور پر اردو کو اس قدر صیقل، تھوکی اور مرستہ بنا دیا جائے کہ ہلکا پن اتنے اتنے
جی استے ناکارہ نہ بنایا جاسکے، اس کا بنیاد افلاطون، فرعون، الفا کا وسمانی کے اتنے استمالات پیش کر دیئے
جائیں کہ آئے بڑھ کر کوک تلی دماغ کی شکایت نہ کریں، ادیب کے لیے اعلیٰ علمی مسائل پر بحث کے وقت
افلاطون شے اور ہیرا بنے بیان ہاتھ نہ آنے سے بڑی گھٹن ہوتی ہے، اس گھٹن کا اسکاں ختم کرنے کیلئے
معان و بیان اور فن پر بحث کو استمال کیا قلیل نے ہندوستان سے لے کر ان کا سفر کیا وہاں فارسی سبزو، خاص
فارسی کو تہذیب و سحر ہی جو ان کا خیال تھا فارسی سے عربی کو نکال دیا جائے قلیل فارسی کے

ساتھ ترکی کھڑے آئے۔ انہوں نے اردو قواعد کھسی تراشا، دئے ان کے رجحانات کے مقابل میں مقامی اہل عرب کو اچھا، انشاء اللہ خال، انشا، گجراتی، پنجابی وغیرہ سے واقف تھے۔ انہوں نے مقامی لہجے اور عوام کی بول چال کو اسیت دی۔ ”وہ اپنے طوائف“ انشاء و قلیل کی شکر کو کشش سے ندری میں اردو کی کتاب قواعد ہے اس کتاب کے آئینے میں کھنڈ کی بولی و سانی جدید صاف نظر آتی ہے۔ یہ کتاب فنی مسائل کی تائید و تجزیہ کی کما حقہ اہمیت و اہمیت کے نتیجے میں غازی الدین مجدد رستوی ۱۳۴۳ھ/۱۸۲۴ء نے ایکسپوژٹ قائم کیا جس کی عمرانی میں ہفت قلام نامی لغت تاجر جیسا اسی بڑے دوسرا عربی لغت نامہ تاج لغات کے نام سے شائع کیا۔

خاص ملحقہ دینی دستان بحث و نظر کے مقابلے میں عوامی ادب میں آگے بڑھ رہا تھا عوام میں غزل و شہری، قصیدہ و بھجکا چرچا تھا۔ نظیر کی عوامی شاعری، میر تقی میر کی غزل، شہری، مرثیہ، قصیدہ۔ سودا کا قصیدہ، مرثیہ غزل۔ پھر صاغر شہر، برتقید، حصو صاغر شہر پران کی بحث قابل قدر وغیرہ ہے۔ اسی مکتب بحث کیلئے کچھ نظمیں مضمونی، میر درد، میر اثر کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ بزرگوں کے بعد جوان کی باری آئی تو ناسخ نے نئے صلت کے رد و فنی کشتی۔ اور زبان و اظہار، حیالات و استعالات پر گرفت و احتساب کا نیا دروازہ کھلا۔ ان کے مخالف بھی، آتش چمکے، سدھلی میں، محمد بازیم ذوق، زبان و استعمال الفاظ و ترکیب کے ماہرین کو اچھے سے اور اسد اللہ خال غالب ہماری اصطلاح میں ترقی پسند قرار دیئے۔

گویا، دبستان دو بڑے۔ فنی، علمی، نقد، اور تعمیری نقطہ نظر رکھنے والے ادیبوں کی کاوش سے نیا در بڑے والا دلی دبستان۔ اور عوامی، جذباتی اور نسبتاً بے فکر سے ادیبوں کا مکتب دانش و دانش۔ ایک کا خیال تھا کہ زبان کو میدان سے گرنے دیا جائے ایک کا خیال تھا زبان سب کی سمجھ میں آئے۔

سرکار و باہرین مختلف نہ ہو تو اسے یہ نام کیوں دیا جائے، اگر دُراور راج کے سامنے آج بھی وہ زبان استعمال نہیں ہوتی جرم گھر میں یا بازار میں خطاب و معاملات کے لیے استعمال کرتے ہی، بنیال خود منصب، بلند نظر، بلند خیال، بلند مرتبہ سرکاروں میں مجمع میں اسی رنگ کا ہوتا تھا۔ اسی لیے وہاں قصیدہ و غزل اور مرثیہ میں اہمیت کے ادب آداب خود بخود کھڑے تھے۔ آج بھی یہی اصول رائج ہے۔ اس لیے نظمیں ہم دیر کو اردو زبان کا سمجھنا سنتے ہی۔ انہوں نے زبان کی علمی ثقافت اور فنی تراش و خراش ترویج لغت اور تفریح استعالات کا تجربہ کیا۔ ان کی محنت، رنگ و بار لائی اور وہ اسلامی مکتب، اسلامی کلچر اور اسلامی فکر کے علم بردار بن کر سامنے آئے اور کم و بیش اپنے تمام معاصرین پر ایک مدت تک چھائے رہے۔ ان کی زبان پر ہندی کے بجائے فارسی الفاظ کی بہتات ان کے کلام میں عربی تائید کے حواسے

ان کے حرم ہندی اور ایرانی دیوانوں کے کبابے اپنی تاریخ اپنی تہذیب اور اپنے اکابر سے مسلمانوں کی حق پرستی، قرآن کے تذکرے ان کے نام اور کام کا پیرا ان کا نصب العین تھا۔ یہ سلسلہ دبیر، رئیس، مالی کے ذریعے علاء التہال تک پہنچتا ہے۔ اور شریں ان کا سلسلہ جب علی بیگ سرود، محمد حسین آزاد، نذیر احمد شہل، محمدی افغانی، نیاز محمد پوری، ابوالکلام آزاد کے نام سے قائم ہے۔

شعوری کی نظر — در سلسلہ مرزا دہر کے نفسیات، شعور و شعوری عوامل کا ہے۔ مرزا دہر کی روانی حیات و بصیرت کا جرم ان ہم کب پڑا ہے اس کی روشنی میں مرزا صاحب نے یہی عقائد خدائی کے پائیدہ نظرات سے دی۔ ان کی تعلیم، خیالات، جستجو کے مقابلے میں حدیث پروردہ نے واگروہ، اساتذہ اور رفقاء کی مریدانہ منت ہے۔ ان کے خاندان میں اہل شیرازی کا چرچا تھا، اور اہل شیرازی سلطان یعقوب، قیصر تھو (سنہ ۹۰۹ھ)، شاہ اسماعیل صفوی (سنہ ۹۳۰ھ)، اور اسماعیل شیرازی (سنہ ۹۱۰ھ) کے دور سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے زمانے میں شعور، عقیدے، ملاکاتی جن کی مجمع البحرین، اور تجلید است، کی بڑی شہرت تھی ایک دن کاتبی کے قدردان ان کی تعریف میں رطب الانسان تھے اور اہل کوچھڑ سے تھے جس نے فیصلہ کیا کہ وہ ان دونوں مشوروں کا تراب نکھیں گے۔ ان کے الفاظ میں:

چنانچہ مجمع، بحرین و نسخہ تجنیسات یکجا جمع آردم و با وجود تکلیف لزوم مالا یزیم نقد قافیہ بین
ہم لازم مردم بطریق کہ اگر در مقابلہ تجنیسات بروزن فاعلاق فاعلاق فاعلاق کو بحر مل صدق
محذوف است۔ جواب آن باشد با زیادتی صفت و بحرین و ذوق قافیہ بین و اگر در مقابل مجمع البحرین
اوقواند بروزن مقلی مضل فاعلاق کہ بحر سریع مطری مکتوف است۔ و بحر مل صدق و صفت
اور ست۔ جواب آن باشد با زیادتی تجنیسات و بحر الزمات کو در آن و نسخہ صیت

(سنہی بحر مل میں ۲، طبع کھنڈ)

مجمع البحرین و تجنیسات کا جواب، مشنوی بحر مل کی صورت میں اب تک موجود ہے، یہ مشنوی فی عروض کے غنودہ نظر سے ایسی نظم ہے جس کی تقطیع دو بحر مل کی کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ فی معانی و بیان کی صنعت تجنیسات ہی نہیں اور معانی عقلی و مشنوی بھی جمع کر دیے ہیں۔ مرزا دہر کے سخت الشعوری ناطقان روایت محمدی و بیچکھی تھی۔ ان کی رسائی علی صہبزی اور شاہی مجلسوں میں ہوئی۔ اب انہوں نے پہلی بلند نگاہی یہ دکھائی کہ مرثیہ کو اپنا حق بنایا مرثیہ، مسلمانوں کے عظیم ترین ورثے کے طور پر برابر دھرا یا مارا ہے، مسلمان اس واقع کا بڑھنا، کھٹنا اور سنا باعزت ثواب سمجھتے ہیں اور ایسے شاعروں کا خاص احترام کرتے تھے جو مرثیہ کہے۔ پھر امام حسین علیہ السلام ان کے با وفا، جاں نثار ساتھی، عقیدہ و اخلاق میں یہ مثال

تھے مرزا دیر کو مرثیہ گونی کے ذریعے میرت کو درواختی پرستی و ولایت کی تبلیغ کا ذریعہ سمجھا۔ انہوں نے مرثیوں کے متغنون میں ہی قسم کے غائب کا اظہار کیا ہے اور مرثیے کو نذر اہام کرتے ہوئے تربیت کی تمنا ظاہر کی ہے :

غائب کو دیر پہلے کہ جو انہوں دہلی خنزوں ہر روز تری نظم کی تاثیر ہو افروز
دیکھے نہ سنے ہم نے یہ اہام کے سمور ہر دلی قدی ہے ہاں عمر مرزوں
غائب میں نہیں دو مضامین کا کسی سے
پردہ خطا خاص کا ساقی سون مٹی سے

یہ کہہ کے چھا گھوسے غلہ سدھاری غائب کو دیر اب کرے وقت مجھے طمان
کو طرہی یہ زینب سے کہنے خلائے باری اس مرثیہ پہ چاہتا ہوں مسد قمار
اکبر کا تصدیق یہ کہو شاہ اہم سے
ہر دم مجھے دل شاد کریں اپنے کرم سے

حیرانسا کے دہن کا اب کیا کہوں ہی نال بے دل پہ اسے دیر جو ہم غم و ملال
دودو کے تو یہ نالہ دیر سے کہ سوال میں ہوں غلام، ڈاکر شبیر خوش خصال
دینا ہر واسطہ یہ سہ مشرقین کا !
یہ مرثیہ قبول ہوا صد تحسین کا !

غائب کو دیر اب کہ جو اہام میں محشر یہ مرثیہ تائید خدا سے ہوا بہتر
افندہ کرے، صاگر کی شاہ شہیدان
ہر دم مری امداد کریں شاہ شہیدان

مرزا صاحب نے اپنی ناعری کے لیے حد بندی کر لی، وہ بزمہ شگفتگی اور دوسرے مثنوی گوشتوں پر دمک و آہنگ کی روشنی میں ڈالتے، ان کے خیال میں مرثیہ کا مقصد عجب کو دلانا ہے، مرثیہ میں مرث
عقیدت و احترام ہی کی نفاذ قائم، بنا چاہیے موازنہ انہیں دو دیر پر پروٹیسر عابدی عابد نے اپنے
گزل قدر عاصیے میں لکھا ہے :

”دیر کی عظمت اسی بات میں معجز ہے کہ وہ شہادت کے مقدمات اسی طرح ترتیب دینا
ہے کہ مرثیہ نگاری کا مقصد قوت زبردستی سننے والوں کے دل پر دو گنا اثر ہو، اہام کی اور
ان کے دھماکے دو ناک شہادت کا اور شہادت کے ذریعے ان کی جلال و عظمت کا۔“

دیر کو بہر حال صبح کے مقام بلند کرنا چاہا کرتا ہے۔ مرقفہ صحن کی وضاحت کرنا ہے جرنیل کو بلا کے مختلف کوائف کو یوں ترتیب دینا ہے کہ غیر دشمن کی آویزش میں نظام جہاں غیر کو شکست ہو، وہی اس شکست کی لمبائی اور حرکات بھی نظر آئے اور یہ بھی معلوم ہو کہ شکست دراصل صحن کو گنیں ہوگی بلکہ دشمن کی اسی قوت کو بروئی جوان کے خلاف موکر آراہمی۔ اس مقصد کے حصول میں ان کوائف کا تفصیلی بیان نہیں بشی رزمیر شاعری کے لازم سمجھتا ہے، بالکل نازی اہمیت رکھتا ہے۔ دیر کی صحت من، انسانی جذبات و احساسات کی تصویر کشی میں بوجہ نازی نظر آتی ہے۔ (ص ۳۲۵)

یہ بات مرزا دیر کا نجی ماحول قرار پاتی اگر اسے پسند عام قبول نہ کرتی مگر مستقبل نے بتایا کہ ان کا جذبہ غرضوں رنگ لایا۔ ان کے کسی کیکلوں شاگرد جوئے ان کے مرثیے ملک بھر میں پھیلے اور وہ ایک زندہ دبستان کے بانی مانے گئے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی نے دبستان دیر میں اس روایت کی تفصیل پر بحث کی ہے۔

صنائع بدائع دیر کے فکری اور ملی افادات کے خیمے میں اردو ادب کو عربی و فارسی ادب کے تقابلی معیار میں قدیم فنی خصوصیات کا ایک کامل و مکمل مجموعہ حاصل ہوا صنائع و بدائع سے آراستہ گلدستہ، علمی روایت کا حسین نمونہ، فنی معانی و بیان کا انجیل قرظہ۔ علامت (SYMBOL) اور (SYMBOLISM) سائنس و ادب کی جان ہے۔ استعارہ و تشبیہ سے زبان میں جان پڑتی ہے۔ کتا یہ ادب مجاز سے شعر میں لطف اور مضمونیت میں زور پیدا ہوتا ہے۔ تقریر و تحریر، نظم و نثر کی ادبی حیثیت کا دار و مدار اور فصاحت و بلاغت کا انحصار انہیں علامات و استعارات پر ہے۔ یہ صنائع ادب کی ایک ناگزیر ضرورت ہیں۔

بنانے سنوارنے سے ہر چیز خوبصورت نظر آنے لگتی ہے، درد و ہوا پر رنگ نہ ہو تو گھر بے رونق معلوم ہوتا ہے۔ تصویر پر رنگ درد و فنی جڑھا دیا جائے تو قیمت بڑھ جاتی ہے۔ رنگین پھول و درخت پر اس سے تو پند کیے جاتے ہیں کہ ان میں نابولے اور طرین دن کے رنگ، ہر قسم کی تشبیہ و استعارہ، مجاز و مرسل و کنیہ، تلمیح و تضاد، جس تعابیل و مراعاتہ انصاف تجنیس و تناسب سے نظم و نثر کا حسن بڑھتا ہے۔ اس لیے علم کا بندا ہی میں ان خاص و صنائع سے، شاعر کا کیا جاتا ہے اور زبان کی اس طے تمام ایک اس فن کے تقاضا سے، انجیل کی قوت کی جاتی ہے مرزا دیر کے مرثیہ کا کلام اس مقصد کے لیے ہے۔ منیر ہے شمس الدین فقیر کی حدائق البلاغت اور نجم الغنی کی بحر افصاحت کے مباحث و مسائل ہمیشہ

استعمال میں رہتے ہیں اور ان سب کا مجموعہ ہی اہتمام سے مرزا دہیر نے تیار کیا ہے اور کہیں موجود نہیں ہے۔

جو علم معانی و بیانی کو سمجھے البتہ دہیر کی زبان کو سمجھے

کیا داور بند کی سخن اس سے جھلا کیساں مرزا ہی و اسکاں کو سمجھے

علم معانی و بیانی کی ضروری باتیں اور مسلمانوں کے کسی فلسفہ تنقیدی کے اصول و اہم کر کے کیے کچھ اصطلاحات اور چند اہم مسائل و مباحث کا مطالعہ ضروری ہے اس مطالعے کے بعد دہیر کی زبان سمجھنے کے علاوہ ہماری انتقادی ردایت کا ایک سلسلہ بھی سامنے آئے گا۔ دہیر کی محنت و محنت کا وہی آئینہ ہوگا اور دہیر کے سرشیں میں صنائع و بدائع کی مرئیت کا وہی دیکھنے میں لطف آئے گا۔

صنائع صنعت کی بیج ہے۔ اس کا مقصد ہے لفظ یا معنی میں کارگری دکھانا اور اس کے رنگ کا رنگ استعمال میں حسن پیدا کرنا۔ یہ حسن کبھی لفظوں میں ابھرتا ہے کبھی معنوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔ لفظوں میں صنعت اور شگوفہ کا وہی کی چند قسمیں ملاحظہ ہوں :-

اشتقاق : ایک اصل یا مادے سے مشتق الفاظ کو نظم یا نثر میں استعمال کرنا مثلاً

ناساز - ساز - جلا - جل - خیل - جا - بجا

آہنگ - جنگ پر ہوئے آہنگ جا بجا بعد ازیں نے نغمہ تانوں کیے ادا

کی دھیروں نے ہانگ نی دھنگ بر ملا ناساز طبع شرع وہ ہر ساز کی صدا

صدا کا سینہ شہرِ رومل سے دہلی گیا

میدانِ صدا سے کم جلا مل گیا

یا : حرری خواص خاص معنی، ظہاں غلام تھے۔

بِزائے استعمال : کسی قصے اور واقعے کے بیان سے پہلے ایسے الفاظ استعمال کرنا جن سے اُسے والی بات اور اس کا موضوع واضح ہو جائے مثلاً حضرت سلم کا مدینے سے کرفے میں وارد ہوتا اور شہادت کے واقعے سے متعلق مرثیے کی ابتدا ہے :

کوئیہ ہمارے آنی جو گشتِ چمن کو شرمائے لگا رنگ زینِ چرخِ کمن کو

رنگِ رگسے کی سخنِ رواں گل کے بدن کو لائے نے کیا گل کے کبکبیلِ مین کو

ہر سر و بنا شکلِ زباں شرقی سخن میں

فوارے درآفتاب ہرے نعلینِ چمن میں

تجنیس : صورت میں مشابہ مگر معنوں میں مختلف الفاظ کا ایک جا استعمال یہ مشابہت جب جنس میں

برادروں ہم ہوں یا ضل یا حلت ہوں انہیں سے تجنیس نام مائل کہتے ہیں۔

ہر فرد کی عمر نے پڑھی فرد خال و خطل

فرد: شخص۔ فرد: حساب یا بریکر کا صفو۔

ہر میں مائلوں کو حاصل کئے ہوئے

تجنیس نام مائل، مختلف جنسوں کے الفاظ کا تہجید کرنا۔ جیسے "پر" اسم اور "پر" حرف۔

بدلی نے ہوا گرکش آیام کی بدلی

بدلی، راسم، ابر و ضل اس نے بدل دی۔

تجنیس نام مستوفی، ایک حرف ہر دوسرا اسم۔

بے پر نے کس کیا جڑیں بال و پر طے

نظر کے ذہن میں نہ یہ رہتے تھے پر طے (دو تیرا)

خیر میں کیا گذر گئی دور الامین پر

کاٹے ہیں کس کی تیغ نہ دیکھنے تین پر (دائیں)

تجنیس مرکب متشابه، ایک جنس کے وہ الفاظ کہ ایک مفرد برادروں مرکب

خالی دگیا وار کوئی تیغ دوسرا کا

نہ تھڑے گے گر پازوں بچا کر کوئی سر کا (دو تیرا)

تجنیس مرکب مغروق، ایک جنس کے الفاظ میں ایک مفرد اور دوسرا فقط کسی دوسرے کلمے کے بعد سے مرکب ہوا:

لکھنے کی ادھر پڑھنے کی ابجد سے بے بنا

ابجد نہ دیکھنے فرکی میں کروں میں کیا

تجنیس مرفوع، الفاظ جن میں ایک مفرد برادروں دوسرا فقط کسی دوسرے کلمے کے بعد سے مرکب ہوا:

تجنیس پیدا کرے۔

فل خاک اب معاشرت جم دیاں نہیں

لوتیج برق دم کا قدم درمیاں نہیں (دو تیرا)

برق کا قات دم سے لی کر قدم کا متناہس ہے

تجنیس شطی، دو نظریں یا متعدد الفاظ کی ظاہری صورت، ایک ہی صفت نقطوں کا فرق ہو۔ جیسے باد باد

آر اس کو بیمار اپنے گلے کا کرے برآر (دو تیرا)

منعرق برق دیکھ کے خورشید ہوا تر
 ابرو سے پگھلا ہے پڑا بیغ کا جوہر
تجنیس مخزن : الفاظ متجانس برحیثیت سے یکساں ہوں، صرف حرکات میں فرق ہو۔ (دہلی، دہلی)
 صحرا کا سینہ شرب دہلی سے دہلی گیا (دہلی)
تجنیس ناقص : زائد : ایسے الفاظ متجانس استعمال کرنا جن میں ایک حرف کم یا زیادہ ہو جیسے : بار بار
 بار اس کو ہمارا اپنے گلے کا کسے برابر
تجنیس مذیل : متجانس الفاظ کے آخر میں دو حرفوں کا اضافہ ہو :
 قل — قفل — دل — دمل
 اسرار ہوا لختِ دلی صاحبِ موندنی
 موجودِ اہل و عوالی ہوئے بالکل
تجنیس مضارع : متجانس الفاظ کے بعض حروف مختلف ہوں۔ شرط یہ ہوں قریب المخرج
 اب طلب تیز ہیں ڈاکر یہ سنائے
 حمزہ کی پریشیت پہ ملائے نگائے
تجنیس لاق : متجانس الفاظ جن کے بعض حروف مختلف اور بعد المخرج ہوں مگر اختلاف ایک حرف
 سے زیادہ نہیں ہو۔ (تجنس — قفل —)
 عود و شرف و دبدبہ درعب و قفل
 طفت و گرم و خلق و دیا سیر و قفل !
تجنیس مختار : مذکورہ متجانس الفاظ کا کھولنا ،
 علم — الم — علمدار
 کیوں شیواٹھانے ہی علم رنجِ دالم سے
 کیا دستِ علمدار کئے تیغِ ستم سے
 میرا نہیں کے صرے میں :
 علی کا دبدبہ درعب و جرات و صرعت
 حشر و شش، حسین و خیر کی سب شوکت
 تکبیر : ایک لفظ کا ایک مصرع یا شعر میں بار بار آنا۔

وہ بے کسی، وہ درد، وہ اندر، وہ ہراس
 قائم نہ کچھ مدد کا، نہ فریاد کے حواس
 تم جا، خدا کو مان، حبیب خدا کو مان
 اہر کو مان، حضرت شکل کشا کو مان
 رد الجبر، دوسرے معرکے فوری کن کو بھڑکتے ہی، بھر کے لفظ یا الفاظ کو پہلے معرکے میں لانا۔
 تجھیں کی طرح اس کی بھی سند تھیں ہی۔ مرزا صاحب نے اس صنعت کو کثرت استعمال کیا
 ہے اس کی ایک بہت عمدہ مثال یہ بند ہے،

محب ہے تو ہم حرب و غتر کے کشندہ
 غتر کے کشندے ہیں کہ اڑدے کے زندہ
 اڑدے کے زندے، دیر جیر کے کشندہ
 جیر کے کشندے، نصف لشکر کے زندہ
 لشکر کے زندہ، پیرے کشیر خدا ہیں
 کشیر خدا ہیں سپہ سالار حیا ہیں

زہرا کا گہرا اختر صد برج شرف ہے
 یہ اختر صد برج شرف اور جنت ہے
 یہ درجعت، حیدر صند کا خلف ہے
 یہ حیدر صند کا خلف حق کی طرف ہے
 یہ حق کی طرف، مثل ربیع قبلہ مناسب
 یہ قبلہ ما، کعبہ تسلیم و رضا ہے
 یہ کعبہ تسلیم و رضا، فخر پدر ہے
 یہ فخر پدر، فاطمہ کا نورِ نظر ہے
 یہ فاطمہ کا نورِ نظر، رشکِ قرہ ہے
 یہ رشکِ قرہ، درجِ امامت کا گہر ہے
 یہ درجِ امامت کا گہر، جان نبی ہے
 یہ جان نبی، خاصِ خدا ہے
 یہ خاصِ خدا ہے

رماد، قطارِ البحر جیسے مناخ کی شاہیں کثرت ہیں

ترتیب : تمام یا اکثر الفاظ و فقرات یا دو معرکوں میں مقابل اور متحد الازن اور متحد القوافی ہوں :

میزانِ خدا، مفتی دین، قاضی فردا
 سلطانِ ازل، شاہِ ابد، عسکر و شفا
 نورِ شہیدِ جنت، بدرِ جرم، رونقِ بطحا
 انتہا، عرب، ادجِ حرم، خسرو دنیا
 بیت کرسند با حق سے، قرآن کو قلم سے

تھیلے کو شرف نام سے، منبر کو قدم سے

ہے کہ وہ فرائض جو ساکن ہوتے رہاں ہے اگر خرمندہ اگر ہو یہ خواہاں
ہے جود، گلاز اسے گشتِ بیاباں ہے تلاء کسار اسے تختِ ملیباں
ہے برق شریعت اگر جلدہ کناں ہے
ہے برہرینز اگر قطرہ زناں ہے

سیاق الامداد: ایک سرخ یا چند معرول ہیں اعداد کا ذکر کرنا۔

گر چار برا تیغ دوسرے کوئی سردار اس غنیمتی نے مع ہزار کیا چار
یہ کاٹ تو ہے تیغ دو پیکے پیے ہمار لشکر کے جوافوں کو رس کر دیا، کبار

درختے کن دساں کیجے اہل ہوس کے

چرتیش بری کے تھے، چوتے ماطرین کے

تفسیق الصفات: ایک سے زیادہ صفات کو یک جا بیان کرنا۔

گل پیرن گل بدن گل رخ گل نام شمشاد قد وغیرہ دباں دمن اندام
نوش قامت و خوش آواز خوش انجام حسن چمن شدرع ہمار گل اسلام

کس عرسے میں یہ غلط کا باج کھلاتا

موت پر ملک رہ میں تہہ خاک ملا تھا

ازوم بالا لایزم: کہ تم کی پابندی اپنے اوپر لازم کر لینا۔ مثلاً مندرجہ بندی تافیر کو متعذر کر لیا ہے:

اس بار کے اٹھائے کو طاقت ہی چاہیے طاقت فقط بغیر لیاقت بھی چاہیے

صاحب ملک و حسن رفاقت بھی چاہیے دل کو دنا، زبان کو لیاقت بھی چاہیے

ایسا ہے منتظم کوئی تیرے تیا کس ہیں

لکھوں سے توڑا سٹے بہتر کر بیاس ہیں

تیسرے منقوڑ، بھی نسبت ازوم بالا لایزم کی تم ہے۔ مرزا صاحب کا مرثیہ ہے۔

میر علم سودر اکرم ہوا طالع وہ مرصا، مہر حکم، ہوا طالع

سہرا ہ مراد دل عالم ہوا طالع ہر گام علقار کا ہمد ہوا طالع

عکس علم و عالم معرور کا عالم

گر ماہ کا، گر مہر کا، گر طور کا عالم

منقوڑ :

جب بخت بن قین نے زینت بخش زینت نے تعلق تب بشقت بخش
 تیغیں جڑت، جبین شق، جی بے چین جنت بخشی بنی نے جنت بخش
 سبج : ایک لفظ کے مقابل دوسری غلط کام وزن ہونا۔ درمیں میں الفاظ! ہم قافیہ ہی برتنے ہیں
 ہم قافیہ ارداج میں کفار کی خاطر ہم ہم آرام میں و نیدار کی خاطر
 ہم مزیت مصہام میں انذار کی خاطر ہم قوت اسلام ہیں ابرار کی خاطر
 ہم پردہ ستاری : غفاری رب میں
 ہم خیر قناری و جباری رب میں

قوافیہ تین : ہر ایک مصرع میں دو قافیوں کا لانا دوسرے زیادہ قوافی ہوں تو دو قوافی کہتے ہیں
 ہاں سرور شو، جان لانا لڑائی میں پیاسوں کے خوں کی شرما، تڑائی میں
 قافیہ تین : عربی الفاظ، یا فارسی کے جیسے یا مصرعے کو نظم کرنا۔

پر طحا تھا کو "ناعتہ و یا اہول الاملاء" اک کمت "تو کلت علی اللہ" کی کمرار
 اک جا "فی کفیکم اللہ" کی گفتار منہ سے کہیں "وجہت الی اللہ کا اظہار
 وہ صفت ناطق کی مخالفت میں سوا تھے
 گر حافظ قرآن رفعتے تو بجاتے
 بنتے ہی یہ قالب سوئے شبیر پکارا "الغلب علی البک لیسلا و شمارا"

صنائع معنوی

لفظوں کے استعمال کی ایک قسم تو وہ تھی جس میں لفظ اپنا ہیئت کے لحاظ سے زربخت ہوتی
 ہے، جیسے محوئی پائے نہ جڑنے کا مل پر دو رہا قسم اس کی مسوی حیثیت ہے جیسے گینے کے سپور اور
 ان کی تڑن، چھوڑے رہے کر دیکھنا غالب کا ایک شعر ہے :

کہو، اس بت سے کھوں جان عزیز کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز

اس کے دو پہلو ہیں : اگر اس بت سے جان عزیز رکھوں، تو وہ ایمان سے ملے گا اور ایمان مجھے
 جان سے زیادہ عزیز ہے ایسے ہی جان عزیز تر ان کو کے ایمان پرانے لیتا ہوں۔

دوسرے معنی میں : اس بت سے جان عزیز رکھنا میں ایمان ہے، لہذا میں اس سے اپنی
 جان عزیز نہیں رکھوں گا۔

یہ ایک لفظ کے استعمال کا نتیجہ ہے کہ مجموعی طور پر شعر کے دو معنی نکلتے ہیں اور کسی خاص معنی کی تصریح نہیں ہوتی۔

کبھی دو چیزیں، اہم یا ضل یا حرف، جن میں تضاد یا تعادل یا اجابنا ہوا نہیں کیا۔ ان کرنا۔ اس صفت کو طباق کہتے ہیں :

تختہ بنی ہوا، جو یہ گرم غماں ہوا صحر کی سانس رک گئی جب بہ روان ہوا
حق یہ ہے رنگ و ریشہ میں ڈر سچے کیا ہے کیا پاؤں اطمینان کو کو کجی پیچے کیا ہے
فلت جہاں جہاں معنی وہاں دربر ہو گیا
چھر مشکب شب جہاں سے کافر ہو گیا

ایہام، یعنی وہم میں داننا، اصطلاحی طور پر، کلام میں ایسے لفظ کو استعمال کرنا جسے کن کر آدمی وہم میں پڑ جائے کہوں کہ اس لفظ کے دو معنی ہوتے ہیں۔ ایک تقریبی معنی دوسرے بعید معنی۔ مثلاً نظم کے ایک معنی میں ستارہ، دوسرے معنی میں، وہ نبات جس میں ڈنڈی نہ ہو ساگ پات، قرآن مجید میں ہے :
النس و النقص بحسبان و انتقاہ و التنبہ لیسجد ان، افس و فرک سناست سے خیال بڑتا
جسے قریبی معنی مراد ہوں یہی ستارہ مبین اصل میں مراد دوسرے معنی ہیں۔

مرزا دیر نے لکھا ہے کہ عبد الشرا بن عامر کے گھر لڑکی رہنہ پیدا ہوئی، وہ حضرت فاطمہ زہرا کے قدم کے نیچے کی خاک سے گئے اور لڑکی کی آنکھوں میں سرسری جگہ لگائی۔

اس خاک کا سرور جو دیا آنکھوں میں لگرا ہر چشم میں اک نور کا چشمہ گب لہرا
خفاک میں نور قدم فاطمہ زہرا پارا ہوا کا جمل نہ کسی آنچھ میں ٹہرا
کابل پارہ ہو گیا۔ اڈ گیا۔ اور پارا ہوا کا جمل، یعنی تیس کے چاروں سے اٹھنے والے دھوئی کو
مکھڑے میں جانا، یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ اگر قرب کے معنی ایسے ہوں جس کے مناسبات کا
کلام میں ذکر نہ ہو تو اسے ایہام مجرد کہتے ہیں جیسے میرا میں کا شعر ہے :

ایسا کوئی طفلی ہی نمودار نہ ہو گا
بہ خدا ایسا تو جعفر کا بھی تیار نہ ہو گا

شوخی کہ جعفر کی مناسبت سے قیام کی طرف ایہام بہت ہے مگر ذرا سی قریب سے تیار کجی
آجائے۔ اسی طرح مرزا دیر کے یہاں مندرجہ معنیوں میں پرے اور آمد کے لفظ اور معنی ہیں۔

عرش، غلج بڑھ کے نقیبانہ پکارسے ہشیار، خبردار، پرستے، دور، کن رے پر رے :

لشکر کا تھا۔ پورے ہر، در، ہر، ہٹ جاؤ۔ جی منی مراد کی مراد ہے بغل کا یہ من، اگر وہ نہیں ہے آمد کے خاتمیں ہی آؤد نہیں ہے آمد، حضرت عباس علیہ السلام کے میدان میں آنے کا مضمون۔ برجہ نہایت پست مئے راہ نہیں ہیں۔

مُرافعات الشیخ، ایام تائب کی ام ہے، اس کا مطلب ہے "مُتناسب مگر غیر متغادر الفاظ جمع کرنا۔"

دوشن ہے قریر کہ علی نور خدا ہی بندوں پہ کھلا ہے کھلی عقدہ کشا ہی

ہر دم سے پرہیزم خواہیں ہوئی اگر سزا دہ وصلانے کی اک آنگ ہما کر

اک جابر سے باہر ہوئی پر شاکی پنا کر اک تیکہ بڑا نور ہوئی سند کو بچھا کر

آئینہ دکھا کر اسے حیران ہوئی کوئی

سرگرد سے بی بی کا پریشان ہوئی کوئی

لکس و کام کے پیٹے در لفظوں کو دوسرے مدح میں الٹ پلٹ دیں۔

انعامات کہاں سے بزرگ دل مان نہیں ہے دل مان کہاں سے بکرا انعام نہیں ہے

رجوع کی اسے ہی کوئی اسنے ظاہر کرنا، پھر ترانے کے لیے اسے باطل قرار دینا۔

جینا کی تاشل نظم زیب ورق ہے انگشت یہ قدرت حق کیسے ترقی ہے

ابرو کے شرف کا سر جینی پہ سبق ہے یہ سخن انگشت یہ قدرت حق ہے

دل شیعوں کا چسپہ در نہ کیوں اس سے ملد

لکن نہیں ناخن سے کبھی گزشت جھٹا ہو

خورشید جی کا سرمی ہے یہ اظہار خورشید پریش نیر سے پہ کل ہو کا نور دار

توبہ، کہاں نیزہ، کہاں جینی خوش الطوار چشم علی اکبر ہے در رحمت عفا ر

دربان کوں ابرو کو بیان ہی تو بجا ہے

جینی میں عاجب ابرو کا عضا ہے

دور در سے خورشید پہ ابرو میں رکھتا ابرو پر نور رکھتا ہے یہ رو میں رکھتا

قدر رکھتا ہے شمشاد پہ گیسو میں رکھتا شیل کے بی گیسو، قدر میں جرنیں کھینتا

گل گوش ہے برگوش ہاوت نہیں رکھتا

فنج ہے دہن، طرز فصاحت نہیں رکھتا

تاروں کا دھڑکی کہ یہ رخ بدیدہ ہے
نوروز کا اشارہ ہے کہ پیش منی ہے
برید سے فکر، یہ کہاں نہیں کیا ہے
نور بہار سے کہ یہ نور خدا ہے

پرواز دہلی کی جوا، بحث کا نل ہے
وہ کہتا ہے یہ شیخ ہے بکتی ہے گل ہے

لف و نشر، دلینا اور پھیلانا کسی بیان میں پہلے چیزیں بیان کرنا، پھر ان کے ضربت بیان کرنا،
یہ ضربت اگر گہوار ہوں تو لفظ و نشر تب ہے، رومہ "غیر رب"۔

یاں بکت، وہاں غر، اور ہر محل اور ہر گوش
یاں ناگتہ، وہاں ماننا، حاضر و غائب
خواہید، ویرا پرانہ دور و پیش
پہلے نور اور چشم تو ہے ہر دور و گوش

وہاں شہر فلک جھکتا ہے تسلیم کی خاطر
یاں کا درمیں اٹھتی ہے تعظیم کی خاطر

دور میرے، دور ہزار، دور شیریں، دور صفد

در شمعیں، دور پروانے، دور دیا، دور شانور

دور کایاں، دور صافے، دور جہیں، دور کوثر

دور برتے، دور دہ، دور باران تھے، دور اختر

دور سرد، دور گلشن، دور میر نور، دور فلک تھے

دور ساپ، دور طائر، دور شاہیں، دور ملک تھے

جمع، ایک عبارت، معنی: ایندھروں میں چند چیزوں کا نام ملانا۔

نقاش نقش کا تب و خط، باقی رشت
بزرگ، نور، ذات و منت، بستی دوتا
آر، ملک، زمین، فلک، زرد، کیشیا
و شادابی، حدیث، دھم، بندہ و منتدا

سب شاہ کمال شہ مشرقین ہیں

جس تک خدا کا ملک، ملک حسین ہیں

سڑج کر چہا تے گن، آئینہ کو زنگ
دانی ہے قر، سو تینوں ملک خوش رنگ

دیکھ کر گل و عنبر وہ پریشان ہے یہ دراز گنگ
ایا اس در و مثل کی، وہ اپنی ہے یہ رنگ

ای سپر، نہ زراور ہی سے لاریب بنایا

بے عیب حاضر، نقش بھی بے عیب بنایا

دنیا صبر کی نفیس چیزوں میں محبوب ہے مگر ممدوح کے درخ افروز میں کوئی عیب نہیں ہے اس کے
پے اگلے درجے کی چیزوں کے نام جمع کے ہیں اسی بات کو بالکل دوسرے رنگ میں یوں دکھایا ہے

شیخ و چارخ و آئینہ و صبح و آفتاب باغ و بہار، یا سن و لالہ و گلاب

نامہید و بدر، مشتری و قطب و ماہ تاب آب حیات، اصل و بختان، درخشاں آب

یوسفؑ، اور ان کے مارے خریدار کس طرف

سب اک طرف، یہ دوسرے ضیاء بارگ طرف

اور حضرت عباسؑ کی معاشیہ بند:

ہر کھیتی میں تیزو یہ ہیں، چیدہ تقدیر مردوں میں ملتی، تیغوں میں کڑی شمشیر

فرقہ خانہ کربلا میں، اور ارکان میں نگہبر عباس علم راہوں میں، سرداروں میں شہر

شفا سے حرم، اکوٹن شفا نہیں دیکھا:

اور ایسا علم راہ بھی شفا نہیں دیکھا:

شبیرؑ کے اُزد بھی، اُبی از زور کمر بھی رشتے میں برادر بھی ہیں، الفت میں پسر بھی

نارام بھی، صاحب بھی، دل و جان بھی گریہ اشک کی شمشیر و شہدیں کی سپر بھی

۱۲۔ یہ ہوا، ان میں بہترینوں سے چھنے ہیں

شبیرؑ کی خاطر زردہ حفظ بنے ہیں

تقریب: کسی صفت میں دوسری چیز میں اشتراک کے باوجود کسی فرق کو واضح کرنا۔

آئینہ کے آئین پر میں نے ہر کیا غور منہ پر تڑپے کچھ اور پہلی پشت کچھ اور

گرچہ رخ کی گردش سے نہ ہرمان، کبھی دود پرانا و نواب دل دشن کا ہے اک طرف

جن آئینوں میں دونوں طرف ایک ہی ہے

وہ ایک مراد ہے، اولک مرغلک ہے

یا قوت، اور ب حضرت عباسؑ میں تقریب۔

شبیرؑ کی قوتوں میں تمام اہل کی حد ہے اک نے شکار اور ایک نے یا قوت دکھایا ہے

یا قوت کا کھٹا غائب ہے ہوا ہے یا قوت سے بڑھ کر کھوں میں تو تیز ہے

پر سا ہے، ب شل رُخ تن کے دل نے

یا قوت کا برہ لیا کسی روز ملنے؟

تقسیم : ایک چیز کے چند اجزاء یا چند چیزوں کا ایک ساتھ ذکر اور ہر جزو کے خصوصیات کو الگ الگ بیان کرنا۔ لغت و شعر میں ہر چیز کے صوب کو سننے والا معین کہ کتاب ہے اور تقسیم میں برتنے یا کھنسنے والا معین کہ کتاب ہے :

پابندی طاعت پر ہے اس مسئلے کو فرق تمناؤں کے نام میں پہنتا ہے کوئی طوق
دُکُل کے بنانے کا کسی شیعو کو ہے ذوق عباس کا سقا کوئی بتا ہے بعد شرق
یتنا ہے کوئی تعزیر نہ ہر امر کے ثلث کا

تاہوت اٹھانے کا ملہ قبر کی راحت دُکُل کے بنانے کی جزا اتار جنت
تائی کے انعام میں کوثر کی حکومت دولت سے یہ سب تعزیر وادی کی بدست
ماہر کے لیے طوق پہنتے ہیں سر کیا ہے

وہ طوق نہیں دائرہ حفظ خدا ہے
حسین تعلیل : کسی صفت یا کسی وجہ سے کا شاعرہ صفت بیان کرنا ایسی جمل دینا جو ذاتی دین قرآن
جو مکر شاعرانہ صفت و نزاکت کی وجہ سے دعویٰ ثابت رہ جائے ۔

چاروں طرف تباہ کنیم سپاہِ شام گر یا سپاہ پرشہ تھا آبِ روان تمام
نام یہ تھا کہ ملک کر شرے تشنہ کام باطل اٹ دیئے تے حجابوں نے پتہ نام
دریا جو زرد پانی میں تھا شرے کی نوح سے
منہ پر طمانچہ مارتا تھا دستِ مرنے سے

اگر ان قسم کے استدلال میں منطق و صحت جیسے دلوں لائے جائیں تو ترنم کا ہی ہے انداز
قرآن و سنت و عقل پر توڑ سب تقیسی ۔

تاکید المدح بمایشبہ النعم : اس انداز سے تعریف تاکہ بظاہر مذمت نظر آئے :

بے مہر انک سے کہوں ناک بسرزں

اں عیب بڑ، یہ ہے کہیں اں مہر مرن

کبھی مدح اس انداز سے کی جاتی ہے کہ ایک صفت سے رد مہر یا مذمت نمایاں جرتی ہے اسے
”مایشبہان“ کہتے ہیں

مبالمعبر : تعریف یا مذمت میں اس حد تک آگے جانا کہ سننے والا گمان کرے کہ اس سے بڑا کر

اب کوں درجہ باقی نہیں ساگر یہ مبالغہ فضل و عادت کے نزدیک ممکن ہوئے۔ تبلیغ - ہے۔ اور اگر وہ
مصدق ہی قرآنی ہے مگر درجہ میں ناممکن ہوئے۔ اعتراف - ہے۔ اور - غلو - کے معنی میں مبالغہ و عادت
درجہ کے خلاف مبالغہ -۔ مبالغہ شاعر کی جان ہے مگر اس سلسلے میں شاعر اور سامع دونوں کے
ذوق کا متقابل ہونا ضروری ہے۔

حضرت نرسنگ کے صاحب زادوں کی صحبت و درعب کا یہ عالم ہے :
وہ یہ میں موج موج تلاطم ہے آشکار مچھل ہے زیر آب گاہ ہاں ہے بے قرار
بے سائہ شنگ اچھتے ہیں بار بار موتی ہیں آب آب صدف ہے بگڑ بگڑ
اندر حیرت بچ کر یہ عنصر کائنات میں
چھپ بیٹھے ہمارے ظلمت آپ جی میں
اسپ امام حسین علیہ السلام کی تعریف میں یہ بند :

پلے میں یہ شیر ہے پلے میں سے یہ تیر لڑنے میں یہ تغیر گزرنے میں ہے تغیر
پھنسنے میں ہے یہ شراب خیال ہرنے میں تغیر جانے میں رہنوں کی دعا آنے میں تاثیر
مضرب میں بہت پر کوئی دل چاہ نہیں ہے
اسرار سے اعجاز ہے یہ اسپ نہیں ہے

تجربہ : مبالغہ کہ ہے یہ سنت خود بھی ہو در میلاد رشخ در شاخ سے - مجموعی طور پر کسی موضوع
سے مبالغہ کے طور پر دوسرے موضوع کے لیے دوسری صفت بیان کی جائے مثلاً شاعر
اپنی ذات کو غیر فزونی کے باقی کرے :

آغاز ترا خاک تھا، ہے خاک ہی انجام دیکھا اپنی بدی خوب، بد و نیک کے کیا کام
گر مہر میں دل پہ تو تختہ ہائے نام نازاں نہ ہو دنیا پہ نہ کر سنگ مریم ایام

ارشاد کی طرح یہ مرثیے سے خودست
اچھا وہ سے جو سب برا بکھلنے



تعارفِ متن

مرزا دیر مرحوم کے مرثیوں کی غیر معمولی مقبولیت کی وجہ سے فنی قول کشور نے ان کی کچھ اشاعت کا منصوبہ بنایا، اور ہزار وقت کا سیلاب ہوسے، اس مجموعے کے خاتمے میں تحریر ہے:

زمانے کو ہینذا اس بات کی حسرت سہی کہ میر نہیں اور مرزا دیر کا تمام کلام یکجا دیکھیں، طبع پر ناز و رکنا دیو، بھی کسی کو نہ ملتا تھا، پس یہ آرزو کیونکر حاصل ہرستی، اس واسطے کہ ہزاروں در پیے صرف کرنے پر بھی ایسی امید کا برآنا محال تھا، یہ دونوں شاعر جو مرثیہ گوئی میں بے نظیر تھے، ان کا ایک ایک مرثیہ گوہر شاہ ہوا تھا، اب یہ سہے کہ با وضاحت اس بات کے یہ نامی شاعر معیشہ اپنے کلام کو پر مشیدہ کر سکتے تھے، تاہم جہاں میں وہ شہرت پائی کہ شاید اپنے زمانے میں اوردی اور خاقانی کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی، اشعار اشہر، یہ تاریخین کے افتخار کی نسلے میں گذرے جن کا دل زید ہوا نہ پیدا ہوگا۔

مرزا دیر کی فصاحت، بلاغت اور سخن چینی کا بیان کرنا ایسا ہے جیسا کہ انی سہان و اعلیٰ کا ذکر کیے اور یہ کہے کہ وہ کسی کا شاگرد تھا، اور کیسا فصیح اللسان گذرا، گویا ایک فعلِ عمت ہے جس کا ریاں، یادگار زمانہ کے لیے اتنا نگہ دنیا کا ہی ہوگا کہ

حضرت مرزا دیر علاوہ مرثیہ گوئی نے زبانِ اردو کے علم و فضل میں بھی پانچواں عالم رکھتے تھے، اور بہت بڑے مرتبے اور عابد پر میر گناہ تھے۔ مختصر یہ ہے جسے کہ عدتِ العمر میں لاکھوں روپے پیدا کیا مگر روپے کو خزانہ دینے سے بدتر سمجھا، ایسے شخص کو اگر اپنے وقت کا حاکم کہتے تو مرزا اور خاقانی اکثر اوقات، جب کچھ روپیہ پاس نہ ہوتا تھا تو نقد کلام یا گھر کے برتن تنگ سائل کی تندرستی، یہ ایک مشہور بات ہے کہ ایک سائل جس کو حضرت دیر نے اپنا مرثیہ عطا کیا وہ حیدر آباد کے لے گیا اور وہاں ایک ہزار روپے کے بیج دیا، غلام یہ کہ کبھی سوال سائل کا رد نہ کرتے تھے ہمیشہ تو کل پر گزبان تھی، اکثر شاگرد آپ کے ارادہ دل سوزی کبھی کبھی گستاخ ہو کر راز میں بھی کرتے کہ آپ اولاد کا حق تو رکھا کیسے تو فرماتے کہ ”مجھے غلام ملک ہے۔“ غرض کہ ایک ہی چیز و سوا کل تھے، اس پرگزیدہ شاعر نے، ہر سن کے میں بجا ہر روز اختلافِ قلب و امراض کی بدویہ و محم الحرام کی ۲۹۔ تاخیر کا مشکل کے دن وفات پائی تھی۔

چرخِ کلام فصاحتِ نظام اس میلِ ہندوستان کا ایک زمانہ مشتاق تھا اس واسطے جناب ملک

مطیع اودھا افسانہ لے جا پا کر جس طرح ہر کے اس کو طبع کھینچے جتنا سنجہ جناب مرزا محمد حنفی صاحب آج کل فرزند حضرت دبیرِ درگم سے استعفا کی، مرزا صاحب کو صوفیہ تہذیب کے اندر سوسے تمام مرثیوں کے ہم پینے سب عنایت کئے پھر یہاں کیا دیر تھی کہ انور مجوز مرثیہ ہائے مرزا در طبع بننا شروع ہوا۔ چونکہ یہ مرثیے مرزا صاحب کے عنایت کیے ہوئے ہیں اس واسطے یقین ہے کہ مجموعہ اور بلاغوت ہوں گے۔ اسی میں کلام نہیں کہ مرزا صاحب نے اسی شخص میں عنایت فیاض پیشی کو کام فرمایا اور مخلصا وصیت کیا۔ کیونکہ کوئی کلام بدعت طبع ہونے کے کامل طور پر محفوظ نہیں رہ سکتا۔

اسی کلام مجوز نظام کی کیا تعریف ہر کے، انصاف یہ ہے کہ اگر شاعری پیغمبری ہوتی اور اس کا اردو زبان کی فصاحت پر انحصار درود و مدار ہوتا تو مرزا دبیر ہی کا حق تھا۔ ایسے لوگ کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ مجموعہ اول کی شکل میں ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء میں چھپ کر شائع ہوا۔ یعنی مرزا صاحب کی وفات کے دو سال بعد۔ دوسری جلد بھی اس کے فوراً بعد چھپی لیکن لوگ مطمئن نہ ہوئے۔ اور دو برس بعد دفتر قائم کے نام سے کم دہلی میں سوساطہ مرثیوں کا مجموعہ منظر عام پر آیا، اس مجموعے کے مرثیے بھی مرزا محمد حنفی صاحب اودھ نے دیے تھے۔ بلکہ نول کشور اور سید عبدالحمید کے شائع کردہ مرثیوں میں بے حد اختلافات اور حسن مرزا صاحب کے مقابلہ و تمییز کے بعد بھی انخلا کا شمار ممکن نہیں تھا۔ اس بنا پر جناب سرفراز حسین صاحب جمیر نے کہ بہت ہاندھی ادب وسیع مثالی کے نام سے ایک عمدہ متن تیار کیا، اہل نظر جانتے ہیں کہ اس مجموعے کے کسی مرثیے میں قن کی حیثیت اور قن کی قنوں کی قد و اچھت و جامع نہیں کی گئی تھی۔ ان کمزور مجموعوں کی اشاعت اور مذکورہ اول دفتر کی با بار طباعت ہوتی رہی لیکن جدید اسلوب پر تحقیق قن کا خوب شرمندہ تعمیر باہمی نے مرزا غالب اور خواجہ آتش اور میر تقی کے کلام کی تحقیق و تدوین کے وقت یہ خیال کیا تھا کہ اگر موقع ملا تو دبیر صمدی کے موقع پر مرزا صاحب کے مرثیوں کا ایک قن تیار کروں گا۔

خدا کا شکر ہے کہ میرے کتب خانے میں مرزا صاحب کے پچیس نقلی مرثیے موجود ہیں، جن میں سے سات مرثیے عنایت ام اور قدیم ہیں، اتفاقاً دبیر کی صمدی ایسے زمانے میں آئی کہ ملک میں سیلاب و بارش اور دوسرے حالات نے اطمینان متعارف دیا، اور اتنے بڑے کام کی اشاعت ناممکن ہو گئی۔

خدا کا شکر ہے کہ جناب سید قطاب سید بلبل مل شاہ صاحب مدظلہ نے اپنے ذوق مرثیہ اور عذریہ ادب پر مدی کے طور پر مرزا صاحب کے ایک خوبصورت مجموعے کی اشاعت پر توجہ فرمائی، اور یہ کام میرے ذمے لگا دیا۔ میں نے لاہور کے گھر کو لاہور وازہ کشکشا یا، راولپنڈی کے پھر گھلائے، اور کہاں کہاں گیا، کہیں کہیں سے ملازمہ دفتر قائم نہ نول کشور کا ایڈیشن نہ وسیع مثالی کا نسخہ۔ مجلس ترقی ادب لاہور کے

ڈاکٹر جناب احمد عظیم قاسمی نے نول کا شکر سپلائیڈیشن اور جناب ایجنس اباب نے نول کا شکر ایڈیشن کی جملہ اول
طبع ۱۸۸۹ء اور جلد دوم طبع موسم عطا فرمائے اس کے علاوہ بہت سے تادمی مرثیے بفرج حوصلگی مرحمت
فرمائے گرامی میں صرف جناب نسیم اور ہوی ذللہ نے غامی توہ فرمائے اور ترقی اور دور دور کی لائبریری
سے دفتر ماتم کی تیرہ جلدیں بلا تکلف میرے سامنے رکھوا دیں، پھر ان کے مطلوبہ کس مرحمت فرمائے۔
مجھے میرا اختر، عزیز کی کاظمی خاں، گرامی قدر واکر تمام حسین صاحب جعفری جناب ڈاکٹر سعید حسین
صاحب اور شائق حسین رضوی نے میری لگک کی اور مطلوبہ مرثیوں کے حوالے فرمائے کیے ان سب کا شکریہ
استاد اہمید صاحب ہنا، اہم صاحب نورسی نے توسط حمید اختر صاحب مرثیہ نمبر کا تادم خط مرحمت فرمایا۔
جس کے لیے مزید سپاسی ہوں۔

جواہر دیبر، مرزا صاحب کے چودہ نمائندہ مرثیوں کا مجموعہ ہے جن کے نقلی نسخوں کی ترتیب یہ ہے

جلد ۱۲۳۸ / ۵ / ۱۸۳۲ مرثیہ نمبر ۱۲

جلد ۱۲۵۶ / ۵ / ۱۸۳۱ مرثیہ نمبر ۱۳

جلد ۱۲۶۰ / ۵ / ۱۸۳۳ مرثیہ نمبر ۱۴

جلد ۱۲۶۶ / ۵ / ۱۸۵۰ مرثیہ نمبر ۱۵

جلد ۱۲۶۰ / ۵ / ۱۸۵۳ مرثیہ نمبر ۱۶

جلد ۱۲۶۰ / ۵ / ۱۸۵۳ مرثیہ نمبر ۱۷

جلد ۱۲۶۴ / ۵ / ۱۸۵۶ مرثیہ نمبر ۱۸

جلد ۱۲۸۲ / ۵ / ۱۸۶۵ مرثیہ نمبر ۱۹

جلد ۱۲۹۲ / ۵ / ۱۸۶۵ مرثیہ نمبر ۲۰

ان نقلی نسخوں کی تفصیل مطبوعہ متن کے آخر میں لائحہ فرمائی جہاں ہر مرثیے کے ساتھ مطبوعہ نسخوں کا
مقابلہ اختلاف قلم بند کیا گیا ہے۔

پانچ مرثیے ایسے ہیں جن کی بنیاد مطبوعہ نسخوں پر ہے۔ اور نقلی نسخے نہ ہونے کے برابر ہے۔

جلد ۱۲۹۲ / ۵ / ۱۸۶۵ نسخہ نول کثر

جلد ۱۱۹۲ / ۵ / ۱۸۶۵ نسخہ نول کثر

جلد ۱۲۹۲ / ۵ / ۱۸۶۵ نسخہ نول کثر

جلد ۱۳۰۰ / ۵ / ۱۸۸۲ دفتر ماتم

جلد ۱۳۲۸ / ۵ / ۱۹۱۰ دفتر ماتم

تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہر تحقیق جن کے عنوان سے ہر مرثیہ کا تعلق۔
شکر ہے

امتیازات جن

- نادر و نایاب قلمی فنون کی بنیاد پر ترتیب و تحقیق۔
- مرزا صاحب کا صبح کردہ نسخہ بھی سامنے رکھا گیا۔
- مرثیوں کی تقریبی تاریخ تعنیف کا تعین۔
- دبیر کا وہ مرثیہ بھی کی بنیاد پر یہ دعوے غلط ہر تباہی کو میر خیر نے پہلا سراپا لکھا۔
- دبیر کے نئے فنی چٹوڑوں کی نشان دہی۔
- جدید اصولوں پر تحقیق و مطالعاتی فن کی تدوین۔
- ہر مرثیہ سے پہلے اس کا مطالعہ و تجزیہ۔
- ہر مرثیہ کے ساتھ مشکل الفاظ و کلمات کی تشریح۔
- مقدمے میں متعدد نایاب اطلاعات۔
- نقد و نظری حسان لفظی و معنی کا مختصر بیان۔
- خوبصورت اور نفیس طباعت و پیش کش۔
- بعد از شکر ات بخدمت جناب بابر علی شاہ صاحب۔
- و جناب شیخ نیاز احمد صاحب مظہر۔
- و جناب سید ذوالفقار علی شاہ مرحوم۔
- و جناب سید فضل حسین صاحب۔

سید رفیع حسین مفتی عنہ

۱۵۔ مغل پورہ

!! جو۔

مرثیہ ۱

کونے میں بہا ر آئی جو گلشنِ چمن کو

۱۵۹ بند

بیان شہادت حضرت مسلم

تعارف و تبصرو
مرثیے کا آغاز
تحقیق متن
فرہنگ الفاظ

مشریہ پر نظر

مردمان سب یہ مشریہ بڑی فنی طاقتوں سے آراستہ کیا ہے، آرائش میں کنہر کے کئی رخ ہیں۔
مشریہ چرسے کے بارہ بندی ہیں۔ پہلے دو بند لعل، مرقی جیسے جواہرات کے خزانوں کے تذکرے سے
مالا مال ہیں، تیسرا چوتھا بند بادشاہ، شہنشاہی سواروں اور اس کے حشی کا تجریدی خاک پریش کزتا ہے یا چٹواں چٹا
بند فرج کی بھرتی جنگ کی تیاری کا، سامنے لاتا ہے۔ ساقی، آٹھویں بندی جنگ و معرکہ کی کیفیت
کے استعارے ہیں۔ اس کے بعد تین بند بزم ہیں اور بے حد سادہ دلی کش،

وہ حسن، وہ سبزی کا نیا فرش آب نسر تھا صحن گلستاں کہ حسینوں کا بسا شہر

وہ حسن دین کی کس پہ بوجھائے ہوئے زہر وہ بڑی گلوں کا وہ بسا بہ چمن دھر

پیدا دزمیں تھی نہ کہیں چرخ عیاں تھا

سبزے میں یہ پناں تھی، شفق میں وہ نساں تھا

وہ مشک بہ دوش ابر کا ہر ابراع میں آنا وہ تیرجین کا کیس آنا کیس مہانا!

قری کا اُدھر سرو کے منبر پہ تراٹا بیل کا اُدھر مصعب کل پڑھ کے کسنا

کس رنگ کا صغیر ضیا بار کھچا ہے

قدیرت کے قلم نے خط گزار کھچا ہے

ہے طبع کو قوتوں کی بندخت میں روانی فوارہ صفت جوش میں ہے موج مہمان

کہتے ہیں یہ بالائے ملک قطروہ فشان ہاں، گلشن انجم کو دیا کرتے ہیں پانی

پستی سے بلندی کی طرف رخ ہے یکیلے

پانی بھی گلستاں کے تماشے کو کھڑا ہے

پورا مشریہ ای زبان میں اور روانی میں کھا۔ ایک سلسل راقم اور واقعہ کا ایک کردار کو سامنے رکھا
ہے تفصیلی تجزیہ کا موقع نہیں، قاری اپنے ذوق کے مطابق خود طبع حاصل کر لے گا، مختصر طور پر
یہ جانا ضروری ہے کہ بڑی یکلی تخت نشینی کے بعد ایک طویل آمراد حکومت کا دور ختم ہوا، اور نیا بادشاہ اپنی
عیاشی و بدلتا سی، بے وجہی و بے اخلاق میں مشغور تھا، اس کی شاہی کا اعلان ہوتے ہی ممالک اسلامیہ
میں اور کم کو دینی اقتدار کے پامال ہونے کا خیال کستاںے گھاسب کو یقین تھا کہ امام حسین السلام اس وقت
امام زمانہ ہیں، سب کی نگاہیں حضرت کی طرف تھیں، یزید اس کیسے کو مانتا تھا، اس نے سب سے پہلے

مدینے کو تاکہ، مدینہ میں امام کو بیعت کے بلوایا گیا، امام نے بیعت سے انکار کر دیا، بیزیر کے سامنے دینی استزاعات رہے مئی تھے اسی کا منصوبہ تھا کہ امام حکم دہا میں قراغیں قتل کر دے، اگر مدینہ ان کا احترام کرے تو مدینہ کیلئے کبھی سنا کر دینا چاہیے۔ امام کا حکم تھا وہ اس منصوبے کو کبھی تھے لہذا وہ مدینے کو بعد احترام بھیڑ کر کھٹے چلے گئے، یہ ہجرت سب کے لیے ایک فوٹو تھی اور اس کے دور کی تاج نکلے، مکہ مدینہ کے بعد کوفہ تیسرا شہر تھا جس نے طویل عرصے تک امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تھا یہاں کے خواص و عوام کو امام حسین کی مشکل کشائی اور ہدایت و رہنمائی کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی، یہاں کے معزز حضرات نے امام کو طبعی کے خط لکھے اور دیکھتے دیکھتے یہ رحمان بڑھتا گیا۔ سامانی نظام اور عثمانی طاقتیں عوام کے علمبرداروں کو برداشت نہیں کیا کرتیں، بے دینی نظام میں دینی کا فہم قابل برداشت نہیں ہوتا، وسیع کاری کے بیزیری نظریات بھی کسی ایسے خیال کو سراٹھاتے نہ دیکھ سکے حکومت کے آئی عوام میں گھس گئے اور عوام کے پیچھے میں عوام کے ساتھ شریک ہو گئے، جہاں خاص خط کھدے رہے تھے وہاں ہمارے جو خط لکھنے والوں نے بڑی عبادی تعداد میں محبت مانے بھیج کر ادا لکھ کر وہ میں اپنا نام کھوایا۔ امام حسین تقریباً نصف مہینے سے اسلام میں طاقتوں کے تیز رو بکھ رہے تھے، انہوں نے مشکہ میں مدینہ اور اس کے سال بھر بعد کے والے کے حالات اور سبب تک حکومتوں کا سلوک دیکھا، ان کی دینی و فطری قربانی کا تعاف کر رہی تھی، یہ قربانی مدینہ میں پیش کی جاتی یا کرتے ہیں؟ ایک اہم سوال تھا، تاریخ کا فیصلہ تھا کہ امام کی قربانی اسلام کے مرکزوں میں مقامی جہد بنا کر آپس کی جنگ قرار دی جاتی اور امام علیہ السلام حسین کی بے حرمتی کے الزام میں موٹ کیے جاتے پھر دشمن اپنے ہارے بڑیوں کے غلی کا بدلہ لے کر شہر میں سے کربلا کا رخ کر ڈلتے ہیں کامیاب ہو جاتے، اسی موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا درس دیا تھا، اسی تعلیم کا اعادہ حضرت علی علیہ السلام فرما چکے تھے، امام حسین علیہ السلام اپنے نانا کی سنت اور اپنے بابا کے دستور کے مطابق دینے سے کمزور اور کھٹے سے کوفہ کے سفر کو تیار ہوئے، وہ لوگوں کو مدد و روشنی دینا کرنا چاہتے تھے لہذا آپ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو بطور نائب و مبعوث کرنے دیا کیا۔ جناب مسلم کھٹے سے چلے تو راستے میں پانی کی نایابی اور راستے کے پیچھے میں بڑا کہ آپ کے دو بڑا ہی ہاں بحق ہو گئے جناب مسلم نے ضیق نای چہتے پر پہنچ کر امام کو مدد و قہر کی خبر دی پھر مصیقت سے کوفہ روانہ ہو کر منزلی پر سفر ختم کیا۔

اہل کوفہ، جناب مسلم کی آمد سے بہت خوش ہوئے، لوگوں نے جوق در جوق بیعت کی ان لوگوں میں سرکاری پانی کے افراد بھی گھس گئے۔ مختار بن عبید نے ان لوگوں کا سد باب کرنے میں بڑا کوشش

کی وہ مجلس اور متبرعلی خاص وہ عام شخصیت کے مالک تھے، نیز جسے کرنے کے حالات کی کبریاں تھیں۔
 ابن زیاد کو بہت سخت دایات کر کے کوفہ کا گورنر مقرر کیا، ابن زیاد نے شمر بن ذی الجوشن کے لیے ایک میدان
 کی اس نے شمر بن ذی الجوشن کو تیار کیا کہ جیسے امام حسین آگئے اسے تدبیر سے کرنے والوں کی نفسیاتی حالت اور
 حکومت کی سیاسی حیثیت سمجھنے میں مدد دے کہ گورنر ہاؤس اور دارالامارہ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد اس نے
 انتہائی سخت رویہ اختیار کر کے امام کے حامیوں کو قتل دیا۔ لیکن شمر کے ایک عرب سردار بن عمرو کی
 قوت اڑے آئی اور جناب مسلم ہانی کے گھر میں رہ پویش کر دیت گئے۔ ابن زیاد نے جاسوسوں کے
 ذریعے سراغ لگایا، مختار پہلے گرفتار ہو چکے تھے، اب ہانی کی باری آئی اور انہیں سبزاروں حامیوں کے
 باوجود دربار کے خفیہ اجتماع میں ملاک کر دیا گیا۔ ہانی کے بعد اہل کوفہ یا قید تھے یا سلاطین ہانی کو گرفتار
 ہونے کی بنا پر جناب مسلم کی امداد سے معافی کرنے گئے۔

ایک دن حضرت مسلم کرنے کی ایک گلی سے گزر رہے تھے، سناٹے کا عالم غروب آفتاب کا
 وقت، آپ ٹھک کر ایک جگہ بیٹھ گئے قریب ہی دروازہ پر طوطا نامی ایک خاتون نے مسافر کو دیکھ کر
 نام پتہ پوچھا پانی پلایا اور یہ سن کر کہ ان کا نام مسلم ہے گھر کا دروازہ کھولا اور نائب امام کو گھر میں بھان
 کر لیا، رات کو یہ خبر ان زیادہ کو مل گئی، صبح سویرے حکومت کی فوج نے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ ایک آدمی کے
 لیے بھاری فوج بد بہت بڑی فوجی حوام کو ہر سال کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی، لیکن جب حضرت مسلم ان
 سے مقابلے کے لیے نکلے تو معلوم ہوا کہ ابوطالب کا پوتا خاندانی شجاعت کے علاوہ ایمان طاقت کا ایسا
 مالک ہے جس کے سامنے چھوٹے موٹے لشکر نہیں ٹھہر سکتے، فوج اور ہماروں کے مزید دستے آئے اور
 ایک قریب کارازہ چال کے بعد جناب مسلم زخموں سے چھوڑ ضعف سے بڑھ حال عالم میں گرفتار کر کے دربار
 میں پیش کیے گئے، پھر گورنر ہاؤس کی چھت سے قتل کر کے زمین پر گرا دیئے گئے، مرزا دبیر نے یہ واقعہ
 اپنے پیرائے میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔

مرثیہ کے اس واقعہ میں نہیں نظر میں جناب مسلم کی حق پرستی، اصول جان قربان کر دینے کا جذبہ،
 اسلام کے لیے دیراز جنگ، دشمن سے بھرپور مقابلہ، قوم کو ایک درس ہے، ساتھیوں کی کمی سے گھبرا
 جانا، دوسرے ہرے حالات میں خود کو بدل لینا اسلام کو چھوڑ کر دشنام دینے سے مضامینت کے امکانات
 کی نفی جس شان سے اسی کردار میں ملتی ہے اسی پروردی نظر رکھنا چاہیے مرزا دبیر نے اسی نکتے کو اجاگر
 کیا ہے، دبیر کے ایک اور تنہا ایک کردار کو سامنے رکھ کر یہ درس عام دینا چاہیے کہ مقتصد اعلیٰ اور
 دین اسلام کے لیے ہماری تاریخ میں ایسے داعیان حق گذرے ہیں ایسے حامیان دین موجود ہیں جو

مرکے جگہ نذرہ جاوید پر جاتے ہیں۔

مرثیے میں آمد، سراپا، رجز، تلوار، گھوڑا اور جنگ، یعنی مرثیے کے اکثر اجزا کلاسنے میں انسانی ذہانت اور بہت زیادہ بلند فکری کا اظہار پایا ہے۔ بحیثیت مجموعی، جرأت و نہایت راہ اسلام میں شہادت حاصل کرنے کا ڈھنگ اور دعوت دین کے لیے موت کی راہ سے گذر کر پیغام کو عام کرنے کا منصوبہ دیکھنے کے قابل ہے۔ یہ مرثیہ رونے والوں کے لیے توبہ، حصول ثواب ہونے کے ساتھ ساتھ جواں ہمتی، بلند نگاہی، اسلام کی خاطر دلیرانہ جنگ کا سبق دیتے۔

ایک سرائی احمد بن عبد بنی جن میں ۱۳۰۰ھ کا نظم و حماسہ طبری و بلند کردار پر ہیں اور ۲۸ بند المیر، بکائیہ اور ہندیہ ہیں۔ اس لیے ادب اور جواں نسل کے لیے ادب برائے زندگی کا یہ نفیس تحفہ توجہ طلب ہے۔ ہمارے سامنے اسی مرثیہ کی دہ دوا تین تھیں ایک مرزا محمد جعفر ادب کا شیا کردہ مرثیہ اور ایک سرزاد حسین جیر کا شائع کردہ متن ”بیعت شانی“ میں ایک سو چالیس اور متن دفتر قائم جلد ششم مطبوعہ، مطبع جعفری گھنٹہ سہ نادرہ میں ایک اکٹھ بند ہیں۔ ہم نے دونوں روایتوں کو یک جا کر کے ایک سو آٹھ بند متن میں باقی اختلافات حاشیہ اور تعلیقات میں درج کر دیے ہیں۔

مرثیہ ۱ کوفے میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو

۱۵۹ ہند

در حال مسلم

۱ کوفے میں بہار آئی جو گلگشت چمن کو
شرمانے لگا رنگ زمیں پر رخ کن کو
رگ رگ سے ملی بغیر رواں گل کے بدن کو
لاے نے کیا کن کے بک بک میں

ہر سرو بنا شکل زبان شوق سخن میں

قوارے در افتال بر تنے قرین چمن میں

۲ وہ موسم گل رنگ پر کونے کے چمن میں
شبنم تھی کہنے موتیں کے دھیر بدن میں
دندان نظر آنے لگے غنچے کے دہن میں
بیل کی طرح حمان بڑی گل کے بدن میں

پڑ بیل بستان نجف مرثیہ خواں تھا

زہر کا چمن فصل بہاری میں خزاں تھا

۳ سلطان بہادی نے مجل جو دکھایا
ابر آگئے نقارہ سلامی کا بجایا
ہر رگ سے گل دست ادب بانہ کے آیا
رو مال شکوے نے غلامانہ ہلایا

بیٹا بنے بوسر دیا ہر گل کی جہیں پر

تسبیح گری زار شبنم کی زمیں پر

۴ گلشن میں ہوا تخت نقیش شاہ بہاری
پوشاک ترشح تن رنگیں پہ سنواری
فرمان کیا سر کے چاکس پہ جاری
لا بڑھ کے خبر چاہیں کسی کو بہاری

تیجے میں وہ ملک آئے جو حکوم خزاں ہو

سکڑا سی شاہی کا زمانے میں رواں ہو

۵ پھرے کے نظم فرد گمداشت اٹھال
لاے کے شکوے کی دوات اس نیکالی
ناہ گل و سبزہ سے وہی فرد نہ خالی
بیمار تھی رنگس پہ کھسی اس کی بحال

احکام کے پابند ملازم جزو گل تھے

تھے سرو بیادوں میں تو سواروں کی گل تھے

۷. لشکر وہ درختوں کا اورہ شاخوں کی سناہیں
پہم خود، کہ دم بھرتی تھیں تینوں کی دنیاہیں
نہروں سے جریلوں کی پٹھانے گلیں جابہیں
میں تھیں کہیں تیر، کہیں پھنچ کے کانہیں
سنبیل نے بنائے کوہِ راجہ بارخ کی پانی
لاہ کے رساے سے پروان کی پانی
۸. ناگاہ ہوا بیل، اٹھا جنگ کر باراں
کڑا کیت بتا رہا، صدادی سپہ میلان
بکلی تھی سستان، ابرہہ قطرے تھے پکال
نشتے سے ہوا سرخ رخ فوج گلستان
برسا دیئے تیرا کی نے جہان میں پر
یاں کھنڈ یہ تھا کیسے سب سروتق پر
۹. نیزے صفت سبز نے چرتے تھے گرہاں
تاروں کا جھکڑا ہوا جیسے کہ جیموں
لاہ کے چور کو کا پڑا ابرہہ شب فوں
ہر چار طرف گنبد بھڑا ہوا گلگوں
باراں وچن میں ہے سلمان یہ وہاں کے
نور شید پڑا فیصلے کو بیچ میں آ کے
۱۰. وہ تھن وہ بڑے کا یا فرش پ نر
تھان میں گلستان کہ زمین کا با شہر
وہ جن زمیں جس پر شجر کھائے تھے زہر
وہ جڑش گلوں کا، وہ بہا چمن دھر
پیدا نہ زمیں تھی نہ کہیں چرخ میاں تھا
سبزے میں یہ پہاں تھی ہفت میں وہاں تھا
۱۱. وہ شک بدوش ابر کا ہر بارخ میں آنا
وہ نہ چمن کا کہیں آنا کہیں جانا
قری کا ادھر سرد کے منبر پر اڑانا
بیل کا ادھر صوف گل پڑھ کے سنانا
کس رنگ کا مضمون نیا بار کھابے
قدت کے قلم نے خط گزار کھابے
۱۲. ہے طبع کو قراروں کی بدست میں روانی
قرارہ صفت جوش میں ہے مرج ممانی
کرتے ہیں یہ بلائے فلک تھو نشان
ہاں گلشن انجم کو دیا کرتے ہیں پانی
پستی سے بندی کی طرف رخ ہے یہ کیا ہے
پانی بھی گلستان کے تماشے کو اٹھابے

۱۳۔ مصرع میں جو موزوں ملی کر دیں خوبی نظر آوے ہمارا کسی کو ہمارا اپنے گلے کا کرے ہمارا
یہ ابرہہ ہمارا ہے نہیں جنتِ عقیقار دھوا گیا ہر نامہ اعمال گندہ گار

لیکن دس یا ہی دلی کفار کی جھوٹی
الفت نہ بیزیرستم اطوار کی جھوٹی

۱۴۔ ہے سرم گل حسن پہ گلزار جہاں ہے سرو جہنم فاطمہ یثرب سے رواں ہے
کوفے میں ہمارا اور دیتے میں خزاں ہے والِ نغمہ زبیل یہاں زہرا کی فضاں ہے

سبیل بر جھیلوں کے جہی شہدل گیر کی خاطر
اس فصل کا میرہ نہیں شہیرہ کی خاطر

۱۵۔ گرمی میں دیتے سے سو کر تے ہی حضرت پاؤں سے تم قبر کی سر کرتے ہی حضرت
گم یا کسی سے صفرا پر نظر کرتے ہی حضرت گاہے درود لے کر تے ہی حضرت

کتنے ہی کریم جا کے نہ زندہ بھر جائے
لطیف کریم احمد عتار بھری گئے

۱۶۔ کوفے میں ہمارا کئی شفا پاتے ہیں ہمارا یاں فاطمہ صفرا کا مگر بڑھ گیا آزار
کھانگیا نسنے میں فراقِ شہ ابرار والِ جن کا سماں ہے یہاں روگے آزار

کوفے میں چڑا خاں ہے خوشی ہوتی ہے یارو
بیشع یہاں قبر نئی ہو تے بے یارو

۱۷۔ والِ ملتے ہیں بکھڑے ہرے پاپ لنگر سے یاں فاطمہ صفرا کو مولا ہے پردے
کوفے میں مسافر بھیرے آتے ہی حضرت یاں بیٹے جٹلے شہر دین جاتے ہی کھڑے

والِ عقدہ دلی یاں سرا فضاں کھلے ہیں
مکمل ہے جگر فاطمہ کے بال کھلے ہیں

۱۸۔ دیکھے کوئی انصاف کی نظر دے سے خدا را بچہ کوئی جھڑے سے بھی منے کر دھارا؟
منہ اسے بہا سے بانو کا دلارا مزید بچہ کے رونا ہے کہ رخصت کا اٹارا؟

یہی چھوٹ بھی کم عمر گھڑے پھلے ہیں
اصفا بھی آئے ابھی دنیا سے چلے ہیں

۱۸ لکھے میری خط کو فیوں نے، اے شہزادہ ار
 بے آب چرا ہے مگر ایمان کا گلزار
 سرسبز ہیں گلزار، نثر لائے ہیں اشجار
 جلد آؤ شہنشاہ آؤ کہ مشتاق ہیں زندہ
 محفوظ کلمہ گرہی امانیت نہ کرو گئے؟
 کیا امت عامی کی ہدایت نہ کرو گئے

۱۹ گزری ہے نگاہِ شہزادہ سے یہ تحریر
 قاصد ملک الموت، خط ہے خطِ تقدیر
 صغیر سے جلا ہر کچے اب جلائی میں شبیر
 دیکھا ہے بقیۃً سے خدا، غافلِ دل گیر
 دل بندوں کے رونے کو بعد آہ جہول کی
 لے لالہ سے! میں تھے ہمراہ چہوں کی

۲۰ غش آگیا بے قرین، ناگوار سے
 بالینِ لہو آکے پکارو، اُم نہیں یا سے
 زخمت کا پڑھو فاتحہ دہن پہ ہمارے
 پھر تم نہیں آئے گئے جواب یاں سدا سے
 روکے گی نہ زہرا، کہ رضا میں کی بھی ہے
 اس ماں نے بھی تو ستر سے تل پہ کی ہے

۲۱ مرتد پر بنی کے جو گئے استبداد والا
 کیا سنتے ہیں اُس قبریں کہتی ہے یہ زہرا
 لوہر میں آؤ، کہ حسین آئیے باا! سے شیرانی کی بھانسی یاد یہ پیدا
 با ہمارے کیا سوتے ہو مژدہ چائے کفن سے
 شبیر مرا آج نکلتا ہے دہن سے

۲۲ درود کے کہنے لگا زہرا کا مسافر
 نا تارے دردنے کا مجاور بھی ہے حاضر
 سرو سینے کو جاتا ہوں گے گا دون کی خاطر
 تربت سے دعا کی، خدا حافظہ حاضر!
 رو کو تو شفاعت کی سند پا نہیں سکتا

وال جانتے ہر پاسے کہ میں ٹھہرا نہیں سکتا

۲۳ شبیر نے عمامہ کو پھر قہر پہ رکھا
 استحقاق کو اٹھا کر یہ کہا بار انا
 اسی خاک میں جو رہے اسی لور کا صدقا
 دل اپنا رہے گو کہ دورت سے میرا
 اُمت کی بدی بھوکہ نہ کوئی نظر آئے
 آنکھوں سے سواتیرے کوئی نظر آئے

۲۰ درکار نہیں مجھ کو جہاں کا سرو سامان ہے سر ترسے دربار میں اکوئی سے ارمان
دنیا سے کفن کا بھی نہ لڑا سر پہی احسان عریاں ہی اطلوں آیا تھا دنیا میں بھی ہریاں

رحمت تری لاشے پر مے سایہ نکلن ہو

۲۱ عریاں بدلی میں بھی بندہ کا کفن ہو
قن خاک میں مل جائے تو رات بچ سناں پائے معراج جی کے کار گریوں کو دکھلائے
زینت سے مری دل کی کسی کے دھار کئے تیسے بے خود تری تسبیح پر بھی جائے

تاثیر ترسے عشق کی یہ بعد فنا ہو

شبیر ہو جو ہو خاک بھی تر خاک شفا ہو

۲۲ منتقل ہوا اٹھارہ برس کا مرادیا
رخسار یکینہ کا دکھے لے مرے مولا بن باپ کی بیٹی کو نہ ماموں میں ملانا
گو شمر کا دھڑے مرے دلدار پہ اٹھے

پر ہاتھ نہ میرا کسی ناچار پہ اٹھے

۲۳ میں نہیں کہتا نہ ہوا صغر و طفولت تیر
پر قتل نہ ہو ہاتھ مجھے کوئی بے شیر
پہنے مرا سجاد حویلی طوق گلو گیر لیکن دستار کے بیمار کو شبیر!

مرنے پر مرے ہونٹ کھلیں چوب خفا سے

لیکن دُزیاں بند ہواقت کی دُعا سے

۲۴ گوئیں کہ زلزلہ دیا مولا کی دُعا سے
مقبول دعاؤں کو کیا بہت بولنے پھر وہاں سے گئے تربت نہرا کے مرنے
تعمید گورے نبوی ہاتھ بڑھا کے

دوروں کے گرا قبر کے تعویذ پہ جا کے

۲۵ جب سب کچھ اٹھاتے تھے مرنے سے شہ دالا
مقدس دعا آتی تھی پھر مجھ سے لپٹ جا
دوروں سے یقیناً تیری تربیتی رہی نہرا کعبہ کو مدینے سے چلا قبلہ دُنیا

پیغامِ تھنا چنے شہ دی جدھر آئے

سب منزلوں میں قاصد کو قہ نظر آئے

۳۰. کونم تھی وجہ کی جرمِ سنیہ ہوا ویراں داخل ہوئے کبھی میں تھی جاؤم شہاں
پتیاہ مصلوٹ اُسے ہم کو نہیں کے وال فرما نے گئے المپیوں سے شہزی شاں

اشد بیت فرقہ دیندار ہے مشتاق
ہاتف نے کہا شمر کی تلوار ہے مشتاق

۳۱. ہر قاصد کو فرنے یہ کہ غرض کر یا شاہ! آنکھیں ہیں بچھانے ہوئے دیں وارِ سر راہ
حضرت نے کہا: مکروہ قانونیں کچھ، آہ کالوں پہ رس گئے ہاتھ، وہ برسے کہ نہوا شہ!

حضرت نے کہا خیر و غائبے کو دغا ہے
کوٹنے ہی میں بن باپ کا شیر ہو ابے

۳۲. پھر زیب دو رنگ و حمام اُسے ہوئے شاہ کچھ مشورہ خالق سے کیا کھینچ کے اک آہ
کھا دی ناسے ہی جو تھی خواہشِ اشد مسلم کو نیا بت کا دیامرتبہ و جاہ

دستے میں رسولوں کے برابر ہوئے مسلم
پتیا مبر سبط پیغمبر ہوئے مسلم

۳۳. خط بیکے سلم سے کہا شرنے کہ جاؤ یثرب تو چھٹانے سے بھی ہاتھ اٹھاؤ
امت کہیں گمراہ نہ ہو کام بناؤ تلقین کرو حال بدو نیک بتاؤ

ہے جم ہی لازم جرم ہو پیدا و دستم بھی
تم سونے بہشت اُسے چلو اتے ہی، ہم بھی

۳۴. کیسے سے چلا المپی نائبِ حیدر ہمارے ہوئے ان کے دو فرزند خوش اختر
نعتدین سے ثابت تھا قرآنِ مبرا فر مسلم نے یہ اجرت لیے ہاتھ اپنے دو ہر ہر

لے حق تھا فراموش، نہ تھے شاہ فراموش
ہر گردشِ تقدیر نے کی راہ فراموش

۳۵. وارد ہوئے اُس بادبیر میں شہد و حیراں جو گم تھا سحر نے قیامت سے دو چندان
تھا نامِ یقین اُس کا میان غرضناں اسپند جو در سے تھے تو غمخ تھا یا باں

حیراں عقب راہتا ہاتھ تھے مسلم
لیکن وہ مقصد رکھیں پاتے تھے مسلم

۳۶ مسلم کے بگڑ گزشتے زباں اپنی نکالے کتے تھے: بڑی پیاس ہے اللہ چلے
بابا! میں اسی صوبے والوں میں چھپا ہے اللہ کرے ماموں میں پاس بلاے

دل کھڑے ہوا جاتا ہے خشکی زباں سے

پہنچا دو ہیں والدہ کے پاس، یہاں سے

۳۷ پانی بہت ان رہبروں کی گشت میں کھوٹا جز مریج سرآب اور کوئی مریج نہ پیدا
عقی ریگ رزن، بہتا تھا باگ کا دریا جلتے تھے قدم، تپ رہا تھا مازہ صحرا

جو آبلہ کر، قطرہ نہ پانی کا کہیں تھا

تھا آب بھی تو آبلہ میں پردہ نشیں تھا!

۳۸ کھلے ہے سر راہ عمام آگئے رہبر بے آب تھا کر گئے جنگل میں تڑپ کر
بجول کر بے آگے بڑھے مسلم مضطر اک چشہ ملا راہ میں، پر لب نہ کیے تر

بجول سے کما پیاس ہی میں طلع بڑے میں

دو مردے مسافروں کے بے غسل پڑے ہیں

۳۹ کیا رہے، ان مردوں کو خود جاکے اٹھایا یاں لاکے دیا نسل کنن رو کے پنھایا
تبدارخ انھیں خاک کے بستر پر لٹایا جنگل میں نشان گور غریبان کا بنایا

بنشا تھا یہ رحم ان کو جناب آمدی نے

جب اپنی اہل آئی خبر لی نہ کسی نے

۴۰ پھر کھینچ کے تھے، شاہ کو عرضی میں یہ کھلا، اسے شبنم و زینت، قبلہ بطحا!
پیاسے موئے رہبر، نہ ملا پانی کا قطرہ آغاز یہ ہے دیکھیے انجام سفر کا

بند سے کوساں آپ کریں یاں سے ہلایں

حضرت بھی قدم کیے سے باہر نہ نکالیں

۴۱ جس دم یہ عزتِ نظر شاہ سے گذرا رو کر کما زینب سے بنی تدبیر کروں کیا
مسلم کو توبانے میں ہی ریش ہے بھینا وہ ہلایں کر بیٹے مرے جودی، آقا!

کم سن میں تو ہوں دعوتِ اسلام کریں گے

یہ پائے اقبال سے سب کام کریں گے

۴۲ * عباسی دلا دے یہ کی عرض کر آتا ! بندے کو نہ کیوں بھیجے وہے عین تمنا
بس دستخطِ خاص سے لکھ دیجئے اتنا نائب نہیں آتا ہے غلام آتا ہے میرا

اک ایک سے بیعت شدہ لاکھوں لوں کا
سوغر نہیں، گر جان تری راہ میں دوں گا

۴۳ شدہ لے، ابھی سے نہ کو تو دیر کہہ کر دسویں کو محرم کی جدائی ہے مقدر
مسلم کو نکھا: نام بردیں، جان برادر یاں آنے سے تبدیل نہیں ہر گاہ مقدر

جان ایک ہے موت ایک، خدا ایک ہے بھائی
امت کے لیے تو یہ سخر نیک ہے بھائی

۴۴ فرما دو کوئین کا پہنچا جو رفسدیاں مسلم طرف کو فہلے ترم و شاداں
وارد ہو کر آئے ہیں وہ صاحب ایماں صہابی مسلم کا ہر اخص میں ساماں

افس غریبی چہ چین ابن مسلم کی
اک دن بھی ضیافت نہ ہوئی بسط بنی کی

۴۵ کہنے میں وہی شہرین و بشہر آیا مطلع، اک شرر اشا: مسلم عالی گزرا آیا
کیسے کی طرف سے خضر نام در آیا بخشش کی ملی راہ کہ یہ راہبر آیا

اب خیر حیران پر پہنچ جائیں گے پیاسے
گھر بیٹھے ملا خضر نہیں فضل خدا سے

۴۶ ہر پہلے ہی شتاقی یہ سب کتنے فقے درود کب آئیں گے یاں قبلہ و کعبہ کی خبر دو
اٹھ کرے عید محرم کی یہیں ہو فراتے تھے مسلم، تم انھیں آیا ہی کھجوا

تم میں ہی تبت جو ہر اپاتے میں مولا
بچوں کو بھی ہمراہ لیے آتے ہیں مولا

✽ ان دوروں بندوں کو دوبارہ ایک بند میں بدلا ہے :

بجھایہ عریضہ تو نہ سنبھلا دل پر غم رو کر کہا: اب کون کی تدبیر کریں ہم ؟
عباسی نے کی عرض: شاد شدہ عالم موجود یہ خادم ہے، روانہ ہو اسی دم ؟

لکھ دیجئے پہنچانے پیام آتا ہے میرا
نائب نہیں آتا ہے غلام آتا ہے میرا

۴۷ اب کہتے ہیں واقعہ مسلم ذی جاہ بچیس ہزار آئے قسرت میں کہ ناگاہ نازل ہوا وہاں مثل بلا ابن زیاد آئے خبر پر پڑھا بزم میں یہ خطبہ جان کاہ ہاں سب ہول شرف مری بہت کے شرف
حاکم ہوں میں یاں شام کے حاکم کی طرف سے

۴۸ مسلم کو جو صمان کرے وہ ہے گنہگار زندہ ابھی چن دوں گا میں اس کو تیرا دیار سن لوں گا اگر بیعت خبیثہ کا اقرار میں ہاں تھ سے اپنے اس کے بچوں کا سردار مسلم کو وہ انڈیا میں دوں حاکم کی مدرسے روئے کی صدا آئے محمد کی مسجد سے

۴۹ مسلم نے سہمی یہ سن لیا بعضوں کی زبانی جز خانہ دانی نہ پناہ آپ نے جانی دانی کو یہ ایمان کا بلا گنج نسانی دربار میں حاکم کے طلب ہو گئے دانی بے جھوٹ نے زخم اس تن لا غریہ لگائے دوسرے کئی سرشتِ مطہرہ پہ لگائے

۵۰ جب پڑنا تھا وہ تو وہ یہ کہنا تھا تقریر یا احمد وہ ہر اعلیٰ شہر و شیرم شاد نہیں رہنا کوئی کچھ نہیں تقصیر الفت میں تمہاری مجھے ملتی رہی تعزیر آتی تھی نہ اہم کو بھی دانی ترا علم ہے ہم بختی پاک پر یہ ظلم دستہ ہے

۵۱ وہ کہتا تھا: مسلم کراچی تھ سے میں لوں گا دے گا جو رد کیا قتل اسی وقت کروں گا یہ کہتا تھا سردوں کا پر مسلم کو نہ دوں گا اس امر پر راضی نہ ہوا ہوں میں نہ ہوں گا بے شرم مسافر پتھر کی کھانا ہے لازم مرعاز کے بیٹے تجھے مرعاز ہے لازم

۵۲ کر قطع زباں، ہاتھ اٹھاتا ہوں میں جہاں سے دانشدہ مسلم کا نشان دوں گا زباں سے گویا کیا آنکھوں کی تو کھینچے گا سناں سے پر آنکھ نہ پھیروں گا میں غرور و جہاں سے مسلم کا نشان کا فرد ظالم کو بتاؤں؟ ہر جہاں جو میں خاک دے مسلم کو بتاؤں

۵۳ یاں رشتہ نبوت کو قسم گاروں نے توڑا
دل ہی سے قدم بلند سے سنا قیلے سے ٹڑا
ایماں کی طرح تائب شبیر کو چھوڑا
نقتے کی کماں شاد ہوئی تیر وہ جڑا

مسلم شب تاریک میں غم میں حسرت تھے

پردوں میں فرزند کیں، آپ کہیں تھے

۵۴ وہ شہرِ آفت وہ تلام، وہ شب تار
صلوات کیں گاہ میں، دشمن درو دیار
برگشتہ زریں و فلک و کوہِ و بازار
پھرتا تھا وکیلِ شہ دین بے کسٹ یار

بیٹے کہیں خاک کرتا صلیب پر کھڑی تھی

اک سر پہ زمانے کی بلا ٹوٹ پڑی تھی

۵۵ کونے میں جوبانہ بندلا ہو گئے مسلم وطن،
سرگشتہ صحرائے جفا ہوئے مسلم
بچوں سے بھی عزت میں جدا ہو گئے مسلم
صدموں سے تلہ گار قضا ہو گئے مسلم

ہر روزہ صاف کر کے لیے در بدری تھی

ہر شام کو عمر ان کی چراغ سحری تھی

۵۶ اک دوست جرنی تھا برتید وہ علم غوار
پھر گھر میں در بنے کا ہر اکوئی روادار
فاقوں سے جرنی تھی قدم کو دم رفتار
چلے سے یہ کتے تھے کڑیا حیدر گزارا

ہر کوچ میں مل تھا کوئی عزیز نے نہ پائے

ہاں بھیجیہ مسلم کو، کہیں ملنے نہ پائے

۵۷ عاشقِ محرم کو ہوئی شر پہ جراثیم
تسناں تھی مسلم پہ دی کرنے میں عیبت
پرفرتی بے اتنا کہ وہاں دن تھا بیاں لا
روتی ہوئی تھی غافلہ کی نوعِ نقطہ سات

زینب وہاں عزا شرعش نشیں تھی

یاں خواہ مسلم بھی نہ مسلم کے قری تھی

۵۸ دارد و ناگاہ در طوم پر کششدر
تبیح بکفت ذکرِ خدایں تھی وہ در پر
حضرت نے کیا شک زبا اپنی دکھا کر
مقدر پر فاطمہ اک پانی کا ساغر

اِحسانِ اللہ و پیہر کا قصد تھی

پانہ دے مجھے ساتی کوثر کا قصد تھی

۵۹ طوطہ گئی اور جام لبالب دیا لاکر
پھر کوزے کو وہ رکھ کے جویاں آئی کمر
حضرت نے بیا بیٹھ کے دروازے کے اوپر
دیکھا کہ جی بیٹھے ہوئے زانو پر دھر کے

دل میں کہا، اس شرمیہ گھر میں رکھنا
سے عالم غزیت، کوئی یا ور میں رکھنا

۶۰ آخر کہا طوطہ نے کڑے بکس و تنما
تو دیکھتا ہے شرمیہ کیا نقشہ ہے برپا
بیس پی چکا بانی، سر دروازے سے اٹھ جا
جا گھر میں تڑو تڑو ترے ناموس کو ہر گاہ

اس وقت میں ہر اک سے کنارہ ہی جھلا ہے
تو نے ہم کاسنا ہر گاہ جو بانی پر بلکہ ہے

۶۱ اٹھ جانے کو طوطہ نے کہا جبکہ کئی بار
یاسبط بئی ہم ہی کی یکس و ناچار
کہے کی طرف طوکے پر کرنے گئے گفتار
دروازے پر رہنے کانیں کوئی روادار

اس بات کی طاقت اور تباہی ہم اٹھا لیں
ناتانے سے کوا کل ہمیں جنت میں بلا لیں

۶۲ پھر دیکھ کے طوطہ کی طرف، برے یہ رو کر
یاں اپنے لیے ٹوکے ہوئے گی خواہر
گھر ہوتا اگر اکابے کریں میٹھے دہر
زینب ہے، نہ بانو ہے، نہ زہرا، نہ دختر

شبیر عیاد ہم سے ہی، عباسی حیدر ابی
تنہا تری بستی میں گزرتا رہا ہیں

۶۳ حیرت ہوئی طوطہ کو یہ بولی وہ حق آگاہ
دو کر کہا: سرور ہی آقا ہیں، شہنشاہ
شبیر ترے کون ہی؟ اسے بندہ اشد
وہ بولی: تو کیا آبا عاقل مسلم کے ہوا؟

شرما کے کہا: وہ وطن آوارہ میں ہی ہوں
مسلم جسے کہتے رہی، وہ یہ چارہ میں ہی ہوں

۶۴ باقول کو بڑھا کر یہ بکادی وہ خوش ایماں
اسے موت کے مہماں تو مجھے گھر میں ہوں
تو نائب شبیر سے اسے میں ترے خزاں
آواز بول آئی، خدا پر ہے یہ احسان

مسلم کو تو ہجرہ دیا اس اہل وقا نے
بخشتا اسے فردوسی کا گلزار خدا نے

۶۵ کھلم ہے لڑی رات تھی، اندھا بچہ کی یہ آہ
مسجد میں اب ذکر میں اور دل سرے نشہ
مسلم نے کفن دھو کر مسطر کیا ناگاہ
جب آتی تھی طوطیہ وہ کہتا تھادی جہاد

فروری کی خبر کے تلے دید کر کی گئے

کل ٹکڑے کو قربانی کی ہم عید کر رہے گئے

۶۶ ناگاہ پڑھنے سے بند کر کے سن پائے
کچھ شب تھی کہ حکم کو خبر آئی لے رہی ٹائے
کی ٹھکرتی لے، کہیں گھر بار نہ لٹ جائے
مسلم مرے گھر میں ہے کوئی جانے پہچانے

دی اس نے نوافل کر باندھ کر کسے

ہاں صبح نہ پیدا ہو کہ مسلم کا سر آئے

۶۷ لشکر کی بروئی خانہ طوطہ پہ پڑھا
ہمسائیل کو طوطہ نے آواز سنائی

مسلم نے یہاں ہائے ناز اپنی اٹھائی
مہمان مرا مرے کو جاتا ہے کربائی

گھر طوطہ کا گھیرا گیا مہمان کی خاطر

چڑھ کر وہ اجڑا ہے اک جان کی خاطر

۶۸ لے خیمو، مسافر کی مدد کرنے کو آؤ
قرآن کو روپیچ میں سو گند بھی کھاؤ

اسے مومنو، حیدر کے جیسے کو بچاؤ
یہ کہے گھر جاتا ہے لشکر کو ہٹاؤ

یہ حیدر کرڈر کے جہانی کا خلف ہے

شہر اک کا بھی مکہ ہے، اہدینہ ہے بقعے

۶۹ دہے ہر اکیدل ابن زیاد کی کا گند کیا
لشکر نہیں، جنت نہیں، پھر بغض یہ کیا

یہ کوئی نہیں، لڑو ہی حاکم سسی اچھا
بیعت بھی تو بے چارہ کسی سے نہیں لیتا

کیوں لڑنے کو سب آئے ہیں یہ کسی کو لہے

بے چارہ مرے حجرے میں فاقے سے پڑا ہے

۷۰ پھر قہار یا مسلم منسلو م کا دامان
حاکم کوئی دے لے گی علیہ السلام

کستی تھی، نہ جا ہی تے مدقے تیرے تڑپاں
لڑو ہی نہیں نہ ہر اک کی جوتھوں پہ نہوں جاں

مہمان مرے گھر سے نکل کر جو ترے گھا

زہر اسے مجھے شرمیں شرمندہ کرے گا

۱۔ مسلم نے کہا خدا کی جنت ہوں میں تیرا قرآن کہ ہے لوٹدی تو فرما سے پئے زہر
پھر وہیاں میں بیٹوں کے یہ روکر ہوئے گیا پر ویسہ، بابائے خدا کو تمہیں سوچنا

ہم دیکھے یہاں بے گنہی دو گزر رہی گئے
مرگ کے جہنم پیاروں کے دریا میں ہیں گئے

۲۔ تھا مگر بھی زمین فلک پر نہ مڑتی پر نور جو مسلم نے کیا زمین کا دامن
اب تیرا امام سے ہوتا ہے پر روشن ذاکر تری تائید کو قدسی ہیں مسکین

واجب تھے شبیر کے نائب کا ادب ہے
مسلم کا سردار چوڑے کھٹے تو عجب ہے

۳۔ بیٹے، برسے ہی سب سے بچتے لڑا برخواستہ دل طولیٰ خن سے نہیں زنا
سب مدح کو موجود ہیں اب روئے کوتاہ مسلم کے تو شبیر ہوئے پہلے عزادار

الفت جو بہت ہے انھیں زہرا کے خلف سے
تھامی شہر والے نے کاب آگے بھڑکے

۴۔ ہاں، مشہور بیانِ قبر برج فصاحت ہاں، جو ہر بیانِ دُرِ معنی بلاغت
بس قدر شناسی سے ہی نظم کی قیمت حق بخشنے کا تھہر دیکھ دائرہ جنت

وہ صاف بیاں ہو کر گھر نظروں سے گزرتے
مسلم کی ساری کاساں آنکھوں میں پھر جلتے

۵۔ تاریخِ غم، صبح شہادت سے نوردار رہتا کہ پر اسرار ہے وہ بکے دسے یار
ہر چاروں سے ہی اساطیر کیے کفار گرداب میں ہے دگر گراں مایہٴ افسار

طلقات میں یہ خضر بیا بیا بلا ہے
یاد دائرہ میں فقط افرادِ خدا ہے

۶۔ کہتے ہی جسے روح کو کیلے، بدن ان کا مشہور ہے جو کس، وہ ہے سیرِ جن ان کا
رضوان کا شرف یہ ہے کہ ہے ہم وطن ان کا جیسے، دُور ان کا ہے شہرِ سخن ان کا

جیسے کے چہرے ہیں وہ پاؤں کے تکی
دُنیا صفتِ نقشِ قدم چھوڑ چلے ہیں

۷۷ چہرہ، قبرستان تجلی خدایہ طلعت وہ لوح دل ہر اہل مصفا ہے
یہ غیب کا آئینہ اسرارِ مخابے آئینہ اسکندرِ رومی یہاں کیا ہے

یہ رخ جو ہر پرترہ فغن آئینے کے اندر

پھر آئینہ وزنگ میں بر سرِ سکندر

۷۸ روشن ہے رخ پاک اس قدر کہ قدرت یہ پانچواں مصحف ہے سناں کی حقیقت
سرد کہیں خط کا تو کہیں خالی کی آیت ہے روئے کتابی سے عیاں غافلِ حیات

انت پر فرستادہ سے یہ سہل نبی کا

بے شک سے رسولِ اہل کتاب ابنِ علی کا

۷۹ آئینہ ہر اہل رخ کے حضور ان کے حیران یہ رخ سے گل رخ کے وہ ہر سر پر گریاں
گر سایہ کا گل سے ہر سنبھل تیر داماں: گر مجلسِ باطل سے ہر کان بد نشان

نادک ہیں مقرر خم پر زخم اُس کو دیا ہے

جو ہر نے دلی آئینہ کو نہ یہ کیا ہے

۸۰ اشدری تمنائے ضیاء رخ انور ہے فرضِ جلائے فغن آئینے کے اوپر
مکس رخ جان بخش سے آئینے سے بلور آئینہ میں ہے ضیعی دواں ہر گرجہ ہر

یہ دیا ہے جو آئینہ کو رخ ان کا جلائے

چاہے تو یہ آئینہ سکندر کو جلا دے

۸۱ جب در در آئینے میں مکس ان کا بڑا ہے خورشید کے نظارے کو خورشید کے کھڑا ہے
پھر مکس کے غصوں میں بڑا نہ بن اڑا ہے آئینہ سے کم ظرف یہاں گنج بڑا ہے

آئینے میں اس رخ سے در دریم کا گھر ہے

دروازے پر خورشید ہے اور گھر میں خورشید

۸۲ خورشیدِ فلک میں ہیں جس زرخ سے کتر ہر زرخ سے مکس اُس کا کرے صر کا ہر
عاقبت کے قریب ماہِ دو ہفتہ ہے اک اختر اختر کو جو نور اس کا طے ہو مہ انور

دنیاں سے خیل ہر کے گھر قطرہ تر ہو

شبنم کو جو شبنمِ دواں دنیاں سے گھر ہو

۸۲ اب چہن جس کی میں یاں کیا کول تاثیر
نظارے سے سہل ہو دل دشمن شہیر
یہ دشت کماں کرتی ہے کار دم شیر
یہ فرج حد کے ہے بوج گلوگیر
مجھی ہے خرقہ فتنہ چہن جہیں کو
اک چہن سے یہ فتنہ کریں کشتہ چہیں کو

۸۳ معراج لال ایک تو پیشانی اقدس
دوا بردار بچہ مشہور پاک منہ سس
اک بیت خط پشت لعل سخن رس
اَلْقُدْرَةُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَتَقْدَرُ سِ
مصرعہ تو ہیں تو حسن پر ایک ایک میں ہو ہیں
چہرہ فلک حسن ہے یہ نور نور ہے!

۸۵ پیشانی پر نور کیا شان کہیں ہم
ماننے کیا نسبت بلند ان کا مجسم
یہ باہ و زہن ہے کہ ہے شیرِ اعظم
سجدہ کائنات حسن میں اختر سے نہیں کم
اختر کو اس کو نہ کو جسم قر کا
خوشید سے پیدا ہے پیدہ یہ بحر کا

۸۶ ہر فن دوا برد کا ہے خسار پر کیا جاہ
دیتے ہیں مرد مسر کو بیعہ پنجاہ
گو ہر کے یہ پیستہ ہرے ایک گز واہ
قیمت میں مرد فرسہ و چنڈاں ہیں یہ دانش
ابجد سے ہے ثابت کہہ رشک مر تو ہیں
اک لون کے پنجاہ ہیں دوفون کے سو ہیں

۸۷ ہے چشم تو بیمار تو پیکوں سے ہے پیدا
یہ جنم پر بیمار کے ہے دست میما
پر ہیز پر اس مردم بیمار کا ہے کیا
دنیا میں نہیں دیکھتی ہیں عیب کسی کا
گردن و طرف چشم کی پیکوں سے عیاں ہے
ہاتھوں کے سارے پر یہ بیمار دواں ہے

۸۸ اس مدح سے کچھ دل نہ شکستہ ہوا میرا
بیمار کی تشبیہ میں صحت نہیں اصلا
بے ان کو سلیمان اقلیم حبلا
آنکھیں دو سلیمان تو رخ کشتہ زبیا
سامان ترقی کے دوا برد نے دیے ہیں
دو شاہوں پر دوا بالی ہما سایہ کیے ہیں

۸۹ ابرو کی طرف سے درخ مڑ گاں تیرے سمجھو
گمشت سے تکتے ہیں یا ہم مرفو
قرآن سراپائے درخ مسلم خوشنحو
قوسین دو ابرو کے تلے مینی نیو

زخم اس کی محبت کا دھڑکتا تھاں ہے
یہ صانع قدرت کا خدنگ دو کہاں ہے

۹۰ مابین عبادت ہے عیال مینی اطمر
دو قبلوں میں پیدا ہے حدیث درخ میٹر
بے دور کوئی شخص ہے جز مینی افور؟
اس شمع سے روشن ہے رومن سراسر

بالائے لب و زیر جبین اس کا گلدھر ہے
ہے چرخ چہارم پر قدم عرش پر سر ہے

۹۱ ابرو کے تلے کیجیے مینی کا نظار
گو یا تیرے حساب اذان کا ہے اشار
لون ابرو سے زریلے توہین آنکھ کا تار
ان حرفوں سے بس دھڑاں کھل گیا سار

لو بعد نبی نام ہمیں ہر کے وصی کا
وہ رون بنی کا ہے تو یہ عین علی کا

۹۲ یہ سب تو عبادت ہے معانی کروں اظہار
صانع نے جو یہ روئے کتابی کیا تیار
گمشت رکھی چہرہ پر فرور پہ اک بار
دریافت کرنے تاکہ صفائی کے وہ آثار

وہ مس میں ہے لذت کرنائی نہیں جاتی
صانع سے اب گمشت اٹھائی نہیں جاتی

۹۳ پیلاشب کا کل سے سب روزی اعدا
کتے ہیں شب قدر تھو اس کراہتا
ہر تار نظر خضر اگر دی مجھے اپنا
تب بھی حوحن زلف ناک مرکا ہر سودا

گر شکفتن کیسے سخن ہے یہ خطا کا
یہ سلسلہ ہے عضو کا وہ شکب خطا کا

۹۴ کاکل ہے کہ ہے رشتہ گلدستہ رخسار
باہر سے لب لب و درخ سے بہ نغمہ گلزار
پشت لب ماں بخش کا خط کا شمع اسرار
ہر روز ہر شفا دیکھ کے اس نئے کو بیار

طولی کو تو آئینہ فقط کتاب ہے گویا
آئینے کو یہ طوی خط کتاب ہے گویا

۹۵ تو لعین دین میں تو دین بستر ہے میرا اشد کی صنعت کا ہر ابر نگ ہو پیدا
نکلے دین تنگ سے اک لفظ نہ اصلاً جب تنگ کر دین کی وہ شرکت کرے پیدا

یہ لب نہیں، بالائے دین بن گیا غنچہ
حقا بکی کہ دین تنگ، سخن بن گیا غنچہ
۹۶ غنچہ نہ کسوں لب کو کہ غنچہ ہے تنگ طوف نگران کی کشادگی و گروہ شک میں ہے صوف
مرغی لب لعل کا نکھول اگر اک حرف ہر ماہ غنچہ یا ہی کا ظلم غنچہ شخوف
گر ذکر لب لعل کرے کرنی میں یوں تنگ میں ہو لعل عرق پیسے ملک میں
یوں تنگ میں ہو لعل عرق پیسے ملک میں

۹۷ ہے گوہر دندلاں کا تو خشک میں شہرا موتی بی بی یہ اس کے کہ جو ہے نور کا دیا
ہے جوش پر آب دُر دندلاں سے تنگ پرکھیں اُدھر سے ہے اُدھر صاف ہو پیدا
دُر دین تنگ تو غائب ہے نظر سے
پرکھیں یہ شیش گہر سب نے اُدھر سے

۹۸ ہر چند زباں سے خبر غریب ہے پیدا دندلاں یہ خدا کے دُر اسرار میں اِلا
سوا بھی زباں پر کبھی آتے نہیں اصلاً دردا، یہ در قیمتی اور سنگ کا صدوا
کیا داد و ستد ان کی ہے بازار قفا میں
گو ہر حرف تنگ دیے راہ و خدا میں

۹۹ اب جاہ زخمال کا سبز تازہ بیاں واہ برست کی طرح خضر کو بیاں گرنے کی ہے جاہ
کا شاہ جو کہوں چشمہ جواں اسے واشر یہ چشمہ ہے وہ قطرہ ہے یہ بحر ہے وہ جاہ
ہے کوثر و تسنیم میں جوش اس کی ولا کا
ہر دم چمن خلد میں ہے شور و شاکا

۱۰۰ کیا صبح گلہو پر ہے گریبان مژگن نے شب زخمال ہے مژگن پر روش
نائب یہ قدت کا یہ تعدیلت افگن ناخن ہے پر دست کو، خنجر ہے دشمن
اس ناخن زبیا کی بر شکل اس میں عیاں ہے
آنکھوں ہی پر دُنیا میں ہر ابرو کا مکاں ہے

۱۰۱ بیسے کو کھوں سطر آبِ دُرِ غلطان ہے نور سے لبریز یہ سرچشمہ ایمان
رشتے ہیں قبائکے کو عیاں مریضہ عنان ظاہر ہے کب لڑی غنی اس میں ہیں پیمان

اس کو نہ کسی بندہ آگاہ سے پوچھو

یہ غیب کے اسرار ہیں افشہ سے پوچھو

۱۰۲ نازک شکم صاف پر یوں ناف نمایاں آئینہ پر گویا کہ ہے ساکن دُرِ غلطان
یازیب کف دست ملکِ ظفر نیساں یا غنچہ جنت ہے طیق میں لیے عنوان

راگہ اس کا نرالا ہے کہ عنایت ہے خدا کی

بندے سے ہو کیا وصفت یہ قدرت ہے خدا کی

۱۰۳ امانتِ اشارت جز ہر تخی کی پیدا ز نثارِ کمر کا نہ کھلے مجھ سے مُنہا
ہے رشتہ گلدستہ گلابِ تمنا یا مصعب ایمان کا ہے شیرازہ اجزا

تعریف کر دیجئے ہر ختم کہاں پر

تحریر میں بال آتا ہے خامے کا زبان پر

۱۰۴ گر بیچ میں ہوئے زدم خاکِ قدم کا بینائی میں اور اٹھیں ہر صلح نہ عاشا
جس رہ میں یہ رکھیں قدم اس رہ میں ہمیشا سرچھپر کے گردن کو کعب پا سے ہو پیدا

ناخن نہیں کھائی یہ مرنے سے

تار و زارِ اندر ہے مراد یہ قدم ہے

۱۰۵ تھوڑے کھوں سرو گلستان کے برابر یہ مصرعے بے مثل ہے دیوان کے برابر
عبرِ خضر و ارجِ سلیمان کے برابر یہ ایک الف ہے میں قرآن کے برابر

ثابت قدمی سے یزیدی پر برکت ہے

قرآن میں جس جابے الف ہے حرکت ہے

۱۰۶ گریختی و خورشیدِ فلک پر ہوئے اک جا دیجھا نہ مگر اوج و قارِ قدرِ بالا!
انگشت سے کم اس کے مقابل قدرِ بالا ہے عالم بالا سے بھی رتبہ کہیں بالا

یاں تہا قدرِ بالا کے لیے جلوہ گری ہے

کسی تہہ پا سرشِ معظم نے دھری ہے

۱۰۷ دیکھ کر پائے پر نوا خود کا عالم یہ سایہ انقبالی الہی ہے محبت
تن حسن کا شکار ہے لڑھاکے ہے باہم ہے ڈھال کہ یہ دو بڑھڑھاتا ہے کم

پر ہوز رو نور میں کب نام دھان کا

ہے کا فقرا بری پر رقم سورد دھان کا

۱۰۸ ہر ساکن کعبہ کا ہے یہ قول پسر پر یہ تو حجر الاسود کعبہ ہے مقدر
یہ پھول نہیں داغ عزا چار ہیں یکسر داغ نئی وفا طر و حیدر و شہر

دل وصف پسر میں ہے لڑ بڑ کے اوپر

اشد کا ہے ابر کرم و دش کے اوپر

۱۰۹ گز خط شامی کی طہ ریح لکھ زباں ہو نیز سے کی بجلی کا لڑاکا ہشتہ بیاں ہو
جس انجی رزم میں یہ شمع سنان ہو پروانہ پر سوختہ ہر طائر جاں ہو

ذکر صفت تیر کمال ورد ملک ہے

نادک سے شباب اور کمال ان کی فکر ہے

۱۱۰ محراب عبادت ہے کمال آپ کی گویا کرتی ہے جہاں تو کی قزح شرقی کا سجدہ
بندھتا ہے نیا چاند اسی سے تو ہمیشہ خالی عکاس سے جو ہر اگر شہ دنیا

محراب حرم پشت، بدیوار ہے علم سے

ہیے ابرو کی کمانیں پر کسیہ پرش الم سے

۱۱۱ تھوڑا وہ ہے اسی سے جزئیہ کا دھیان آئے خوں مردہ آئی کا ہر اک مورخ سے ہر بلے
طوفان اٹھے جاکے جو سائل پر یہ لڑنے دریا کے سوا خشک۔ ہاں میں پھر کوئی پائے

معدوم ہوں چلاہ سکے نہیں پھر نظروں پر

چل چلے جواک دار حبابوں کے سروں پر

۱۱۲ نقد دم ششیر کر میں عوفین زر اسی نقد رواں سے ہے کر گنج سے بہتر
بے نام شجاعت کا یہی فن مقرر جو ڈالتا ہے سکندر قلب عقد و پر

دل جاتی ہے آب اس کی ہر اک نگاہ اندر

جو گنجی بہ نون وہ ہے جنگ کے اندر

۱۱۲ کیا وصت ہو تو کس کا پھر تے منہ منوں
اقبال ہوا طالع عقابے یہ لگلوں
بے صبر و تحمل ہے مثال دل بجزوں
نعلوں کی منیا بڑے لیلے سے ہے افزود

سرعت کی بخت ہوئی منظور قضا کو

بڑ جو رواں کو دے اک جزو ہوا کو

۱۱۳ ہر شش جہت اس ترس جیاں سے ششدر
سحق کہیں پرچ کو گر پڑنے کا ہے ڈر
شکل نفس سبز یہ دنیا میں ہے مضطر
اک پاؤں جو باہر ہے تڑاں پاؤں ہے اندر
دھونڈو تو بھلا، نقش کج نعل کہیں ہے؟

دنیا میں جگ پاؤں کے رکھنے کی نہیں ہے

۱۱۵ یہ چست، اہل سمت، وہ پر اور یہ جلاں ہے
گر دہن صفت گرو سدا چھے رواں ہے
خارج بیاں کی نہیں جرات عیاں ہے
دیگر کشر و رقی کی صورت یہ کہاں ہے

سرعت یہ ہے گرائیہ خلع میں رواں ہو

ہرگز نہ کسی آئینہ میں عکس عیاں ہو

۱۱۶ غصے سے جو سرخ آنکھ ہواں کی دم بھولاں
آشوب سے ہو دور فلک دست و گریباں
گزین کے صدا صو کی دور سے سر میدان
اسے ہی قدم قدمہ محشر ہو گر یزاں!

کا دے تختہ ہونہ کیوں چسپ رہی کو

یہ مثل فلک چسپ رہی لا تہے زین کو

۱۱۷ کیوں مومنو! تصویر ہر اول نظر آئی؟
بڑھتا ہے رجز آخری اب حق کا فدا
یار دین چیمبر کے ترا سے کاہن جاناں
گھر بار چھٹا یاں ہوئی بچوں سے بدوائی

اب یہ تو کھوجھ کو تو بے ماں کرو گے

شہید کو بھی کیا یوں ہی ممان کرو گے؟

۱۱۸ وہ برے کہاں ان کی مزیافت کا ہے ماں
جب تک کہ کئی لاکھ نہ ہوں خضر مرزا
مسلم نے کہا دل میں کہ بے ظلم کا طوفان
شہید تری جان کا اللہ شہیدبان

حملہ کیا ہے دہریوں نے اس فخر ملک پر

جنت میں زین آئی، گئی گز و فلک پر

۱۱۹ پر گرد جو معلوم ہوا گنبد گرداں
اگر دم شمشیر سے مسلم نے کہا، ہاں
اس طرح وہ برسا کر اٹھا خون کا لٹھان
مطلع بھی ہوا صاف ہوئی گرد بھی پنہاں

بھول تھی شفق چار طرف خون بدست

دامان ہوا سرخ تھا لٹک کر کے لمبے

۱۲۰ اک حملے میں نادار چھل چرچ کو اک بار
دیار پہ دیوار مفت چڑھ گئے کفار
ہمت جو ہوئی پست گئے بام پر اثر
آتش تھی کہیں بج، کہیں سنگ کے انبار

لڑاں صفت پیر فرودار جوں تھے!

دیواروں پر انہو تھا جنبش میں نکال تھے!

۱۲۱ برسانے لگے آگ مدد و پیش میں آگے
مسلم پر کبھی چھینکتے تھے سنگ اٹھاکے
یاں دوسرے میں نعرے تھے یا شہر خدا کے
دیوار ہٹا دیتے تھے گھوڑے کو بڑھاکے

جا پڑتا تھا جب باد کھڑکتا مدد پر

رستے سے اسے چھینکتے تھے بام کے اوپر

۱۲۲ یاں سے تو سر بام دین ہاتا تھا تنہا
پر گرتے تھے ساتھ ساتھ وہاں سیکڑا ادا
کوڑو تھروا ہوا اک حشر تھا برپا
دیوار نشینوں پہ جھڑپا تھے حملہ

دیوار سرک جاتی تھی کفار سے پہلے

گولہ قندیں نہیں خاک پہ دیوار سے پہلے

۱۲۳ سیلاب دم تیج کی تھی چار طرف گشت
آبادی کو فر ہوئی ویراں مفت دشت
کیا بام سے رسوائی ادا کا لٹھ
گرجا کرے تیغ نے رستے ہی کیے ہشت

ناری ہی نہ تنہا خطر جنگ سے تھے دور

شرور شر سے تو شر سنگ سے تھے دور

۱۲۴ اعجاز نعلین الیمپی شہ نے دکھایا
دامی کو کھٹ شلہ آتش نے ڈپایا
لاٹھ کی طرح سے جو دھواں گرد بر آیا
سر سبز ہی قامت نے اسے سرو بنایا

سب تابہ شر حافظہ بیکس تھا سے

آتش تھی شفق رنگ، یہ نور شید تھا سے

۱۲۵ جھائے تَن نازک پر نظر کرتے تھے صدرا روشن فلکِ نر پر تھا عقبرِ شریا !

یارِ محبتِ غلاب آپ کے حضور نے پنا تھے عیانِ گھرِ قلامِ رحمت کے ہر پیرا

رہنے کے عزمِ ہر گت تَن پیشِ نظر تھی

معاذ کے بیسے شکر کو تسبیحِ گھر تھی

۱۲۶ ان، بولیں میں گمِ مٹائی کا یہ تھا حال روشن کر کاہل کی طرح کرتے تھے پامال

چارائیز میں سر سے سراپا لگے تھے بال خورشید تھا درو آپ کا غصے سے تھا زلال

کیسے ذکرِ نمانے گئے جہر پڑے تھے

ڈرے تَن خورشید کے بھی بالِ نظر سے تھے

۱۲۷ نیرہ کہیں مرکزِ جہر ہوا گات جگر کا پھرتی جگ کرے بھی کھلا میم کس کس کا

اعداء کی کماں سے العت تیر بھی سر کا سر بر نہ دمِ جنگ ہوا سین سپر کا

جہاں تھی زہر و بد بذر شیر سے دن میں

قبضے نے دکھی تیغ سے انگشتِ دہن میں ہے

۱۲۸ دریا پر چڑھا ظالموں کے خون کا لک بار لڑیں ہر مٹی تر، پاؤں لگیں اُس میں برے ریز

قاریجِ اہل تیغ کی کشتی بے تیار جنبش میں تھی اُس پار یہ کشتی کبھی اس پار

پلِ ن گئے قرین اگر عدو جی سے گذر جائیں

انوارِ دل کے تَن تیغ کی کشتی پر اتر جائیں

۱۲۹ تنہا در سرِ فرج میں یکسر ہوا رَ عشا روئیں شعلوں کی رو میں بھی روئیں دمِ بہتیا

ایمان کی ضیا کفر کی ظلمت سے تھی پیدا ورنہ یہ نشانِ نام کر بھی رکھتے نہ اُس کا

تھی خوف کے اعزاز سے بانگِ دلوں میں

نوشِ شرر کفر چھپا سب دلوں میں

۱۳۰ اُس دُحک سے طر تارا دالِ ناخوشِ تبیر بادل کی طرح جھٹے مجھے ظالم بے پیر

ماحقوں میں بیسے برھیاں چلن میں بیسے نیر پڑنے لگی ظلم پر شمشیر پر شمشیر !

پر، واہ رویِ جرات کڑے جلتے تھے سلم

نڑتے بھی تھے اور زخمِ بدن کھاتے تھے سلم

۱۳۱ سن کر یہ جرمِ عالم کو فہم ہوا دل تنگ
فرج اس نے اُدھر اور دوزخ کی پہلے جنگ
پھر تھی وہی آتش وہی بیلاد وہی سنگ
مسلم کا کفنِ خوش سے بالکل ہوا گل رنگ

جب ذخیرِ سناں کھاتے تھے خوش تھے مسلم
زہرا کے مہاجر کے لیے روستے تھے مسلم
۱۳۲ ناگرب و دوزخوں پر نگاہِ شہابِ جفا کار
منہ گھڑے سے ضمیر ڈاکے ڈولا کٹی بار
پروردہ پر یہ تھا کہ نہ پاکی آتے تھے کفار
آؤ کر دغا سے یہ لپکا رے وہ ستم گار
بھڑانا اندھا پرچھ لڑھائی کی جسد کو
وہ ناظر سوار آتا ہے یثرب سے ادھر کو

۱۳۳ مدّت سے سنا تھا جو زماں شہِ دلا
یہ سننے ہی بے ساختہ تلمار کو روکا
پر منہ کے چراتے ہی آئینے کیا بھرا
بر بھی تو کیسے میں تھی بر بھی میں کلیجا
منہ سوئے تھیں کر کے کہا اپنے چچا سے
منظلم جیتے کو ترے مارا دغا سے

۱۳۴ یہ کہتے ہی پیش ہر گئے گھوڑے سے گسے ہائے
منظلم کو ظالم درِ عالم پر اٹھا لائے
مسلم پر دیاں پیاں کا غلبہ ہوا لے لائے
درداز سے پانی کے قحط اٹکی نظر آئے
درد افزوں کو دکھلا کے زباں بولا وہ پیا سا
مہمان ہوں ادھر پیا سا ہمیں پانی دوزخ سا

۱۳۵ کھتے ہی کر کہنے لگا اک ظالم گمراہ !
کیا سرد و خشک پانی یہ عرشِ طاقت ہے جاہ
پر تو بھی اس پانی کے قابل نہیں دانشد
سافریہ طوطہ دیاں وارہ ہوئی ناگاہ
روٹی تھی کہ تم بھر کے ہر کل رات سے آقا
لڑپان پیرِ غادر کے مات سے آقا

۱۳۶ پھر کھڑے ہوئے ہڈیوں سے نکالیا وہ پیالا
پیتے جو گئے منہ سے لہو پانی میں ڈالا
دخاں بھی گسے، جامِ بناغول کا قتالا
درد کے پکار سے ملکِ عالم بالا
اب ساقی کو شرمسیر لب کر یں گے
پیا سے مردِ شہید بھی پیاسے ہی مری گے

۱۳۷ القہر کہ حاکم نے حضور اپنے بلایا اور وہ کمر بستہ گرنے سنا یا
جس نے قہر احمد جبریل کو بلایا مسلم نے ملا تا حقوں کو رونا بہت آیا

حاکم نے کہا: قبر میں بھی ہاتھ ملے گا

اب تجھ پرے داد مرا تجھ پر پلے گا

۱۳۸ فرمایا کہ عاٹا جو ناسخت ہر کچھ اپنا رخصت ہے عمر کو کہومی ہرنے وہ میرا
لشہر و دوات و قلم اس وقت تو مٹو گا کچھ مجھ کو دینے کے مسافر کو بہے کھنا

تقریر فقط حال کی منظور ہے مجھ کو

بھرانے نہ بھرانے کا نقد رہے تجھ کو

۱۳۹ حاکم کا جو فرماں عمر سعد نے پایا! تب لے کے وہ قوطاں و دوات و قلم آیا
مسلم نے لہز نموں کا کاغذ پر لکھایا اور ہر رقم ہاتھ میں غلے کو اٹھایا

لکھا شہر والا کہ کیا حال رقم ہو

اغلب ہے کو خطا کھنے میں سرتن سے غم ہو

۱۴۰ ذی حج کی فزنی، غرضے کا دن تمل کا سامان پر عید یہ ہے آپ پہ ہوتا ہوں میں قریاں
شہزادوں کا اور شاہ کا اللہ تعالیٰ حساب کرتا ہوں مرقیہ کی سفارش بہ دل و جان

کراہ کراد کے مرتے غم میں اندام کی کاٹلی جانے

صدقے میں کیکنے کے رقیہ مری پل جانے

۱۴۱ بڑھ ہے مری خواہر عباسی دلاور وہ مرتبہ داں غور ہے، یہ کہہ دینا مقصد
دوڑے مجھے تو باؤسے شہر سے چھپ کر ایسا نہ ہو شرمندہ ہر کچھ بانوسے سرور

عباسی دلاور کے برابر میں عیسیٰ ہوں

بانو کی وہ لونڈی، میں غلام شہر میں ہوں

۱۴۲ روداد و بہت، وہ تھہرے کپڑے شاہ و عرش انجام جلا دوسے سر پہ ہے کھینچے ہوئے مصمص
ہوں میرا بھی خط ہے، یہی آخری پیغام اب کرتے میں نے لکھا لیسا نہ کبھی نام

خط پہلے طلب کا جو برابر نے لکھا ہے

میں نے نہیں لکھا ہے، مقدمہ نے لکھا ہے

۱۴۳ تعمیر ہوئی، بخشیدو، کھنے پر نہ جانا کیا جاتا تھا غل کا پیا سا ہے زمانہ
باشد دعا ہے، یہاں لشد نہ آنا اور خیر، جو تم آنا قریب کر نہ لانا

لاؤ گے تو وہ رُخِ اعلیٰ میں گھرے گی
سرنگے سن آپ کی بوسے میں پھرے گی

۱۴۴ خط لکھ کے عمر کو دیا اور بوسے پر آقا تو قوم قریشی سے ہے، ہم قوم ہے میرا
بھوانا یہ مکتوب جہاں ہوں بشر والا اور ذوقِ مرا تیغِ زہرہ نیچ کے دینا
گھوٹیری خیانت کا مے دل کو قیام ہے
پر کیا کروں بے کس ہوں، مرا کوئی نہیں ہے

۱۴۵ عمران کے فرزند سے حاکم برا گویا اب ویر نہ کر، بام پر مسلم کو ترے جا
ٹکا دے در کو فی سکاٹ کے اُس کا اور بام سے بالائے زین چھٹا سے لاشا

ہاں باندھ کے پھلاش کے پاؤں میں رس کر
تشریف کر مسلم آوارہ وطن کو

۱۴۶ تھلا دے تب بازو سے مسلم کو لیا تمام ساتھ اس کے غریب سے چلے مسلم نا کام
برزینے پر معراج شادست علی ہر گام اور بام پر جا کر ہونے غور شید بام

پہ پہ بیٹھے تھے مسلم وہاں مصام کے منجے
حقِ خلقِ تماشے کو کھڑی بام کے نیچے

۱۴۷ ڈر کر کوئی کہتا تھا: پناہ اسے مرے اشد مہمان سے کوئی بھی یہ کرتا ہے سلوک آہ
بکھے ہیں جنا عید کی، سید کا ہو، واہ حاجی کا گلا کاٹنے میں غرضت کو بد خواہ!

کہتا تھا زکر کوئی کیا قبر ہے، یا حق
اک بندہ بے کس پہ چڑی چلتی ہے ناحق

۱۴۸ تب وہ بیان میں مبتدی کے مسلم پہ پکارے کیسے میں ہر بارہ میں، ہمدردی میں تماشے
اب کہتا ہے سر کوک تماشائی ہیں مائے دیکھو مرے آقا! بری حسرت کے نظارے

اجازت سے پردے عریٰ انکھوں سے اٹھا دو
یا سبھت ہی آنکھری دیدار دکھا دو

۱۴۹ کچھ سے اسی روز روانہ ہونے تھے شاہ
جبریل نے کہنے کی زمیں سے کھانا ناکا
مسلم شہ مظلوم کی تصویر کو دیکھے !

شہبیر اُسے دیکھے یہ شہید کو دیکھے !

۱۵۰ کہنے کی زمیں نے سرِ رفعت کیا پیدا
پر ساری زمینوں پر ہوازل لہ برپا
چلنے سے رکاوٹ میں اسب شہ والا
اور تم گئے سب اکثرِ قربت زہرام

ہاتھ نے خدا دی یہ جو میرے صفت کو

یا سبط نبی ! دیکھے کہنے کی طوت کو

۱۵۱ کہنے کی طوت شاہ نے منہ اپنا پھرایا
سیدانوں نے غفلت سے پردہ اٹھایا
اشر نے مسلم کا جمال اُن کو دکھایا
بیٹھا ہوا تلوار کے نیچے نظر آیا

پیشہ تھی غلاموں میں صلا پہنے آبی کی

یاں غلامِ روتی تھی وہاں درِ صلی کی

۱۵۲ چروں پر ملا پنچے حرم شہ نے لگائے
ملنے کے لیے اتر رُقیہ نے بڑھائے
چلائی گلو آٹاں، وہ بابا نظر آئے
سب کہتے تھے بابائے وہاں شہر لائے

بے فرش پر اسے سایہ دلوار کے نیچے

بابا قبر سے بیٹھے ہیں تلوار کے نیچے

۱۵۳ کیا دوتے ہو لوگوں سے بابا کو پکارو
سے جا کے رُقیہ کو پھر پر کوئی دلو
زینب پھر چلی اُس شہر سے مجھے جلاتو
یا حضرتِ عباسی ! حمایت کو بے حدادو

بیتا علی اکبر ! یہ مین تیری بلا سے

لڑائی ہوں میں تیری مرے بابا کو پلا سے

۱۵۴ پھر بیٹ کے سر تنقا سا حضرت کو پکاری
فریاد، چچا بھائی، دُعا ہی ہے تمہاری
ذات آپ کی ہے عقدہ کشا سب کی امنی
امن کے لیے دیکھو ضعیفیری یہ ہماری

دیتی ہوں سیکھ کی قسم جا کے بچا لو !

بابا کو مرے تیغ کے نیچے سے نکالو !

۱۵۵ شہید کیا ہے: ترا باا ہے بہت دور
قافل سے وہاں کئے مسلم کو نہ جوڑے
پر خالق مختار کو اب یوں ہوا منظور
حسرت مری پوری ہوئی اے ظالم مقرر

اب کاٹ لے سر کو کسی مرنے کا مزہ ہے
آقا مر اس وقت مجھے دیکھ رہا ہے

۱۵۶ قافل نے لگائی سب مسلم پر جوش شیر
مرکٹ کے پکارا میں بدلے سر شہید
کرٹے سے گرایا جرتن مسلم دل گیر
"یا حیدر کرار" کہا اور کسی تکبیر
نظر سے تو گئے خون کے دہان بنی میں
سرگرمیوں زہرا کی، تن آفرین ملی میں

۱۵۷ سر پٹنے کی جا ہے گرجا جب کردہ لاشا
موجود تھے حاکم کی طرف سے وہاں احدا
میں کیا کہوں اک اس نے ہی جولاں کو ایذا
پھولاش کے پاؤں میں غرق نہی کر باذہا
پہلے اسے دریا ستم گار میں لاسے
پھر کھینچتے ہر کو پھر وہ بازار میں لاسے

۱۵۸ پر لاش کو کوجہں میں پھارتے تھے بربد خواہ
رونے کی فرشتوں کی صدا آتی تھی، دانشمند
اک بل بل بھی پڑشیدہ تھی اس لاش کے پہاڑ
چلائی تھی وہ "واؤ لیدی، واؤ لیدی" آہ
جب پڑھتا تھا کوئی کہہ کسی کی صدا ہے!
کتنی تھی زمین: قافلہ مشغول بگا ہے

۱۵۹ منظور مسلم پر دہیرا اب تو بگا کر
مقبول یہ پھر مرا لے بار خددا کر
اس مرثیہ کو ہاتھوں پر رکھ اور دعا کر
ہر لحظہ مجھے قوت تعنیف عطا کر
گودرز سخن سزوقہ کسے میرے میاں سے
ملک سخن نازہ میں لوں تیغ زباں سے



تحتیق تن

مرثیہ

کونے میں بہا ر آئی جو گلشت چمن کو

بند ۱ : دفتر مآتم ۱۷، صفحہ ۱۵۲، طبع دوم، دہلی احمدی کھٹو ۱۹۱۰ء

مصرع ۲ - تازہ کیا ہر مروج نے تقویم کن کو

۳ - دنال در شبنم ہرے غنچے کے دہن کو

۴ - قرار سے ہرے طبیبان مدیح چمن میں

بند ۲ : دفتر مآتم

کوز جو ہار شک چمن فصل چمن میں در کس شفق سے ہرے یا قوت مدح میں

بیل کی طرح جان پڑی گل کے بدن میں دندل در شبنم ہرے غنچے کے دہن میں

بیت مطابق تن ہے

بند ۳ : دفتر مآتم

مصرع ۲ - ہر غنچے نے نقارہ سلای کا بجایا

۵ - یہ تیز روی کی کو مسرت آیا جہیں پر

بند ۴ : دفتر مآتم

آیا علی شاہ بہاری میں گلستاں سبز سے کر دیا خلعتِ نعز اس پریدل

خنگی پر کھلا آب رواں سے خطا بطلان اور نہر کے باسوں پر جاری کیا فزاں

ہاں لا تو خبر و دیکھ زمیں خشک کہ مر ہے

بچہ قبر ہے تو خشک ہے گروہ نہیں تر ہے

بند ۱۵

مصرع ۲۔ لائے کی سیاہی کی دوات اس نے نکالی

۵۔ کیا بندہ آزاد ملازم جزو کل تھے

بندہ کے بعد دفتر قائم کا بندہ ۶۔ یہ ہے

صیقل گری بخشہ بننے میں شاعری کی کسافت خود کو غنی پسند امر کیے شفاف

موجب آب رواں کی یہ دکھانے لگی ادوات گر تیغ و گئے تیغ گرو گاہ زندہ بات

بیت مطابق متن بندہ ۶

بند ۶

مصرع ۳۔ سب سے شانی "نروں سے حرفیں" بعض نگوں میں "نروں سے حرفیں و

بندہ ۷ : مصرع ۲۱ دفتر قائم

ناگاہ پہنے جنگ اٹھا خسرو باران رعدا کی کاغذی اسپ ہر اتند تندرناں

باقی مصرعے مطابق متن سب سے شانی۔

بندہ ۸ : دفتر قائم

مصرع ۲۔ یوں ابر کا دل آب ہوا جیسے کہ جیوں

۳۔ بلبلن پہ پڑا لائے کے پرتو کا جڑ بنوں

۴۔ پھر گنبد نہ طارم خضر ہوا گلگون

۵۔ باران جہنمیں

بندہ ۹ : دفتر قائم تدارو، اس کے بدلے بندہ زندہ ہے

جارب و گستاخ دم طائری سہ راہ ہر ایک قدم خضر طراوت کی قدم گاہ

زورہ دہلے خاک تیمم کی ہموگر چاہا بوسے گل تر فصل و دھوکے لیے دل خواہ

بیت مطابق بیت بندہ ۹۔

بندہ ۱۰ : دفتر قائم

مصرع ۳۔ وہ قریوں کا سرو کے منبر پہ تارنا

۴ وہ بلبلوں کا مصحف کی پڑھ کے سننا

۵۔ گلزار خوش و سبز خوش دآب و پرا خوش

۶۔ سب کرنے میں خوشنودی کوئی نہیں مانوش

بند ۱۱ : جرد دفتر قائم میں بند ملا ہے

مصرع ۲۔ قرارہ خط جو بخش میں ہے مروج صمان

۳۔ بالائے فلک کتلہ ہے یہ نظر و فشان

۴۔ اں، گشتیں انجم یہ پہنچاتا ہے پانی

۵۔ آگے ترحاب آتا تھا گروں سے زمیں پر

۶۔ برساتی ہے اب بندہ گوزی چرخ بریں پر

بند ۱۲ : دفتر قائم بند ۹

مصرع ۳۔ وہ امر سے جاری تھی رئیس رحمت مختار

بند ۱۳ : دفتر قائم بند ۱۳

مصرع اول مطلع۔ لے اہل عزا طرف یہ نیزنگ جمان ہے

۴۔ گھر بختی پاک کلبے نام و نشان ہے

۵۔ شمشیر کا چیل محمد شہر میں آیا

۶۔ اس فعل کا میرہ بھی نہ تقدیر میں آیا

دفتر قائم مطلع ۱۴

گرمی میں دینے سے سزا کرتے ہی حضرت پاؤں سے مم تبرک طے کرتے ہی حضرت

گرمیاس سے صفرا نظر کرتے ہی حضرت گلابے درودنت پر نظر کرتے ہی حضرت

کتے ہیں کہ کم جاکے نہ زندہ دھری گئے

لٹ کر حرم ام احمد مختار دھری گئے

بند ۱۴ : دفتر قائم مطلع کے عنوان سے ہے اور اس کا نمبر ۵ ہے یہ بند سبب شانی

میں میں ہے۔

بند ۱۵ : دفتر قائم بند ۱۹ میں بیت ہے۔

کیا باب کے شیعہوں پر عنایت نہ کرو گے کیا نانا کی امت کو ہدایت نہ کرو گے؟

بند ۱۹ : دفتر قائم کی بیت ہے۔

شہر کو کدے میں نکلتی ہوں حسینا سب کنبے کے مددے کو میں چلتی ہوں حسینا

بند ۲۰ : دفتر قائم

- ۱- مصرع ۲- تم آن کے تربت پہ پکارا دھیں پیارے
- ۳- رخصت کا پڑھو فاتحہ مرقد پہ ہمارے
- ۴- اماں نے ہی تو مگر ترسے قتل پہ کہ ہے

بند ۲۱ : دفتر قائم بند ۲۲

- ۱- مصرع ۵- مولائے کبریاں روتے ہوئے دھل چکے ہیں
- ۶- وہ کہتے ہیں شبیر نکلتا ہے وطن سے

بند ۲۲ : دفتر قائم

- ۱- مصرع ۱- چلا یا سر قبر وہ زہرا کا مسافر
- ۲- مرقد سے نہ آئی سدا حافظ و ناصر
- ۵- تم بن مری امت کوئی بخشا نہیں سکتا
- ۶- وال جاتے ہر پیارے کو میں ٹھہرائیں سکتا

بند ۲۳ : دفتر قائم مصرع ۲۰۱

- تب شاہ نے مامرد دھرا قبر پہ اپنا
- ۱- اور کھول کے گیسو کو کسا بار اٹھا!
- ۲- دل میرا رہے گردِ کدورت سے فترا

بند ۲۴ : دفتر قائم

- ۱- مصرع ۲- عربانِ اطول آیا تھا دنیا میں عربیاں

بند ۲۵ : دفتر قائم

- ۱- مصرع ۲- پریمی نہ کروں قتل جواں بیا کسی کا
- ۳- رخسارِ کینہ کے ہوں اور سبلی اعدا
- ۶- پر ہاتھ نہ میرا کسی بیمار پہ اٹھے

بند ۲۶ : دفتر قائم

- ۱- مصرع ۳- مر گئے پھرے بوسے میں زینب مری بہتر
- ۲- روئے دکھی پردہ نشیں کو ترا شبیر

بند ۲۸ : دفتر قائم

معرج ۳۔ خود مشرکہ اجابت کا دیار بے مہر اس نے
۴۔ پھر قصد بقیعہ کیا شاہ شہداء نے

بند ۲۹ : دفتر ماتم
معرج ۳۔ القصد یقین میں تڑپتی رہی زہرا

بند ۳۰ : دفتر ماتم
معرج ۲۔ داخل ہوئے کعبہ میں تو قہی سرم شہباز

بند ۳۱ : دفتر ماتم
معرج ۲۔ شقائق قدم آنکھ ہے ہر گاہ کی سر راہ

۴۔ کافول پر دھرسے ہاتھ بولے کہ نہ واؤند
بند ۳۲ : دفتر ماتم کے چار مصرعے یہ ہیں،

عطوے کے یہ سلم سے بیان کرنے لگے شاہ کو کعبہ بھی اب پھوڑو، دینے تو چٹا آہ
آمت کہیں گراہ نہ ہو، کرنے کی گوراہ احوال بدو نیک سے تم کہیو آگاہ !

بند ۳۳ : دفتر ماتم
معرج ۱۔ القصد چلا ایلچی نائب حیدر

بند ۳۴ : بیعت شانی میں نہیں ہے دفتر ماتم سے ہم نے نقل کیا ہے۔ نگاہ روزا صاحب
نے یہ بند نظر شانی کے وقت قلم نہ کر دیا۔

بند ۳۵ : دفتر ماتم
معرج ۱۔ کی راہ بروں نے طلب آب ہر ایک جا

۳۔ یاں کانٹے زبانوں میں تھے اور بچالے تیر پا
۴۔ ہوتا ہے طالع آبلے کا غار سے والا

بند ۳۸ : دفتر ماتم
معرج ۱۔ ریاسے کے ہر ادل کے جودہ دونوں قصبہ ہر

۲۔ کھلے ہر تھاکر گئے بن آب تڑپ کر
بند ۳۹ : دفتر ماتم

معرج ۳۔ اور قبلہ رخ اک ایک کوہ قد میں ٹایا

۶۔ پر یہ جو مرے قبر بنائ نہ کسی نے

بند ۳۰، دفتر ماقم

معترض ۱۔ پھر کھینچ کے مدد سے مٹی کا آقا کو یہ دکھا

۲۔ پیاسے مرے بہرہ ملا پانی کسی جا۔

بند ۳۱ و ۳۲۔ دفتر ماقم سے نقل کیے گئے۔ حاشیہ کا بند سبع مثانی سے نقل ہے۔

بند ۳۳، دفتر ماقم:

معترض ۲۔ مسلم طوط کو فیلے خورم و حسن دلاں

۳۔ وارد جو ہر گھر کرنے میں وہ نائب ایماں

۴۔ مہمانی مسلم کاسجوں نے کیا ساماں

بیت: اے دلے غریب حسین! ابنِ مشک کی اک دن بھی ضیافت نہ ہوئی سبطِ نبی کی

بند ۳۵، دفتر ماقم:

معترض ۴۔ اب راہ یہ نخت آیا کہ یہ راہبر آیا

۵۔ اب تجھ راہیاں پہنچ جائیں گے پیاسے

بند ۳۶، دفتر ماقم:

معترض ۲۔ اب قبلہ و کعبہ کا بے کب قصد ادر کو

۳۔ اشد کرے ماہِ محرم قرینیں ہر

۴۔ فرماتے تھے مسلم اب انہیں آیا ہی سمجھو

۶۔ بچل کو بھی جھوٹے سے پیسے آتے ہیں مولا

فکرہ بالانہد کے بعد ایک بند نمبر ۴۶ ہے جو سبع مثانی میں نہیں ہے۔

ایسا ہی وہ فادائیں جلتے ہیں شاہ جو فاطمہ کی بیٹیوں کو لاتے ہیں ہمراہ

فاسم بھی اور اگر بھی نہیں گئے جہاں لڑشاہ درتین مینے کا ہے امیر بھی وہ شہ

مکتب میں ہر گاہ ہیں دودھ اس کاڑھے کا

بلائی اہل کوئی نہ پرواں پر چڑھے گا

بند ۴۷، دفتر ماقم بند ۳۹

معترض ۳۔ منبر پر پڑھا ہر دم میں یہ خطبہ دل خواہ

بند ۴۸ : دفتر ماتم بند ۵۰

مصرع ۱- مسلم کو جگہ دے گا جو گھریں سو گئے گار

۱۰۳ بیت شہزادہ کا ہر گاہ جسے اقرار

بیت اہل پر چنا وہ کون حاکم کی مدد سے جو غافل روتی ہوئی یاں آئے مدد سے

بند ۴۹ : دفتر ماتم

مصرع ۲- پر محفل ماکم میں طلب ہر گسیا ہانی

بیت کہیں آگیدے رجم زد و کشت کے اوپر دوسے کئی سوماتے نقطہ پشت کے اوپر

بند ۵۰ : دفتر ماتم

مصرع ۳- شاہد سے رہیو کردی کیجے نہیں تقصیر

بند ۵۱ : دفتر ماتم

مصرع ۱- گرمیری زبان بھی تو نکالے گا وہاں سے

بند ۵۲ : دفتر ماتم

مصرع ۲- فتنے نے کہاں ہاتھیں لی تیر کو چھوڑا

بند ۵۳ : دفتر ماتم

مصرع ۳- اور مسلم مظالم نقطہ بے کسی وہ بے یار

بند ۵۴ : دفتر ماتم

مصرع ۲- اور مرد بیدار دینغا ہو گئے مسلم

مصرع ۳- ان صدوں سے شتان تھا ہو گئے مسلم

بند ۵۵ : دفتر ماتم : پہلا شعر :

اک دوست تھا ہانی سو ہوا قیدہ علم قرار بچہ رہنے کا گھریں نہ ہو اکئی روادار

سین شانی مصرع ۶- ہاں بچو مسلم کو، کوئی جانے دپانے

بند ۵۶ : دفتر ماتم سے اسلاف سے۔

بند ۵۷ : دفتر ماتم

مصرع ۶- یہ گھر نہیں رکھتا کوئی یاد نہیں رکھتا

بند ۵۸ : دفتر ماتم مصرع ۲- گھر ہوتا تو ہم کہہ سکتے کہیں بیٹھے درپر

۳۔ یاں میرے لیے نکلے کے ہرنے کی خواہر

۵۔ شبیر بکھا مجھ سے ہیں عباس مجھ میں

۶۔ اک ہم تن تنایاں مجھوس بلا ہیں

بند ۴۳ : دفتر ماتم

معرج ۲۔ شبیر ترا کون ہے اسے بندہ اند

۳۔ وہ بولی : کر کیا آیا تھا مسلم کے ترہ راہ

بند ۴۵ : دفتر ماتم

معرج ۱۔ کھابے فریں رات تھی ذبح کی وہ آہ

بند ۴۸ : دفتر ماتم

معرج ۳۔ قرآن کو بھی دو بیچ میں سرگند بھی کھاؤ

بند ۵۱ : دفتر ماتم

معرج ۲۔ اسے فاطمہ کی لڑکی دنا دے ہے نہ ہر

بند ۵۲ : دفتر ماتم

معرج ۲۔ جرزین پر یہ مرد نشان ہرادرشن

۳۔ اب تیرا ہاں ہے اس طرح موانگن

۶۔ مسلم کا سراپا نہ کئے گزرتو جب ہے

بند ۵۳ : دفتر ماتم

معرج ۶۔ حیدر نے کاب ان کے قتالی ہے بے سے

بند ۵۴ : دفتر ماتم

معرج ۱۔ ہاں مشربان قسم لفظ فصاحت

۵۔ وہ ملن بیاں ہر کو تر نظروں سے گر جائے

بند ۵۵ : دفتر ماتم

معرج ۳۔ اوجا طرفت کر ہیں اعلاہ کے کفار

۴۔ گرداب میں ہے در گراں مایہ غفار

بند ۵۶ : معرج املائی دفتر ماتم

معرج ۲۔ خلعت دو الاراح قلوب عقلا ہے
 سبع مثالی معرج ۱۔ چرو، چمنستان تکلی خدا ہے

بند ۷۷ : دفتر ماتم۔
 یر رخ سیں ہے محبت چخبم بقیت ابرو تو ہے ہم اللہ غالی کل بے کایت
 حافظ درون جلد کے دے یہ قدرت ہے روئے کتابی سے ثروت ان کی
 بند ۷۹ : دفتر ماتم

معرج ۲۔ پر تو سے گل رخ کے ہر وہ گل بگیاں
 ۵۔ تیر مزو نے زخم پر زخم اس کو دیا ہے

بند ۸۰ : دفتر ماتم

معرج ۱۔ اندری تھلائے جلائے رخ اور
 ۴۔ اُمینہ میں ہر مینہ رواں ہر گب جو ہر
 ۵۔ کیا فخر آئینے کو آئینہ جلا دے
 بند ۸۱ : سبع مثالی میں نہیں ہے دفتر ماتم سے امان فر ہے۔

بند ۸۲ : دفتر ماتم

معرج ۱۔ اور چین جہیں کی میاں کیا کرول تاثیر
 ۵۔ پیچھے ذکولی نقش ظفر چین جہیں کو

بند ۸۳ : دفتر ماتم سے نقل ہے، سبع مثالی میں نہیں ہے۔

بند ۸۵ : دفتر ماتم میں تیسرے معرج کی صحت میں ذرا سافرق ہے عکاس فرق سے
 زبان اور اسلوب پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔

”یہ ماو دو ہفتے دیا تیر اعظم“

بند ۸۶ : دفتر ماتم میں ہے سبع مثالی میں نہیں ہے۔

بند ۸۹ : دفتر ماتم سے نقل کیا ہے۔

بند ۹۰ : معرج ۳ دفتر ماتم کے متن اور سبع مثالی کے حاشیے پر یوں ہے:

ہے شمع کو آؤ جگر ناب حیدر

معرج ۶۔ پایاب اجابت یہ ہے اور شمع یہ سر ہے

بند ۹۱ : دفتر ماتم بند ۹۳ :

مصرع ۱- بینی کا اعلیٰ تریر جیسی ہے سخی آرا

۲- فون ابودین آنکھ ہے فرماؤ خدا را

۳- ان حرفوں سے اسرارِ ازاں کھل گیا سارا

بند ۹۲ : دفتر ماتم بند ۹۵

پیدا شب کا کل کے سید روزی اعداء پر روز مبارک ہے سب ملے اجنا

ہر تارِ نفس مٹا اگر دسے تجھے اپنا تب بھی پر سر زلفِ داک موکا ہر سورا

گرمشک خطا کیسے سخن ہے یہ خطا کا

یہ سلسلہ ہے غلو کا اور مشک خطا کا

بند ۹۳ : دفتر ماتم

مصرع ۱- کا کل ہے دیارِ شہرِ گلستا ز نسا

۲- پشت لبِ جالی بخش کے خطا کا ہے یا سارا

بند ۹۴ : دفتر ماتم

مصرع ۱- ہے روزِ عالمِ غیب اک یہ ہو بیدا

بند ۹۵ : دفتر ماتم

مصرع ۱- دوسے سے صدق پذیرِ خوش اور تہود یا

۲- جو کس اور دھڑے ہے ادھر صاف ہو بیدا

۳- پرگن بے نیس گمراہ کو قمر ہے

بند ۹۶ : سبغ شانی میں نہیں ہے دفتر ماتم سے امان فر کیا ہے۔

بند ۹۷ : دفتر ماتم

مصرع ۱- اور چاہ زرخندان کا سونوارہ بیان واہ

کی دادِ مست و صورتِ غیر البشر اس نے امت کو دیے سنگ کے بدلے گمراہی نے

بند ۹۸ : دفتر ماتم میں ہے سبغ شانی میں نہیں ہے۔

بند ۹۹ : دفتر ماتم

اور سینہ تو ہے سطرِ آبِ درِ غلطان یا چہ بندِ برزِ درِ غشندہ ایمان

ہے سینہ کی کینہ دیا مریہ و مسدفاں ظاہر کسب و زنجی اس میں ہیں پنہاں
بند ۱۰۲ : دفتر ماتم :

معرج ۳۔ یا فتنہ زنگنه طبع میں پئے رصراں
منفق ہے بہت، سن و نقل یہ یاں ہے اقلیم مفت میں یہ سرا بردہ ہاں ہے
بند ۱۰۳ : دفتر ماتم

معرج ۴۔ یہ رشتہ گلستانہ جمعیت تقوے
۴۔ یا حمہ اربع کا ہے شیرازہ احبنا
بند ۱۰۴ اور ۱۰۵ : دفتر ماتم سے نقل ہے، سبع شانی میں یہ دونوں بند ہیں۔

بند ۱۰۷ : دفتر ماتم
معرج ۱۔ ہے خود کی تعریف میں یہ دعویٰ علم
۲۔ ہے و حال دیا دو وزرہ اٹھتا ہے کم کم
بند ۱۰۸ : دفتر ماتم

معرج ۶۔ ہے برس نزاں عرش بیک روش کے اوپر
بند ۱۰۹ : سبع شانی

معرج ۳۔ پردانہ ہر سوختہ جاں طائر جاں ہر
تن کا معرج دفتر ماتم کے مطابق ہے۔

بند ۱۱۰ : دفتر ماتم معرج ۲۱
محراب اجابت ہے کماں کپ کی گویا برآتی ہے فی الغور زلنے کی تمنا
بند ۱۱۱ : دفتر ماتم

معرج ۱۔ گرمج سے اس تیغ کی تشبیہ کا دھیان نہ
۳۔ سائل ہو یہ بینت سے گریزاں کر بلا دھئے
گرداب کشمشیر اصل طوقی گلو ہر پیدا بھی نہ ہر فرق محاب لب ہر ہر
یہ بیت سبع شانی کے محاشیر پر بطور بدل اور دفتر ماتم میں داخل متن ہے۔
بند ۱۱۲ : دفتر ماتم سے لیا ہے سبع شانی میں نہیں ہے۔
بند ۱۱۳ : دفتر ماتم کے پہلے معرج کی روایت یہ ہے :

تو کس کے سراپا میں ٹھہرتے تئیں مضمون

بند ۱۱۵ : دفتر ماتم مصرع ۲۵۳
شوقی میں جو کج رویشیں یہ راست نشان ہے
ہو تا ہے الف لکڑا اس میں بھی میاں ہے
بند ۱۱۶ : دفتر ماتم

مصرع ۱- چشم اس کی جو ہر خشم سے ہم زین بٹکاں !
۵- ہے ریش کے کاڑے سے مدھر چرخ بلیک کو
۶- مانند فلک چرخ میں لا تا ہے زہی کو !

بند ۱۱۸ : دفتر ماتم
مصرع ۲- مسلم نے کہا دل میں بعد نالہ و افساں

بند ۱۱۹ : دفتر ماتم
مصرع ۱- دیکھ جو ہر باز گرسید گنبد گرداں
اک اک خم شمشیر سے بھیجے ہوئے دھوا
نکلا میر و سب میر عسیر عود تھا
بند ۱۲۰ : دفتر ماتم

مصرع ۲- اور لپٹا ہمت سے گئے بام پر اشرار
دولاروں پر انہو تھا اور بام کے اوپر
بند ۱۲۱ : دفتر ماتم مصرع ۲۰
اک چیلکا تھا چوب کو آتش سے جلا کے
مسلم پر گراتا تھا کوئی سنگ اٹھا کے
بند ۱۲۲ : دفتر ماتم

مصرع ۳- کو فتنہ و بالا تھا، رہے جزا بت آقا
۶- کھارے گرتے تھے دیوار سے پلے

بند ۱۲۳ : دفتر ماتم بیت
ہر تار بشہر مانیظ ملیں بس بقا
آتش حق شفق رنگ یہ خورشید بقا
بند ۱۲۵ : دفتر ماتم

مصرع ۱- پر تن پر نزاکت سے پڑے آئے ہر جا
۲- تھے صاف مگر قلم رحمت کے وہ پیدا

۶۔ اعضا کو پیسے شکر تو دریا کو گھر تھی

بند ۱۲۶: دفتر ماتم

معصوم ۵۔ کبھی ذکر نہ کئے ہوتا ہرگز پڑے تھے

بند ۱۲۷: دفتر ماتم

معصوم ۱۔ مرکز جو ہرما نیزہ کسیں گاہ بے جگر سکا

۴۔ زون نظری ہو گیا ہر سین سپر کا

بند ۱۲۸: دفتر ماتم

معصوم ۲۔ ساحل کی طرح پاؤں لگی ہیں ہرے رہا رہا

۴۔ جنبش میر گشتی تھی کبھی اور کبھی پار

۵۔ جلی بن گئے تو سن کر مہن جسے گندہ جانی

بند ۱۳۱: بیست شان

معصوم ۳۔ پھر تھی وہی آتش وہی بیداد وہی جنگ

بند ۱۳۵: دفتر ماتم

معصوم ۱۔ نکلا ہے کہ کئے کا اک ظالم گسراہ

بند ۱۳۸: دفتر ماتم

معصوم ۱۔ وہ بوسے کہ عاشا جو تائفت ہو کچھ اپنا

بند ۱۴۰: دفتر ماتم

معصوم ۱۔ پر عید رہے آپ پر میں ہوتا ہوں قریاں

۴۔ نکلتا ہوں زنجیر کی سفارش اس اس

بند ۱۵۱: دفتر ماتم

معصوم ۱۔ کونے کی طرف شاہ فرج سے کو پھرا یا

بند ۱۵۴: دفتر ماتم

معصوم ۶۔ با با کو مرے تینے کے بیچے سے اٹھاو

بند ۱۵۸:

معصوم ۴۔ چلتا تھی وہ یاد لکھی، یاد لکھی، آہ

کونے میں بہا رانی جو گلگشت چمن کو

- ۱۔ مُجَلِّد، شان و شوکت
۲۔ مُزَيَّن : جڑواں سے آراستہ۔ بڑاؤ
۳۔ فَرَوَ : ناکوں کا ربط۔ فرست۔ بمالیا گیا : ملازمت پر بلا یا یعنی ہمارے فوج کا دفتر منعقد، قلم، شاخ تازہ اور دلائے کی لکائی روایت سے فوجیں کی فرست لکھنا شروع کی گئی اور سبزووار اور دوسرے کے دستے تیار کیے، فوج اور فوج سبزہ و گل تیار ہونے سے روکی پیدل فوج اور لکائی گئی پلٹن لکائی گئی تیار ہونے کے بعد جوڑو پلٹن پر بلا لیا گیا۔ سب حکم کے پابند و منتظر کھڑے ہیں۔
۴۔ چَرَم : دھواں کی صفت، صیقل اور شکل۔ رسالہ : پٹن
۵۔ کَوْنِیت : کو کائنات کے والا۔ وہ اشاریہ یا جیسے جو جنگ کے وقت سپاہیوں کو جو جس دلائے کے لیے بندہ اور اس کے جہالت ہیں۔ قُتِلَہ : آن۔ دعوے بہادی۔
۶۔ گَنَدِیَہ : ہر گندہ۔ آسمان۔ وَحَا : جنگ۔
۷۔ زَبَرِ کھانا : حمد کرنا۔
۸۔ صُورِ گُوار : وہ تحریر جس میں ہر صفت پھولوں سے بنایا گیا ہو۔
۹۔ صِفَت : مانند۔ طرح۔ طَرَح : نشان کرنا : محنت کرنا۔
۱۰۔ نَبِیْنِہ : حجت البقیۃ یا بقیتہ اَکْثَر قد۔ مدینہ کا قبرستان جس میں حضرت خاتمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مزار ہے۔ دَلِیْلِہ : غزوہ۔ دَلِیْلِہ : اوند
۱۱۔ مُتَرَجِم : جسے پہلے کہی ہے : ہمارے شیعہ کہ جس زمانہ کی کہی ہے۔ محض پر مرگئی ہے، کہتی ہیں کہ امامین علیہ السلام کے شیعہ جی ہوتے پر انہوں نے رسول و علی خاتمہ حسن و حسین علیہم السلام سے رضائیں سمی۔
۱۲۔ مُجَلِّد : حسن۔ حرمی۔
۱۳۔ اَوْرَج : سناں : نیز سے کی ہندی تَجِیہ : سوداوں کی مالا۔ سبھان اللہ کہتا، اللہ کی پاکیزگی

بیان کرنا۔

۱۲۔ قوۃ کوا

۱۵۔ ہفت : نشانہ : حری و علم گین۔ گوگبر : لگے کو دہلنے والا۔ ہونٹ کھلی چب چٹاے : اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ شہادت کے بعد بزرگ سر مبارک امام کو تخت کے سامنے رکھا دیکھ کر کھڑی سے برل کر کھڑے گا۔

۱۶۔ قویۃ : قبر کا اوپری حصہ۔ تعویذ کفر : بہت پیارا، ہر وقت بیٹے سے چٹنے والا بچہ۔

۱۷۔ رکن : غار، کعبہ کی دیوار کا کنارہ۔ مقام : مقام حضرت اہل بیت

۱۸۔ اختر : ستارہ۔ سفین : ستارہ زہرہ و مشتری۔ ثابت : وہ ستارے جو برقی بزمی حرکت نہیں کرتے۔ بیان مراد صحیح و درست۔ قرآن : دوستانوں کا ایک برج میں جمع ہونا۔ مبارک گڑی۔

۱۹۔ وارد ہونا و آنا۔ اسپند : نرل، کالا دانہ۔ بجنز : اچھی۔

۲۰۔ شراب : ویریت جو دروسے پانی کی طرح چلتی ہے۔ رگب : رگب دھال و ویریت جو ہر ایک کے لیے ہے جو کھیلے سے دوسرے دوسروں پر جاتی ہے۔ جادوہ : کتنا دواستہ۔ مرگ۔

۲۱۔ گور فرمایاں : مسافروں کا قبرستان۔ جناب آمدی : اللہ تعالیٰ۔

۲۲۔ نقر : ایک لباغی۔ ایک خاص قسم کی کیر جو مٹی کی عبارت سے پہلے کھینچا جاتا تھا۔

۲۳۔ جہنم : جہنم : آب سیات کا چشمہ۔

۲۴۔ عید محرم : عرب میں قبل از اسلام محرم کا مہینہ بہت مقدس مانا جاتا تھا۔ اس مہینے سے سال شروع ہوتا تھا، جنگ فحش تھی، چاند دیکھتے ہی جشن اور میلہ شروع کر دیتے تھے، یہودی روزہ رکھتے تھے اور عاشورا کو خاص خوشی مناتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے بہت سی باتوں کو بند کر دیا۔ مگر عوام اپنی روایت کے مطابق سرخ چڑے پہنتے اور عید مناتے ہی رہے تا ایں کہ عاشوراء کو امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اس دن سے عوام اہل اسلام نے محرم کو عید منائے اور عاشوراء کو روزہ رکھنے کی تقریب بالکل بند کر دی۔

۲۵۔ مشرف ہونا : عزت حاصل کرنا۔

۲۶۔ بانی : کہنے کے ایک معزز رہنا، جعفر نے حضرت مسلم سے مکمل تعاون کیا انھیں کے گھر میں حضرت مسلم کے کامیوں کا مرکز تھا۔ بانی ابن عروہ کو اسی جرم میں جیدہ اشدر ابن زیاد نے قتل کیا۔

- ۲۰۔ نبیجات : انیس۔ سات : ساتھ۔ قریب و قریب۔
- ۲۸۔ فرخندہ : کرنے کی ایک صاحبِ دل خاتون۔ شمشدر : بھیراں۔
- ۲۵۔ خزینت : مہارت۔
- ۳۰۔ نزد و فکر : ناموسی : بال بچے۔ بیوی۔
- ۳۱۔ فرخ : فرزی جو کا نام۔
- ۳۲۔ چنے : واسطے۔ لیے۔ گھریا : کئے والے بولنے والا۔
- ۳۳۔ یعنی : اسی سورج جی نہ نکلا تھا کہ حضرت مسلم دہلی زن ازہبی پر شریفیت فرما ہوتے ہیں الہام : الہام کا سورج۔ ذاکر : امام حسین علیہ السلام کے منبر کا خطیب۔ قدسی : فرشتے۔ ناخیر : اعلیٰ
- ۳۴۔ جوب : دوست۔ برخاستہ : دل : گھبرائے ہوئے۔ برخار : ہرگز۔
- ۲۵۔ مشریان : غریب۔ مشریان : قریب۔ نصاحت : قدر دان فن۔ برج : دگر کی مناسبت سے مشرق کا استوائی سمت۔ مراۃ : انظر بھی ہے۔ نصاحت : غلط اور نامتقی تر کیوں۔ تقیل اور مشکل اظہار سے کلام کا پاک کرنا۔ بلاغت : کلام نصیح کا تقاضائے سال کے مطابق مناسب اور واضح اظہار میں ادا کرنا۔
- ۳۶۔ رہار : گھڑا۔ اسوار : سوار۔ اعاطر : کرنا : گھیراؤ۔ آشوار : دلفر۔
- ۳۷۔ مضان : جنت کا ستم فرشتہ۔ پندختاں : دروی ترکشاں کا ایک علاقہ جہاں کامل مشہور ہے۔ باقر : آنا : یقین آنا۔
- ۲۸۔ عاطف : درخشاں۔ ماو : دہشتہ۔ چرو : صوبی کا چاند۔
- ۳۹۔ معارض : بال ایک : پیشانی یا چاند کی طرح چمکتی ہوئی یا شعر کا ایک خوبصورت معرعہ۔ دھجری : چار روزہ (پچیس دن) کا ایک مسک۔ یا تو : رنگ کے بدلے کے دو سین خط ایک شعر میں۔
- ۴۰۔ الْفُؤَادُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَتَقَدَّسَ : بزرگ و بزرگ اشہد کی قدرت کی مدح۔ اسی بند میں پیشانی اور صبری، چار پچیس، دونوں لبوں کے دو خط کلی فوجی ہر میچہ کو حسن کا آسان کیئے اور فراموش کو فراموش بلکہ ہر معرعہ و معرعوں کے برابر یا نیٹے یا نوجاںد کیئے۔
- ۴۰۔ نیر اعظم : سورج، آفتاب، جہم شفا۔
- ۴۱۔ شگفتہ : ہرنا، خوش ہرنا۔ سیلانی : حضرت سلیمان کی شان و حکومت۔ الظہر : ملک براعظم خطا۔
- ۴۲۔ نورانی : گمشدہ۔ ملک : مگر : شاید۔

- ۶۲۔ جنت و آفت۔ ناری و جنسی کافر۔
- ۶۳۔ کامل و چرٹی۔ خورشید نھا سورج جیسی صورت۔
- ۶۵۔ رحمت و لباس۔
- ۶۶۔ حرمِ متان و تیز رفتاری۔ چارائینہ، فرلاد کے چار کڑے جن کے کناروں میں کڑیاں ڈال کر بسند اور پشت پر باندھ دیتے تھے اسی سے بسند و پشت تیر و تھوار سے محفوظ رہتی تھی۔ گنیشہ بمقتل۔
- ۶۷۔ پالک و نوکل میں پھنسا ہوا۔
- ۶۸۔ روٹی و فرلادی۔ روٹی کن، فرلادی ہلک، مضبوط، بہادر۔ دم ایسیا: دم، وقت، ایسیا: جنگ، جنگ، جنگ کے وقت۔
- ۶۹۔ تھوڑا سلام۔
- ۷۰۔ تاکلف و امنی حشرت۔ رحمت دینا، اجازت دینا۔ قومی: جس سے وصیت کی گئی۔
- ۷۱۔ مقدور ہونا، ممکن ہونا۔
- ۷۱۔ قرطاس کاغذ۔
- ۷۲۔ صعصعہ: تھوڑا۔
- ۷۳۔ زُحْر و اہم۔ زُحْر: اعدا و دشمنوں کا ہجوم
- ۷۴۔ نیابت و امانت۔ فائز کرنا۔ چوری۔
- ۷۵۔ تشہیر کرنا: پھرانا۔
- ۷۶۔ حنا و مندی۔
- ۷۷۔ اُتْر و اونٹ۔
- ۷۸۔ جمل: ہر وجہ۔ اونٹ پر بیٹنے کی چھت والی کاٹی۔
- ۷۹۔ ضغیر: بچپن۔
- ۸۰۔ زنجیر: علم گین۔ مقصد: مظلوم۔
- ۸۱۔ واؤ لوی: ہلے میرے بیٹے۔
- ۸۲۔ دزد و سن: اشار کا چلر۔ سزوق، چوری۔



مرثیہ نمبر ۲

ہر رنگ بنا لعل و گم مہر علیؑ سے

۱۲۲ بند

بیان شہادت حضرت حُرؑ

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فہرست الفاظ

مرثیہ پر نظر

اسی مرثیہ کے پانچ مطلعے ہیں اور در مختصر سے۔ تین مطلعے اور چھ بند مرثیہ کا ابتدائی ایچ و بی
پہرے میں حضرت علی علیہ السلام کی محبت اور اس کی اہمیت بیان کی ہے۔ چھٹے اور ساتویں بندیں گریز
اور موعظہ مرثیہ کی توجیج ہے۔

رومرو! حرش کف سار سے نکلا یہ نور وہی نور ہے جو نارسے نکلا
یا قوت چمکتا ہوا کسار سے نکلا وہی کفر سے چاند ابر سے گل غار سے نکلا
یہ شاہ ولایت کی ہدایت کا اثر ہے
حرارت کو گمراہ تھا اس وقت بھڑ ہے

کسی قدر پرستہ، رواں، اور خوبصورت بند ہے اسی بند سے مرثیہ کی شان نمایاں ہوئی ہے
فرزند آدم حرارہ امین علیہ السلام و اصحاب اہل بیت کے استقبال کا حال بیان کرتے ہیں۔ اٹھارہ بند
”حضرت حر“ کے سراپا۔ اظہر بند اس کی تعلیم پر مشتمل ہیں۔ استقبال حر کے سلسلے میں ایک نئی بات خواتین
کے جذبات ہیں۔ ان میں جناب زینب سلام اللہ علیہا کا جو کردار نمایاں اور جس طرح ان کی ترجمانی دہیر نے
کی ہے وہ مرزا دہیر کی کا حق ہے۔ خواتین کے لیے یہ حقد رقت انجیز اور توجہ طلب ہے۔ جنگ
کے وہی بند ہیں۔ اس سلسلے میں مرزا صاحب لفظوں کے الٹ پھیر اور بندش کی طرف زیادہ توجہ دے رہے
ہیں۔ جو جنگ سے شہادت کی طرف آتے ہوئے غضب کا بند دکھ گئے ہیں۔

جب پست ہوا جو حملہ کفار کا سارا جو کمزور ہیں اور نہ کچھ ہو سکا چارا
اک غزل سوئے خمیر شہ آکے پکارا اے شر! مبارک ہو کر شبیر کو مارا
جس کو سر زینب کی ردالعینی ہوا آئے
اسی جیسے میں اب آگ جسے دینی ہوا آئے

اس کے بعد در کے جذبات و فدا ان کی ہمدردی، اور نفس پاتی کیفیت کچھ اس انداز میں بیان کی
ہے جس سے دلی پر غامی اثر ہوتا ہے۔ شہادت اور حضرت زینب کے عین استثنائی گرم خمیر ہیں۔

یوں تو مرثیہ کا بنیادی کردار ”حر“ ہیں، حر کا معنی، حر کا ذہنی رجحان، کردار کا ارتقا اور اس کے

انہام اپنی جگہ حضرت زینبؓ کی شخصیت، امام حسینؑ علیہ السلام سے ان کی محبت اور اس کے رد عمل میں حر سے آپ کی خوشنودی، اس کے کردار پر آفرین، شریعہ کا ایک اور مصورت پہلو ہے۔ اس بہت افزائی اور قدردانی میں حضرت فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا کی شرکت اور بیٹی کے ساتھ چاہنے والی ماں کے کردار و نفسیات کی خیالی بندی قابل دید ہے۔ اس کے مقابلے میں حر کی زور اور حر کی ماں کا شاعرانہ کردار کی خاک بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے، دیر نے یہ بالکل نئی بات، بالکل اچھوتے اعزاز میں نظم کی ہے :

امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہو چکے، نیسے جل چکے، اہل حرم بے نام و مدد گار ہیں کرات ہر گئی
اس عالم میں :

نماز ہر گنج شہیداں تسبیح و بالا اور مشعلوں سے ہر گنج مقتل میں احوالا
زینبؓ نے سنا شہر شہر سے کانا لانا بولی: کوئی ہمدرد سے گانیں پوچھنے والا

و، رعب حسینؑ ابن علیؑ روتی ہے لوگو
شاید کسی لاشے پر سمیٹا ہوتا ہے، لوگو!

سکریہ ندائے موعوبی بھی رونے لگیں اک بار یاں گنج شہیداں میں قیامت تھی نمودار
تھی مادر و حراثش کے لے جانے کو تیار ہم قوم کئی عورتیں اس کی تئیں مدد گار

اغلب تھا گئے عرشِ غلامیٹ کے زلی پر
مغضوں سے ملک پاشی تھی زخم شدہ دیں پر

اس عورت کے طعنوں کا کیا یاں سننے والوں کے لیے تیر زشت سے زیادہ اثر خیز ہے اس موقع پر سبکی اور بین کے آٹھ بند بار بار پڑھنے اور مطالعے کے قابل ہیں، ان منظم تصدیقوں میں حر اور امام کی آواز، زور حر اور ادراہلِ حسمِ خواتین کے کرداروں کے نقشے مرثیہ کی جان ہیں۔

مرزا صاحب نے مرثیہ کو ”نظم مسلسل“ لکھا ہے، شاید یہ نام تعارف و تعریف کے لیے کافی ہے۔

آخر کے دو بند مقطع کے ہی، پہلے مقطع کے بعد دوسرا بند دہائی ہے اور آخری بیت
محفوظاً رکھو مجھ کو ہر اک نقد و شریعت
آزاد کرو حر کا طہرج ناریہ سقر سے

ذریعہ نظر قلم ایک اہم مخطوطہ پر مبنی ہے۔ میرے کتب خانے میں یہ مخطوطہ بہت اہم ہے۔ ۱۰ جولائی ۱۳۷۰ھ / ۱۰ مارچ ۱۸۵۴ء کا لکھا ہوا یہ مرثیہ مرزا صاحب کے نکلی ارتقا کی ایک منزل میں کرتا ہے۔ ۱۲۷۰ھ میں مرزا صاحب، بادل سال کے تھے اور چوبیسویں ۱۲۳۰ھ میں میر میر کے شاگرد ہوئے، ظاہر ہے کہ اس کے سال دو سال کے بعد انھوں نے مکمل مرثیہ لکھا ہوگا۔ اس بنا پر یہ مرثیہ مرزا صاحب کی چالیس سالہ شاعری سے تعلق رکھتا ہے۔ یقینی طور پر مرثیہ کی تاریخ تصنیف تو معلوم نہیں ہے مگر اس کا زمانہ آخری بیس سال زندگی سے پہلے کا ہے۔ مرزا صاحب کی وفات ۱۲۹۱ھ میں ہوئی اس لیے ہم ان کی شاعری کو بیس سال کے تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ اس تقسیم کی بنا پر یہ مرثیہ دبیر کی پہلی یا دوسری منزل سے متعلق ہے۔

مخطوطہ کے سرورق پر لکھا ہے :
یا علی مشکل کشا مشکل کشا ئی کیجیے بے کسوں کے بادشاہ میری رہائی کیجیے
مرثیہ تصنیف مرزا دبیر صاحب سلمہ اشہد کی تصدیق و دو بند
ہر سنگ بنا لعل و گہرا صبر سے

آخر مرثیہ میں ہے :
مرثیہ خدا بتا رہیخ دم شہر جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ ہجری
بانتقام و انجام رسید
رسید کے بعد کوئی نام لکھا تھا جسے سیاہ روشنائی سے مٹا دیا گیا ہے۔ بقول جناب میر
افتر صاحب۔

دفتر نام کی پانچویں جلد میں اس مرثیہ کے ۱۲۹ ہندی اور مطلع ہے :
کیا آمد جبریل تھی مرغرب خدا کو
لیکن کراچی اور کھنیز میں تلاش کے باوجود مکس یا اصل جلد نہ مل سکی۔





مرثیہ ہر سنگ بنالعل و گمر مہر علی سے

۱۲۲ ہند

بیانِ شہادتِ حضرتِ حُرّ

*

۱ ہر سنگ بنالعل و گمر مہر علی سے پازسِ منطِ آہن ہوا زندہ مہر علی سے
روشن برے خوردِ شید و قہرِ مہر علی سے ہیں گردشِ اختر میں اثر مہر علی سے

گلِ خاک سے اور لعل برے سنگ سے پیدا

اس نگر کا ہے فیضِ ہر اک رنگ سے پیدا

۲ ہر سنگ کی یاقوت کیا، مہر علی نے قطرے کو شرفِ در کا دیا مہر علی نے
بخشی مردِ انجم کو ضیا، مہر علی نے خوردِ شید کو بعیت میں لیا مہر علی نے

قطرے سے گمرِ غار سے گل ہوتے ہی پیدا

صدتے سے علی کے جزو کل ہوتے ہی پیدا

۳ شیرازہٴ آجڑائے دو عالم یہ دلا ہے جس نے کر کیا خاک کرا آدم یہ دلا ہے
آتش کی دلا جی سے ہے حکم یہ دلا ہے دمِ جی کا ہوا صبر کی ہے ہر دم یہ دلا ہے

میرے یہی دلائے اسداقت سے شیریں

پانی بھی ہے دریا کا اسی چاہ سے شیریں

۴ ہے شرع میں جلتے اسی جہان کی حال جس نے کیا اقرار دلائے شبِ حال
انساں جہن ہی رقی ای حق سے جلال دوزخ میں بھرے جائیں گے جلائی سے ہی حال

اندر کے الطاف ہیں یہ اپنے نچا پر

مبعوثِ رسولوں کو کیا سب مہر علی پر

۵ مردہ ابھی زندہ ہو یہ قدرت ہے علی کی (علی) خود کفر پر سے کلمہ کی نسبت ہے علی کی
 معیاں کرے تو یہ ہدایت ہے علی کی خود جو جس کیسے ہی یہ سخاوت ہے علی کی
 کبھا خیر کعبہ جو حیدر کے شرف کو
 محمد سے کا ہیں علم ہوا اُس کی لطافت کو

۶ تائید علیؑ نور کرے تار سے پیدا ترقیاتی ہر زہر دہن مار سے پیدا
 ہے صدق سراسر مری گفتار سے پیدا اب ہونے کی تحسین ہے خنار سے پیدا
 پر جیسے سند قول اگر کوئی کہ کیا ہے
 افشار چاؤش سپاہ شہداد ہے

۷ دوزخ و حرش کہ گفتار سے نکلا! یہ نور دی نور ہے جو تار سے نکلا!
 یا قوت چمکتا ہوا کسار سے نکلا! دین کفر سے چاند ابر سے گل خار سے نکلا
 یہ شاہ ولایت کی ہدایت کا اثر ہے
 حرارت کو گراہ تھا اس وقت جھڑ ہے

۸ کیا اُمید جبریل ہے مضر غیب ہی کو (بطحہ) اب تک نہیں یہ آرزوئے عید کسی کو
 کیا اُمید شگلاں ہے پسند یہ علیؑ کو تفویض عجب برقی حق احمد کے وحی کو
 دیکھو تو ہر اول کے خطہ لوح جبین کو
 اب ہے یہ غرضی اُمید حریک شہید کی کو

۹ آواز مبارک کا ہے حق نوح خدا میں اُمید ہے ہر اول کی سپاہ شہدا میں
 تقریب ملاقات ہے سلطان و گلہا میں معروف ہے مضر شکر یہ پتہ ہدای میں
 حق نیت پر، بخت اونچ پر، اقبال لک پر
 سرشاہ کی تسلیم میں اور پاؤں فلک پر

۱۰ جنت میں جہنم سے خدا لا تا ہے مضر کو ملوہ حق و باطل کا نظر آتا ہے مضر کو
 تخیل خدا عرش پر نہایت ہے مضر کو رمضان بھی خلد کا دکھلائے مضر کو
 تر نام ہے کہیں شہ کے غلاموں میں توڑ ہے
 داخل ہے غلاموں میں جہنم سے یہ حسد ہے

۱۱ جبرئیل صفت دہی خدا کو نہیں لایا
پڑھ رہی ہے اشد کا بھیجا ہوا آیا
گر دہی نہیں پائی تو اسام ہے پایا
والا بندہ کا سارے یہاں ڈھرا کا ہے پایا

جبرئیل اچھی یہ نہیں پڑ بندہ نہیں ہے

خزان نہیں ہر مالک فردوس بریں ہے

۱۲ سلمان کا اور جس کا شرف ایک ہے یہاں
پہلے تھا غلام ایک بیوی کا وہ ذی شان
پڑوسے کے بھائی کو زرقیت سلمان
سلمان کو پیر مرنے لیا اور دیا ایمان

اشد سے شرف حُر سعید انڈلی کا

یہ بندہ بے زہ ہے حسین ابن علی کا

۱۳ جہی دست کشادہ ہے مجھ سے سید آفاق
لیقوت ہم آ فوشی دعوت کلمے شناق
خوشید کوڑے کی بوائی ہوئی ہے شناق
والا کو شمش طاعت ہے شمش اشفاق

دریا کی طرف چاہ تو قطرے کی عیاں ہے

یاں بجا راست بھی سوئے قطرہ رواں ہے

۱۴ فرزندِ مرزا نصیر الدین وفا ہے
سجادہ مرزا جادہ تسلیم درمنا ہے
فرخندگی پا کا ڈراں راہ میں کیا ہے
گر سرے پہلے ہر بر موناں پا ہے

سید حامی رستہ سونے دگا و خدا ہے

یہ راہ علیؑ را و نبیؐ را و خدا ہے

۱۵ آقا کے عزیز در تھا بھر کے ہی مداح
چہرہ ہے کہ قندیل ہدایت کی ہے مضباح
آنکھیں ہیں دُر معرفت خالق فلاح
مشرکان رسا اس دیر غافل کی ہیں مفتاح

باہم یک چشم کی کیا جلوہ گری ہے

پر کھوئے سرخورد پہ استادہ پری ہے

۱۶ تصویر کے کھنڈے ہیں ہے مجھ کو بد مٹلا
منی میں مرے نقش تھا لفظ ہے مولا
صنعت کا چمن تختہ کا قدر ہے پھولا
منفعت کو بہر مانا نہ سزا کا بھولا

معروف رب حرکت غلام سے ہی جواب ہوں

گلچین ہمار چمن قدرت رب ہوں

۱۷ اک پہل اور اک ایڑہ اک سب اور اک ٹھلک
ان چاندوں میں پیدا ہے نظیر رخ پر تاب
پلے اُن کے زندہ نے میں مثال ان کی تاباں
خوشید جہاں تاب میں دیکھ کے بے تاب

غمِ حرم کی جہیں ہے آؤں پروردی سے

یہ مجھ کو طلب ہے فلکِ ہفت جہیں سے

۱۸ اسی نقصت و خسار کی اخلاص میں ہے تغیر
اک حسن کے دفتر میں نقطہ عشق ہے تحریر
اس ماہ میں میرِ شہرِ مرواں کی ہے تحریر
اس باغ میں ہے برے لگی حضرتِ شہید

اک ذرہ جو میرا سی رخ لگیں کی منیا لے

طیلسی کل خوشید سے چھوٹ نکالے

۱۹ رزمِ مشرۂ دیدہ تر عقل نے جانی
اک چپے پر دو ابرو کرم پیٹے ہیں پانی
جہ کی تیرِ محرابِ حرم اشکِ فشان
اس چشم پر جینی کا کھلا رازِ نہانی

کیا ابروؤں کے بیچ میں بینی کی منیا ہے

ماہی دو تہلہ علم دیکھ خدا ہے

۲۰ ابرو کی کجی راستی طاعت و تقوا
سیدہ حایہ محرابِ عبادت کے نقشا
پلکیں سنیں دیرِ دوز برا سے مردمِ دنیا
قدّتی پیئے طاعتِ ملیاں و پیشِ صفِ آرا

یہ پتلیاں دو سجہ گہرِ خاکِ شفا بزم

ہم رنگِ حرم ہی کی کہ ملکِ ناصیہ سا ہیں

۲۱ ہے برقِ نگارِ شاعرِ رخِ انور
یاں بال و پرِ مرغِ نظرِ مجتنب ہیں یکسر
سرِ سبزِ کمرِ شہرۂ عابدین ہوا کیو نحو
اس تابشِ رخسار سے عاشا نہیں باور

یہ گردِ رخِ سرخِ تنیں غوطہِ سیر ہے

خاکِ سبزِ فورِ شکرِ اہلِ نحو سے

۲۲ برخواستہ رخِ چہرے بنو نہیں، عاشا
آئینے سے جوہر ہیں اٹھے ہر تماشا
ہاں سے بھی مضمون اسی غلط کا تماشا
مطبوعِ عطار دہے یہ بے حدود تماشا

خط اپنا بھی خوشید نے دکھلایا تھا پڑھ کر

اک دوزخِ گردوں میں اسے کھو دیا پڑھ کر

۲۳ دیکھیں یہ ریح تازہ ہوا آئینہ اٹاکر
اُٹینے کے قالب میں پڑے درج کندہ
مکس خط و شب تاب جہاں بخش ہے یکسر
زندہ صنعت کو کتبہ شب تاب ہو ہر

تقریب خط و پیاہ ذوق ابرش رہا ہے
لوا برکرم پتھر جہاں سے اٹھا ہے

۲۴ کیوں لب لباب اور صائب جہز ہو مشور
لبیک سنائے لب کو شرسے جسے حور
تھی بکھر شراکت لب بیتیہ کی منظور
ہضم سے لب نہر پہ پانی سے رہا دور

لب دیتے ہیں گویا خریف جہاں کو
گویا جہز ہو لب کوئی پائے نہاں کو

۲۵ مضمون دین غیب میں دھونڈ کے لایا
صانع نے فراخ اس ریح افرے جو پایا
تصویر کو بہر نظر شانی اٹھایا
یعنی کہ نظارہ کروں کیا کیا ہے بنایا

سمجھو نہ دین نقطہ یہ صانع نے دیا ہے
بر نقش کہ تھخہ تھا نشان اس پر کیا ہے

۲۶ وصیت دُر دنداں میں دین کرتا ہوں ابدا
بن جانی جو گوہر سے دنداں تو عجیب کیا
ہم تم فتانی میں تصور اگر اسی کا
ہر کشت میں گوہر تھا داند ہوں پیدا

بہ گلام تہم نظر آئینہ پہ گر جائے
جوہر کے ٹوٹی برتوں سے آئینہ بھرجائے

۲۷ گوشتانہ بنا صورت آگشتہ سراپا
پر مقلدہ تعلیم دو گیسو نہ کیا وا
ہی گوش و دوات اور قلم موہی مہیا
مالک ہی سعیدی دسیا ہی کے کمی کیا

دو گیسوں کے شب میں ہم آج تلک رہی
یہ کا زھوں پر اعمال کتاب دو تلک رہی

۲۸ پھر کر کے عمل پر قسط معصوب ہے بالکل
یہ دھماکے ریلے پہ گلام تہا نقل
کیا ملتے ہیں کیا بال ہی کیا دور نسل
کونین ہے پابند دور بخیرہ کا گل

معلق سے جو گیسو ہر تنہم بناتے
منظور نظر چشم منظور کی ضیا ہے

۲۹ رو کی تھی جو غازی نے نان شہر دی شال
ان کشتیوں کا نوبح ہدایت ہے نگہبان
چوب کعبہ طارح ہے بی بی درخشاں

ہر چشم کے گوشے سے ہی تر کو صلابے
ہایوس نہ ہرنا کر در تو بہ کھلا ہے

۳۰ ہر نعمت مجھ میں عجب آنکھوں کی مٹی ہے
پروانوں نے حلقے میں چراغوں کو کیا ہے
وضاں نے پیام آمدِ سر کا برد ہے
حوروں نے چراغاں لب کو تر پہ کیا ہے
طوفان کا ان کشتیوں کو ڈر ہے نہ غم ہے
یاں بیچ میں اشک غم سے در کا قدم ہے

۳۱ کیا گردنِ رسین کی گہری رشت و ترک
یاں شرقی شہادتِ دعاں یہ کی افیت
اور ہاتھوں کا کیا پر چھنا اللہ کی قدرت
دامانِ حسین ان میں ہے اور دین کی دولت
سمجھو نہ کرن میں اسی بچے کی مٹیا ہے

خورشید نے تجو لیا چہرے پر حیا ہے

۳۲ روشن ہر جو طبع کو آئینہ کے اوپر
بالوں کی طرح دکھائی گئیں گے ابھی جو ہر
ہے مخیزِ فردوس شکم، نافِ منظر
یا سوزنِ قدرت کا ہے یہ علاقہ خوشتر
یہ علاقہ سوزن ہے تو رشتہ یہ کر ہے

شیرازہ اجڑائے بن اس کا ہنر ہے

۳۳ اور کوہ کی ہے پائے مبارک کی نسبت
مجھے کو فراد اور قرار ایک بصورت
کسار پر تو زلزلے کی رہتی ہے آفت
نعرش ہے نہ جنبش ہے انھیں تابقیات
ثابت قدم الہی بھی نہیں زیرِ تلک ہیں

جی راہ میں یہ اب بھی میری شہر تلک ہیں

۳۴ ہے الملو حشر، اکبر الہی نے ظفر ہے
نیزہ قد اور درِ سید فتح کا سر ہے
ابو ہے کہاں آنکھ نرہ، اپنی سر ہے
نادک ہے زباں، مدنگہ تیج کر ہے
چار آئینے یہ فتح کے ہیں چار عناصر

وہ چار عناصر بھی یہاں حافظ و نامہ را

۲۵ تہی میں نظر آتا ہے جس کا نقشا
دیجے جو اسے صاف دریغ پر پیدا
لیکن سپر مجھے وہ کپال کر کموں کپا
یہ دھڑا دل سے ہے رفیق شہر والا

حفظ ان کے لیے فرش سے نئے فرش نکلتے
مگر کے مفرسین کی سپر ایک فلک ہے

۲۶ آسان نہیں جو وصف کمال آج کریں ہم
اک پتہ نہ دو پتہ چل سال بھی ہے کم
ہے مہر اور کرن تیر سر روم
مشرق سے اگر چہ میں تو مغرب ہی میں لی دم

جو تار مشرہ ہر وقت مد نظر ہو
لے جائیں یہ تیر اور فلک کو نہ خبر ہو

۲۷ ٹوکرو ہنر تیر و کمال یاد ہی دل خواہ
گوشت کمانداری اسے رہتی ہے براہ
سے دست کمانداری مر تو یہاں کرتا
زہ کر کے کمال کو یہ مقابل ہر جونا گاہ

اک شب ہر آئے کمال کہین کے آگے
اور بعد دو ہفتہ تو سپر چھوڑ کے بھاگے

۲۸ کہیں تیر کے پتے کے شش و پنج نہ پائے
الزام کمال سے مفراس پر بھی نہ پائے
یہ ہفت فلک کو ہفت اک بار بنائے
کھینچ کر یہ کمال بندہ ہشت بنائے

شہر ہی وہاں ہفت فلک مرور والے
یاں ایک ہفت کی ہے کی حکم کمال سے

۲۹ فرمان شہ فرخ ہے شمشیر دلاور
ہے دستخط فرخ پر اک فقرہ جو ہر
آتش نفس و شعلہ شرعاً عطفیکر
یہ خطا ہے، نیام اس کا لغافہ ہے سراسر

عط سے کوئی شے چاک ہو یہ حرف غلط ہے
پر جلد بدل پرزے جو کرتا ہے یہ غلط ہے

۳۰ اگر خیر جو مکر آرائی پر آئے!
لاغر یہ فلک ہو کہ نہ دوز سے برائے
تیغ مر و شہر کی سب کو نظر آئے
انجمن کی زندہ اس کے بدل سے اترائے

خیر کبھی نکلا تھا سو گری کے سبب سے
لڑہ، زرقاں، تپ، شہر خاؤر کو ہے تپ سے

۴۱ چار آئینہ لکھتے ہیں ہر شہد و ناپار
چار آئینہ لکھتے ہیں ہر شہد و ناپار
چار آئینہ لکھتے ہیں ہر شہد و ناپار
چار آئینہ لکھتے ہیں ہر شہد و ناپار

چار آئینوں کی بہت میں تہ کی جوتیا ہے
آئینہ دو رویہ ہر آئینہ بنا ہے

۴۲ مد مسلم حضرت عباس قدس پاک
مد مسلم حضرت عباس قدس پاک
مد مسلم حضرت عباس قدس پاک
مد مسلم حضرت عباس قدس پاک

دال قرب خدا کا تھا یہاں فرخ خدا کا
دال ساتھ تھا جبریل کا یاں بہت رسا کا

۴۳ کیا من جو بلائی سوئے تھو اٹھ اٹھائی
کیا من جو بلائی سوئے تھو اٹھ اٹھائی
کیا من جو بلائی سوئے تھو اٹھ اٹھائی
کیا من جو بلائی سوئے تھو اٹھ اٹھائی

مکان فلک ہی مذہب حق کے کرم سے
پٹے ہی رکاوٹوں سے لکھا حریف قلم سے

۴۴ پرکھوے زبرد کے سر پر ہی جعفر
پرکھوے زبرد کے سر پر ہی جعفر
پرکھوے زبرد کے سر پر ہی جعفر
پرکھوے زبرد کے سر پر ہی جعفر

جبریل کی یہ چار طرف نور زانی ہے
موت پختی پختی پختی پختی ہے

۴۵ سیدانیاں بچوں کیسے روپ ہی ایسا
سیدانیاں بچوں کیسے روپ ہی ایسا
سیدانیاں بچوں کیسے روپ ہی ایسا
سیدانیاں بچوں کیسے روپ ہی ایسا

آقا مراد لینے کے لیے جاتا ہے دگر
مرا تہ ہے مرا تہ ہے مرا تہ ہے دگر

۴۶ یاں نعل تھا کدواں وہی تہ کیسے پہنیا
یاں نعل تھا کدواں وہی تہ کیسے پہنیا
یاں نعل تھا کدواں وہی تہ کیسے پہنیا
یاں نعل تھا کدواں وہی تہ کیسے پہنیا

رزار پر ہاتھوں سے ملاک شفا کو
رود کے کنارے شاد و شاد کو

۴۷ گاہے تو قدم جذبہ الفت سے بڑھتا
قبائلی کو باغیوں کے اشارے سے ملتا
یا ذاتی خطا اپنی ترقی کے لیے کو ہٹاتا
گاہے بیخودوں کو قصور میں سنا

تاکم مرا سر کاٹ کے سرکار میں سے جاؤ
اکبر مجھے شبیر کے دربار میں سے جاؤ

۴۸ آفتاب کے احمر کو تہ تیغ بھٹاؤ
درخش مردان کی عدالت کا منگاؤ
آیا ہے گندہ گار سزا دینے کو آؤ
اے لور بخدا نادر جسم سے بھاؤ

تغیر اگر روا تو عدالت ہے تمہاری
اور عفو چہ رسواؤ نہایت ہے تمہاری

۴۹ سادات کا آئینہ دل میں ہے توڑا
ہے یہ یغضب، رو کا بھی زاد سے کا گھڑا
گر سنگ پڑیں مریہ تعالیٰ کی پہنچوڑا
ہے یہ سر سے تیرے پئے دنیا جیسے چھوڑا

املا و عیال سے ترزد میں پڑا ہوں
فریاد وہ دوزخ و جنت میں پڑا ہوں

۵۰ سرکار تری شافع عشر کی ہے سرکار
پھر نہیں ہنرے کے کہ ہر چلے گندہ گار
اور گرم ازل سے تری بخش کا ہے بازار
خُرمات و فرقت بندہ ہے اور تجھ سے موعید

کس نے عوفی عفو گنہ مول لیا ہے
یہ رتبہ خاص اپنا تجھے حق نے دیا ہے

۵۱ حیران کھڑا ہوں میں کہاں تھا کہ مر آیا
ایمان کے چشے پہ مثال نہیں دیا
گمراہ بڑا پھرتا تھا، اب راہ پر آیا
بندے کو خدا ساتھ تھا، نظر آیا

یہ پیش، یہ عزت نہیں ہاں آپ کے گھر میں
ایمان کی دولت ہے فقط آپ کے گھر میں

۵۲ فردوس و جہنم کے تو تمام کا پسند
کہہ دو یہ علام آپ کا اس وقت کہہ رہے
جنت ہے تری ممت، اس وقت سے
شبیر بکار سے نرے دل میں ترا گھر ہے

نے تیری سفارش کو رسولِ ام آئے
مہمان اکھڑا تو تیرے لینے کو ہم آئے

۵۳۔ سہ کر نہ لاؤں دھڑی سے زینٹ بھی پکاری
مردتے گئی ہمینا کی بھی منگوا دو سواری
میں لینے چلن کی ترے صمان کو واری
رستے ہی میں خلعت اسے پہناؤں گی بھلی

مڑ بھی تو ہر واقف کہ بہن ہے یہ سخی کی
صمان کی یہ قدر ہے بٹی کو سلی کی
۵۴۔ عباس سے کہہ دو کہ کریں پردے کا سامان
ہر دھڑ کی نائے ہے دھریں جلد شریان
ماں باپ مرے مگر یہ خدا اور جی تہسربان
منظوم کا صمان ہے متناج کا صمان
اب آپ پر قربان یہ ہر جہانے گا آکے
لے لوں میں بلائی تو جھلا راہ میں جا کے

۵۵۔ ناگاہ دو آواز ہی برابر ہر جی سپیدا
زینٹ بڑی بہت ہے خدا حید و دہر
ہر دھڑ کی سواری کی نہ رکھ آج تمنا
عباس نکو کہہ دے کیسے در پہ نہ جوا
کھا ہے سواری آج جو زینٹ ہوڑ کیا ہو
نے اونٹ پر حمل نہ ترے سہ پہر روا ہو

۵۶۔ گھلانے کو کر کے ہے سواری کا ارادہ
زہرا دہلی لینے کو جاتے ہی پیادہ
یہ اس کا ہے صمان جو کل کا ہے خور زادہ
اشد کو ہے خاطر کرب سب سے زیادہ
مڑ کے کیسے فروکس کے دکھول دیسی کی
اور غم کی میزوں میں گنہ قزل دیسی جی

۵۷۔ دال شکرتی کے بڑھائی کا وہ پیارا
مڑ پاؤں پہ گرنے کو بڑھا اگے تمنا را
تب شریں آکے برابر یہ پکارا
بشیر خبر دار یہ دشمن ہے تمنا را
سر پاؤں پہ اور تیغ سر شہ پہ دھڑکا
یہ مذہبی کرنے میں نہیں قتل کرے گا

۵۸۔ انصاف کو پہلے تہیں کسی نے ستایا
یہ مڑ ہے وہی مڑ جو تمہیں گھر کے لایا
اس وقت ہے شریں معنی کرنے کو آیا
شب تیرے لینے ہر جی خبر ہے بجھایا
عباس سے کہہ دو اسے آگے سے ہٹا دیں
یہ یوں نہیں مائے گا اسے آپ سزا دیں

۵۹ مگر بہم کے منہ نہ کاٹا دیکھئے اس آن آتائے کہا شہر سے جادوق ہر شیطاں
اشہر سے ڈر نہ کر کہ کاٹا ہے نادان مگر لگا لگاٹے کاٹے نہیں نقصان

سمجھا تا ہے شہر سے کنا رکھوٹ جاؤ

بابا مرے کہتے ہیں اگلے اس کے پٹ جاؤ

۶۰ تب دور کے قدموں پہ لگاؤ خوش اوقات مرے پہ ملا آنکھوں کو رو کر کہی بات
خفا کہ گزشتہ کاروں کی ہے شہر میں تیرے بات "اؤڑ کئی دالغفر" میں شرمندہ ہوا سیاست

شہر نے کہا جب تو نے دھر قصد کیا تھا

میں نے بھی خدا نے بھی تجھے بخش دیا تھا

۶۱ پر تھامے رکاب فرسی جزو وفا دار فرمایا کہ مرے جانی تو گھڑے پہ ہو سوار
شہر نے کہا "آقا نہیں میں ہوں گا گزشتہ کار شہر لے دیا میری خوشی ہے ذکر انکار

دو گواہی میں تری قدر بڑی ہے

زہرا ترے مرکب کی فناں تھامے کھڑی ہے

۶۲ مگر بیٹے کے گھڑے پہ یہ بولا شہر میں ہے تم جا کر جسے عرض پرے جاؤ زمین سے
آیا جو دیر خیر پہ وہ راہ یقیں سے جا رہا وہی ہلکوں کا سجدہ ہمیں سے

حک و دیں سادات پہ کال ہوا رتبہ

سلمان کا جبریل کا حاصل ہوا رتبہ

۶۳ کی بدلیں کی کشتی حرم شاہ نے تیار خوش ہو کر سکینے دیے گوہر شہوار
نعمانی نے آئی وہی کھنڈ خوش اطوار کشتی پر ردا ڈال دی نہ بٹنے چو لکار

نفس سے کہا تھخیرہ کر کے پیسے لے جا

کنہار سے کرے کہ غریبوں نے ہے چھپا

۶۴ کشتی پیسے مہاں کھنڈ رانی وہ خوش ذات مگر بولا کہ یہ کیا ہے؟ کہا تھخیرہ سادات
نہ بٹنے کے بجا روزے سے آکر یہی بات بھائی نہ تو مانع تری کچھ ہر کی تہیہ بات

یاں لاکے ملک نے ہیں نادار کیا ہے

اس وقت ہر مرد خدا، وہ بیچ دیا ہے

۶۵ حوٹے کہا، اسے تبار اب سخاوت جادو کے حلق تو مجھے دھندلے بہت

گہر کے بدل آبروئے روز قیامت غلام کی مہمت نہیں جز علقہ بیعت

کھانے کے حلق تو سہ راہ اُتھدی دو

پانی کے حلق آپ حیات ادبی دوا

۶۶ زینب کی سخاوت کہوں یا ہو کی تست افست ہے ہم مادر و فرزند کی پیدا

حر ناز سے کستا تھا، یہ درجہ دو وہ درجا وہ کہتی تھی یہ بھی دیا وہ بھی تجھے بخشا

غل تھا کہ کبھی غلطی کی جٹی کر پا کر

کیا لوٹ میں حراج پڑا ہے اور آکر

۶۷ ناگہنے سے تسلیم چکا شاہ کا شیدا رو کر کہا زینب نے یہ کس بات کا مجھڑا

وہ بلوگہ کاب ہوں گا نشا پسر مرلا سب درجوں سے پہلے ہے شہادت کی تشا

زینب نے کہا: سر یہ یہ الزام نہ لوں گی!

سب کچھ تجھے دوں گی یہ ضمانت کن دوں گی

۶۸ ہے دھڑپ غضب ایسے میں ہم نے سے سماں خیر میں رفیقوں کے تو آرام کر اس آں!

ہم دونوں میں جانی ہیں یکے کی رفیقیاں زہ میری حمایت کو دیا اُن پہ ہر خطرہ اُن

تیرے کے حلق سر کا کٹنا بھی ہے اچھا

بیلائی کی جادو کا بچانا بھی ہے اچھا

۶۹ سنتی ہوں کہ اب دو پر اسے مجھڑے گا تلو پر پیسے کے کھینچے پر چلے گی!

مُندِ مدرسے جہاں کی برسے گئے چلے گی تو ہو گا تو جادو مری یہ فوج نے گی

محشر کو یہ کہتی ہوں اُٹھوں گی تھڑے

پردہ مرا آفت میں رہا مگر کلام سے

۷۰ حوٹے کہا، ہر طرح سے شکل ہے مجھے لائے بہتر ہے یہی پہلے سراں بندے کا کٹ جانے

شہزادی ہوسرنگے نہ آقا پہ بلائے سر پہٹ کے زینب گری اور لو لکے دئے

بے چین ہے حشر شقی میں فریادیں عیاں کے

سیدانہوا نصحت کرو صمان کو آکے

۱۱ اشہر گمان، ہر اک بلبل پکاری آقا سے کہا کرنے بعد نالہ و زاری
اب آفری نک عین ہے خدمت میں تمہاری آنا نہ اٹھانے کے لیے لاشیں ہماری

فاقوں میں کہاں ڈھونڈنے کے کوہر دگے

تڑپے گی مری درد بخوش کھلے گرو گے

۱۲ شہ نے کہا پٹاشکے گنگے جو کسکڑ ! کیا فاقوں میں کم ہو گئی ہمت بھی برادر
شبیہ ہے عبا کی ہے قائم ہے اور اکبر یہ سب تجھے کا ندھے پر اٹھالائیں گے لکر

لے جو، ترے گرد سے کے تورا دشت میں کم ہیں

جس کا کوئی لاش نہ اٹھائے گا وہ ہم دہیں

۱۳ یہی ہے کے عیاں تو تین شہ کی پکاری کچھ بھڑے بھی کہتا ہوا جا میں تیرے داری
خو لرا کہ تنہائی کا ظم دل پر ہے طاری اُس فوج میں گور مار دو زور ہے ہماری

بہ بے کسی دے یا رہے یہ اہل وقار ہے

اب آپ جولاہی بی تو ماں حرکی تنہا ہے

۱۴ مڑے پچھی میرے وہ نہیں آنے کی عا شا پر آپ سلامت رہی پر وہ ہے مجھے کیا
لاش مارا نے تو کیز دل سے یہ کہنا ماتم مرے لاشے پر کریں باندھ کے معلقا

مشورہ دے کسی یہ غلام آپ کا ہو گا

عزت مری بڑھ جائے گی نام آپ کا ہو گا

۱۵ خٹے ہوئی شفقت کے سبب ہتھ زہرا فرمایا کہ اسے چرا ہیں بے درد تو سمجھا
ہے نوذہریں کے رونے کا دستور بھلا گیا تیرے لیے سیدانیاں کسہ پیشیں گی اپنا

لے جو تجھے دے پیرہ احوال کہیں گے

لشے پترے غلام کے بال کہیں گے

۱۶ ہے نالہ کے چھڑے بڑوں پر تو اسماں کلیم سدا پنا کرے گی لاشیں پر عباں
گولہ مری ہرنے کی تری لاش پر قربان چھاڑے گی کسکند مری تنہا سا گریباں

تاعوش بری نالہ سادات اٹھے گا

اصغر کا بھی ماتم میں ترے ہات اٹھے گا

۷۷ عیاشی بلا دیں گے تری لاشیں بے دیال
رخ اپنا تیرے خوں سے اکبر کریں گے لال
پڑ چھپے گا لہر زخموں سے خود غافل لال
چوگر دم بھریں گے سب کھوئے ہر مال

میں دفن کی اور شاہ ام روئی گئے تھک کو
زہر کی نڈائی کہ ہم روئی گئے تھک کو

۷۸ جرنے کہا، اشریہ ہے قدر ہماری
تحلیل شہادت کا ہر اوٹو نہ طاری
نوسن کو کیا گرم سرنے فرقہ ناری
جاتے ہی غلط تیغ کا زماں کیا جاری
تھی ایک زباں تیغ کی لیکن مٹی بیاں دو

یا بیعت ملا کرو یا حب میں جاں دو

۷۹ تھی روح جو ملک تن کفار میں عامل
اور تیرے ہر سینہ میں تھی شمع بی دل
اعضا دریں ان کی رعیت میں تھے داخل
سب قسط زسانی عبادت میں تھے داخل

اک اک پہ دو دشتک سر میدانِ وفا کی

اک تیغ شہر دار کی اور ایک قضا کی

۸۰ پکوں کے دملے گئے سب بڑوں اُس دم
تھے پانچ جواں پنجہ کے مرستے میں جربا دم
یک دست گرے کٹ کے تیر تیغ شہر دم
باقی جو رہے اور سودا غسل مجبتم

صفت مثل پلک نہ پوز پریش شکہ تھی

شہرہ تھا، نہ عامل، نہ رعیت، نہ سپہ تھی

۸۱ مریخ دم شمشیر کی دیکھی جو روانی
دہشت سے زرد چرخوں کا زہر ہوا پانی
آسمان رہا بی بدن بزم سے جانی
ہر جگہ زہرشن کی کڑی قید نہ مانی

یل صاف زہرہ سے تھا رواں زہرہ عود کا

جس طرح گرے ہال سے پانی لب جو کا

۸۲ تھا بخت ترقی ظفر تیغ سے پیدا
وہ اک قد نیر سیرا سے بھی بالا
بے وجہ تیر خاک تنزل نہ تھا اس کا
خوں پر لپکتی تھی دامنِ محار سے وہ اپنا

گر تاج سہلا شہ لولاک نہ ہر قی

جو دامنِ محشر وہ کبھی پاک نہ ہر قی

۸۲ بیکار ہر اک دست پر تھا دم پیکار
سلاں کی طرح تنگ ہونے پہ کفار
مقابل رکابوں کے تھی قاب اسوار
اور دم سے تھے ناکہ خود رفتہ کا انداز

اک تیز رو پریش کی جڑ بھی تھی
موجوں کی طرح آپ زہ کا سپ رہی تھی
۸۳ ترکش میں مدد دھڑکتے تھے نیزوں کو ہر بار
رہ کرتے تھے نیزوں کی کمان میں ستم گار
گمہ جاتے سپر رو کتے تھے چہرے پہ تلوار
تیغوں کی جگہ ڈھالوں کا کرتے تھے کبھی وار

دہشت سے پر گزنی تھی شمشیر سے پہلے
باغیچہ کاں چھٹی تھی تیر سے پہلے
۸۵ اک دوش سے سرگرتا تھا دلش تل حال
ڈر کر ہوئے کاندھوں سے جدا آپ اعمال
کیا مقدس تر شہسپہ زندہ کا کسوں سال
حسد مر رہے کیسر صفت مورچہ پال

خواہدہ آؤشیں لود جاگ رہے تھے
کشتے صفت ریگ رواں بھاگ رہے تھے
۸۶ جن کا قوی کرہ سے تھانور میں پایا
لاغر یہ انھیں تیغ کی پینت نے بنایا
مشفق نے شکات ایک ہی گرتیغ کا پایا
موزوں کی طرح پاؤں سے پھر خود اترا آیا

آدمے جربدن ہو گئے تھے تیغ کے ٹرے
باہر تھی زندہ تو سے کمر بند کرے
۸۷ اندری ضرب دم تیغ ضرر آفتان
سکتے میں زمیں، دہشت میں تہن خون میں لٹان
کسار دیکھا رونک شہر و بیابان
پُر زلزلہ پُر غلغلہ پُر شور و پُر افغان

اک کھڑے جو میلان کئی لاشوں سے جبرے تھے
بے دروغ، ملی پست پہ ہاتھ پناہ دے تھے
۸۸ جب بلیت ہوا صولت کفار کا سارا
جڑ کو دفریب اور کچھ ہو سکا چارا
اک غول سرے شہر آگے چکا را
اے شہر اہلک ہو کر سب تیر مکر مارا

جس کو سر دینٹ کی روا یعنی ہو آئے
اسی خیر میں اب آگ جسے دینی ہو آئے

۸۹ مٹے کو ملا دو دہلی فستق بجاؤ عباسؑ اور اکبرؑ کے لیے بیڑیاں لاؤ
خٹار ہوسر کاؤ کر زنجیر بچاؤ چاہو جہاں سادات کو سرنگے پھراؤ

لو دیکھو یہ نیز سے پاسد شاد و زن ہے

وہ جہاں کے لاشے پر پڑی کشمیاہن ہے

۹۰ امداد کا یہ وقت ہے ہمت کو نہ ہارو سیدانیاں بے وارثی اب ہو گئیں بارو
جورٹ کی رکھتے تھے ہر کسی مان کو پکارو اصغرؑ کی بھی سب ہنسٹیاں نشت کی تھارو

اس وقت نجات لاؤ آفت میں پڑے ہیں

ہم بیچ میں گھیرے ہوئے شیروں کو کھڑے ہیں

۹۱ تحسے کو، کیوں لڑتا ہے مارے گئے شہر روئے یہ اگر بیروں کو تو بخش دو نصیر
یہ بھی ہے تمہارا ہی دودھ کچھ اسے تھیر سمجھاؤ کہ پھر ہے وہی منصب وہی جاگیر

نیز سے پر اسی کے رکھو شہر کے سر کو

صاف اس کی طرف سے کرو بھاگے عمر کو

۹۲ اس غول کا قرآء یہ آوازہ سنانا یک دفعہ یہ سب فوج کا تقارہ بجانا
اور صحر کا وہ گھبرا کے ادھر منہ کو پھرانا بس منہ کو پھرانا کر سنناں پشت پر کھانا

غل اٹھا، وہ مارا، وہ لگی بر بھی قصا کی

حرب لولا، دغا کی اسے طوفان! دغا کی

۹۳ آقا کو پکارا، مدد ملے حق کے فدائی بے ساختہ دوڑے شہر دیں تاب دُائی
زینبؑ نے کہا: میں بھی جہاں لاشے پہنچائی! شہر ہوئے: ابھی ضرور بُدِ اندک جہائی

تب جاؤ تم خاک اڑاتی ہوئی سر پر

جب بر بھی گئے گی علیؑ کے جو پر

۹۴ انقصاٹھا لائے اسے گود میں آقا دامن سے غبار اُسی کے رخ پاک کا پڑنا
اور ماتم خر فوج عدل نے کیا برپا عربان کیا قاسمؑ و اکبرؑ نے سراپنا

خون جگا آنکھوں سے بہانے لگے عباسؑ

دامانِ علم منہ پر ہلانے لگے عباسؑ

۹۵ ناگاہک ہندیل سے کہا کرنے یہ دوکر جتنے میں عزیز آپ کے لئے سدا بہر
کہہ دوسرے اہلیم پہ کھڑے ہوں وہ برابر حسرت سے بیروں لڑنا ایک ایک قسم ہے

شہنہ کہا، مہمان اترادھیان کہہ رہے

زانے رسولی عربی پر ترا سر ہے

۹۶ یہ سن کے ہوا داخل رحمت وہ خوش اقبال زینب نے صدا ڈیڑھی سے ہی شکر کرنا لیا
توریر گراہ لے نیا دفاطر کے لال زینب ترے مہاں کے لیے کہہ گئی ہے ہاں

پیدا زوفا دار کوئی ہوئے کما حقہ سا

میں خوش کے لیے دقتی ہوں تم دو مجھے پرہا

۹۷ میں کے گوسے لاشہ جو پر شہ زہی چاہ اور مرثیہ حرمی کئی شعر پڑے آہ

مغضوں سے یہ اُس کا کہ یہ فرما تھا وہ شاہ وانشہ خوشا حکر بڑا صبر کیا واہ

ہر سمت سے نیرے ہونے پاراں کی جوتے

پر کچھ کہ یہ دیکھا کیا الفت کی نظر سے

۹۸ وانشہ خوشا حکر، مرا پیارا، مرا پیارا جس وقت حسین اُس کی مصیبت میں پکا لایا

بے کسی کی مدد سے نہ کیا اُس نے کتلا خود نیک تھا سونیک کی خاطر گیا مارا

جان اس پر نقدی پس زہیر نکا

یہ بندہ ہے وہ جی نے مدد کی ہے خدا کی

۹۹ حق ناتان کے کلمے کا اداس نے کیا ہے کیا ساتھ محمد کے فراسے کلابا ہے

جودین کا ترہ تھا وہ پہچان لیا ہے اسی مُردے کے چہرے پر عجب زہر مینا ہے

میں سنتا ہوں جس طرح سے دقتی تھی یہ زہر

منظوم کے خدیوے پر خدا برقی تھی زہر

۱۰۰ وانشہ خوشا حکر یہ پیاسا ادھر آیا اور بانی کا نظرو بھی مہیا ت میں نہ پایا

وانشہ خوشا حکر، کفط نیرہ ترکھایا اور بھوک میں یہ دھیان بھی کھانے کا نہ لایا

چلتا تھا لاشہ کہ سخی تم سا کہاں ہے

اب حقہ حکر کوڑ و گلزارِ جناں ہے

۱۰۱ اب آگے یہ راوی نے تحقیق ہے کھا
اور تیغ و سپرے کے بڑا حاشکرا اندھا
نقل میں رکھا شاد نے لے ہاکے دولا شاد
تا عہد قلم ہو گیا سب گلشن زہرام

اندھ پر شبیر تصدیق ہوئے دن میں
اُٹت کے لیے بند ہو گئے سادات رسن میں

۱۰۲ میدان میں مقام اہل جہانے کیا اک شب
جے گرتے شبیر نظر بند تھی زینب
اور فوج میں محبوب ہوئے اہل حرم سب
تھی شرک تاکید کر دئے دکوئی اب
سر پیش گئے قواب ہر سادات کہیں گے
ماتم ہو کر گئے کوئی اب ہات کہیں گے

۱۰۳ ناگاہ ہوا گنج شہید داں تندر و بالا
زینب نے سنا لاشہ شبیر کا نالا
اور مشغول سے ہو گیا مقتل میں احوال
بولی کوئی ہر دوسے کا منہ پر بچنے والا

لور ورج حسین ابن علی روتی ہے لوگو
شاید کسی لاشے پہ جفا ہوتی ہے لوگو

۱۰۴ مرکاٹ بچے کام بھلا لاشوں سے کیل ہے
ہے نہ نجیت نہ عدالت نہ حیا ہے
مردوں سے قصاص آگئی نے بھی لیا ہے
کفنانے کے بدلے یہ شہیدوں پہ جفا ہے

کیا یہ غضب ہے ہمیں دور نے نہیں دیتے
مردوں کو بھی آرام سے سونے نہیں دیتے

۱۰۵ بانو نے کہا ہر نہ ہوا صحر پر ہے بیداد
پھر دودھ شلوکے پر رہا بتا ہے، فریاد
نخاسا گلا کاٹ رہا ہے کوئی بھلاؤ
یہ چھوٹا سا دن اور یہ جفا اور یہ روداد
پلے تو لگا حُزُن کا تیر گئے پر !!

اب پھرتی ہے جلاؤ کی کشمیر گئے پر!

۱۰۶ کچھ سوچ کے کاشمیر یکر نہ گئی نالا
چلائی سیکر مراد ہے تندر و بالا
اکبر کے بگرسے ہے کوئی کھینچتا جلا
ہے سارے شہیدوں کو پناہ لاشہ والا

اندیش چچا جان کی نیت کا بڑا ہے

تھا وہی اک لاشہ ترانی میں پڑا ہے

۱۰۷ زینب پہ نفلق اور بھی زیادہ ہولناکی
مقتل کو بندھے ہاتھ اٹھا کر یہ پکاری
بیتا کو کیوں روح ہے بے سہ پہن تہدی
آئی یہ ندا، اسے اسدا شکر کی پیاری
پھر زک کے ہمدے میں ہیں ابن علی ہے

۱۰۸ اب مادر حرا شہر حولے کے چلی ہے
یاں گنج خمیداں میں قیامت تھی نمودار
سن کر یہ ندا یہ سوں بھی روئے نکس اکبار
محق مادر حرا کش کے لے جانے کو تیار
اغلب تھا گرسے عرشِ خدا چٹ کے زریں پر
طنوں سے نلک پاؤں تھی زخم شہید دیں پر

۱۰۹ کتنی تھی کو راہ اسے بجز حیدرہ صفدر
کٹوا دیا ساتھ اپنے مرے لال کا بھی سر
کیوں بھڑپو پیڑ ہے یہی عدلِ پیڑ
برباد کیا اپنی طلسمِ آہ کا بھی گھر
یہ شیر چراں خاک پہ افتادہ ہے کس کا
میں تو نہیں واقف تو نبی زادہ ہے کس کا

۱۱۰ گروا شہر سے تھی مخاطب وہ باضال
کیوں ماں کو بھی ساتھ اپنے ترے دربارِ مہکلی
ہر جگہ لگا اب غیظ و ہلک مرا مال
میں بھی تو زلزلہ و بھڑکائی ہری کیا مال
لے چھین سے تو سرے گا اب ہر کو کٹا کر
دکھول گی کہیں دور کی لاشیں کو جا کر

۱۱۱ لاش یہ ندا دیتا تھا، ہرگز نہ اٹھانا
ملعونہ سڑک ہاتھ بھی مجھ کو نہ لگانا
اسے غارِ جینہ حر کو نہ آقا سے پھر ڈانا
میں حق پہ مرا ہوں، ہے خدا عالم و دانا
مجھ کو نہ ترارِ ج نہ زوجہ کا الم ہے
غلم ہے تو نبی زادوں کے ٹٹے کا نم ہے

۱۱۲ دم آیا نہ ملعونہ کو دوا حسرت و دردا
پاؤں میں ردا ہاتھ کے اُس لاش کو کھینچنا
فریاد کی لاش نے سونے لاشِ مولانا
آقا میرے ادیکہ یہ مجھے دیتے ہیں ایذا

بجیتے ہوئے میں دودھ ڈاؤا ام سے

شرہ پر ہوا کرتے ہی آقا کے قدم سے

۱۱۳ دیکھو کہ ہے اب مدح اگر کیا مدح اٹھانا
بستی سے شہیدوں کی لکھو ہر تائبہ جان
آٹھانے مداحی کو درار بج نہ کھانا
جب چاہو بیٹے کو شہیدوں سے قرآنا

دعائی بزمنا رہ یہی مرضی خدا ہے

عنا میں کمال شہد بھی تو جہاں سے جہاں ہے

۱۱۴ اسے تر جہاد ہم سے نہ ہو گا کسی مٹواں
دنیا کے فرشتوں کو خدا کا ہے یہ فرماں
مغرب میں اگر دوست ہر شہید کا ہے جاں
بٹھلا کے ہر دل پر اسے بچ چکے سی اُن

تو بعد جہاد ہی شریک شہد ہے

لفکے سے ہر اول بھی کہیں دود رہا ہے؟

۱۱۵ ناگاہ وہ ملعونہ جلی کھینچی لاش
شق ہو گئے سب زخم بدن پھٹ گئے گھٹا
لائی وہاں مردے کو کہ اب قبر ہے جس جا
بے رمی سے چھوڑا اسے دیرانے میں تنہا

کتنی تھی کہ اس کے لیے دونا بھی مطلب ہے

صحتے جرم و شہید پر یہ اس کی سزا ہے

۱۱۶ منڈھانچنے کو دھڑ دھڑ سے پہ آئی
اور قوم کی سب عمر توں کو ساتھ وہ لائی
ماتم کیا ایسا کریمیں وال کی بلا ڈھے
سب گرد کھڑی لاش کے دتہ قیں دھانی

ناگاہ نہ آئی کہ اسے بی بی سکر کو

سر کو کہ یہاں تو رو ملک پٹیں گے سر کو

۱۱۷ گہرا کے نہیں بی باں لاش سے تو دیکھا
اک شہر ہے اک جہوم ہے اک شہر ہے بپا
قبیلے سے چلا آتا ہے اک ہرودج زینا
اور اس پر سب پر دے نکلتے ہیں سدا

سب فروج ملک پشت پر رکھ لے ہوئے ہے

جو حق چلوں ہے وہ سر کھولے ہوئے ہے

۱۱۸ لاش کے سرانے پر جو آئی وہ ساری
سر بیٹ کے ہرودج سے تب تک بی بی باری
تورو تمہیں معلوم ہے حالت تو باری
دور سے کی جرات سے شامے پہ بکائی

تم ہاتھ پکڑو، جو اٹھا لو، تو میں اتروں

پہلوئے شکستہ کو سنبھالو، تو میں اتروں

۱۱۹ حرور مجھے اس لاش کی بالیں پر بٹھا دو زخموں کا لورے کے سرے نہ پر لگا دو

مردے کے تلے میری روتا جلد بچھا دو اور کان میں چپکے سے مرا نام بتا دو

کمدو کو عزاداروں کا سامان عزاد کچھ

اُس ماں کی جفا دیکھی ہے اس ماں کی جفا دیکھ

۱۲۰ حوروں نے انا راتوں غناں لب پر یہ لائی [ہے ہے] مرے مہماں سے بیکے بیکے غلائی

[میں باغ جناں] تجھ کے روئے تھے آنی پہچان مجھے کون ہوں میں غم کی ستانی

شے نے غدا کی مری مرتبہ داں ہو

غناؤں جناں حضرت شبیر کی ماں ہو

۱۲۱ زہر دے کما مرتبہ داں تیرا خدا ہے محسوس ہے مرا تجھ پر مری روح خدا ہے

تو پیش رو لشکر شاہ شہد ہے تو غر بلبلا ہے کہ حیدر کا لگا ہے

یہ کہہ کے جواس لاش پر [زہر دے] غناں کی

بہن فاطمہ دیر اب نہیں طاقت ہے بیاں کی

۱۲۲ کیا خوب دیر آج تری نعم سلسل خصل میں صفت آ رہے غم کشہ ساقول

سالار ہے غم، فوج ہے شائک، آہ ہر اول سائل ہو کر اسے جبر حین، احمد مرسل

مغفطر رکھ مجھ کہ ہر اک فقہ و شریعے

آزاد کرو شر کی طرح ناپسند سے



مرثیہ ہذا بتاریخ دہم شہر جمادی الثانی سن ۱۲۸۲ ہجری (۱۸۵۳ء) اختتام و انجام رسید۔

۲۲ جولائی ۱۹۰۵ء ایک بجے رات

تحقیق تن

مرثیہ

ہرنگ بنا لعل و گہر ہر سئی سے

مندرجہ ذیل حاشی و تعلیقات حرفت ایک قلمی نئے پر مبنی ہیں۔ دوسرا نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔

بند ۵ : چوتھے مصرع میں کاتب نے حرف سین سے لکھا ہے۔

بند ۸ : پانچویں مصرع میں ہر اول کاتب نے ح سے لکھا ہے۔

بند ۱۰ : مصرع ۱۰، متن میں ہے ”داخل ہے غلاموں میں مگر نارسے خوش ہے“

پہلے سے لکھ کر بھیجے لکھا ہے ”جسم سے یہ جو ہے“

بند ۱۲ : اسی بند کے اوپر کسی دوسرے کاتب نے لکھا ہے ”مشکوٰۃ کی طرح پانچواں مصرع مان

”گو گیسروں کے شبہ میں آج ملک میں“ پھر اسی کاتب نے م بنا کر بیت کے آخر

میں تصحیح کیا ہے ”خشب میں ہم“

بند ۲۰ : مصرع ۲۰، تن میں مصرع لیا ہے ”مضراں فی پیام آمد حمر کا جو سنا ہے“ ظاہر ہے کہ

”مضراں نے پیام آمد حمر کا جو سنا ہے“ دوسرے مصرع سے مربوط نہیں، اگر نہ

کے بدلے ”تسے“ بڑھا جائے تو ٹھیک ہے مگر ضیا، لیا، کیا کا تانیہ، دیا یا نہ

تن میں نے اور سنا ہی ہے ہم نے متن کی قدرت اپنے ذوق کے مطابق سمجھا ہے۔

بند ۳۰ : مصرع ۳۰، تن میں ہے : ”لائے لیں نصیب کیا نیز سے کو ایک با“

پھر نصیب کا نشان م بنا کر حاشیہ پر کسی دوسرے کے قلم سے تحریر ہے ”گارا و بیکر کا“

بند ۳۹ : پہلا مصرع تن میں ہے ”سادات کا آئینہ دل بندے نے ہی توڑا“ پھر تصحیح کنند

لعم بنا کر اوپر لکھا ہے ”سادات کا آئینہ دل میں نے ہی توڑا“

بند ۵۵ : مصرع ۵۵، تن ”الغصان کرو پہلے تمہیں کس نے ستایا“

عہ کا نشان اور بند کے نیچے لکھا ہے "جاس کے کہ وہ اسے آگے سے ہٹا دیں"
بند ۹۸: مصرع ۱۰۱ "تن ہے" ہے دھوپ غیب سایہ می سے دہرے کمان۔

"سے دم کاٹ کر اوپر" سے دم" لکھا ہے۔
بند ۹۹: مصرع ۱۰۱ "تن ہے" ہے غلطی کے چھوٹے بڑوں پر ترا احسان
پھر کسی نے مصرع پر لکھا ہے "خود کلاں" لیکن حاشیہ پر مصرع کے قلم سے متبادل مصرع
لکھا ہے "ہے غلطی کے چھوٹے بڑوں پر ترا احسان"
مصرع ۱۰۱ "تن میں ہے" "مصرع کا میں" نام میں ترا تا تھا اسطے گا۔
اسے کاٹ کر مصرع نے لکھا ہے:

"مصرع کے میں" نام میں ترا تا تھا اسطے گا۔

میر نے خیال میں، کہ اگر کافران برتا سکیں کہ اگر بیان بھاڑنا، چاہتا ہے کہ مصرع میں حوکا ماتم
کی زیادہ مراد ہو ہے لہذا مصرع میں پڑھا جانے "مصرع کا میں" نام میں ترے ہوا اسطے گا۔
بند ۹۹: مصرع ۱۰۱ "تن" "عجب فرد و نیاب" "کاٹ کر بند کے نیچے لکھا ہے" "فرد و نیاب" ہے
اور چھپے مصرع کی تن میں صورت یہ ہے "مظلوم کے قدر پر خدا ہر کہ ہے زیر" اس پر
لکھ کر بند کے اوپر مصرع نے لکھا ہے "مظلوم کے قدر پر خدا ہر کہ ہے زیر"۔

بند ۱۰۰: قلمی نسخے میں مصرع کے قلم سے بند کے نیچے لکھا ہے "تمام ہے" اس کا مطلب یہ ہے
کہ جس نسخے سے مقابلہ کیا جا رہا تھا وہ نسخہ اس بند پر قلم برگیل ہے۔

بند ۱۰۱: کاتب مرثیہ "لال" "بجی پیار سے کو" "صل" اور "گلزار" "بجی جین کو" "گلزار" لکھا ہے۔

بند ۱۰۲: مصرع ۱۰۱ "تن میں لکھا ہے" "میں" "نیا" اب دیکھ ترا کرتی ہوئی کیا حال۔

پہلا فقرہ کاٹ کر کسی نے پیل سے لکھا ہے "میں بھی تو ذرا"۔

بند ۱۰۱: مصرع ۱۰۱ "تن میں ہے" "تم ہے تو ہی زلوں کاٹنے کا تم ہے" "پیل سے کاٹ کر
کسی نے لکھا ہے" "بجی زلوں کے کٹنے کا"

بند ۱۰۲: مصرع ۱۰۲ "دوسے کا جرات مری سایہ پر ہے بھاری"

بند ۱۰۳: کے پہلے تن مصرعوں کے ابتدائی الفاظ کا قدر کے پھٹ جانے سے منافع ہو گئے

ہم نے بریکٹ میں تقریبی قزاق لکھی ہے۔

بند ۱۰۴: قلمی مرثیہ میں آخری بند ہے اور بند ۱۰۱۲۲ اس سے پہلے ہے، لیکن ۱۰۳

کے بعد حُر کے پچاننے کے بعد کار عمل باقی تھا، بند ۱۲۱ میں یہ بات واضح نہیں
 ہوئی، غالباً مرزا صاحب نے اسی نکتے کو محسوس فرمایا اور ۱۲۲ والی بند لکھا
 جسے اگر بند ۱۲۰ کے بعد پڑھا جائے تو بات مسلسل ہو جاتی ہے لہذا ہم نے
 اسے مقدم کر دیا۔



فرہنگ مرثیہ

ہرہنگ بناسل و گمر مرثیہ

- ۱۔ پارسی : ایک پتھر جس سے لوہا گڑا کھا جائے تو سونا ہر جہائے رنظ : طرح۔
- ۲۔ شیرازہ : کتاب کے اوراق کو یک بار کھنے کے لیے، جز بندی کے بند لگا یا جانے والا فیتہ یا مضبوط دھانکا۔ ولا : محبت
- ۳۔ غلٹ : غلط و مباح برنا۔ حالی : داغ : بیان شدہ۔
- ۴۔ تمغہ : نشان اعزاز۔ حلالی : شان دار۔
- ۵۔ مبعوث کرنا : پتیا مبر بنا کر بھیجنا۔
- ۶۔ تریاق : زہر کا اثر دور کرنے والی دوا۔ مار : سانپ
- ۷۔ حقار : مرجعہ و لوگ۔ حاضرین : حاضر کی جمع
- ۸۔ جاوٹی : شاہی سواری کے آگے صدا دینے والا غلام، یہاں ہر اول مراد ہے۔
- ۹۔ فرخرب : پسندیدہ۔ محبوب۔
- ۱۰۔ حر : آزاد شخص۔ نیز خراج : بزرگ یا جی
- ۱۱۔ ناغمیہ : پیشانی
- ۱۲۔ فرسولی پا : پیروں کی تھکاوٹ۔
- ۱۳۔ رصاج : چراغ۔ مفتاح : کبھی۔ قنارج : فتح کرنے والا (ام مبالغہ) شکلیں مل کرنے والا۔
- ۱۴۔ مرنگان رسا : خوبصورت اور بڑی لمبکیں۔
- ۱۵۔ پیر طلی : پیر کا قول۔ پیری صارت : مجرلا : قیمتی۔ مول والا۔
- ۱۶۔ نقب بخت : جیسے : آسان جس کے سات ٹپتے سات پرت ہیں، ہر طبقہ کو پیشانی مان کر سات پیشانی والا آسان کہا ہے۔
- ۱۷۔ مطلب : حرکت پیشانی احترام امام میں حضرت کی طرف جھکی ہوئی ہے اور ساتوں آسانوں سے جو کا اعزاز کہہ دھلا بک کر رہا ہے اور آسانوں کا جھکاؤ احترام کے لیے ہے۔

- ۱۶۔ مُحَدَّثی : فرشتے
- ۱۷۔ نَامِیَہٗ سَا : پیشانی زگڑنے والا۔ سجدہ کرنے والا۔
- ۱۸۔ بَزَغَا سَتَہٗ : ابھرا ہوا۔
- مطلب : رخسار میں پشیم بال اور سبز رخ کو سبز رخ ذکر، بلکہ رخسار کو تیسری اور چوتھی
- خسبیں میں آنے کے جوہر ہیں جو لفظ سے کے لیے ایسا دہ ہیں۔
- ۱۹۔ مَطْبُوع : پسندیدہ۔
- مطلب : رخسار کا خط یا نمکا ہوا ہے۔ بلاسی مطلب بیان کر رہا ہے اور یہ مطلب ستارہ
- مطارد کو بے حد پسند ہے۔
- ۲۰۔ کَرَمِکِ شَبِ تَاب : گلشن
- ۲۱۔ چِشْمَہٗ حِیْرَان : آبِ حیات کا چشمہ۔
- ۲۲۔ شَاہِ کُنْکَاہ۔
- ۲۳۔ شِرْکَہٗ غَاہ : مشرقی کا بادشاہ۔ شریع۔
- ۲۴۔ مَایَہٗ : دس ترغول۔
- ۲۵۔ قَوَازِل : (خمرزادہ) شہزادوں۔
- ۲۶۔ قَرَارِ شَہَدَہٗ : بیچنے والا : باہر۔
- ۲۷۔ عُزْرَہٗ : عرائس۔ فرج یزد کا جہیز کی حرکت کی جنگ کا نگران اصطلاحاً۔
- ۲۸۔ مَہْدِیَہٗ : اونٹ کا گناہ۔ بستر باں : اونٹ چلانے والے۔
- ۲۹۔ جِہِمِ کَرِ اُدُرِک
- ۳۰۔ اُدُرِکِی : میری دو کیچے۔ اَلْعَفْرَہٗ : معافی۔ بَہِمَات : انہی۔
- ۳۱۔ عَلَّال : چارپہ۔ پاؤں کا زبیر۔
- ۳۲۔ رَہِ اَہْدِی : خدا کی راہ۔
- ۳۳۔ مُجَرَّأ : سلام شاہی۔
- ۳۴۔ مَال : حاکم۔ فُتَحَہٗ : کو قوال۔ شرکے انتظام کرنے کا عمدہ۔
- ۳۵۔ وَسْطَک : محصل۔ ترقی۔
- ۳۶۔ خَمْرَہٗ : ایک دس ستارہ۔

- ۲۷۔ شترنگ: لہجی، اٹل عمدے سے چھوٹے عمدے پرانا۔
- ۲۸۔ قالب: جسم، نسیم، خوف، ڈر، نازک، تیز
- ۲۹۔ پختہ: اچھلنے والا۔ چھلانگیں مارنے والے۔ درخش: گھوڑا
- مورچہ: فوج کے بیٹھے اور لڑنے کی نشیبی جگہ۔ جنگ کا میدان۔ نیز: چوٹی۔
- ۳۰۔ ہنفر: لوہے کی ٹرنی۔ خود۔
- ۳۱۔ بھکار: (بحر و احمد) سمندر
- ۳۲۔ زفر: اشارہ۔ باریک بات۔ راز۔
- ۳۳۔ ہنسی: گلے سے پیچے کی ہڈی۔ نیز ایک زیر کلام، جرحی کو منت کے لیے پھرایا جاتا ہے
- ۳۴۔ قصاص: خون کا بدلہ۔ بدلہ
- ۳۵۔ مجمع شیعلاں: وہ جگہ جہاں امام حسین علیہ السلام نے شہیدوں کی لاشیں جمع کی تھیں۔
- ۳۶۔ قلع: قوت گریانی۔ گریانی۔ بولنا۔



مرثیہ نمبر ۳

سلفی کا نمونہ مری تمثیلِ زباں ہے

۱۶۳، بند

فضائل، ولادت و شہادتِ حضرت عباسؓ

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

شاعری ایک ماضی ہے جس سے جذبات کو متاثر کیا جاتا ہے، شرف خود جذبہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جذبات کی استقامت اور اثر آفرینی شاعر کا کام ہے۔ وہ اپنے احساس کو تاثیر و تاثر آفرینی سے جس قدر آراستہ کرتا ہے اتنا ہی بڑا مہر فن مانا جاتا ہے۔ شاعری اور تاریخ میں شاعری اور مصوری میں شاعری اور فلسفے میں ایک فرق ہے۔ مجروح واقعات، اسی کا پس منظر اور نتیجہ بناتا ہے۔ مصور کی چیز کو مجسم کرتا ہے، فلسفی کسی نظریے کا منطقی تجزیہ کرتا ہے، دوسرے پر دلیل دیتا ہے اور نصب العین کو استدلال سے ثابت کرتا ہے شاعر کا عمل ماضی کی طرح قدر انگریز ہوتا ہے۔ ماضی ایک بات کو سامنے رکھ کر مفردات کو مرکب، مرکبات کو مفرد بناتا ہے، وہ ایک مفرد بن کر مختلف شاعروں کے رنگ دریافت کرتا ہے۔ اسی کے اثرات معلوم کرتا ہے، انھیں قلوب میں لگاتا ہے، وہ مثبت و منفی اشیاء کو یکجا کر کے کبھی رنگ بناتا ہے کبھی نوا کبھی ہوا کو مرو کرتا ہے کبھی مجسم، شاعر بھی واقعہ کو خامی نظر سے دیکھتا ہے۔ پھر اسی کے ایک جز، یا چند اجزاء کو اپنی صراحت کے مطابق رنگ و آہنگ دے کر، کرداروں کو مجسم کرتا ہے جذبات کو برقی رو سے دوچار کرتا ہے، حقیقت کو مجاز اور مجاز کو استعارہ بنا کر، دل و دماغ، پیغمبر و فکر کو متاثر کرتا ہے۔

انسان کی عظمت ہے کہ وہ حقیقت کو سپاٹ بھی دیکھنا چاہتا ہے اور تشبیہ و استعارے میں بھی جیسے رشتی مفید فائز میں بھی ابھی لگتی ہے اور رنگین کشیدگیوں سے بھرپور کر نظر کے سامنے آئے جب بھی اب یہ کام مشکل پڑا ہے کہ وہ اسی روشنی سے راستہ متحرک کرنا چاہتا ہے یا فقط محدود فضا کی رنگینی دکھا کر مطمئن ہو جاتا ہے۔

اصناف سخن میں مرثیہ، وہ اثر انگیز صنف ہے جس سے جذبات کو کم چھڑا جاتا ہے۔ غزل و غزلو افرا کو ان کیفیات سے دوسرے عالم میں لے جانے کے لیے کبھی دلا یا جاتا ہے کہ نظم کی آہنگ ملی ہو۔ کبھی اس کی حقیقت، موضوع کے مفید نتائج اور واقعہ کے افادی پہلوئیاں کیے جاتے ہیں تاکہ ظالم و مظلوم کے درمیان سے اخلاقی اور عملی فائدے اٹھائے جاسکیں۔

مزدبیر کا مرثیہ واقعہ کو لاسے منتقل ہے۔ اسی سانچہ کے بہت سے اجزائی اور اسی جہاد کے بہت سے مجاہد اور ان مجاہدوں کے الگ الگ نام اور کام ہیں، زیر نظر مرثیہ میں مرزا صاحب نے

”حضرت عباسؓ“ اور ان کے کردار پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کی ولادت سے پہلے ایک نفاذ دیا فنت کی ہے پھر وہ اسباب بیان کیے جس کے نتیجے میں ایک عاشق صادق جان شاد و نفاذ رجائ سائے آیا باس کردار کا ذکر، اس کے مہذبات ایک خاص اخلاص سے ابھرتے ہیں، جوان ہوتے ہیں اور آخر ایک موعزہ ولادی و نفاذ شادی میں اس کردار کی لاجواب استقامت کو حیات جاوداں کا تاج ملتا ہے۔

عباسؓ کی حق کی تلوار، بہادری کی تیغ، وفا کا پتھر، آب حیات، پیاسے بچوں کی سوکھی منگ لے اٹھانے والے منہ فرات پر چھینی ہوئی فولادی دیوار کے ٹوڑنے والے، خاص منہدر کی خاطر ہاتھوں کے کٹنے پر راجھی اور برہنیت امام حسینؑ کی حمایت میں سہرہ ہونے والے شہید ہیں، اہل بیت کو ان سے محبت اور پیارے پناہ محبت مٹی، اہل حرم کو ان سے تقویت مٹی، فوج حسینی کے علم بردار تھے اور امام حسینؑ کے محبوب بھائی اور قوت بازو ان کی شہادت کے واقعے پر ان لوگوں کو ہمت دینا آتا ہے جو کربلا کے واقعے کو اسلام ہی میں بلکہ تاریخ عالم کا سب سے بڑا المیہ جانتے ہیں، مرزا صاحب اس واقعہ کو شاعرانہ نظر سے دیکھتے اور شاعرانہ انداز میں بیان کر کے مجمع کو اس قدرت اثر کرتے ہیں کہ لوگ دماغیں مار مار کر روئی، اس کا اہتمام کرتے ہیں کہ سننے والا یا پڑھنے والا تڑپ جائے، پھر اس گلاز اور جینائی زبان میں وہ وفا ثابت دیتی، جہاں شادی اور طاعت و محبت، اپنے وجود، اپنے مہذبات کو امام حسینؑ پر قربان کر دے شائی کردار کو پیش کر کے درپردہ دوسروں کو اس جذبے سے سرشار کرنا چاہتے ہیں۔ واقعہ کربلا اور مرثیہ کی بڑی خوبی ہے کہ اس میں ایمان، جہاد اور حق پرستی اور محبت سے ڈھونڈنے کا عجیب دھڑکا ہے۔ عام آدمی نقطہ رونے پر اکتفا کرتا ہے لیکن بیدار مغز اور زندہ شعور رکھنے والا اس سے گریز کر کے اصلاح اور اخلاق کی تعمیر اور نئے نئے جذبے کی پرورش کا فائدہ اٹھاتا ہے۔

دیگر کا یہ مرثیہ خاص طور پر مکتبی ہے۔ اس کی اٹھائے تمام انجیز اس کا عروج علم انجیز اداس کا غارتگر بنا دینے والا ہے اسے ایک آدمی پڑے یا بہت سے آدمی سنیں رونے اور ضرور اسے کما مرزا صاحب نے اس مرثیہ میں کئی بول کے حوالے سے بات کی ہے اور حضرت عباسؓ کی ولادت سے شہادت تک فنی تسلسل کے ساتھ آغاز و انجام بیان کیا ہے۔ بیان میں ان کا خاص لمحہ، معرکہ کی بندش، بندوں کی ترکیب، غفلت کی صنعت اور خیال کی پاکیزگی، کچھ ایسے انداز میں ہے کہ ماہرین نے اس مرثیہ کو ان نقیب اور بہت عمدہ مرثیہ قرار دیا ہے۔

اس مرثیہ کی تین روایتیں ہمارے سامنے ہیں۔ قدیم متن غشی نول کشور کا شایع کردہ ہے۔ پھر دفتر قائم میں مشمول نسخہ اور اس کے بعد خیر صاحب کے انتہائی مجموعہ مرثیاتی میں منقح اور سندھی حق مرزا صاحب

کے فائدہ مرثیوں کا جو مجموعہ میر صاحب نے ترتیب کر کے چھاپا اس کا نام ہے۔ سہجہ شانی۔ سہجہ شانی کا پہلا ایڈیشن میر سے سامنے ہے، مجھے خیال تھا کہ میر صاحب نے شاید اسی مجموعہ میں شائع شدہ مرثیہ مرزا صاحب کی خاص اصلاح و نظر سے آراستہ ہے، مجھے گمان تھا کہ میر صاحب نے کئی مرثیہ مرثیہ شانی و فزائی میں چھپا ہوا مرثیہ دھرا دھرا سہجہ شانی والا مرثیہ تیسرا نقش ہے اسی وجہ سے میں نے سہجہ شانی کے متن کو اپنے مجموعے کا بنیادی متن قرار دیا ہے اور ان دونوں نسخوں سے مقابلہ کر کے اختلاف کے مقامات کو تعلیقات میں ظہور کیا ہے۔ نزل کشور کا مطبوعہ مرثیہ، مجددی طبع ۱۸۸۴ء اور بی صفحہ ۲۷۹ سے ۲۸۰ تک ایک سو اٹھ بندوں پر مشتمل ہے۔ دفتر باقہ جلد ۱۱۲، طبع ۱۹۱۰ء، مکتبہ کے صفحہ ۱۸۸ سے ۲۰۶ تک ایک سو اکتیس بند ہیں۔ اور سہجہ شانی کی روایت میں ایک سو تیرہ بند۔ ہم نے بعض بند دفتر باقہ سے اور بعض نسخہ نزل کشور سے لے کر جو مرثیہ ترتیب کیا تو ایک سو بیسٹھ بند ہوئے۔



سیفی کا نمونہ مری شمشیر زباں ہے

بند ۱۶۳

فضائل، ولادت و شہادت حضرت عباسؓ

۱ شفیق کا نمونہ مری شمشیر زباں ہے اللہ کی تکرار کے جوہر کا بیان ہے
تجسّس میں سرے معنی والفاظ کی جان ہے اب سیمت زبانِ نظم کے میدان میں دال ہے
وہ رزم کے مضمون کا دن آج پڑے گا
مصرع تو کمال ذہن کسی کا نہ لڑے گا

۲ تجسّس بہر دال ہی وہ سرے مرتبہ دال ہی یہ نظم وہ دیکھیں جو فصیحان جہاں ہیں
مصرع نہیں ہمیں یہ نصاحت کی رواں دواں ہی معنی جو بلاغت کے ہیں مکتب پر عیاں ہیں
الفاظ کا یہ وہ پاک کر ثنائی نہیں رکھتے
خالی جو لغت سے ہی معانی نہیں رکھتے

۳ جو عایشے کی طرح طرف دار نہ ہوں گے میرے سخن صدق سے بیزار نہ ہوں گے
کیوں کر دُور کیا کے خریدار نہ ہوں گے بحرِ سخن میں ایسے دُر شمار نہ ہوں گے
مضمون ہیں عباسؓ کے اعزاز و شرف کے
دیکھ تو کسی صاف یہ مرقی میں جمع کے

۴ ہر باغ ہے گلشنِ سرے مضمون کے جن کا ہر کھجور ہے قطرہ سرے دریائے سخن کا
مصرع ہے مرقی کا شقیق گمن کا نقطہ ہے عطار و قلم فردوس کا!

ہے جبر علیٰ طبع خدا واد کی خاطر

اور باو بنی ناشکی امداد کی خاطر

۵ مدوح مرانا نام خدا 'سبعۃ خدا' ہے دھڑکی جو کون سیعت نبائی کا بجا ہے
یوں قطع رہ نظم کون میں تو مزا ہے سب مل کے کہیں واہ یہ انداز جہاں ہے

خانے کو اُدھر غرا ہشیں تھریرے قحاما

اور اُدھا دھرا دوسے شبیر نے قحاما

۶ یہ بزمِ مہدی ہے فرشتوں کی گندہ گاہ! جس طرح سے جنت میں فقط مومنوں کی راہ
موجود ہی تار آنسوؤں کے اور علم آہ چلائے جو بندھا متحدہ دل کل گئے واہ

یہ مل برے شکل نہیں رہتی ہے کسی کی

مصل ہے کہ درگاہ ہے عباس علیؑ کی

کون اس کے سوا اور کی کون دکان ہے سب کفر بھی قائل کہ یہ ایمان کی جاں ہے

اک وصف یہ ہے اپشت و پناہ دو جہاں ہے خورشیدِ ظلم، بدنگیش، چرخِ کان ہے

دیاد دل و ذبیال کف و قحائے دم ہے

کوثر کا شرف، بحرِ عطلا، ابر کرم ہے

۸ کیمانی کے سانپے ہیں شبیران کی مہلی ہے پیروں کا عصا، بچوں کی یہ نادر نشانی ہے

چاروں کُتُب حق کا شرف ان سے ملے ہے یہ سرہِ اخلاص حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

خوش رو نہ کوئی ایسا ہر اہر کا شرف میں

جزوئے سے دو بال الف قد ہے شرف میں

۹ جو فردِ شرف جھڑپا رہنے پائے کسی منہی شہادت کے بغیر وارنے پائے

عاشا، ذمہا پر نہ انصار نے پائے پر شا و شہیدان کے علم دارنے پائے

جعفرؑ بھی اُفتدٰی ہرے حیدر کے غلغلت پر

باقرؑ کے پر غروب بکھے در جنت پر

۱۰ شمعِ قدوس کے دھڑپڑو اسے یہ پر ہی یہ تہلی شہادت کے درگاہ کی تری ہے

رکت کے یہ دو ابراہم اور اُدھر ہی رشداؑ یا سلوہ ناخس و قمرِ بے

قرآنِ میاں اس جعفرؑ نبائی کے پردوں پر

ہر دم یہ ہمارا ہستے ہی شیعہ کے مولد

۱۱ ہر شہر زبیا ہے ورقِ مُنہجِ خدا
اک حسن کا آہ ہے ادھک نورِ ضیا
اک اور ہے ایمان کا اک شرعِ خدا
اک تاج ہے نورِ ادھک کا اک اہلِ عزا کا

وہ سایہ ہے اللہ کا یہ سایہِ نجومے کا

وہ چترِ حسن کا یہ حسینِ ابنِ مسلم کا

۱۲ یہ پردہ ہما جن کے ہما خواہِ سیماں
جبریلِ کعبینِ شکرِ پاک کھوہِ پیرِ اہاں
تو رہی کہیں مودتِ ہی، تو پریاں کہیں تو راں
سرہاں سے ہر شہر پہ نقدِ قہرِ بی باں

غیاں بھلی درجِ شہرِ جنت و بشرِ بے

یہ طائرِ دوحِ شبہِ مظلوم کے پرِ بے

۱۳ نے نشس جنائ میں نہ قمرِ ملوگِ گل ہے
نورِ شید و قمرِ غلہ کا یہ غمِ زُمن ہے
شہرِ نہ کوہِ پہلوں میں جمعِ کل ہے
پردہ کا اسرِ نور کا بے نور کا تن ہے

گو یا ب مہکائے یہ ہی طرک کے شعلے

اک شمعِ شعلہ میں ہی دو نور کے شعلے

۱۴ غمِ ہی بھجائے گا عزا و ادھک کی جو یاں
غیاں ہے غیاں ہے غیاں ہے غیاں ہے غیاں
عزبانِ بانی سے نہیں کچھ شیعوں کو دواں
آئے گا جہنم کا شرارہ نہ کرنی پاس

ہر سال جو رکھتے ہی علم ان کا گھوڑی میں

یہ لیں گے پھر ہر سے کلِ علم ان کو پڑی میں

۱۵ دنیا میں نہ کئے تھے اور فسادِ تھا ان کا
یوسف کی جو قیمت تھی وہ بیضا نہ تھا ان کا
گھرِ فاطمہ زہرا کا عزا نہ تھا ان کا
دلِ احمدِ مختار کا پروانہ تھا ان کا

نے نرم نگا تھا نہ کوئی ہاتھ کل تھا

پر نہ تھا سازِ نرب کا گر گیاں پٹا تھا

۱۶ قدم ان کی کلِ غیرِ شائق کسے زبانی
اقلِ اضمیں ملا نے کہا جعفرِ بانی
وارثِ تھا علم کا شہرِ رواں کا یہ بانی
شانوں پر رہی دستِ بہت ان کی نشان

بعد ازِ خشنوئی ان کو جو بیٹوں میں چنا تھا

حیدر نے شرف ان کا یہ میر سے سنا تھا

۱۷ یوں تیرہ میں کلک صداقت کے طور
جس دشت میں جعفرؑ شہادت ہوئی نظور
فردوس سے نزدیک تھا یہ شہادت ہوتی
اک جاشور تار تھے اک جاجنِ نور

مسجد میں روشن تھی رسوائیِ دوست سے

آنکھوں سے حجاب اٹھ گئے تھے حکمِ خلا سے

۱۸ اپنے کے مانند تھان پیش پیسہ
اس آئینے میں دیکھتے تھے تیغ کی بھر
تھیں اہلِ الف ابھکے آگے صعب لشکر
نہنگی گاہ کی رودادیاں کرتے تھے فخر

پیدا لبِ جاں بخش سے اسرارِ نعمی تھے

اس دمِ ہجر توشبِ امصاب ہی تھے

۱۹ رود کے کہا احمدؑ رسول نے تقارار
لڑ، زیدؑ علم دار کو تقارار نے مارا

جعفرؑ نے اٹھا یا علم اس وقت ہمارا
رود نے لگے امصاب گریاں کیا پارا

آہوں کا دھواں حج، ہر ایک بگڑ تھا

کبھی کی طرح ہمارے مسجد بھی سیہ تھا

۲۰ ناگاہ پیش نہ کہا "ہائے برادر"
نہ مسجد میں اٹھا شور کہ بے گئے جعفرؑ

یہ غلِ خاکہ ڈاڑھ ہرے جبریل کٹے سر
آتے ہی پڑھا ناخبر اور بے یار و کر

جعفرؑ نے تو ہاتھوں کو خدا حق پر کیا ہے

پر در بھیجے کیا کیا انھیں، انک نے دیکھے

۲۱ امی (م) سرے میں ان ستم دیکھیے مولا
آوردہ خوں اپنا مسلم دیکھیے مولا

جعفرؑ کا ختم حق کا کرم دیکھیے مولا
مشتاقی حوالہ ازم دیکھیے مولا

جہاں کی ترے قدر بلند آج ہوئی ہے

تتر نیزوں پہ اک لاش کو طراچ ہوئی ہے

۲۲ کیا دیکھتے ہیں دن کی طرف مڑ کے پیہر
ہے نیزوں کی فوکں پہ علم لاشہ جعفرؑ

کتے ہیں حد بر پھری گوروشیں دے کر
الشیخ، کہ مارا گیا حیدر کا برادر

تا بورتِ ذرا جعفرؑ طیار کا دیکھو!

انجامِ پیہر کے علم دار کا دیکھو!

۲۲ پلاش کے چوکر دفرشتوں کے پرے ہی
شہِ بانی زُکریا کیں طوطی سے ہرے ہی
یاقت کے پر بعضوں کے ہاتھوں پر سحر ہی
شہر کیس مرنے کی تبتی سے بھرے ہی
کتے ہیں فرشتے کو پسند آپ کو کیا ہے

روحِ فخرِ طیار یہ سوغاتِ خدا ہے

۲۳ حیدر کو خبر دی یہ رسولِ دوسرائے
روکریٰ تنہا کی شہِ عقدہ کشائے
پاک اپنا گریبان کیا دستِ خدا نے
ہوتے جو قلمِ راوِ خدا میں مرے شانے
بجائی کی طرحِ رتبہ برتر مجھے ملے

اشکر کی سرکار سے شہر مجھے ملے

۲۵ سن کر یہ تنہا شہِ قولاں پکارے
جو عاشقِ شبیر ہے بیٹیل میں تمہارے
بکس کی یہ عقدہ ہے جتنی کا ہمارے
شانوں کو کٹائے گا وہ دیا کے کنارے
رہنے کی بندی میں ملکِ پست میں گئے

یاقت کے پر اُس کو سرِ دست میں گئے

۲۶ زہرا کوئی دوتین بری اور ہے مہماں
اس لبّی کے خزانہ گرانی کے میں قزبان
اک صاحبِ جنت سے ہر گز تے عقدہ کا سماں
بجھے گا فرا سے کوہِ مرے جان اور ایمان

قزبان وہ رہے گالپہِ خیرِ نسا پر

جس طرح سے تم مجھ پر نثار اور میں خدا پر

۲۷ جب مطلعِ قدرت سے ہر روشن وہ ستارا
آنکھوں سے مری کجیو پھرے کا نظار
مزدِ چم کے نہ کیوں سلام اس سے ہمارا
کسیو کو چہا کر گیا مشتاقِ تمہارا
شبیر سے دیکھیں رفاقت کو تمہاری

دیا یہ ہم آئیں گے زیارت کو تمہاری

۲۸ مجھ کی حیدر سے کہے تاج پر تقدیر
بنیظیف کو تو حق نے کیا خیر و شہرِ شبیر
کی عرقِ پیہر سے کر کے عاشقِ ظہیر
تم نام مرے بیٹے کا رکھ دو کہ ہر تقدیر

پر نام میں دو طرح کی تاثیر ہو پیدا

حیدر کا جلال، الفتِ شبیر ہو پیدا

۲۹ ناگاہند آئی کہ ہم تمام رکھیں گے کیا فدیہ بشیر کو ناکام رکھیں گے؟
ہم ان کو سد انصوریہ انعام رکھیں گے عشرے میں علم ان کا خوش انجام رکھیں گے

مختار میں یہ مثل علی گھر میں ہمارے

عباس خطاب ان کا ہے فقر میں ہمارے

۳۰ ہے بین سراجم کہ ہوں گے یہ علم دار تجھے سے ہے بشارت کہ یہ ہے باوجود سار
ایمان کا آغاز الفت سے ہے نمودار ہے تجھ سے سقائے سکینہ یہ خوش اطوار

ہے عین کے سر پر جوزبر فراہم رب سے

یہ پاؤں سے شعیب زبردست ہے رب سے

۳۱ مسجد سے گھر اپنے گیا وہ قلیل عالم فرستہ اسے بیاں کی خبر شہادت دہ دماقم
روئے گئیں وہ اور علی سے کہا یہیم مظلومی بشیر کی کھاتے میں تم ہم

نور نے اجازت دی بلا جبر خوشی سے

تم عقد کرو ماور عباس سب علی سے

۳۲ والی! وہ کہاں رہتی ہے تلوایم جانوں حشمت سے تجھ سے گھر اپنے لئے لائوں
ہے جن خوشی ہر قدم آنکھوں کو کھچاؤں دن دیکھ کے اچھا سا عین اس کی کتابوں

سرگرم پلا خدہ ہوں کام نہ پاس کے

عالمگیر فدا کی میں کھوں نام پر اس کے

۳۳ مقدور مجھے اس کی قراضہ کا کہاں ہے روشاؤ شیداں کے فدا کی وہ ماں ہے
کوئی نہیں یہ وہ حسن خاتون جنناں ہے میں کوئی جہول خود اس کا خدو تیراں ہے

گواہی کے عینی خاطر مبار فدا ہر

حق یہ ہے کہ اس پر بھی نطق اس کا ادھر

۳۴ پیدا ہو تو باقی تو میں گود میں پاؤں جزا کرے فخر کچھ کریں اٹھا لوئے
بشیر کے فدیے کے سب اماں نکالوں میں دودھ چھڑائے ہی ہی روشاؤ بناؤں

نقصی ہی پرست پر ہر تیغ کمر میں

کا ندھ سے علم رکھ کے پھراؤں سے گھر میں

۲۵ اقبال قریشی ہوں کیا پشت میں دارے فرقا بُری جیسے کہ بیروہ ہے تمہارے

ہر ایک قدم میری زبان پر ہو کر ہے ہمارے آتی ہے علم دار سیتنی کی سواری

سنان کی بھی زیر علم سلوہ گرے ہو

نخعی ہی ہر ایک مشک ہو گا ندھے پہ دھری ہو

۲۶ حیدر نے کہا سب پر ختم ہوئیں گے زہرا صبا کے وہ خفا پر علم ہوئیں گے زہرا

سنانے تیبان حرم ہوئیں گے زہرا پرکب کر نہ تم ہوگی زہرا ہوئیں گے زہرا

نورال ملک بس ہیں بابا وہ کہیں گے

پھر شاہ شیدا کی غلامی میں رہیں گے

۲۷ اب تو زولادت ہے زہرا ہے زہرا عباس کو تم پاؤ، یہ دشوار ہے زہرا

لاشے کا مقدر میں مگر کیا ہے زہرا پہلا وہی دیدار علم دار ہے زہرا

تم غلط سے آؤ گی یہ تعلیم کریں گے

اٹھ اٹھ کے کٹے شافروں سے تم کریں گے

۲۸ زہرا یہ بیاں کی کہ ہوئی سخت پریشان زینب کو بکا رہی ادھر آہی ترے زمان

سے بیٹی سنا تو نے مرنے کی میں پرکڑاں تو خدمت عباس کا اقرار کر اس کا

وہ بولی، مرا فخر ہے کچھ حذر نہیں ہے

قدیر سے مال جلے کا وہ ماہ جبین ہے

۲۹ زہرا نے کہا: اور بھی احسان کرے گی بولی کہ سن بیاہ کا سامان کرے گی

فروا: یہ سب کچھ تو میری جان کرے گی بالوں کو بھی لاشے پہ پریشان کرے گی

خوش منہ پر مرے لال کے قدیر کاٹے گی؟

شد بلائیں بھی کٹے شافروں کی لے گی؟

۳۰ یہ سن کے نہ تاب آئی محمد کے دوش کو فروا نہ مجبور کرو نبوت مسئلہ کو

وہی میں عداوت با دھیں گے ناموس بنی ہو سرچینے کا حکم نہ ہوئے گا کسی کو

سیدائیں کے حادثے پر حشر ہے گا

شہید ہوئے لاشے پہ بھی رونا نہ لے گا

۴۱ نہر آنے تو عباس کی حسرت میں تغنا کی غل پڑ گیا سرکار ٹٹی مشیر خدا کی
پھر انجن متحد کی طالع نے بنا کی پیدائش عباسؑ نے قریب با کی
تارامی چکے گئیں اُسید کی آنکھیں
اسی چاند نے نکلیں مرد و خورشید کی آنکھیں

۴۲ دن نیک، گھڑی نیک، گنگ نیک، وہ گھڑی نیک، صدف نیک، اپر نیک، پد نیک
خورشید کے طالع میں شمس و سہ و قریب مغرب کے طریقے کا بھی اس دم تھا اثر نیک
کو خن کو رستہ ہرے کام پر ان کے
دُقرہ افلاک پڑا نام پر ان کے

۴۳ چلائی سعادت کو سعید ازل آیا کُھن پکارے کہ کوربے بدل آیا
طوبے نے کہا خنل تننا میں چل آیا جو ریب کے پرے میں چھا تھا چل آیا
اک تیغ یہ تھی قبضہ قدرت میں خدا کے
ہاتھ آگئی ہے آج شہر خندہ کش کے

۴۴ زینبؑ نے عجب نام لیا پیار سے اُس اں فرمایا: میں قربان سکین کے ہچا جانے
وہ کے مجھے آتا ہے اب والدہ کا دھیال ہتیا کی زیارت کا اضمیں تقابست انداں
پھر ہاتھ بڑھا کر کہا حیدر کے خلف سے
لیتی ہوں بلائی نری اماں کی طرف سے

۴۵ ہنسنے برے ناگاہ حسینؑ و حسنؑ آئے اک گل کے نظارے کے لیے دو چمن آئے
کس ہرے خورشید پر سولی زینؑ آئے دو چاند ستاروں کی طرح خندہ زن آئے
شہر ہرے علیؑ نے کہا: بھائی ہے تمہارا
شہر سے فرمایا: فدائی ہے تمہارا

۴۶ شاہ شہداءؑ آئے جو مزدبیکھے کو پاس نقیلین کے بوسے کو پہننے گئے عباسؑ
تھا روز تو زُند یہ لحاظ وادب و پاس آخرت میں آتا تھا کہ پوری ہوئی سب اکی
یہ حوصلہ یہ فہم تھا بچپن میں انھیں کا
ہاتھوں سے جو کچھ اچھی تو دامن شہر دیں کا

۴۷ بر دیار خار پر شاہ شد دانے بر تھکنی بار طے چرم کے شانے
 بیٹا کیا اپنا خلب خیر نے عباس کو مرثوہ یہ دیا شیر خدا نے
 لے اُل عباس سے ترا پیوند ہے بیٹا
 فرزند پیغمبر کا تو فرزند ہے بیٹا

۴۸ فرزندِ شیر گرامی ہر مبارک آقا کی انھیں تم کو غلامی ہر مبارک
 مقتل میں شیدوں کی سلائی ہر مبارک عذو شرف جعفر نامی ہر مبارک
 شیر جو فرزند کہیں پیار سمجھنا
 تم ان کو غلامک و مختار سمجھنا

۴۹ اتنے میں کہا مال نہ کر آتھیں پشیر قربانی گئی ہر گئے آقا سے بھل گئے
 مجھ کو بھی سزا فرما کرو، آؤ بیو شیر خدمت میں جاؤ کہ بڑے والی کی توقیر
 کاسے کو پسند آنے لگا اب گو کسی کی
 شیر کے آغوش میں خوش ہو ہے نہ کی

۵۰ تم بھائی کے دیدار کے بعد کے ہوئی داری نے دودھ کی پردا ہے کچھ یاد ہماری
 یہ کہہ کے بڑی بیٹے کو وہ عاشقہ باری اور گلے خوشامد کے زباں سے کیے ہماری
 مزہ پیر کے اُٹا کے گلے مل گئے عباس
 اک ان میں شیر سے پہلی گئے عباس

۵۱ حضرت نے اشارہ کیا، پاس ان کے ڈاؤ آٹاں مرے محبوب کا جی تم نہ کرو حاد
 یہ آپ سے آئے تو اسے دودھ پلاؤ یہ عاشق صادق ہے مرا بھل نہ جاؤ
 جب تک کہ ہرلی میں دودھ نہ جانی نہ پیے گا
 اک روز مرے واسطے پانی نہ پیے گا

۵۲ افسوس کہ ہر دم ہوئی توقیر زیادہ رکن بڑھتا تھا کہ الفت شیر زیادہ
 مشق رقم مصمت و تفسیر زیادہ شوق ہنر نیزہ و شیر زیادہ
 کچھ برش شہیا لاف تھا کہ تلوار سنبھالی
 بابا کی بھی بھائی کی بھی سرکار سنبھالی

۵۲ اہل یہ ہنرمیں ہوئے سب اہل ہنر سے جس طرح قرناہل سے اور کسی قر سے
ہمت میں لگاں قدر تھے یہ حق و بشر سے جس طرح گم رنگ سے اور گل سے

یوں حسن میں برتر تھے جراتان جس سے

جس طرح غنی خلق سے اور عرش زمیں سے

۵۳ یوں نہ تھے ارشاد و شہزادوں و سہاکو جس طرح سے جبریل امین وحی خدا کو
یوں دیکھتے تھے پیار سے شاہ شہزاد کو جیسے اسد اندر سولی دوت اک

فاقر میں وہ بجائی کی برابرت کا مزہ تھا

جور و زور سے ہی قرآن کی تلاوت کا مزہ تھا

۵۵ فرما میں مال پر نہیں کہ اسے بیرونہ را ہاں خدمت شپیر کے آداب میں کیا کیا؟
ہا کہی منہل میں جی میں طیس مرے آقا! بیٹھوں میں دوزاں مقب کسیر والا

خدمت کر۔ ہوں ملتے موجود کہ در پر؟

تعلین حضور آنکھوں پر رکھوں کہ میں مر پر؟

۵۶ مال کس تھی، شپیر تو بجائی میں تمہارے پنوں یہ جھگڑتے تھے کہ آقا ہی ہمارے
ہم زندہ ہیں، وہ عرش مسئلے کے تار سے انورہ یہ کس تھی ایں قائل ہوئی ہمارے

بکھر رکھنے کے قابل تھی تقریر ہے، واری

یہ صحبت شپیر کی تاثیر ہے، واری

۵۷ اندر رکھے ان کی غلامی میں، ابد تک! تعلین مبارک کا اٹھانا ہر مبارک
آنکھوں پر رکھو، سر پر رکھو، غریب و شک سر پر تو ہے وہ تاج، اور آنکھوں پر، بیگ

اس قدر شناسی میں بڑا جاہ ملے گا

ہیں اور تو میں کیا کہوں، اللہ ملے گا

۵۸ شان سے دغا مند تھے، یہ شے سے فغاند وہ کہتے تھے، فرزند یہ کہتے تھے، خداوند
بانہوں کو بتاتے تھے کبھی شہ کا کر بند اور ہاتھ توڑتے دامن شپیر کا بنو ند

قبضہ فقط دامن دولت پہ کیا تھا

معشوق کا دل ہاتھ میں عاشق لے لیا تھا

۵۹ ایک جان و دو قالب قربانوں پہ ہے اکثر
اعداد میں ہیں قالب و عباس برابر
موجود سخن تازہ کی ہے طبع سخن و را
شعیر بھی بے شبہ و شک جان پر بے

خود شای ہے قربانِ عجب شان ہے ان کی

قالب یہ بھی اور جانِ نئی جان ہے ان کی

۶۰ نہ ہر اکی جنت کا سنا تھا برو فسا نا!
کچھ ہو پر اُٹھیں شام و بحرِ قمر پہ جانا

گدہ چہرل چڑھا نا کبھی واں شمع جلا نا
اور واں سے جھڑا نا تو یہ ماور کو سنا

میں غلطی کی روح سے طالب ہوں مدد کا

دور بار کیا کرتا ہوں دو وقتِ فُتد کا

۶۱ ناگاہ کی تجسّس بہ الفت کا نہ دلے
مقتل کا قبالہ دیا مولا کو تفتانے

غربت پہ کمر باندھی امامِ مکر بانے
نہ ہر اکی لحد پر کما اُس اہلِ وفانے

مولا جہاں ملے تھے وہاں جاتا ہے عباسؑ

آدابِ خلا مانہ بجا لاتا ہے عباسؑ

۶۲ ترقیبِ سوری میں اور تھے شہرِ ابرار
عابد کو حرم کا تھا کیا قافلہ سار

اور سار سے جوانِ مرگ تھے کمر کے بطن دار
ناگاہ مدینہ کی زمیں ہل گئی اک بار

گردن جو بقیعہ کو پھری شاہِ صدا کی

دیکھا کہ لذت ہے فُتدِ سیرِ نشا کی

۶۳ ہر بار یہ نو صحر پہ قبر سے جاری
رخصت کے لیے آیا ہے عباسؑ میں دلی

مشہور تھی جنتِ مکی ماں سے تمہاری
تم لائے علم دوا سے تربت پہ ہماری

خوش ان کو کر دمنہ بصر کی سند سے

جائے رتبی دست یہ نہ ہر اکی فُتد سے

۶۴ نے کر علم آئے سیرِ تربت شہرِ ابرار
عباسؑ کے کا ندھے پہ دھرا اور کیا پاد

مقدسے ندائی مہابک ہو علم دار
پر میری کمائی سے خبر دار، غیر دار

لو جاؤ علم دار کیا خیرِ ناس نے

خلعت سی رخصت کا دیا خیرِ ناس نے

۶۵ قبا کی پیر سے گرد و گرد سر کو جھکا کے
نعرہ یہ کیا قافلہ شاہ میں جا کے
قربان میں خاتونِ قیامت کی مٹا کے
دل سے میں خدا فیہ پر شاہ شہدا کے

۶۶ ماہِ رجب آخر تھا کہ یثرب ہوا آباد
عزیزہ معاصم کا کہ مصلح ہوا آباد
عاشور کا عید آتے ہی مولا ہوئے ناشاد
قربانی بھی زادوں کی کرنے لگے جلا د
گھمساے بہشتی ہم اس جاں کے تلے تھے
نوا لکھ کی تئیں تھیں بہتر کے گلے تھے

۶۷ کھابے لٹی جب دل زہرا کی کمان
تاعرض گئی مادرِ قاسم کی دھان
پرسے کر گئے عیسیٰ میں شہ تاب ذاتی
بنے سے پسر لپٹا ہوا شانے سے جان
شہ روتے گلے سندِ قائم سے پٹ کر
یہ غم تھا کہ دم رہ گیا بیٹے میں اٹ کر

۶۸ پر ساق و دیا مادرِ قاسم کو مٹا کے
اور بیٹھ گئے زانوں پر سر کو جھکا کے
زینب نے بلائی لیں شہِ ترشنہ کی آگے
سب سے کہا زردی رخ مولا کی دکھا کے
بے بہان اٹھیں جانِ حسن کر گیا لوگو!
مرنے سے بھتیجے کے چھا کر گیا لوگو!

۶۹ شہ نے کہا: قائم نے دیا داغ دو بار
پیلے تو ہیں بھانجوں کی موت نے مارا
اب زرد ہے منہ اور بھی صدر سے ہمارا
پچھلے کو جو سجاد سے پوچھا میں: قضا!
دودا تھے وہ دیکھے کہ ہم مر گئے زینب
روک ہوئے بیدار تو فحش کر گئے زینب

۷۰ پیلے نظر آیا کہ آماں کا کھلا ہے
لال اپنے لہرے حسنِ سبز قبا ہے
دل کو پڑے ہوئے جانِ رسولؐ روزگار ہے
اس خواب کی تعبیر تو قائم کی قضا ہے
پھر خواب میں دیکھا حسینؑ ابنِ علیؑ نے
مفلواریں سے باز دوسرے کالے ہی کی گئے

۸۳ عباس سے کیا زینِ مژگنِ نظر آیا یوسف بھی نہ یوں چشمِ زلفِ یاسی سایا
پھر نورِ دیکھو دیدہ یعقوب ۲۰ نے پایا گویا سرِ کرسی پہ کیا عسکرش نے سایا

یوں زین پر زینت تھی علمِ دارِ حسرت کی
جیسے ذیلِ مومن میں جگہِ حُثیٰ مسلح کی

۸۴ رومِ مزابِ نظم کے میدان کو دیکھو ہاں آمدِ عباس کے سامان کو دیکھو
سُخاں کا سفودِ کُردِ نشان کو دیکھو سقائے سیکند کے شاخِ خوان کو دیکھو

مروے بخت کا یمن، گردِ مٹی ہے
آمد کے مضامین میں آوردِ نہیں ہے

۸۵ مانندِ اُفالِ غُطّے ہیں صُسلِ غلّے کے حاضر ہیں فلکِ چُنبِ گھوڑ کر جھٹکے
مُردِ مُحمّدؐ کوئی کے نشانِ راہ میں پاکے سینک کی طرح آنکھوں پر کتے ہیں اٹھکے

پھلائی ہے شوکتِ کُردِ روان پر بڑے جاؤ
فرمائی ہے ہمتِ کُردِ بڑے جاؤ بڑے جاؤ

۸۶ جاسوسی مگر کوششِ استاد ہے علمِ ناک شہراہ ہیں ٹیکوں کی بھی بیٹھی ہوئی ہے ڈاک
سے لے کے جراتِ ہی برکاتِ چالاک ہر چہرے کے گردِ بِلایہ میں ہیں سفاک

مددِ قسّ بازوئے شاہِ دو جہاں پر
شلِ خبر آتا ہے خلائی کی زباں پر

۸۷ گھوڑا جو تڑپ کر تہہِ راں بول رہا ہے کہتے ہیں مدد: شیرِ کمان بول رہا ہے
بعضوں کا اشارہ ہے کہ راں بول رہا ہے رہا ہے علمِ دارِ جواں بول رہا ہے

نور سے ہیں مغیم، پہ غضبِ تیز یہی ہے
افلاک کے فریشٹوں میں ہیں ایک پہلے ہے

۸۸ جب باگِ اہلِ آمدِ مشدِ نظر آئی لشکرِ قیامت! دھڑائی اُدھر آئی
چمکا ہے علمِ چارِ طرفِ یہ خبر آئی نورِ اکبشاں آج فلک سے اُتر آئی

جب ہاتھ ہیں تلوار کا پرتو نظر آیا
خورشید کے پیچھے میں مہِ قُردِ نظر آیا

۸۹ اُسے کعبۂ اقبال میں تُوں کی مثال ہے اور پہلوؤں میں بہت ریا، مقل جواں ہے
پائیں کو زینِ فخر سے نیک کیاں ہے بالاکر جو دیکھو تو نکلک فاختہ خولہ ہے

اک چم ترختم کا گذر لاکھ جگہ ہے

یاں بندہ نواز اور ادھر پیش محمد ہے

۹۰ اندر سے زبر بدن پاک کا سایا ہر ذرے کو فرشید کی مند پہ بٹایا
ہر ایک شجر کو شجرِ طور بنایا ہر ایک جگہ نورِ مجسم نظر آیا
مردوں کا یہ عالم ہر اس جلوۂ حق سے
جیسے کہ کوئی چمک اُٹھتا ہے سورج کی کرن سے

۹۱ غلامِ شہناز ان کے یہی میں شہامت بندے ہیں سخی ان کے یہی معنیِ محامد
بنت کو سکھا دیتے ہیں یہ معنیِ ہمت اعجاز کو کرامت کو کرامت

کیسے بنی آدم کو یہ آدم کے شرف ہیں

کس گنتی میں عالم، یہ دو عالم کے شرف ہیں

۹۲ اک عاشقِ اسد سے لڑنے کی کہ ہے قرآن اک شہد ہے اس شمع کا خورشیدِ رشتاں
اس باغ کی شہنشاہ ہے بشتوں کا گلستاں اس گچ کا دینار ہے اک میرِ بیتِ گستاں

بندوں میں کب اسی کنِ رطافت کا ہے چہرہ

نفا کہ یہ اللہ کی قدرت کا ہے چہرہ

۹۳ یہ جھک، یہ پیاس اور یہ جہاں کا ستم و غدر اس رنگ میں بھی عارضی پر نور کا منور
زُلف و خط و ابرو کا مجب و ترجمہ قدرت بس ایک انصاف میں شہوں میں ہے شبِ قدر

بیکار ہے کہ قدرت کی تجلی کا نشان ہے

یہ برترِ پنج ہیں آنکھوں کے عیاں ہے

۹۴ سبزے کو یہ خطِ خضرِ کُتھڑا ہے گویا یہ لال کو بے حوتِ غلط کر تا ہے گویا
ظلم کو تو آئینہِ فقط کر تا ہے گویا آئینہ کر یہ طوطیِ خط کر تا ہے گویا

مَدَار کا دلِ خط کے شرف کھل رہا ہے

وِ اُتارِ طوطی کی طس درجِ بزل رہا ہے

۹۵ کیا چشم ہے کیا ناز ہی حق میں کی نظر ہے
انوار خدا جس میں جہرے ہیں یہ وہ گھر ہے
عاجز دم نفاہ پر رک جتن دہشتہ ہے
آگے نہیں بڑھتی ہے محو جلنے کا دہرے

پر آنکھ وہ گھر ہے کوئی جاس میں بڑی ہے

پکوں کا طرح سب کی نگہ در پر کھڑی ہے

۹۶ یہ مطلع ابرو جو ہے توجید خدا میں
ثانی نہیں اس نژاد کا بیت دوسرا میں
وہی نہیں یہ بات مہر نوکی منیا میں
ایسا نہیں اک بال پر دو بال ہمارا میں

بقلم کے لیے کچھ آداب یہی ہے

کچھ کے لیے سجدے کی محراب یہی ہے

۹۷ گودانت ہی نہیں مگر غرر کی جا ہے
موتی کی یہ سُرُن پئے قسیم خدا ہے
اک دوائے کوکم اس لیے سُرُن سے کلی ہے
یعنی سخن ان کا گھر دُرُجِ مضاف ہے

سُجھ رہے ہیں اور بیشک امام اس میں نبیاں ہے

جس وقت مژدہ خدا سے دو جہاں ہے

۹۸ شیریں نام اور گلینہ ہے یہ سینہ
دیائے جنت کا سفینہ ہے یہ سینہ
تقریر میں تابوت رکھتا ہے یہ سینہ
ایمان و شریعت کا خزینہ ہے یہ سینہ

کب علم سے اس قند کے آگاہ ملک ہے

جبرئیل کی تفصیل تو سبذو وہی ملک ہے

۹۹ اس جن سے دنیا کو علم دار دواں ہے
دن میں عروشر میں باہم یہ بیباں ہیں
اب تک نہ خبر لائے خبر دار کہاں ہیں
عمر ہوا جاسوس بھی نظروں سے خفاں ہیں

کیا ہوگا اگر ایک نیک آجائیں گے عباس

بہی خاک ہیں ہم سب کو کھائیں گے عباس

۱۰۰ ناگہلوں نے سہر تسلیم چھکائے
سب فوج نے تاج و تکر و خود گرائے
آف مرتبہ نولا کہ لے یہ شہر چائے
لڑا ہاں جلی، حضرت عباسؓ کو دوائے

اک بولا : وہ پتھر علم سبز کا چرکا

اک نے کہا، اڑتا ہے جبر برادرہ علم کا

۱۰۱ کیا دیکھتا ہے سعد کا فرزند بد اطوار
بہن گزو سواری کی طرح پیچھے خروار
چلا کے کہا: دور ہو اے آتا ہے بے کار
تم کیسے قیدی ہو غلیفر کے ننگ خوار

لائے جو خراب کہ ابھی بے خبری ہے
پس پر اہل ہے، وہ علم دیر جری ہے

۱۰۲ کی عمری خبرداروں نے بھی آنکھ دہل کے
جھپٹا تھا ابھی آپ نے تو زخمی آنکھ کے
تھوڑا ہے کہ ہم مر گئے ان سے بھل کے
آ سکتا ہے بھلی سے کوئی آگے نکل کے

ہم نے جو حراس توش کوڑتے ہوئے دیکھا
پارے کی طرح دھوپ کوڑتے ہوئے دیکھا

۱۰۳ پھر دیکھ کے کئے کئی جانوس نقصارا
ملکا راجہ: ضبط ہے گھر بار تمہارا
تھوڑا ہے وہ بوسے کہ: جلا جرم ہمارا؟
اک چھوٹے سے سید کا خال خیر ہمارا
نشہ پیو: پیو کا پسہ ہے کہ نہیں ہے!

سادات کے نالوں میں اشر ہے کہ شمشا ہے!

۱۰۴ آنسو ہوا جب اسدا شد کا پیارا
اک طفل خیس، ذرا بٹا، کہہ کے پکارا
اور نئے سے ہاتھوں سے گریباں کیا پارا
گر زلفوں کو زنجار کبھی ٹپکی کو امارا
سر نئے علم دار کا سب کتبہ کھڑا ہے
اب تنگ و فریبہ پہ وہ بیکر ش پڑا ہے

۱۰۵ اب نکل پکے کرنے کے لیے آتے ہی اکبر
مادر سے بوجھ دور کا بٹھاتے ہی اکبر
زینب کہیں بے دم ہے کہیں مرقی ہے باز
بن بیابا ہے کراقت پہ خدا کرتی ہے بافر
سر پاؤں پہ چر لی کے نئے شڑتے ہی اکبر
اسی طرح وہ روتی ہے، لرز جاتے ہی اکبر

۱۰۶ خوش ہر کے عمر نے دیا جاسوسوں کو لٹام
غبار نے کس کر کہا: اور شہن اسلام!
کیا بکتا ہے بیوردہ، زبان قائم زبان قائم
کیوں نیرسے کی سوزن کے لڑن غمیان ہاں کہ
ہے شرط، ابھی کیچے لوں تار سے زبان کو!

۱-۷ شمسائے شائے سے کہیں غافلہ کا نام؟ اس نام کی دو مٹریں ہیں ایک شرعہ ایک اسلام
قرآن کی تلاوت میں ہے یہ نام غرض انہام یہ نام ہے تسبیح طالعک محمد و شام
بامعشہ ہوا معرفت رب ہوا کا !

اس نام سے بندوں نے نشان پایا خدا کا !

۱-۸ کیوں، عرش مکان کوں ہے، چتر ہے، شتر؟ قدرت کا نشان کوں ہے، چتر ہے، شتر؟
خالق کی زبان کوں ہے، چتر ہے، شتر؟ دین دو جہاں کوں ہے، چتر ہے، شتر؟
ماتر خدا ایک مسیحا ابن سلی ہے

مختر شکوہ ابدی و ازل ہے

۱-۹ جو مصمت ناطق کا ہر خواں اپنے تغیر، مضممت کو رکھیں سر پر پیش کہ ہے شتر؟
کس کے لیے یہ گلشن بخت ہوا تعمیر، جاری لب کوڑا ہے نام شتر، گلبر
پرچے جریباں میں کوئی تزلزلہ کر ہے !

کچھ سے خاک دانے کہ چتر جود کر ہے

۱۱۰ پرچے جو قرہ اور خدا کوں بشر ہے ! کھڑے پرچے صبح کو زہرا کا لبر ہے
گر مر کے کوں بخت کا قہر ہے ! "نارے یہ قسم کھاؤں کہ حیدر کا جگر ہے
اگاہ ہے ہر گوہر شواہد شرف سے

کز حق کی ہے ابرو اس قدر بخت سے

۱۱۱ گر عرش کہے کہیں کامل زرش ملک ہے : درے کہیں : شتر؟ دو بے شر و ملک
پرچے جزمی کوں امامت کا ملک ہے : افلاک پکاریں : یہ شر جن و ملک ہے
پرچیں جوشہر : کرن فرشتوں کا شرف ہے !

جبریل پکاریں : کہ وہ زہرا کا خلف ہے

۱۱۲ یہ نور خدا، آب بقا، خاک شفا ہیں : یہ چشم سیا، دست سخا، پائے وفا ہیں
یہ ہیں سہرا ایمان کا تو ہم سینہ خدا ہیں : یہ قلیہ اسلام ہیں : ہم قبل نما ہیں

وہ خلق میں شتر ہیں : مروت میں نبی ہیں

ہم زور میں اٹم میں اشاعت میں غنی ہیں

۱۰ کب زح کو یہ پیاس کا طفاں نظر آیا ایڑ کوب گنج شہیدان نظر آیا!

یقرب کریرت میں بے جاں نظر آیا شیر کو سب آج یہ سماں نظر آیا!

اندر سے نکل کر نائنٹ میں کرتے

نکٹا ہے مجرتوں سے ادان میں کرتے

۱۲ تھے میں ہے میرا فرس تیز قدم شیر دو باہن کا خون پیئے کو شیر و دم شیر

ناوک ہے دلا شیر اسٹان شیر علم شیر بابا مرے اندر کے شیر اور دیک شیر

خیر بشکس حد کا ہوں صفت شکنی میں

شمیر خدا میں ہی ہوں شمیر زنی میں

۱۵ امان کے گل کھلتے ہیں گلشن میں ہاں ہر قطرہ گمتر نہ ہے معدن میں ہاں

سر کٹنے پر بڑھتے ہی قدم دن میں ہاں شیر آن کے چپ رہتے ہی دامن میں ہاں

ہے قرضہ تاجہ دم عزت ہمارے

گردن کی سپرے نہ دے غریب ہماری

۱۶ جنت ہے ولا، ناعدوت ہے ہماری آرام ہے دی، کفر ازت ہے ہماری

حیران ہی سب جس میں وہ قدرت ہے ہماری جنبش برہمادوں کو وہ قوت ہے ہماری

گو ہاتھ ہی نالتے کے شکستے میں ہاں

پر زور یہ اندر ہے بچے میں ہمارے

۱۷ جانے دو مجھے نہ پر گریص کی بے پناہ پیاسے شب منہم سے ہی المان شہناہ

کالوں پر رکے ہاتھ سبھوں نے کو نہ اندر بیچر ہیں دوزخ میں تو دریا کی شے راہ

منظور ہے شراخیر، عین گے کو درہی گے

بھر لیجیے گا منگ، تو تسلیم کری گے

۱۸ غائبانے فرمایا: بھلا، خیر نہ مانو لو باگ میں لیتا ہوں، شعل جانو، جواؤ!

نزدک نہیں شیر آکا ہے، باں پھیلاں تافو شقائے سکینے کو لب شرعی جانو

اب نوڈر و مسلمان کا خزاہہ نہیں رکتا

سب رکتے ہی خالق کا ارادہ نہیں رکتا

۱۱۹ طوفان کی طرح فرج برمی جوئی زفا سے بندھیر ہر گھاٹ پر بھالوں کی گھٹا سے

دو کئے ہوئے تھے آپ دہانوں کی گھٹا سے سرعت نے کہا "اے فرج اہل وفا سے

گھٹوں کو سفر وقت بیچا پر نظر آیا

لشکر کے سمندری یہ ٹاپا پر نظر آیا

۱۲۰ ہر سو چوکیا قلم لشکر کا نظر آرا دل تین کے پیر اک کا لہرایا تھارا

عباسی کا پایا جو سر بدست اشارا نمبر کی بنیاد اس نے سنائے کو! آرا

خوٹے کا مزہ عافیت پر آرا

بانی لب سائل کی طرح منہ میں بھرا آرا

۱۲۱ سب زب مہ تیغ سے اُلت پکڑے بھرے ہوئے قافیہ کی طرح کڈے

قلم خضر خفیت آپ دم تیغ کے مارے غرقاب غرضی قطعے زمیں کے پریشمارے

زاد کو تھیم کا ٹھکانا نہ کہیں تھا

شاعر کے لیے ہر سخن قطعہ زمیں تھا

۱۲۲ باطل کی دھاتی تیغ پر جو ہر سے رقم تھی طوفان تھا وہ قبضہ میں کدو کی طرح تھی

اک بوڑھے عالم میں سمندر سے نہ کم تھی جو کشتی ہستی تھی وہ غرقاب عدم تھی

غل غار کو زمیں نہیں ہے جنم کی، یہ کیلہ ہے

ہلکے نے کہا، تو غولہ، قسم نہ دے

۱۲۳ طغیانی آب و شر تیغ و دم سے طوفان سا اٹھتا تھا دھواں فرج تہ سے

آزردہ مجھ یہ تیغ ملی زندوں کے دم سے دم پر گیا اسی وقت عید الفظ عدم سے

شمس تھی ہشیار اہل غش میں پڑی تھی

جلیبی تھی تنہا کرنے ہی، تلوار کھڑی تھی

۱۲۴ خاشاک صفت لشکر طلعوں کو بھایا آشمار کو، کسار کو، ہاشم کو بھایا

گر گلا زمیں کو کبھی قاروں کو بھایا سب ایک طرف، گنبد گردوں کو بھایا

لاغر نظر آب رواں سے جزو دل تھے

نم ہر کے قدر خشک مدد، چوبکے چل تھے

۱۲۵ گوشت سے خود عظیم دوزخ تھے تم کفار
جب تک نہ لگی ضرب، گماں کس دوسرے نادر
پر خوشروا قلم شجاعت تھے علم دار
بے سزا شایہ پلے پیسے کر دینا دار

اک ضرب سے دوشلی دوزخ کتب دن تھا

عجاس کے قصے میں یہ اندک کا چین تھا

۱۲۶ جب اٹھ کے گری تیغ صفت دشمن دیں پر
دہشت سے گرسے سرفلک ہفت بھیجی پر
سرکٹ کے ہرا ہر چمکے آئے نزمی پر
پانی ہرا بکلی کا جگر چربخ بریہا پر

بالا نے کہا: اڑتا ہے خون فرج اسی سے

سحر زووں کے گردوں پر رستے بھی نہیں سے

۱۲۷ سرشار کلائی تیں جو صفیں نقشے میں
یہ آپ دم تیغ نہ ٹھہرا کسی شے میں
اک ٹکڑ دوزخ مال میں اک خواہش ہے تیغ
نقشے کی طرح دوز گیا ہر گرسپے میں

پستلی کے میاؤں دل لٹے ہوئے تھے

حروں کا تو کیا ذکر ہے، بھیجی تھے ہر شے تھے

۱۲۸ محو کی بجلی نفس و فاشاک سے نکل
تھنین دلی لشکر خاک سے نکل
دوبلی جرمیں میں تو یہ افلاک سے نکل
مٹھن میں بھیجی سب سے ناک سے نکل

پرتو جو پڑا رنگ اڑا یا سب پروں کا

ہم گنگ پر سہیل کے ہوا خوں بگروں کا

۱۲۹ مرمز عقب رخشش خوش اخلاز نہ آئی
گو یا کہ اڑا ہر شش اود آواز نہ آئی
ٹاپوں سے صداوت جھگ و تاز نہ آئی
پروں کو یہ رفتار یہ پرواز نہ آئی

مور نے دلیغ کیا ر ہوار کا کلمہ!

بکلی نے پڑھا تیغ علم دار کا کلمہ!

۱۳۰ دن تیغ سے ادر چرخ گریزاں ہوا کہ سے
ہر خود گرافرق سے ادر فرق ہوا کہ سے
قبریں ہر شش مرموں سے ہوا کہ سے
دل سیزہ سے ادر کھوں سے ادر طانت ہوا کہ سے

جو ہر تیر تیغ سے ادر پنجر نشان سے

پرتو سے بھلی بھیلوں سے اپنے کمان سے

۱۳۱ ٹھکانہ پر تشریف جو پاس آئی بھٹ کر
گوشے میں کمان چپ گئی شانے سے لٹ کر
پڑھیدہ ہوئی تھینے میں ہر تیغ سمٹ کر
آسوار کو سیدھا کیا تو سن سے اڑ کر

خود کفر یہ کہتا تھا: اسے گلہ پڑھو تم
سر پاؤں پر گرتے تھے کہ آگے نہ بڑھو تم

۱۳۲ اڑاڑ کے یہ رنگ سیر فوج نے گھیرا
منہ دہنے تو رشید صفت کا پتہ پھیرا
کفار کی قبروں کا ہولان میں اندھیرا!
اندھیر پکارا کہ میں اب دور ہے میرا

فلکت سے، زہی ملک کی یہ پوٹ پوٹی تھی
باتوں کو رو گوش فرا موٹش ہوئی تھی

۱۳۳ دن میں جو کسی دہکنے والے کو نہ پایا
اُس دُرُ بخت کا جو پڑا موج میں مایا
شہ شیر بخت ابیر کم نمبر پر آیا
دریا گز صاف کے پانی میں نہایا

اگلے سے جو ماتھے کا عرق پاک کیا تھا
دوہا کا شکم مورتیوں سے پاٹ دیا تھا

۱۳۴ دہلی سے مخاطب ہوا سید کا وہ جانی
آئی یہ غذا: شرق سے اسے جو بڑا ثانی
کیوں، تندر کینہ میں جھولے شک میں پانی
پر پر یا مول کی تقدیر میں بے شک زبانی

مُجر صبر و ذات نہ دہانی کی نہیں ہے
تقدیر میں ایک بو ند بھی پانی کی نہیں ہے

۱۳۵ دہلی سے عجب شان بنائے ہوئے تھے
شکستہ کوکاندھ سے گلے ہوئے تھے
اک حسن کے قلام میں منائے ہوئے تھے
پرنسز پر اس کی کو چھپائے ہوئے تھے

بدلی کی طرح چھائے درد حکم غم سے
بو جھار پڑی تیروں کی، جڑ تیروں کے برس

۱۳۶ یاں ایک ہندی درخیر کے جو مٹی پاس
سید کی تو آنکھیں جلاں تھیں سوئے تھیں
بے فوج کا سردار کھڑا تھا دہاں بے پاس
مُردان کا حرم دیکھتے تھے دسے بعد پاس

وہاں نہ پہ شعل اٹھتا تھا، یاں درد جگر میں
"تاک" تھا دن آلی پیر سب کی نظر میں

- ۱۲۷ پرو شربے کی کا ہوا زرد قضا
اکبر نے دعا کے لیے تمام انا دارا
گھبرا کے دروغ سے زینب نے بکلا
تمہاں پہ کیا گندی کمر جلد، خدا دارا
سنتی ہوں کباب خیر سے جیسے کھیرے ہی
حضرت نے ملے ہاتھ کر کش کریں گھرے ہی
- ۱۲۸ منیٹ کے بازو یہ سیکڑ کو پکاری
ہر بات پہ ضد کرنا برا ہوتا ہے داری
وہ ہوتی ہی اب رائیجی جان تمہاری
اب کس کسے چھا جان کر گھر سے میں نیادی
حضرت نہیں بیٹے کے اس اندوہ و شہ
سب گھر کی تباہی ہوئی بی بی کے بہت
- ۱۲۹ شوا کے یہ کہنے لگی وہ نازوں کی پالی
ہے یہ بلا میں نے چھا جان پہ ڈالی
قرآن ہوئی نمرہ میں بیٹھنے والی
اشتر نہ ٹوٹے کمر سید عالی
جس وقت بلا میں میں چھا جان کی دل کی
یہ بالیاں کانٹوں کی تری راہ میں دوں گی
- ۱۳۰ نگاہ ہوا عزم منقل تہہ و بالا
اور بیٹھ گئے دل کو پکڑ کر شہ والا
منہ پر دے سے چہ زینب مضطر نے نکالا
پوچھا: تو کیا شاہ شیداں نے یہ نالا
اب منہ سے نکلتا ہے کیچھو مریٹھ کر
سینہ پہ لگا تیرا گرے بجائی اٹھ کر!
- ۱۳۱ زینب نے جو گردن طرب نمرہ چرائی
چلائی کر بے ہے اشتر مردان کی کمانی
اک چیز چمک کر مجھے گرتی نظر آئی
پتھر یہ نشان کابے کر پرچم ہے، دُعا
بازو سے علم دار قلم ہو گیا لوگو!
خدا مارے بجائی کا علم ہو گیا لوگو!
- ۱۳۲ کیوں صاحبزادے! سرنگے میں اب جیسے سے جازوں؟
ماتھے پہ ہوتے کے تلنے کا لگاؤں!
دریا پر صفت ماتم عباس بھانڈوں؟
آماں کو بھی اس وقت پچھتے سے جلاؤں؟
بابا کی شادیت کا نقلی تازہ ہوا ہے
سیدانیر! میرا غلوئی بجائی مٹا ہے

۱۳۲ پھر یہ وہ مسلم کو پکاری وہ دل انگار
دسے اذن فرماں لکھیں تم کا میں ناچار
جہاں ہے حقیقی بڑا عباس خوش اطوار
وہ بولی کہ مالک ہی حضور اکبرؐ ہمار

پر آپ تازی میں جو کھڑے ہوئے سر جانی

اکبرؐ ترقہ غیرت سے گل لکھ کے مر جانی

۱۳۳ سبیلؔ نے منہ اکبرؐ مظلوم کا دیکھا
کھین کر دھانے علیؑ اکبرؐ نہیں ملا
نہیں دیا شہزادے نے حقرا کے سر اپنا
زینبؓ نے وہی بیٹھے، شہزادہ بچا

یاں شہزادوں گنبدِ دُور پر پہنچا

سردار وہاں لاشِ علم دار پر پہنچا

۱۳۵ دیکھا کہ علم دار کو تیرائی کی ہے مید
پیدا ہے ہر ایک بات سے اشد کی تائید
منہ پھیرے ہیں دریا سے کہنیں کی بے ہود
گر پڑھتے ہیں "تیس" کبھی کبھی توفیر

معبودِ حقیقی کی عدالت کا بیاں ہے

محبوبِ الہی کی رسالت کا بیاں ہے

۱۳۶ ہے وردِ زبان، "حمیدِ کرارِ امانی"
"شاہ شہداء، فدائے غفار، امانی"
"حقا کہ حسن سیدِ ابرار امانی"
مناجی دعا، عابدِ بیمار امانی

یارِ بزمِ تیرے بارہ اماموں پہ تعلق

پیشہ کی اولاد کے ناموں پہ تعلق

۱۳۷ شہزادے لپٹ کر، یہ برادر سے مدد
جہاں! امرا اکبرؐ میرا امیر تر سے مدد
جہاں! امرا بابا، امیری مادر سے مدد
جہاں! امیر سے شہید امیر اسب گھر سے مدد

تجربہ ساد کوئی اہلِ وفا ہوئے گا عباسؑ

میں اس پہ تعلق جو تجھے دے گا عباسؑ

۱۳۸ غازیؑ نے دعا دی کہ ہمیشہ رہو آباد
شیعوں کی ترقی ہو، غازیؑ رہی دل آباد
غازیؑ، علیؑ اکبرؐ کو کرے صاحبِ اولاد
روحانہ ہوں اشد نے بندے کو کیا باد

لیکھو یہ سب مجھے فرماتے ہیں آتما

ہاں ہمیں وہ سر شے چلے آتے ہیں آتما

- ۱۴۹ یہ کہہ گئے تھم کیا پھر لب نہ پلا یا سینہ میں رک سائی، ہمیں پر عرق آیا
آنکھوں کی سیاہی کو سپیدی نے چھپایا ملکنا ہو ڈھلا، سہرہ دم شر پہ جھکا یا
مٹش ہو گئے پشیر فضا کر گئے عباسؑ
تھرا کے بدن رہ گیا اور گئے عباسؑ
- ۱۵۰ ہا کر درِ حید پر کسی نے یہ سنا یا! ہم شکلِ نبیِ دو درو کو حضرت کو فشاؑ آیا
آر علی اکبرؑ نے جو رولا کو اٹھا یا! شرہ بوسے کو بھائی سے مقدس نہ ہوٹا یا
فریاد ہے عباسؑ نے چھوڑا علی اکبرؑ
دم بھی مری آغوش میں توڑا علی اکبرؑ
- ۱۵۱ پھر لاش پہ یہ مرثیہ پڑھنے لگے دو کر افسوس تری بے کسی ویس برا در
ہے ہے مرے ماضی، تجھے کیسے ہلا کر ہم ہر مدد آن کے واسے مقدر
تم سے توستے تپے لگ مری روح بدن میں
جب تکستہ بدن ہوئے گا پوشیدہ کفن میں
- ۱۵۲ عباسؑ! نہ ہو گا یہ کسی اہل وفا سے جو بے ندی پیاس اچھے خبر میں پیاس
گنیت جو البرا الفضل حق افعالِ خدا سے تم بعدِ شہادت ہوئے افضل شہدا سے
کیا خوب بجا لائے ہو فرمانِ خدا کا
عباسؑ درود آپ پر بر آن خدا کا!
- ۱۵۳ ہے ایک روایت میں کہ لاشے کو سنبھالا شیے کو مع لاش پلے ستید والا!
آگے علم و شفک سے گرد کا پالا ملکوتیے کا عالم دارِ جری کا قدر بالا
لاشے کو تو مزاجِ حق دوشیہ سہرہ دیک پر
اور پاؤں رکھتے ہوئے کہتے تھے نہیں پر
- ۱۵۴ میدانِ یل میں لاشہ عباسؑ جو آیا گھر آگئیں، ہٹلا کے کینہ کر چھپایا!
اور جعفرؑ طیار کی مسند کو بچھایا آہستہ یہ لاشہ اسی مسند پہ ٹٹایا
شرہ بوسے: علم دارِ سر کر گئے زینبؑ!
شکر کا ہوا خاتمہ ہم مر گئے زینبؑ!

۱۵۵ جعفر کے عزا دار ہو کر تھے مرنے نانا
اور ان کے قیوں کے لیے بھیجا تھا کھانا
دینا سے مرے بھائی ہوئے آج رونا
لازم ہے طعام ان کے قیوں کو کھانا

اس داغ سے دل میں مرے نامور ہے زینب

بانی کا بھی ہم کو نہیں مقدر ہے زینب

۱۵۶ اب لاش پہ ہر گونگ نشیں انگ بھائے
زینب نے کہا پہلے بن روئے کو بھائے
یاں سے توجہ نادہی پہل سر کو بھائے
داں بیوہ نے مردے کے کٹے ٹٹے بھائے

چلائی کہ صاحب مرے، تسلیم کو اٹھو

ہمیشہ حسین آتی ہے، تعظیم کو اٹھو

۱۵۷ زینب نے کہا: مرنے کی یہ کون کھڑی ہے
اسے بھائی اٹھو! فوج قسم سر پہ کھڑی ہے
دولوں کی میں روئے کو ترسب عمر بڑی ہے
پر اب تو مجھے تم سے شکایت یہ بڑی ہے

اسی وقت سب حد سے جھولا تبت نبی کو

سنا ہی اسکے سونپا حسین ابن علی کو

۱۵۸ ناگاہ، کہا ماں سے سکینہ نے، یہ کیا ہے؟
دم گھستا ہے تم نے مجھے کیوں دکھایا ہے
سر کھل کے کنبر ہر کیوں مرے دکھا ہے؟
لی لی، کہیں منظوروں کا مرنا بھی چھپا ہے؟

میں نے نہیں مشکیزہ دیا کیا کہ خطا کی

اب لاش بھی مجھ کو نہ دکھاؤ گی چچا کی

۱۵۹ آں مجھے غم کی زیارت سے خزاؤ
گر ہوں میں گنہ گار، سناش مری فراؤ
رواں سے تم ہاتھ مرے ہاتھ کے جاؤ
دیوار چچا کا اسی تقریب سے دکھاؤ

نوٹھی کی طرح گردِ علم دار چہروں کی

زافو پہ نہ بیٹھوں گی، میں تھروں پر کروں گی

۱۶۰ چھر گرد سے ماں کی وہ تڑپ کرا تر آئی
منہ پیٹ کے بالائے حسین خاک لگائی
اور تھنے سے ہاتھوں سے خدا جیڑ بٹائی
منہ پیٹ کے بازو نے یہ فریاد بچائی

اب مجھ سے سنھالی نہیں جاتی ہے سکینہ

اسے لی بیوہ ہشیار کرا آتی ہے سکینہ

۱۶۱ نرب نے ردا لاش پہ ہلدی سے ٹھکانا
متر کی زیارت کو گنہگار ہے آئی
آہنچی یہ کستی ہوئی وہ شاہ کی جانی تھی
پھر نفی سی گردن پہنے تسلیم جھکانی

چلائی چچی : یہ بھی کہیں ہر تباہی ہے جانی؟
مچوڑ کے کرتی ہو چھا سزا ہے جانی؟

۱۶۲ منہ دیکھ کے بے ساختہ چلائی وہ نادان
کب بٹھیں گے وہ بولی، قیامت کو کون
جی ہاں مجھے معلوم ہے سرتے میں چچا جان
لاشے سے اٹھانے کی پیادہ کردہ میراں

اک شہر ہوا، روح علی آئی بھٹ سے
منہ پھر گیا لاشے کا سکینہ کی طرف سے

۱۶۳ دل بٹنے لگا سہم کے بولی وہ دل افکار
ہم نے تمہیں مچوڑا کیا جھک جھک کے کئی بار
اٹھ چچا ایسے سکینہ سے ہر بے زار
تم نے نہ بلایا، نہ دعا دی، نہ کیا پیار

تعریز ہے یہ مشک کے دینے کی تو کہہ دو
کھائی برقم گود میں بیٹنے کی تو کہہ دو

۱۶۴ یہ کہہ کے بڑھی پھاڑ کے ٹھاسا گریبان
لاشے سے نہ آئی : میں تر بان میں تر بان
ٹر دے پر گری کہے، چچا جان، چچا جان
شرمندہ ہوں، آئندہ نہیں ملے گی نادان

قابل تر سے سوغات بھی رکھنا میں عباس
کیا گود میں ہے، بات بھی رکھنا میں عباس

۱۶۵ شیریں میں ویراں میں مقدور فنان کا
دے واسطہ عباس کو نشا و دو جہاں کا
شہر میں شہر ہے نئی نظم و بیال کا
لے شکر شکر بات دو عالم کی اماں کا

ایک دم سخن تو نے جو قبضے میں کیا ہے
جو ہر بہ تجھے بیعت الہی نے دیا ہے



تصحیح متن

- نسخہ نول کشور سے مراد ہے مجموعہ مرثیہ ۱۵۱ مرزا بدر علی نول کشور پریس لکھنؤ میں ۱۹۱۲ء
- دفتر قائم بعد سیزدہم طبع دہرہ الہدی لکھنؤ طبع اول -
- بین شانی مرزا صاحب کے چودہ مرثیوں کا مجموعہ طبع لکھنؤ۔

بند ۳ : اسی ہند کی بیت دفتر قائم کے ہند فیروز میں مکر ہے اور ہند و نسخہ نول کشور میں طبع
 میں موجود نہیں ہے وہ ہند ہے۔

روشن ہے رقم و صفت علم دار و مسلم سے قطوں کے معنی پاندہ چمکتے ہیں قلم سے
 "تازہ ہے سخن یاری شفا سے حرم سے جس طرح گلستان کم ابر کرم سے
 معضوں ہی قہاس کے اعزاز و شرف کے
 دیکھو تو سی صاف یہ مرقی بھی جمع کے

بند ۵ : نسخہ نول کشور میں مصرع ۲

مداح اگر سیعت ندایاں ہو تو رہا ہے
 نیز ان سنہ میں بند ۲ میں اخیر خیالات کے منظوم کی تبدیلی سے مکر لکھا ہے جسے ہم نے تہ:
 کم کو رہا ہے کہ وہ بند بین شانی اور دفتر قائم میں منکر نہیں ہے:
 عباسی دلاور کا لقب سیعت خدا ہے تجھے میں اسی سیعت کے شیر و نواب
 جو ہو کر جو پھیر تو رہ نسیم و رضا ہے سب ایک طرف 'ندہ شاہ خدا ہے'
 کم سب کا جرن نغز اور الیاس کا ہو گا
 شہزادہ بیاب حضرت عباس کا ہو گا

بند ۶ : دفتر قائم مصرع ۲

جس طرح سے جنت میں فقط مومنوں کو راہ
 بین شانی دفتر نول کشور مطابقت متن

بند ۷ : دفتر قائم کی بیت کا دوسرا مصرع:

یہ آبروئے ساقی تجا جی صدم ہے

نوروزی کشور بیت یوں ہے :

۷ یاد دل و نیاں گفت و پا بند کم ہے یہ آبروئے ہمت سخا نے صدم ہے
تقن کی بیت بیج مٹائی کے مطابق ہے۔

۸ : نوروزی کشور و دفتر ماتم مصرع ۵

”خوش تاملت و خوش و دہکاروں ایسا صفت میں“

تقن مطابق بیج مٹائی۔

۹ : دفتر ماتم میں ماسیے پر نسی کی علامت بنا کرتی متبادل بیٹی یہ لکھی ہیں۔

۱ ہے دینعت تھر بھی گھر کے ٹے ہیں یا قوت کے پرسل کو حیدر کے ٹے ہیں

۲ میزاں میں جعفر کے برابر یہ ستے ہیں کیا در نجف پدر پر یا قوت کھلے ہیں

۳ دنیا سے جو مازم یہ برسے ادب شرف کے یا قوت کے برگ گئے مرنی میں نجف کے

آخری بیت نوروزی کشور کے تقن میں ہے۔ لیکن دفتر ماتم اور بیج مٹائی کے تقن میں وہی بیت ہے جہاں سے تقن میں ہے۔

۱۰ : نوروزی کشور کے تقن مصرع و دفتر ماتم و بیج مٹائی اور ہادی ترتیب سے مختلف ہیں۔

شیخ قدروش کے دو پوٹے یہ ہیں بستان شاد کے یہ بازو گل تر ہیں

انگل گلستا بی بی کے ثمر ہیں رحمت کے یہ دو ابرو اور اُدھر ہیں

دفتر ماتم کے مصرع ۳، ۲

رحمت کے یہ دو ابرو اور اُدھر ہیں اور بیج میں چہرے سے عیاں شہن تر ہیں

۱۱ : نوروزی کشور مصرع ۳، ۲

بی شل یک چشم ملک پر یہ نمایاں

حوری کیس مدتے بڑیں پریاں کیس قزاق

سرمایہ سے ہر پر یہ تصدق ہوں بی جان

دفتر ماتم مصرع ۳ :

”وہی کیس ہم صدمے ہوں دیاں کیس قزاق“

۱۲ : نوروزی کشور مصرع ۳، ۲، ۱

”نئے شیخ جہاں میں زخمِ مہلہ لگن ہے“
 فردوسی کا خورشید سی فخرِ زمیں ہے
 قدحِ کارِ پر نور کے اور نور کا قن ہے
 ”دفترِ اتم میں چرتے مصرعِ کھلی عجیب ہے :
 ”بہ نور کے پر نور کا منور کا قن ہے“

قن بیعِ شانی کے مطابق ہے۔

بند ۱۵ : فنوزِ نول کشر کی بیت دفترِ اتم و بیعِ شانی سے مختلف ہے :
 نے شک اٹھائی تھی نہ با تھان کے کھٹے تھے پر مہنوں کے نئے سے گریباں چٹے تھے
 بند ۱۶ : فنوزِ نول کشر :

قدراں کی کھلی فخرِ صادق کی زبانی صادق کی زبانی یہ ہرئے جعفر ثانی
 قن دارِ علم غنا شہ مرداں کا وہ جانی شافوں پر چری دستِ ہست ان کی نشان
 بند ۱۷ : فنوزِ نول کشر مصرع ۳

”فردوسی سے نزدیک تاثیرِ شب سے وہ تھا“
 بند ۱۸ : فنوزِ نول کشر مصرع ۲

اس آئینہ میں دیکھتے تھے تیغ کے جوہر

مصرع ۲

”قلمی شیل ایک ککھ کے اندر صفتِ لشکر
 بند ۲۰ : فنوزِ دفترِ اتم کی بیت :

بیمات کے جعفر طیار کے شانے پر سے کیے فردوسی کو جیبا بے خدا نے
 دفترِ اتم کے قن میں بیعِ شانی اور ہمارے قن کی بیت ہے لیکن ماشیے پر فنوزِ نول کشر
 کی بیت بھی درج ہے۔

بند ۲۲ : فنوزِ نول کشر مصرع ۳ :

”کتے تھے دھور بھیڑیں کو گر و شیش سے کر“

بند ۲۳ : دفترِ اتم کے ماشیے پر بطورِ فتح بدل ہے۔ اور اس بند کی بیت فنوزِ نول کشر کی طرح ہے۔
 مفسرین یہ ہے اُفتِ نبی کی ندا کا !
 اور جعفر طیار یہ پد یہ ہے خدا کا

عاشق دفتر ماتم اور قن فنوزول کثوریں ایک بندہ ہے۔

جھڑک شادت کا بنی کو تھا بہت علم پیر پیر کے یہ تیر وہ اندو، ہوا کم
حیدر کو خبر دی یہ پیسیر سنے ای دم مل کو کف حسرت یہ علی نے کہا پیسیر
جہاں کی طرح رتہ برتر بچے تھے
اندک سہ کار سے شہر بچے تھے

عاشق دفتر ماتم کی بیت ہے:

بیمات کٹے بات نہ شیر جفا سے طے ہیں ہی شہر بچے درگاہ خدا سے
تہ دفتر ماتم میں بندہ ۲۴ ہے:

پرنیزوں پہ پیر تا ہے جو در کو رخ بجز پھرتے ہی اُدھر غزل فرشتوں کے برابر
شربال زمرہ کوئی دکھلا تا ہے بڑھ کر لٹا ہے کوئی سامنے یا قوت کے شہر پر
کتے میں کفر سماؤ پسند آپ کو کیا ہے
لو جعفر طیار یہ سر غائب خدا ہے

بندہ ۲۹، فنوزول کثور، مصرع ۱

آئی یہ ندا ایں کاہیں نام رکھیں گے۔

بندہ ۳۵، دفتر ماتم، بیت

سقاں کے قفسے کی جدا جلوہ گری ہو نزدیک علم مشک بھی نفی سی دھری ہو
نفس عاشق

سادات کی سقاں کا تہذیبی جدا ہو اک مشک پھر پیرے کے تلے جلوہ نا ہو
افعال قریشی کا پس پشت ہوا ہو جس سمت بڑھائی قدم اپنے یہ جدا ہو

سیوا نیر تعظیم کرو تم پر میں داری

آئی ہے علم دار حسینی کی سوا ری

فنوزول کثور میں تہذیب، "کو" سے بڑھ کر کاتب نے مصرع میں لکھا ہے:

سقاں کے قفسے کی جدا جلوہ گری ہے

بندہ ۳۷، فنوزول کثور پہلے چار مصرعوں کی ترتیب یہ ہے ۲۰، ۲۱، ۲۲، بیت:

در کرمی تہذیب و ادب و پاس کریں گے تعلیم کٹے شافریں سے قباں کریں گے

سین مثالی دفتر نام مطابق متن۔

بند ۳۸: نسخہ نزل کثرت دفتر نام میں بیت ہے،

وہ بول مرغز میں پالوں گی انجی کر فراؤ تو خامن دول حسین ابن علی کر
سین مثالی کی بیت مطابق متن ہے۔

بند ۳۹: دفتر نام کے حاشیے پر متبادل بند لکھے ہیں:

زہرا نے کہا خیر، مگر بھول نہ جانا عباس کو شہیر کے بھولے میں جھلانا
اور کرتے شو کے مری جا در کے بنانا دریا کے کنارے صفت نام کو بھانا
کچھ شرم سے وقفہ نہ تو اس آن کرے گی
بالوں کو بھی لاشے پر پریشان کرے گی!

بند ۴۰: نسخہ نزل کثرت مصرع ۱

یہ کن کے نہ یار رہا احمد کے دلی کر

نسخہ نزل کثرت مصرع ۲

فرمایا کہ ترفیب نہ در بنت مسل کر

دفتر نام مصرع ۲

فرمایا یہ ترفیب نہ دے بنت مسل کر

نسخہ نزل کثرت مصرع ۳

رسی سے حدود بانہیں گے اولاد نچ کر

بند ۴۱: نسخہ نزل کثرت دفتر نام مصرع ۲

غل پڑ گیا سہ کار مٹی شیر خدا کی

بند ۴۲: نسخہ نزل کثرت سین مثالی مطابق متن، دفتر نام مصرع ۳

”طرے نے کہا نکل شجاعت میں چلی آیا“

نسخہ نزل کثرت دفتر نام کی بیت ہے:

اک تیغ یہ تھی بخت قدرت میں خدا کے سوا تھ گئی آج شہر عقدہ کشا کے

بند ۴۳: دفتر نام کے حاشیے پر اس بند کا متبادل یہ لکھا ہے:

زینب نے کہا اے کے بلا میں کئی باری اب اے کے حویں ہوتی ہوں قربان میں بیاد

جتیا وہ بڑی چاہنے والی تھیں تمہاری مہر تے ہرے بھی تم کو دھارے کے مدھالی
 دل پر مہرے کھلا ہوا ناں کا سخن ہے
 میں خاور ہوں آپ کی، کھترم بہن ہے
 بندہ ۴۷: ہمارے تن کی بیت دفتر نام کے مطابق ہے، نمونہ لکھڑ کی بیت ہے :
 نے دورھ کی پروا تھی نہ مادہ کی خبر تھی قلندریاں تھیں اور رب مولہ نظر تھی
 بیت شانی کی بیت ہے :
 یہ ترسلہ یہ نغم تھا بچپن میں اٹھیں کا وہ نغھے سے ہاتھ اور وہ دامن شادی کا
 بندہ ۴۸: بیت شانی مصرع ۲

مقل میں شیدیں کی سلامی ہو مہاک

بندہ ۴۹: نمونہ لکھڑ مصرع ۲

قربان گئی ہر پچھے آقا سے نفل گیسر

بندہ ۵۰: دفتر نام میں اس بند کے بعد بندہ ۵۲ کی صورت یہ ہے :

چہرہ تھوں کو پھیلا کے جوہ آئے گل پاس منہ پیر کے حضرت سے پٹنے لگے نہ پاس
 شہ نے کہا آں بہت ان کو بے مرا پاس ہی میرے دیکھ کے نہ بھوک نے نہ پاس

جب تک ہوں میں یاں دورھ میرا نہ پیٹکا

اک روز مہرے واسطے پانی نہ پیٹے گا

یہ بیت اس کے بعد دھارے بند میں آئی ہے دیکھتے تن کا بندہ ۵۱

بندہ ۵۲: نمونہ لکھڑ بیت کا دوسرا مصرع :

”شاہنشہ کو نین کی سرکار سنبھالی“

بندہ ۵۳: کے بعد دفتر نام میں بندہ ۵۶ ہے :

تجھے کی بھی تین تین تھی بچپن میں اٹھیں کو جز قیل و کبیر نہ کہا کچھ شہ وہی کو
 ہوں دل سے ساکھ شہ عرش لٹیں کو جس طرح مزاحی کا جبریل امیں کو

ہر صبح اٹھیں شوق تھا وہ شہ کی لقا کا

مویں کو جہر ارمان تھا ویدار شہ کا

چوں کہ یہ خیالی بندہ ۵۴ میں آچکا ہے اسی سے مذکورہ بندہ ۵۳ نے داخل تن نہیں کیا، بیت

شانی و دفتر نام بھی اسی بند سے خالی ہیں۔

بند ۵۵: نسخہ نول کشور میں بند کے معرے میں درج ہیں۔

فرمانیں ماں پر تھیں کہ اسے میر و نہر ام آداب مجھے خدمتِ شہتیر کے بتلا
جا کر کسی مجلس میں جڑ بیٹھیں مرے آقا بیٹھوں میں دوزار عقب سید والا

مجلس میں رہاں سامنے استادہ کو درپر
نعلین رکھوں شاہ کی، آنکھوں پر کمر پر

دفتر نام میں معرے ۲

”جا کر کسی مجلس میں جڑ بیٹھیں مرے آقا۔“

معرے ۵

”آقا کے درہاں سامنے استادہ کو درپر“

بیچ شانی معرے ۳

”جا کر کسی مجلس میں جڑ بیٹھے مرا آقا“

بند ۵۶: دفتر نام معرے ۲

”م تم قصے ہی وہ عرشِ مطے کے ہیں تائیں“

اس بند کے بعد نسخہ نول کشور و دفتر نام میں ایک بند ہے :

اسی کہنے پر درودھ کس میں بخش دیا آج نعلین حسین نہیں تعریف کی محتاج

آنکھوں پر وہ بینکس رکھو رہتے تاج شہتیر کے قدموں کے تلے جا کر معراج

کوئین کا اس میں شرف دجاہ ملے گا

کوئین کا کیا رتبہ ہے اندر ملے گا

دفتر نام میں اسی کے بعد ہمارے متن کا بند ۵۷ ہے، لیکن نسخہ نول کشور میں یہ بند جڑ نہیں

صرف ذکرہ بالا ہی بند درج ہے، شاید مرزا صاحب نے ”اندر کے ان کی غلامی میں اب تک“

کا بعد میں اضافہ کیا ہے اور پہلا بند حذف کر دیا ہے۔ بیچ شانی میں یہ بند نہیں ہے۔

بند ۵۹: نسخہ نول کشور کی بیت یہ ہے،

ہے جانِ نبی نامِ حسین بنِ مصلیٰ کا یہ قالب پر فور ہے اس جانِ نبی کا

بند ۶۱: نسخہ نول کشور و دفتر نام معرے ۶:

”یا غافلہ آداب بجالاتا ہے عباس“

بند ۴۲ : نسخہ نول کشور مصر ۲

”سجاد تھے سید انہوں کے قافلہ سالار“

اور مصر میں کی ترتیب یہ ہے ۲۰۴۔ تین مطابق دفتر قائم وسیع مثنی

بند ۴۳ : نسخہ نول کشور مصر ۲

”رخصت کے بیٹے آتے ہیں عباس میں داری“

مصر ۵

خوش اس کو کر منصب جعفر کا سند ہے

مصر ۶

روایت وقانیہ ”مد ہے“

بند ۴۴ : نسخہ نول کشور مصر ۲

عباس کے کاندھے پر رکھا اور کیا پیار

بند ۴۵ : نسخہ نول کشور دفتر قائم مصر ۲

”غزوہ قحطی کا کہ چکل ہوا آباد“

بند ۴۶ : نسخہ نول کشور مصر ۶

تباہی دہن خاک پر گھونٹ کواٹ کر

دفتر قائم بیت :

شہر رونے کے مسند قائم کواٹ کر

تین مطابق وسیع مثنی

بند ۴۸ : نسخہ نول کشور دفتر قائم روایت ہے ”اکر“ وسیع مثنی میں روایت ہے۔

”اکے“۔ دفتر قائم میں دوسرا مصر ہے :

”اور بیٹے دوزخ فرات کی کھجکا کر“

بند ۴۹ : نسخہ نول کشور مصر ۶ :

”سور کر بڑے بیدار خوش کر گئے زینب“

بند ۵۰ : نسخہ نول کشور دفتر قائم مصر ۲ :

”لال اپنے لمبی حسن سبز قبا ہے“

نسخہ نول کشور، مصرع ۳

”دل ٹکڑے ہے اور نیزہ کلیجے میں لگے ہے“

دفتر ماتم ”دل ٹکڑے ہیں، اک نیزہ کلیجے پہ لگا ہے“

بند ۱: نسخہ نول کشور، مصرع ۴

”چلائے دم‘ ہائے سیکیندگی یہ تقدیر“

نسخہ نول کشور، مصرع ۶

”لومنت نے نہ ہر لہجہ کا گھر دیکھ لیا ہے“

دفتر ماتم میں بیت کی روایت ہے ”حقا“ کیا حقا — لیا حقا۔

بند ۲: نسخہ نول کشور، مصرع ۶

گریشیں تو جان لوم بھرنہ جیوں گی

دفتر ماتم مصرع ۶

پانی نہیں تو جان لوم بھرنہ جیوں گی

سبع مثانی میں قس کے مطابق ہے۔

بند ۳: نسخہ نول کشور، مصرع ۵

”حق چاہے تو تم تک ابھی پہنچاتے ہیں پانی“

بند ۴: نسخہ نول کشور، دفتر ماتم مصرع ۵

”مجر کیا حضرت کو کز مشتاق قفنا ہوں“

سبع مثانی میں قس کے مطابق ہے۔

بند ۵: دفتر ماتم نسخہ نول کشور میں اس بند کے بجائے تین بند لکھے ہیں، جن کو مرزا صاحب نے ہی

ایک بند میں مقرر کر دیا ہے مندرجہ ذیل بند سبع مثانی میں اور مندرجہ تین بند نسخہ نول کشور دفتر

ماتم میں نہیں ہے۔ نسخہ نول کشور دفتر ماتم کے بند:

دو کہ کہا میں کی نہ سہرنے، یہی قربان تم خراب نہ کہتے قریہ آتا نہ مجھے دھیان

مذکر کے سیکیندے کہا ناز سے اسی آن بس بس نہ خراشاں کرو بابا کی چچی جان

کیا میں نہیں لوم کی بھر شیر خدہا کی

تم روکنے والی ہر بڑی میرے چچا کی

یہ جانتی ہر، ہم شبِ مہتم سے ہی پیاسے پھر آپ یہ کہتی ہیں امام دوسرا سے
 مرنی نہ ہر تو پھر لوں مشکیزہ بچپاسے لوگو! یہی نہ پیاس سے مرنی ہوں، بلا سے
 پانی نہ طلب ایک سے کہنے میں کر دیں گی
 غیر ان کو نہ ملنے دو! میں پیاسی ہی مر دیں گی
 در پر گئے عقابِ سل تو زوہب کو بلایا وہ درو کی بات اس کو سنائی کہ نشِ آیا
 ہر ش آیا تو بے ساختہ زور کو بڑھایا زہب نے بہت پھر بھا تو در کو یہ سنایا
 کہتے ہیں کہ نولا کھر کے زبے میں گھول گیا
 بخوشی مجھے مہرا پتیاں جیتا نہ پھروں گا

بند ۷: بین مشائی، مصرع ۵

”مہرا پنا تعقدن یہ سیکند پر تعقدن“

بند ۸۰: نغزِ نزلِ کشور، مصرع ۴

”ہر گام فلک جھک کے زمیں اٹھ کے سلائی“

دفترا تہ، مصرع ۴۔ ”سو ہاتھ فلک جھک کے زمیں اٹھ کے سلائی“

نغزِ نزلِ کشور کی بیت ہے:

دوش ہوئی اسی درِ زمیں نور سے زہی کے بدوا نہ صفتِ عرش پھر اگر درِ زمیں کے

بند ۸۱: نغزِ نزلِ کشور، دفترا تہ، مصرع ۳

”پرین کی طرح ہر ش اڑا آج و ملک کا۔“

نغزِ نزلِ کشور میں بیت ہے:

یہ شیرِ غضبِ ناک بر تھا دامنِ زہی پر جتنی تھی زمیں شاخِ سبِ گاوِ زمیں پر

بند ۸۲: نغزِ نزلِ کشور، مصرع ۲

”مستاب ی چھٹنے لگی بس منہ پر زل کے“

بند ۸۳: نغزِ نزلِ کشور، دفترا تہ، مصرع ۴

”یا عرش کے قاب میں خدا کا تھادہ سالی۔“

نغزِ نزلِ کشور میں بیت ہے:

کیوں دامنِ دولت نہ کسوں دامنِ زہی کو دامن میں لیا زہی نے اس دولتِ دہی کو

بند ۸۴: نوزل کشر، مصرع ۴

”اپنی شہزادوں کے شناخراں کو دیکھو“

اس کے بعد بند ۸۸ ہے جو دفتر قائم اور بیع شانی میں نہیں ہے، اور ہم نے بھی محارمنی کی وجہ سے متن میں نہیں لکھا۔

و۔ جدرلو! جیدر کرار کو دیکھو و۔ جعفریو جعفر طیار کو دیکھو

قبر علی و بییت جبار کو دیکھو ہاں، آمد عباسی علم دار کو دیکھو

اپنی شہزادوں کی عجب شرکت دشان ہے

مانند خبر سب کی زبانوں پہ رواں ہے

بند ۸۵: نوزل کشر و دفتر قائم، مصرع ۲

کتے ہیں ملک پیش نگہ سر کو جھکا کے

نوزل کشر دونوں آخری مصرعوں میں

”چلائی ہے شرکت۔ اور فوائی ہے شرکت“

بند ۸۶: نوزل کشر، مصرع ۳

”بعضوں کا اشارہ ہے میان بول رہا ہے“

بند ۸۹: بیع شانی میں نہیں ہے۔ نوزل کشر و دفتر قائم سے اضافہ کیا گیا ہے۔

بند ۹۰: نوزل کشر، مصرع ۲

”ظلمات تک نور خضر کو نظر آیا۔“

نیز مصرعوں کی ترتیب یہ ہے:

۱، ۲، ۳، ۴۔ اور دفتر قائم میں ۱، ۲، ۳، ۴ اور مصرع ۴ نیز بیت یہ ہے:

ہر عاویٰ کی طرفوں پہ لکھا نور کا پایا

اٹھ بیٹھا ہے مژدہ ہر اک فریدوں سے جیسے اٹھے سوتا ہوا سورج کی کرن سے

بند ۹۱: نوزل کشر، مصرع ۲

”بندے ہیں سچو ان کے یہ ایمین بخوات“

نوزل کشر و دفتر قائم، مصرع ۳

”ہمت کو سکھا دیتے ہیں یہ رتبہ ہمت“

بند ۹۲: نسخہ نول کشور کی ترتیب یوں ہے ۲۰۲۰۱۔ بیت ہے :
اندھ عجیب حسن و لطافت کا ہے چہرہ یہ ابن شمشاد ولایت کا ہے چہرہ

بند ۹۳: نسخہ نول کشور، مصرع ۲
"ان عارضوں میں عارضوں کا پرتوہ سے بدھ
اور عارضے پڑ عارضوں کے مننے لگے ہیں۔ بیٹے ان سب عیبیتوں میں۔ یعنی رساؤں کا"
دفتر ماتم میں مصرع ۲
"ان عارضوں میں عارضوں پر مشکو ضیا جدر"

نسخہ نول کشور کی بیت ہے :
جینی کی ہر اک عین کے مابین جگر ہے سو بیچ میں آنکھوں کے سپرد مدّ عجیب
دفتر ماتم کی بیت ہے :
جینی کی ہر اک آنکھ کے مابین عجیب سو بیچ میں آنکھوں کے ہی مدّ نگر ہے
بند ۹۴: صرف دفتر ماتم میں ہے۔

بند ۹۵: نسخہ نول کشور میں یہ بند نہیں ہے اور دفتر ماتم میں بیچ مثنوی سے مصرع ۲۰۱ یہ اختلاف ہے
اور چشم پر روشن ہے کہ خود نور نظر ہے سب نور خدا میں جہاں یہ وہ گز ہے
بند ۹۶: نسخہ نول کشور میں یہ بند نہیں ہے دفتر ماتم کا پہلا مصرع ہے :
اور مطلع ابد و تو ہے تو حیدر خدا میں
بند ۹۷: نسخہ نول کشور میں نہیں ہے۔ دفتر ماتم کا مصرع ۶ "اور نام خدا ذکر خدا ہے دو
اور نام خدا ذکر خدا ہے دو جہان ہے"

بند ۹۸: نسخہ نول کشور میں نہیں ہے۔ دفتر ماتم
شبیر کے ناموں کا گنیدہ ہے۔ یہ سید ہر سید بیان پشت ہے سید ہے یہ سید
سب علم میں، تا ابد تک سید ہے، یہ سید ایماں و شریعت کا خضر نہ ہے یہ سید
بند ۹۹: نسخہ نول کشور
اس نور کے انعام سے عباسی رواں رہی اور واں مرد و شر کے باہم یہ بیاں ہیں
دفتر ماتم
اس نور کے قالب سے علم دار رواں رہی دن میں مرد و شر کے باہم یہ بیاں ہیں

بند ۱۰۲: نسخہ نول کشور، مصر ۱

”کی عمر بنی خبرداروں نے تیردی کو بدل کے“

بند ۱۰۳: نسخہ نول کشور دفتر قائم مصر ۱

پھر اپنے آئے کئی جاسوس تحفہ را

بند ۱۰۴: نسخہ نول کشور، مصر ۲

اک تھا پسہ وا ایتا کہہ کے پکارا

دفتر قائم مصر ۲

”خفا سا پسہ وا ایتا کہہ کے پکارا

نسخہ نول کشور دفتر قائم مصر ۳

”دکھلا کے انھیں اپنا گریاں کیا پارا“

اس کے بعد نسخہ نول کشور میں ایک بند زائد ہے جو سب مشائی میں نہیں ہے۔

اب کن وہ خبر جس سے کہ ہر عیش بھالی شکر نہیں، دربار حسین ہوا خالی
سے مٹ گئی سسر کا رجناب شہ خالی مرنے کی قسم اکبر و شبیر نے کھالی
سرکار دربار دمسند ہے دنیا ہے اب عرش مٹنے کا کیوں خاک نہیں ہے

عاشیہ دفتر قائم پریمی بندوں کے ہے :

من مرقی سے جھوٹے وہ خبر کہتے ہلی کام خالی ہوا دربار شمشاد دو عالم
سب مرنے والی نہیں، ابھی صفت ماتم شبیر نے مرنے کی قسم کھائی ہے اس دم
بیت مطابق نسخہ نول کشور۔

بند ۱۰۵: نسخہ نول کشور

اب غل ہے کہ رتنے کے یہ جانتے ہی اکبر سر پاؤں پر اک لہی کے میڑا رتنے ہی اکبر
اور بانوسے حق دورہ کا بنناستے ہی اکبر پر جب وہ لڑتی ہے تو تھرتا ہے ہی اکبر

شبیر پر پسہ اپنا فلا کرتی ہے بانو

حق دورہ کا اکبر کو ہبا کرتی ہے بانو

دفتر قائم مصر ۲، نیز مصر ۴، ۳ مطابق نسخہ نول کشور اور بیت ہے :

زینب کہیں بے دم ہے کہیں مرقا ہے انور
شینوار پر پسرا پتا خدا کرتی ہے انور
بند ۱۶: نوز نول کشور، مصر ۱

”غرض ہر کسے مرنے دیا جا سوس کو انعام“

مصر ۲

”لکارے علم دار کر اور دشمن اسلام“

مصر ۶

”ہے شرط ابھی کھینچ لوں لکڑی سے زبان کو“

بند ۱۰۷: نوز نول کشور، مصر ۲

”اس نام کی دوسری ہی، اک شرع اک اسلام“

بند ۱۰۸: نوز کشور دفتر ماتم، مصر ۳

”حکمت کذاباں کو ان ہے بشیر ہے شبیر“

بند ۱۱۰: نوز نول کشور دفتر ماتم، مصر ۱

”پلوچے جو قمر مر خدا کو ان بشر ہے؟“

نوز نول کشور کی بیت :

دریائے دریافت کرو یا کہ صدف سے
بتر کوئی موتی نہیں اس در نجف سے

دفتر ماتم کی بیت :

بتر کوئی موتی نہیں اس در صدف سے
کوئین کی ہے آب و اس در نجف سے

بند ۱۱۱: نوز نول کشور دفتر ماتم، مصر ۵

”بندے جو کہیں کوں فرشتوں کا شرف ہے؟“

بند ۱۱۲: نوز نول کشور، مصر ۲

”یہ چشم نسیا، دست سخا، پائے وفا ہیں“

نوز نول کشور، مصر ۳

”یہ ہیں پیرایان کی ہم تیغ خدا ہیں“

بند ۱۱۳: نوز نول کشور دفتر ماتم، مصر ۳

یعقوب کو کسٹ کہاں ہے کہاں نظر آیا

بند ۱۱۴: دفتر تالم کی بیت ہے:
جس شیر نے شیروں سے سدا پنج کیا ہے
میدان میں آج اس نے قدم بڑھ کیا ہے

نسخہ نول کشور کی بیت ہے:
خیر ملک اس ملک کا ہر صفت شکنی میں
جرم ہر سرے کل عیاشی کے شمشیر زنی میں
بند ۱۱۶: نسخہ نول کشور میں نہیں ہے۔

بند ۱۱۷: نسخہ نول کشور، مصرع ۳
”کانوں پر دھرتے ہاتھ سجھوں نے کردہ دانش“

بند ۱۱۸: نسخہ نول کشور، مصرع ۴
”ستائے سیکند کو لب نہر پر جانو“

دفتر تالم، مصرع ۴
”ستائے سیکند کو لب اب نہر میں جانو“

بند ۱۱۹: تین بیع ثانی کے مطابق ہے نسخہ نول کشور و دفتر تالم میں مصرعوں کی صورت یہ ہے۔
طوفان کی طرح فرج بڑھی بوشش و فدا سے
اور نخل گھٹا ابر کا ڈھال کی گھٹا سے
زنج زرد و سیدہ ہر گئے نقرہ کی خدائے
پیدا پر بلاؤں کے ہرے دن کی ہراسے
بند ۱۲۰: نسخہ نول کشور، مصرع ۲

”دل تیشے کے پیراک کا بھر آیا قہقار“

بند ۱۲۱: نسخہ نول کشور و دفتر تالم، مصرع ۲
”طوفان جہنم سے“ ”صوال اٹھا ارم سے“

بند ۱۲۲: دفتر تالم، مصرع ۳
”گرا گراؤں میں کو گئے قاروں کو بہا یا“

بند ۱۲۵: نسخہ نول کشور، مصرع ۵
”اک مزے کے دو کلمے نزدیک بدن تھا“

بند ۱۲۶: نسخہ نول کشور و دفتر تالم، مصرع ۱
”نستے سے گریے جب یہ صفت دین دی پر“

مصرع ۵ ”باڑاں یہ پکارا کہ خدہ تیغ میں سے“

بند ۱۲۷: نسخہ نزل کشور، مصر ۴

”شکر کی طرح دوڑ گیا ہر گ و سپے میں“

”تس کہ بیت طلائع سج شانی ہے باقی دونوں نسخوں کی بیت ہے“

”نہ نینے نے میرو کی تیغ سے کچ تھی“ سیدھی تہے یہ بات چپ راست وہ کچھی

بند ۱۲۸: نسخہ نزل کشور و دفتر مام

”دو بی جز میں تو یہ افلاک سے نکلی“ ”واں چرخ میں شہری اور اوجھاک سے نکلی“

”نسخہ نزل کشور“ ”تسین لب شکر شاک سے نکلی“

دونوں نسخوں کی بیت:

”ہر تو بر پڑا اٹھال کے ہر بند کے اوپر“ ”غل تھا کہ وہ بجلی گری اسپند کے اوپر“

بند ۱۲۹: نسخہ نزل کشور و دفتر مام، مصر ۱۰

”شیراز نہ یہ شمیر جو پاس آئی جھپٹ کر“

بند ۱۳۰: نسخہ نزل کشور، مصر ۳

”منزدی نے نور شید صفت کانپ کے پھیرا“

”مصر ۴“ ”پاؤں کو رو گور فراموش ہوئی تھی“

بند ۱۳۱: نسخہ نزل کشور، مصر ۲

”شمیر غدا تیغ بکف ہنسر پہ آئی“

”مصر ۲“ ”اس درجعت کا جڑ پڑا فوج پہ سایا“

بند ۱۳۲: نسخہ نزل کشور، مصر ۲

”کیوں علقہ تیرا میں بھروں تنگ میں پانی“

بند ۱۳۶: نسخہ نزل کشور میں بند ۱۳۵ سے پہلے ہے، اور مصر ۱۰ ہے۔

”واں ایک بندی جو درخیز کے تھی پاس“ ”بیں فوج کا سردار کھڑا تھا ویاں بے آس“

”مصر ۵“ ”واں نہر پہ غلی اٹھایاں درد بھجیں“

بند ۱۳۷: دفتر مام مصر ۲ ”جلائی کہ ہے ہے شہزادوں کی دُھانی“

”نسخہ نزل کشور و دفتر مام مصر ۳“

”پنچہ رشتاں کا ہے کہ پرچم ہے طلائع“

بند ۱۴۶: دفتر قائم، مصر ۶

”شیر کے ذریعے پر، غلاموں پر تعذیب“

بند ۱۴۷: نسخہ نول کشور مصر ۱۵۱۴، ۱۳

جہاں سے شیر، اسب گم ترے مدد سے
تیر ساز کوئی اہل وفا ہرے گاجانی
لے کے کسی مظلوم دلاور ترے مدد سے
میں اس پر تعذیب جو تجھے دوسے گاجانی

بند ۱۵۰: نسخہ نول کشور دفتر قائم، مصر ۵

”جبراً ہی عباس نے چھڑا مثل اکبر“

بند ۱۵۳: نسخہ نول کشور دفتر قائم:

پھر گھر چلے لاش اٹھا کر شہر والا
مکڑے تھابو ماس ملی کا قدر بالا
آجے علم و مشک سے گود کا پالا
گر آپ سنبھلا لگے کبھی اکبر کو سنبھالا

نسخہ نول کشور مصر ۶

”پہ پاؤں کھٹے ہرے آتے تھے زمیں پر“

بند ۱۵۶: نسخہ نول کشور دفتر قائم مصر ۱

”اب لاش پر سیلائی ہر اک اشک بہائے“

بند ۱۵۸: نسخہ نول کشور:

ہے کے کسی مظلوم کا نام بھی چھاپا ہے
مرکھول کے کیوں کہہ مرا جمع ہوا ہے
ناگاہ کہ ماں سے سینے نہ کرے کیا ہے
دم رکنا ہے تم نے مجھے کیوں رک دیا ہے
منگو ایسا پانی بے بڑی میں نے غفلت

بند ۱۵۹: نسخہ نول کشور مصر ۲

گر کش میں آئیں تو سفارش مری کرے گاؤ

ڈالو پر نہ بیٹھیں گی نہ قدموں پر گولی گی
نوٹہ کی طرح گرد و علم دار چروں گی

بند ۱۶۰: دفتر قائم، مصر ۳

”اور نئے سے باغوں سے وہ بیٹھنے لگے“

نسخہ نول کشور مصر ۳

”اور نئے سے باغوں سے وہ سب بیٹھ لگے“

معصر ۲

"بافرنے صدایِ گردائی ہے دُائی ہے"

بند ۱۶۱: فنونِ لکھنؤ، مصرع ۳

"مٹو کی زیارت کو گئے گھار بھی آئی"

فنونِ لکھنؤ میں مذکورہ بالا بند کے بعد بند ۱۶۱ پر رثیہ ختم ہے، بند ہے:
 میں دور کے چادر جو سیکینے نے آمادی لاشے سے لپٹ کر سی روکے پکاری
 افسوس گئی خلد کو مٹو کی سواری میں جیتی رہی روئے کو نیت پر تمہاری
 خاموشی و بیزاب کہ ہر اک شیعہ ہے بے دم
 مجلس میں ہے چاروں طرف اک شش کا عالم
 بیعِ مٹائی و دفترِ ماتم میں مذکورہ بالا بند نہیں ہے۔ اس کے عوض میں چلہ بند تحریر میں مجرم نے
 قن میں نقل کیے ہیں۔

بند ۱۶۲: دفترِ ماتم مصرع ۳

"لاشے سے وہ چادر کراٹھلنے لگی اس آٹ"

بند ۱۶۳: دفترِ ماتم مصرع ۳

"آزودہ نہیں تم سے میں شہنہ ہوں اس آٹ"



فرنگ

۱۔ سیفی: ایک دہا، جلال علی پوروشن کی تباہی کے لیے ہے۔ نیز سیفی، تلوار، سیفی، تلوار سے نسبت رکھنے والی۔ سیفی: شمشیر۔ تلوار۔ متزاذات کی، سیفی: شمشیر و جوہر لفظوں کا خوبصورت استعمال ہے۔ جوہر و روح، تلوار یا آئینہ کے وہ خط و جوہر پائش کے بعد ابھرتے ہیں۔ کمال مطلب، میری تلوار میری تیز و رواں زبان، سیفی کا منہ ہے اور میرا کلام شکن کر شکست کیوں نہ دے میں سیفی اللہ، حضرت عباسؑ کے کمال کا تذکرہ کر رہا ہوں! اللہ کی تلوار سے مراد، حضرت علیؑ ہیں تو اس کا جوہر حضرت عباسؑ ہیں ہوں گے۔

۲۔ حاشیہ: کنہ، رکعت، کتاب یا فرش کا کنارہ درمیان حصے کا ارد گرد۔ حسن صدق، چمکی بات۔
۳۔ بحرین، طبع فارس کی ایک عرب ریاست، یہاں سے مرتی نکاسے جاتے تھے۔ شہوار: قیمتی۔
۴۔ چکر: علم کا مرکز جس میں کسی متناہر آنے کے لیے گرہ باندھنا، عقدہ دل، مشکل، آرزو۔
۵۔ بدرنگین، چاندان کی ٹھوسے۔ نیساں: ماونیا کا پانی، جس کے برتنے سے موتی پیدا ہوتے ہیں۔
مطلب: حضرت عباسؑ دین و دنیا کے مددگار ہیں۔ ان کا علم سورج، ان کی قدر چاند، ان کی کمانا فلک ان کا دل دیا، ہاتھ آپ مہمان کو موتی عطا کر تب سے یہ اولاد رسول کے ہستی، کوثر کی آبرو، بخشش ہی سمندر، سخاوت ہی برستے با دل ہیں۔

۶۔ ناو علی: ایک دہا ہے جو مخالفت کے لیے پڑھی اور کھڑک بچوں کے گلے میں ڈالی جاتی ہے، دہا ہے بے، ناد علیاً مظهر العجائب تجدہ عوداً لک فی النوائب کف ہم وغہ
سیدنا علی، بنو تلک یا محمد بولا یتک یا علی یا علی یا علی ۱
چادر لکنت: توریت، انجیل، زبور، قرآن۔ سورہ اخلاص: سورہ "قل هو اللہ احد" نورشہ:
خوبصورت۔ تحلف: بزرگان گذشتہ۔

۷۔ چھابڑ: کسے سے دینے، آن کرہنے والے سلمان۔ انصار: وہ مسلمانان مدینہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ آنے والوں کی پذیرائی کی۔ جعفر: حضرت ابوطالب کے بیٹے ابو غزوہ مکرّمہ میں دونوں باؤ کو اگر شہید ہوئے اور اللہ نے انہیں دو پر عطا کیے اس لیے سیدنا

- حضرت علیؓ نے قلعہ دیا۔ اسی کی تفصیل کے لیے دیکھئے بندہ ۲۰۲۱۹۔
- ۸۔ ہما: عقاب کی قسم کا ایک تباہ پرندہ جس کے بارے میں مشورہ ہے کہ اگر اسی کا سایہ کسی کے اوپر پڑ جائے تو وہ شخص بادشاہ ہو جاتا ہے۔
- ۹۔ محض: تخلیق۔ توفیق: توفیق پر ہیست کو کہنے والا۔
- ۱۰۔ منور: بال، روایا، بنی جان و جنات۔
- ۱۱۔ تکی: کوہ طور پر چھنے والی روشنی۔
- ۱۲۔ غیر صادق: چکی خبر دینے والا۔ حضرت کا لقب۔
- ۱۳۔ بھرو: ایک کتاب کا نام۔ گلب: صداقت، چکی باتیں کہنے والا قلم۔ منقود: تحریر۔
- ۱۴۔ تنگناہ: میدان جنگ۔ انزلی: پلر سیدہ راز، غیب کی باتیں۔
- ۱۵۔ زید ابن عارض: کوفہ کے علم دار، شہر میں آنحضرتؐ نے کوفہ کے قریب عورت نامی آبادی کی طرف فرج روانہ کی۔ اس فرج کے لیے سچہ سالار مقلم زید ابن عارض (یعنی روایات میں پہلے علم دار) سچہ صغیر اور ان کی شہادت کے بعد عبد اللہ ابن رواحہ نام زد کیے گئے۔ ایک کے شہید ہونے پر دوسرے کو ان کی جگہ لیتا تھا۔ رضوان اللہ علیہم۔
- ۱۶۔ شہر لولک: آنحضرتؐ، جن کے بارے میں ہے لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان پیدا نہ کرتا۔
- ۱۷۔ صاحب: نیک خاتون، یہاں اشارہ ہے ام المومنین مادر حضرت عباسؓ کی طرف۔ خیر: نسا: حضرت فاطمہ زہراؓ۔
- ۱۸۔ صاحب: طعنے، مالک عصمت و طہارت نبی م۔
- ۱۹۔ مؤثر: مرکز، منزل۔
- ۲۰۔ والی: آقا، شہر۔
- ۲۱۔ کفر و کفر: افلاک: قرہ، پائے، زماں اور نجومیوں کے حساب کا ایک آلہ۔ آسمانوں کو رانچہ طارات کی مانند پائے کہا ہے۔
- ۲۲۔ بھگنا: بچہ کا کسی کو دیکھ کر کسی کی طرف بڑھنے کا اظہار۔ روز تولد: پیدائش کا دن۔
- ۲۳۔ آبل حیا: اہلی بیت۔ وہ لوگ جو ایک حیا، ایک مجاہد کے پیچھے جمع ہوئے تو آبیہ تطہیر آتی تھی۔
- ۲۴۔ دبا کرنا: دربار شاہی میں اسلام کے لیے مہتری دینا۔

- ۲۵۔ تجربہ، استحسان، قبائل، سند، پرداز، جاگیر کی دستاویز۔
- ۲۶۔ بقیۃ، مدیریت، مقبرہ کا قبرستان۔
- ۲۷۔ جادب گشتی، جھاڑ درنا۔
- ۲۸۔ خوہ، چاند کی پہل، دوسری تیسری تاریخ۔
- ۲۹۔ واقعہ، خواب۔
- ۳۰۔ گیش، مردش، حملہ۔
- ۳۱۔ مناسب چھٹا، ہر اٹیاں اڑنا، ڈورے چہرے کا رنگ بدل جانا، اصل، ایک ستارہ جس کو عکاز، فلک کہتے ہیں۔ شخص، پوچھ، پوچھنا، جیران، دنگر مند ہونا۔
- ۳۲۔ تختیان، خاندان، والی کا مشورہ، خطیب، اگر ذرا بے لیاکلا، جس کی وفات تقریباً ۱۹۰۴ء میں ہوئی، تختیان بن ثابت، مشہور عرب شاعر، جنہوں نے آنحضرتؐ کی بہت مدح کی۔ ان کی وفات ۶۰۴/۵۴ھ میں ہوئی۔
- ۳۳۔ بچک، قائد، پیغام، رسالہ، ڈاک، بیٹنا، دور دور تک ہر کاغذ کا سلسلہ ہونا۔
- ۳۴۔ ہرکارہ، دواگیر، طلانیہ، میں ہونا، اطلائیہ، اچھا، دلی، طرف گھم کر چہرہ دینا، سفاک، خوشخوار، قافی۔
- ۳۵۔ فاخر خوان، دراخت، فتح کے لیے، سورہ الحمد پڑھنے والا۔
- ۳۶۔ ترتیم، مردانی کرنا۔
- ۳۷۔ بچی، ڈانگ۔
- ۳۸۔ مکلا، طرز، طرح۔
- ۳۹۔ خود، تمنا، شعر، بیت، سلسلے کا ایک شعر، مخلع، غزل یا قصیدے کا پہلا شعر۔ وہ شعر جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہو۔ اطلع، خود، بیت ایک ہی شے کے کلمات ہیں۔
- ۴۰۔ تحرک، کنشہ، ۲۲۰ دلوں کی تسبیح۔ موتروں کی مالہ۔ تختہ، تسبیح۔ پیش امام، تسبیح کا مرکزی نماز۔
- یادہ دوازہ جگہ کے اوپر اور تسبیح کے بند پر پڑتے ہیں۔
- ۴۱۔ تلاوت، سکینہ، انبیائے بنی اسرائیل کے تبرکات کا خزانہ۔ میر انیس نے کہا ہے،
- کچھ غیر کنسن ساتھ نہیں لے کے گئے ہیں۔ تلاوت، یکینہ، میں، دس کے گئے ہیں۔
- ۴۲۔ عقد، سبز، حصیلی، قابلیت، طی۔ آدنی حاصل کرنے کا علاقہ۔
- ۴۳۔ موزن، سوئی، تختہ کرد، سی دو، وہاں، منہ۔

- ۳۳۔ تختِ مصر برداشت : تاشت : افسوس کرنا۔ حکم کرنا۔
- ۳۵۔ ترب : جگ : ترب : چرٹ۔ مار
- ۳۶۔ ولا : تجت : نار : تجت۔
- ۳۷۔ تکت : تکت۔
- ۳۸۔ تزدادہ : تزدادہ (شہزادہ)۔
- ۳۹۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۵۰۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۵۱۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۵۲۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۵۳۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۵۴۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۵۵۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۵۶۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۵۷۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۵۸۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۵۹۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۶۰۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔
- ۶۱۔ تخت : تخت : تخت : تخت۔

بارہ اماموں کا تذکرہ کیا ہے۔

۶۲۔ کمرالی: چاہئے والے۔

۶۳۔ کنیت: بیٹے باب کے رشتے کو ظاہر کرنے والا نام جیسے ابوالعاسم اور ابنِ حسن۔ دوڑ

کنیت برتے اور پڑھتے ہیں بر غلط ہے۔

۶۴۔ مکتو: چچا۔

۶۵۔ جانی: بیٹی، پیاری

۶۶۔ شجرہ: شاہی خط۔ مکتوبات: مشکلات۔



مرثیہ نمبر ۴

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

۱۴۹ بنہ

جنک و شہادت حضرت عباسؑ

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

یہ مرثیہ مرزا دیر کے غائبہ کلام ہیں شمار ہوتا ہے۔ باسی بنا پر مصنف کی یونیورسٹیوں اور انڈوس کے کلاسیکی تعلیمی میں داخل دس رہا ہے مرثیہ کا چہرہ میدان جنگ کے اس نفسیاتی منظر سے متعلق ہے جس میں ایک دہشت خیز نعر اور عظیم ترین جرنیل کی آمد کا چرچا ہے۔ نصابِ نعتِ طاری اور قوجِ غناعت میں بازاری اور کم ہمتی پسلی ہوئی ہے۔

مرزا صاحب کا الفاظ پر قبضہ، وقت پسند ذہن، خیال کی پرواز، سہانہ درساؤ اور امیر معتمد علی دہلی جہاد، بھاری لمحہ اور حضرت عباسؑ کے عرب و حملال کے مطابق بھاری بھر کم بندش اشارے مرثیہ کی فنی اہمیت کو چاہے نہ گنا دیئے ہیں۔ زبان کی وسعت اور معلومات کی گہرائی کے لیے ۱۳۹ بند بڑھنے کے بعد اردو کے اس معمارِ اعظم کی محنت پر حیرت ہوتی ہے۔

غزوات حضرت رسالت، مابصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث و تاریخ اسلام سے مستعار تمثیلات، قادی کو اپنے قیمتی روایات کی اہمیت بتاتے ہیں، شاندار سامنی یاد دلاتے ہیں اور صاحبانِ فکر و فن کو ادب کی ان قدروں سے آشنا کرتے ہیں، جن کو فخر و شہرہ کی کتنے سے دبا رکھا ہے جس و شہرہ کی داستان، بجز وصل کی آرزو مندی و محرومی کے بڑھتے سیلاب میں، شہادت و جہاد فری، انسانیت کی اعلیٰ اخلاقی تئیں اور انفعال و شک کے مقابلے میں جوش اور تاش کا آہنگ حوصلہ افزا اور بس ہے۔

مرثیہ میں زندگی اور حق پرستی کے لیے جدوجہد کے بیان میں دزم و جماد، جندِ نکاحی اور دہریہ، اقدام اور فتح کا واضح بیان ہے پھر اسلام کی راہ میں ہمت سے ہم کن رہنے کا منظر اور اس کے بعد ظہیم خواتین اور انسانیت عظمیٰ کا دل رکھنے والے کرداروں کی وقتِ قلب، احساسِ کرب اور انسان دوستی کی تئیں لگی کی ہے۔

زندہ شاعری، ادب برائے زندگی، شعر برای حیات، قوم برائے کردار سازی اور شیر و سان کلمات دیکھنے اور سمجھنے کے لیے مرثیہ کو بھیجیے اور اس کا حیاتیاتی و نفسیاتی تجزیہ کیجیے مختصر لفظوں میں یہ کہنا صحیح ہے کہ مرثیہ کے ایک سو چودہ بند دزم و جنگ و شہادت آفرینی، شرافت افزائی کا پیام دیتے ہیں، یعنی تین سو تیس شہزادگی کی بنا کی سے متعلق ہیں اور ایک سو دو شعر الیہ سببات، عظیم نصیحت

کے اٹھ جانے سے پیدا ہونے والے تاثرات، انسانِ دل کی نرمی اور شریف و کریم افراد کے جذباتی احوال کے ترجمان ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زیر نظر مرثیہ فقط دوسرے زمانے کے تذکرے کا قلم نہیں دیتا، بلکہ لسانی، لفظیاتی، اخلاقی اور تاریخی مقاصد ادا کرنے میں زیادہ معتدلیا ہے۔

آخر میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں کہ مرثیہ زیر نظر کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس مرثیہ کا ستر فی صد سحر، سادہ زبان، دردمند کے بیان اور صاف و روان انداز کا حامل ہے، چہرہ، سراپا، گھوڑا، تلوار اور مجوز کے ذریعہ نثر، مریض اور فنی محاسن سے آراستہ ہے۔

دیر حالانہ خطیبانِ زبان و بیان کا علم برہادر اور فروغ بین و لیا کا استاد مانا گیا ہے اس مرثیے میں حالانہ ذوقِ نو بڑی مستحکم اور گریہ و زاری و لیا کی قوت، بیانِ مکمل طور پر نظر آتی ہے۔ متعدد بند تو ایسے بے نظیر اور اسی قدر مکمل منتق ہیں کہ انھیں بار بار پڑھنے پر لطف بڑھتا ہی جاسکے گا۔ مثلاً

کاغذ سے پھرے کے معالیٰ ہرادشمنجہ
بتلانے لگے تیغ سے یہ ضرب کا ہر فن

یہ سیزدہ بازو۔ یہ کر اور یہ گردن
یہ خود، یہ چارائینہ، یہ ڈھال، یہ چرخشن

کس وار کو وہ روکتا؟ تلوار کہاں تھی!

آنکھوں میں تو پھر تھی کھانگا ہوں سے نہا تھی

مرتب نے ذبح ڈھال نہ تلوار نہ بھال
اک ہاتھ سے سرائیکے دستار نہ بھال

ظالم نے سنسنی شے میں اک بار نہ بھال
اس شیر نے شمشیر شہر بار نہ بھال

تائی چرخستان اس نے علم دار کے اوپر

نیزہ یہ اڑا لے گئے تلوار کے اوپر

فی سچہ گری سے واقف جانتے ہیں کہ تلوار کے اکثر ہاتھ اور شیر زنی کے سادہ سینتر سے قدر نہاں

ہی بیان کر دیئے اور اسی تیزی اور اسی قدر مختصر کلمہ تصویر کھینچ گئی ہے۔

مرثیہ کی تاریخ و تحقیق

زیر نظر مرثیہ کے چار تن ہمارے سامنے ہیں اور چاروں میں بہت اختلاف ہے، یہ اختلاف کیوں ہے؟ اس کا جواب مقدمہ میں دیا جا چکا ہے، غالباً مرزا صاحب نے مختلف اوقات میں یہ مرثیہ پڑھا ہے اور متعدد مرتبہ اس کی نظر کی ہے، ہر نظر میں ترجم و تفسیر کا عمل بھی ہوا۔ ان چاروں مستویں میں ایک تن ۱۸۴۵ء کا چھپا ہوا ہے دوسرا تن ۱۸۴۸ء کا اور تیسرا تن ۱۸۵۰ء کا اور پشاور کے داخل نصاب مجوز سے

یہ مہر نے ۱۸۵۰ء سے پہلے کا تعینف ہے۔ تمام مہر یہ خاں کی اس بین مرزا صاحب کو
 بہت پسند تھا، انکار ان کے شاگردوں اور دوستوں نے بلکہ مرزا صاحب نے کی کہ نہ دیا۔
 فاب محمداور غازی الدین حیدر شاہ اور ان پریش محمد علی شاہ بادشاہ اس مہر کے
 بہت مشتاق تھے، انھوں نے بار بار اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جو شخص یہ اعلیٰ مہر مرزا صاحب
 کا مجھے کی ترکیب سے لاسے میں اس کو پانچ سو روپے انعام دوں مرزا صاحب کو بھی اس کی
 خبر ہوگی، وہ مہر یہ خاں کی ترس مہر کے بہت استیلا سے رکھتے تھے۔

۱۸۵۴ء کے بعد ایک سید صاحب کے پاس آئے اور اس سے کہا، میں ملائی کی نشانی
 کروں گا اور پھر کربلائے معلیٰ جاؤں گا، آپ پانچ سو روپے کی ریشم سے مجھے دلوں دیجیے
 وہ روزِ نصرت کی تباہی کا تھا، اکثر شمس اپنے حال میں مبتلا تھے مگر فراب حسن الدولہ کے پاس
 کئی کھادو پے کے ٹوٹ اور پیش منقول اور مٹا مٹھی مرزا صاحب نے کچھ سوچ کر ان
 کو اپنا پیسہ مرثیہ سے دے دیا اور کہا، آپ نواب حسن الدولہ کی ملازمت پر ہمارا کلام دیکھیے تاکہ
 میرے پاس ریشم ہے اور یہ بھی کیسے گا کہ میں نے سنبھلے آپ کا اشتہار ہے کہ جو شخص
 میرٹھ میں کسی شہر کے آدمی کے کانپ رہا ہے، وہ اسے، میں اس کی پانچ سو روپے دلوں گا، اب مجھے
 پانچ سو روپے دیجیے، انھوں نے ایسا کیا، پتلے تو حسن الدولہ کو حرم کیسے کہ صرف طبعِ مرزا صاحب کا
 ہے، باقی بندہ کہ اور کے عسید میرا ہے، خود قلم کی طرف توجہ کرنا تو نواب صاحب مان گئے کیوں کہ
 ان کی مجلسِ مرزا صاحب کی شاگرد تھیں، اب صاحب نے پانچ سو روپے سید صاحب کو دیے اور شہر کے نقل سے کہ
 اہل مرثیہ سید صاحب کے پاس آئے، نواب صاحب نے بہت دیر کا ذکر شروع کر دیا کہ مرزا صاحب نے اصل ملازمت کیا۔

مرثیہ :

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

۱۲۹ ہند

بیان جنگ و شہادت حضرت عباسؓ

۱ کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے رن ایک طرف چرخ کفن کانپ رہا ہے
رستم کا بدن زیر کفن کانپ رہا ہے ہر تھمر سلاطین زن کانپ رہا ہے
شیر کیف و بچہ کے حید کے سپر کو
جبریلؑ لڑتے میں بیٹھے ہوئے پر کو

۲ غلبہ و بھون کو سکتا ہوا ڈرے اک بار اڑا تاج ہما شاہوں کے سرے
غبار کے گل گل کے شاموں کی کرے تائب ہوئے برقعہ و زلف غبار و شرے
خود شہید و برنور نے کہا چرخ بری پر

اب کھول کے دکھ دو سپر و تیغ زمیں پر
۳ نبیت سے یہی د قلم و افلاک کے رہند عطا و ملک بھی نظر آتا ہے نظر بند
دابہ کمر چرخ سے تجرزا کا کر بند سیارے میں غلطال مصیبت طائر پر بند
انگشت عطا و در سے غلام چھوٹ پڑا ہے
خویشید کے پیچھے سے غلام چھوٹ پڑا ہے

۴ خود قتل و شہر پر ہے ہی فاقہ شیر کہتے ہیں انا العبد ، انا العبد بت ذیر
جلاں غیر ہے تن غیر ، کیں غیر ، مکان غیر جز رنگ رخ فوج نہ انا تھا کوئی طیر !

کتے میں ملک خوں سے ماند نہیں ہے

جز طابع اعدا کوئی گردش میں نہیں ہے

۵ بے ہوش ہو گئی، پریشان کن کا ہے ہشیار خواہیدہ می سب طالع قبائے بیدار
پرشیدہ ہے غور شید، غم ان کا نمودار بے نور ہے خفا چاند کا، درخ ان کا منیا بار

سب جزو ہیں اہل رتبے میں کھلاتے ہیں عباس
کزین پیادہ ہے، سوار تے ہیں عباس

۶ ہر بند کھلا تھریں رسم کے کفن کا! اور چرخ پر ڈھلے گھاہ برام کا منشا!
تھا ہر شہنشاہ کو اپنے سرو تن کا! نام از گیا مروں سے سلاطین زن کا!

جس شیر نے شیر دل سے سدا چنگ کیا ہے
جنگاہ میں آج اس نے قدم زنجیر کیا ہے

۷ چمکے تھے غور، زور و نفور کے دھماکو سرکاتے ہیں سپہ بیز فک پشٹ و دواکو
علی آگے بڑھا، حکم یہ دیتا ہے تھاکو ہاں! باندھ لے ظلم و کرم و جور و جفاکو

گھر لوٹ لے بعض و حسد و کینہ و ریا کا
مرکاٹ لے دھرم و کرم و کرو دغا کا

۸ راحت کے قبول کو کیا پوچھ رہی ہے ہستی کے مکاؤں کو فنا پوچھ رہی ہے
تقدیر سے طرانی فنا پوچھ رہی ہے دوزخ کا پتہ فرج جفا پوچھ رہی ہے

غفلت کا قول پر کس طرح انوف سے لے کر
فحش نے کیا خواب گئے کفر سے مل کر

۹ "انفشر" کا ہنگامہ ہے اسی وقت شتر میں "انفشر" کا آواز ہے اب بن و بر شتر میں
"انفشر" کا ہے تذکرہ باہم وقت و سر میں "انفشر" کا غلبہ ہے نفور اہل شتر میں

"انفشر" جو ہے نہ پکار میں تو غضب ہے
"انفشر" زبان ملک الموت پر اب ہے

۱۰ مرد کش ہے اسی دن کا زمین شتر میں سہراب و زربان و شتر میں بے سرو پے تن
تادول کی طرح تحت زمیں فرق ہے تان میں ہر عاشق دنیا کو بے دنیا چہرہ شیران

سب بھول گئے اپنا خستہ اور خستہ آج
آج ہے جگر گوشہ قتال عسب آج

۱۱ ہر خود نماں ہر کتاب ہے خود کا سر میں مانند رگ و ریشہ نرہ چھتی ہے بر میں
بے رنگ ہے رنگ ایلخ کا فوج کمر میں جو خبر ہے نہ تیغوں میں نہ زون ہے پر میں

رنگ کے جوا ہے جو رنہ فوج میں کا
چہرہ نظر آتا ہے فلک کا نہ زمین سے کا

۱۲ ہے شور فلک کا یہ خورشیدِ عرب سے انعام یہ کتاب ہے کچھ اہلئے ادب سے
خورشیدِ فلک پر تو عارضی کا لقب ہے یہ قدرت رب قدرت رب قدرت رب سے

ہر ایک کب اکی کے شرف و جاہ کو سمجھے
اکی بندے کو وہ سمجھے جو افسد کو سمجھے

۱۳ برست ہے یہ کمال میں ہلکا ہے سب میں جیسے ہے کیمانی میں اکی ہے دغا میں
اکی ہے یہ مبر میں کیسے ہے بکا میں چیتے ہے مظلومی حیدر ہے دغا میں

کیا تم جزہ مار نہ پور رکھتے ہی آدم ۴
قبائلی سا دنیا میں پسر رکھتے ہی آدم ۴

۱۴ چنے میں یہ اشد ہے بازو میں ہے جعفر طاعت میں ملک جو میں نہیں ضروری حیدر
اقبال میں اشم ہے تواضع میں نبیؐ اور طاعت و بندہ میں حمزہ صفدر

جو ہر کے دکھانے میں یہ شعر خدا ہے
اگر کے گانے میں یہ شاہ شہد خدا ہے

۱۵ بے ان کے شرف کچھ بھی زمانہ نہیں رکھتا ایمان سوائے کے خزانہ نہیں رکھتا
قرآن بھی کوئی اور فساد نہیں رکھتا شبیر بغیر ان کے دیکھا نہیں رکھتا

یہ روح مقدس ہے فقط ملوہ گری میں
یہ عقل مجرب ہے جمالی شہری میں

۱۶ ہر جو رگ و کھسی رخ سرخ نصرت اک تختہ باقوت بیاں ہوا سارا
سرخ کی کرن نے کیا شرم کے اشارا یوں دھوپ آری آگ جی طرح سے پارا

قدوں نے چمک کر کہا اس روپے اوپر
لو سائے کا شجر گرا دھوپ کے اوپر

۱۷ قرآن، ہر اسے علم شاہِ اہم کے سب خد ہرے ہر کے بنے سرو اہم کے
ہیں رازِ خیال خالقِ وفا افضلِ کرم کے جبریل نے پر کھوئے ہیں پرے میں علم کے

پرچم کا جہاں مکس گراما مقدہ چکا

پرچم کہیں دیکھا دستاویزِ جم و غم کا

۱۸ قرآن میں نہ وہ ہے نہ پہلا بل یہ مہلابے برقِ روئی و کوس کی بھی سانس ہوا ہے
ہر دل کے دھڑکنے کا مگر شورِ بپا ہے باجا ہر سلا کی کا اسے کیسے بجا ہے

کتکتے ہیں ہر آواز سے نقارہ و دف کی

فریت ہے دُردِ غلبِ شاہِ نعت کی

۱۹ آؤ کہ تو دیکھا، رخ پر نور کو دیکھو "دائیس" پر دھو، روشنی طر کر دیکھو!
نے روشنی ماہ کو، بنے ہر ر کو دیکھو اسی شیخ مراد ملک و حور کو دیکھو!

ہے کون تجلی رخ پر نور کی مانند

یاں روشنی طر جلی طر کی مانند

۲۰ مزاجِ کراہِ تازگیِ نظم میں کہ ہے یا حضرت قیاسی علم! وقتِ مدد ہے
مولا کی مدد سے جو نہیں ہے وہ نند ہے اسی نظم کا جو ہر ذمہ دار اس کو نند ہے

مادر سے ملے بھی نہیں درکار ہے گھر کو

سرکارِ حسنی سے سرکار ہے گھر کو

۲۱ گھوڑے یہ نظم و میاں، ریشہ نہیں ہے باطنی کو بھی گشت میں اندیشہ نہیں ہے
ہر مصرعِ برجستہ پہل ریشہ نہیں ہے یاں منزعج کا ہے دگ ریشہ نہیں ہے

صحت مری تشعیش سے ہے نظم کے فن کی

ماندِ قلم ہاتھ میں ہے بھٹی سنن کی

۲۲ گڑگاہٹے، فائدہ کیا کہہ کنی سے ہیں کاہ کو گلی کرتا ہوں رنگیں سخی سے
خوش رنگ ہی الفاظِ حقیقیٰ یعنی سے یہ ساز ہے سوزِ غمِ شاہِ عمدنی سے

آہن کو کر دیں نرم تو آئینہ بنا دیں

پتھر کو کر دیں گرم تو میں مٹے رنگا دیں

۲۳ جڑ غفلت تجس جسے حاصل ہے سراپا پردھت سراپا کا ترشکل ہے سراپا
ہر عضو تک قدرت کامل ہے سراپا یہ روح ہے سرتاقدیم، دل ہے سراپا
کیا مٹا ہے گر کوئی جھگڑتا ہے کسی سے
مضمون بھی اپنا نہیں لڑتا ہے کسی سے

۲۴ سوچ کو چھپاتا ہے گیس، آئینہ کو زنگ داعی ہے تر، سرخ دل لالہ خوش رنگ
کیا اصل دردِ دل کی، وہ پانی ہے یہ رنگ دیکھو گل و شبنم، وہ پریشاں ہے یہ رنگ
اسی چہرے کو ڈاؤنری نے لاریب بنایا
بے عیب تھا خود نقش بھی بے عیب بنایا

۲۵ انساں کے اسی چہرے کو کب بڑھیراں! یہ نور و دلالت، یہ نور و ادھ پنساں
برسوں سے ہے آئناؤں میں مڑتا ہوا کب سے تیرے قاتل مہر کو ہوا
آئینہ ہے گھر زنگ کا یہ رنگ نہیں ہے

۲۶ آئینہ کہا رخ کو تو کچھ بھی نہ شنائی فنست وہ سکندر کی، یہ صنعت ہے خدا کی
واں خاک نے صفیل، یہاں قدرت نے مہلاک طالع نے کس آئینہ کو خرابی یہ عطفا کی؟
ہر آئینہ میں چہرہ انساں نظر آ گیا
اس رخ میں جمالِ شہر مردان نظر آ گیا

۲۷ بے شل نہیں ہے، مگر اہل یقین میں بس ایک یہ خورشید ہے خفاکِ دُہلی میں
جلوہ ہے عجب ابروؤں کا قرب نہیں میں دو مچھلیاں ہیں چشمہ خورشید میں
مردم کو اشارہ ہے یہ ابرو کا ہمیں پر

۲۸ جتنی کے تو مضمون پر دھڑے ہے یقینی اس نظم کے چہرے کی وہ ہر جائے کا مینی
منظرِ محو کو ہر ہرئی غرض نشینی کی سایہ جتنی نے فقط جلوہ گزینی
دلا راسی مینی کی محبت کا معما ہے
یہ راہ تو ایماں سے بھی بالیک سولہ ہے

۲۶ جی کو کہیں شیخ، تو اس کی کہاں ہے
 دو شعلے اور اک شیخ یہ حیرت کا کہاں ہے
 پُر نور جھروں پر مجھے شعلے کا کہاں ہے
 ہاں زلفوں کے کوپے سے بواؤں کا کہاں ہے
 سمجھو نہ جھوٹی بسکہ ہوا کا جو گز رہے
 یہ شیخ کی نو گاہ اور گاہ اُدھر ہے

۳۰ اسی درجہ پسند اس رخ روشن کی چمک
 خورشید سے برگشتہ ہر اک ماہ فلک ہے
 ابرو کا یہ غل کبوتر اخلاک ملک ہے
 محراب دعا و بشارت و ملک ہے
 دیکھا جو مرنے اسی ابرو کے ثروت کو
 کیسے کہ طوف پشت کی رخ اس کی طوف کو

۳۱ جو معنی تحقیق سے تاویل کا ہے فرق!
 پہل سے وہی کیسے کی تمہیل کا ہے فرق
 سر سے اس آنکھ سے اک لیل کا ہے فرق
 میل ایک طرف نور کی تمہیل کا ہے فرق
 اسی آنکھ پر اہت کے درخشم کو دیکھو
 تاؤ کی سلاں گواہ اس چشم کو دیکھو

۳۲ گراؤ گھر کو رگس کوس بے شین عداوت
 رگس میں نہ چلیں میں، نہ پل، نہ بھان
 چہرے پر عید کی بے جا ہے اشارت
 وہ عید کا مژدہ ہے یہ حیدر کی شان
 ابرو کی مہر تو میں نہ جنبش ہے نہ مٹو ہے
 اک شب وہ مہر ہے یہ برشب مہر ہے

۳۳ مژغ مژغ غرق دیکھ کے خورشید ہوا
 ابرو سے چمکتا ہے زریخ کا نور
 آنکھوں کا غرق روغن ادا م سے بہتر
 علق کا پینہ ہے گلاب گل آفت
 قطعہ رخ پر نور پہ دھتے ہوئے دیکھو
 علق تر رشید نکلتے ہوئے دیکھو

۳۴ قبیح کتاں منہ میں زباں آٹھ پنز ہے
 گویا دہن منجھ میں برگ گل تر ہے
 کب منجھ و گل برگ میں یہ نور مگر ہے
 یہ برج میں خورشید کے ماہی کا گہر ہے
 تعریف میں ہونٹوں کی جوب تر ہا میرا
 دنیا ہی میں قابو لب کو تر ہا میرا

۲۵ یہ رنہ جو رقیبت لب خوش رنگ ہوا ہے کیا تافیر خنچے کا سیاں تنگ ہوا ہے
اب مروج دکن کا بجھے آہنگ ہوا ہے پرچنے کا نام اس کے بے تنگ ہوا ہے
خنچہ کما اس مذکر، خندا ایل سخن سے
سرخچے کوئی، بواقی ہے خنچے کے دہن سے؟

۲۶ شیریں زخموں میں رقم اس لب کی جلا ہے اک نئے شکر اور ایک نے اِقت کھا ہے
یا قوت کا کفن مگر اُنسب بے بجلا ہے یا قوت سے بڑھ کر جو کھوں میں تر مڑا ہے
چوسا ہے یہ لب شملی رُکب حق کے دل نے
یا قوت کا بوسہ لیا کس روز مسل نے

۲۷ جان نغمہ، درودِ فصاحت ہے تیر ہے ہر کلمہ ہے مرقع پر بلافت ہے تیر ہے
الحمازِ سیمائی کراست ہے تیر ہے قابل ہے نزاکت کو نزاکت ہے تیر ہے
یوں ہر نثر میں تصویرِ سخن وقت بیاں ہے
یا قوت سے گھوٹا رنگ یا قوت عیاں ہے

۲۸ اب اس لبی شیریں دہنی کی کروں تحریر طفل میں کھلا جب کہ یہ خنچہ پے قفر
پہلے یہ خبر دی کہ میں ہوں قدیر شبنم اس خروش سے پھارنے نہیں خنچ دیا شیر
مہ جیدِ کز کرنے سیٹھا کیا ان کا!
شیرینی احماز سے منہ بھر دیا ان کا!

۲۹ اس لب سے دم تازہ ہر اک نے زندہ نہلا جیسے شہ رواں نے نغیری کو جلا
جان بخشی اموات کا گویا ہے یہ آیا ہم دم درودِ اللہ اس کا نظر آ
دم تالاب بے جاں میں ہوم کرتے تھے جینے
ان ہر نثر کے احماز کا دم بھرتے تھے جینے

۳۰ دُعاؤں کی لڑی سے یہ لڑی طفلِ خدا داد وہ بات ٹھکانے کی کہوں اب کر ہے یاد
یہ گھر ہنسائی ہی، پاک ان کی ہے بنیاد عباسی و نجف ایک ہی گچھے اگر اُعدا
منہ دین کے شرف ہی یہ جواہر کے شرف ہی
دندانِ مگر عباسی ہی تو رنہ نجف ہی

۴۱ اب چاہئے دلوں کی باتوں کا نظارہ
دس انگلیاں ہیں مثل علم ان میں صفت آرا
ہر تجربہ کا ہے اپنے جہول کا اشارہ
اسے دوستو! مشرے میں علم رکھنا ہمارا

پہلے مرے آقا مرے سالار کو رونا !

پھر زیرِ علم ان کے علم دار کو رونا !

۴۲ تارے کو فکر کا رشتہ نہیں جاتا
فکر ایک طرف دم صحنِ ساشا، نہیں جاتا
پر فلزِ سنا کا مری دھوئے نہیں جاتا
مضمون یہ نازک ہے کہ باز حائس جاتا

اب نریب کرتے شہرِ بار چو کی ہے

غیاں نے شعلے کو گرہ بال کی دی ہے

۴۳ نئے چرخ کے سونو سے ناکِ فشن کا کاوا
دیتا ہے سدا عمر رواں کو یہ مچھلاوا
یہ قسم ہے ترکیبِ عناصر کے علاوا
اللہ کی قدرت ہے مچھلِ بلی نہ مچھلاوا

چلتا ہے غضبِ چال، قدمِ شل ہے تما کا

تو سن دیکھو، رنگ اڑا ہے یہ ہوا کا

۴۴ گردِ شبنم میں ہر اک آنکھ ہے فائز کی خیال
ہندش میں ہیں نعل اُس کے رہائی دلائی
روشن ہے کہ تجھ جاسنے غافلِ حق پر دانی
بھرتی سے ہے مضمونِ کلاوں کا بھی غالی

نُزومت ہے اندھیرے اور ابلے میں غضب کی

اندھیری اسے چاندنی ہے چو دھری شب کی

۴۵ گروں پر کبھی ہم قدم اس کا، یہ ہے دشوار
وہ قافلے کی گرو ہے، یہ قافلہ سار
وہ ضعف ہے یہ دور، وہ مجبور یہ مختار
یہ نام ہے، وہ ننگ ہے یہ فریہ دار

اک جست میں رہ جلتے ہیں یوں دامنِ دکا دور

جس طرح مسافر سے دم میں سدا دور

سے ہندو جڑی بند، شمارِ دیر کے علاوہ دوسرے کا غرض نہیں ہے:

مشتاق ہوں اب عالمِ بالا کی مدد کا
درپیش ہے مضمونِ عملدار کے خدا کا
یہ ہے قدِ بالا پسِ شہرِ محمد کا
باسا یہ محشم ہوا اللہ کا

اس قدرِ دوامِ رو کی کشش کیا کوئی جانتے

کھینچے ہیں دو در ایک العن پر نہلاتے

۴۶ جہنم پہنچنے کی ہے، شرقی سے بھی ہے ان قطروں میں پر لیں سے کو تیز بڑی ہے
گلشن میں مہا، باغ میں یہ کبک دی ہے فانی میں پروا نہ ہے شیشے میں ہلکے

یہ ہے وہ جہاں کے مہر دار فلک ہیں
سایے کی جگر پر کے تھے بہت فلک ہیں

۴۷ ٹہرے تو فلک بکوز میں پر نظر آئے دوسرے تو زمیں چرخ بریں پر نظر آئے
شہباز ہوا کا نہ کہیں پر نظر آئے راکب ہی فقط دامن زمیں پر نظر آئے

اس راکب و راکب کی برابر جو ثنا کی
یہ علم خدا کا، وہ کثیفیت ہے خدا کی

۴۸ شرقی میں پری، حسن میں ہے حریر بہشتی طوفان میں راکب کے لیے نوح کی کشتی
کب اُٹھتی ذرواں میں ہے یہ نیک شرقی یہ غیر ہے، وہ شر ہے، یہ غول ہے، وہ بڑشتی

صحرایم میں، فصل ہماری ہے جن میں

زہرا ہے اسفل میں، غور ہے دن میں

۴۹ اسی رخس کر عباس اڑاتے ہوئے آئے کوئی یقین الٹک، پہلے تھے ہوئے آئے
خیر سے سزوں کو جلاتے ہوئے آئے اک تیغ نگد سب پر لگاتے ہوئے آئے

بے پتے کے کھینچے ہوئے، ہر کوئی کماں کو

بے ہفتے تانے ہوئے لکڑی کی سال کو

۵۰ کھا ہے خورد خ کے کراک گیتہ دلاور ہفت سے فروکش تمامیاں صفت لشکر
دوئی تن و سنگیں دل و بد باطن و دہر سر کر کے ہم نبروں پہ لا یا تھا کئی سر

ہمراہ شوق و ریح مہی و کھا تھا نشان تھا

جاگیر کے لینے کو سوسے شام رواں تھا

۵۱ تقدیر جہنم میں شب ہفت آئے لائی غنوت، ہر اسے بات عمر نے یہ سنانی
دریش سے سادات سے ہم کو بھی لائے واں بیعتی جہنم میں یاں ساری خدا کی

اکبر کا نہ قاسم کا نہ شہباز کا نہ بڑے

دولا کھ کو اشتر کی شمشیر کا ڈر ہے

۵۰ بزدل لڑکر کہ ہر لمحہ کو بھی نہ سوساں شمشیر خدا کوئی : عمر بولا کہ عباسؓ
اس نے کہا : پھر فرج کی کیڑے کوسے کچھے آئے : بولا کہ کئی روز سے اُس شیر کو ہے پیاس

اُم بھی جی ہمارا نہیں لڑتے جی کی سے

پر دوسرے شکلی ہے تو عباسؓ کی سے

۵۱ تشریفِ علم وادب جی دل میں بولا یا ! اُس گزیر کو چپکے سے مرنے پر سنا یا
اندیشہ تھا جس شیر کے آنے کا ، وہ آیا سرا کی سے پر سے سونے عباسؓ اٹھا یا

دیکھا تو کہا ، کاتب کے یہ فرج دلتے

رہا ہوا ! راتے ہو مجھے شیر خدا سے :

۵۲ مانا کہ خدا یہ نہیں ، قدرت ہے خدا کی مجھ میں ہے زنا دور ، یہ طاقت ہے خدا کی
کی خوب مہیاقت مری وقت ہے خدا کی سب نے کہا : کچھ پر مہیاقت ہے خدا کی

ہا ، ہڈی نہ کر ، نام بے دردی کا اسی سے

تو دُور دور میں کیا کم ہے کسی سے

۵۳ بادل کا سر سے وہ گر جتا ہوا نکلا ! جلدی میں سُلج جنگ کے بتا ہوا نکلا !

ہر گام وہ مسر کر جتا ہوا نکلا اور سامنے نقارہ بھی بجتا ہوا نکلا !

غائب تھا مشتق کی طرح اہل جہاں پر !

دھنست تھی زمیں پاؤں وہ رکھتا تھا جہاں پر !

۵۴ تیار کر کسی کے ہوا جنگ پہ غور غور ! اور پہنچا اہل آیا ہوں قبر بھی تیار

غصہ لیا منہ دیکھنے کو اور کبھی تدار مثل دم مرگ چڑھا گھوڑے پر اک بار

وہ شخص پہ ، یا دلیر دلِ حق نہ دی پر !

فلان میں اٹھا ، کہو چڑھا کبک دہی پر

۵۵ اکیسیت و مہینیت سے وہ خوفت نہر آیا اسیب کو بھی سامنے سے اسی کے نڈر آیا

میدان میں قیامت کو بھی مشرِ ظفر آیا گرد اپنے لیے نیروں پر کشتوں کے سرا یا

زندہ ہوا اپنے سیرِ دہرِ صفت سے بڑھے تھے

سرِ مردوں کے نیروں پر تماشے کو چڑھے تھے

۵۸ سید کا بھی نیزے کو بلایا، کبھی آٹھا پڑا ہوا کے زنجیر باغ فصاحت کو اٹھا
ظالم نے کئی پشت کے مڑوں کو اکٹھا بولا: سری نینیت نے مگر شیروں کا چھڑا

ہم بچو درست ہے نہ سہا ہے میرا

شریب بن بیکر العفر العا ہے میرا

۵۹ نترک میں سرانداختا ہوں پہلی زمان کا پنجہ نمی سدا پیر تا ہوں شیر ویاں کا
نظارہ ذرا کیجیے ہر شاخ سناں کا اُس نیزے پر وہ سرے نلاں میں نھلا

جو جوتے پلان گئیں اس دورۂ زمیں

تو اُن کے تہر خاک ہیں سر میرے چلو میں

۶۰ انسان کا کیا حوصلہ جو مجھ سے کرے جنگ بنات کے دغ کا مری دہشت اڑا رنگ
ہنگام دعا دیر فلک مجھ سے ہے فلک گنگ اک داریں وہ شیروں کو کرتا ہفتا چرنگ

بہمن کو میں اور گیو کو ہوں مور سمبھنا

میں رستم دستاں کو ہوں کزید سمبھنا!

۶۱ یاں نیعت زباں صیغ الہی نے علم کی فرمایا: مرے آگے یہ تقریر ستم کی؟
اب منہ سے کما کچھ قرباں میں نے قلم کی کو نہیں نے گردن مرے دروازے پر خم کی

طاقت ہے ہماری اُسند اللہ کی طاقت

پنچے میں ہمارے ہے بیکر اللہ کی طاقت

۶۲ قرب، زخما جاتا ہے شمس و قمر کو؟ وہ شام کو ہوتا ہے غروب اور یہ سحر کو
ایمان کچھ ہر شہر جتن و لشکر کو! شمع رو معراج ہیں یہ اہل نظر کو

خورشید بنی ظالم تر شاہ اُفم، ہیں

اور ماہ بنی دانشی آفاق ہیں ہم رکھ

۶۳ بیکر العفر نخس کا تو دایع جگر ہے میں چاند ملے گا ہوں، تجھے کچھ بھی خبر ہے
تو کفر ہے، میں دین ہوں، یہی تیرا تر ہے میں مالک فرد کی ہوں، تو اہل مغرب ہے

تو خوں بیاباں میں سلیمان علی ہوں

تو رو رہے ہیں شیر نستان علی ہوں

۴۳ مریح تو ہم موجب و منتر کے کشندنت
عنت کے کشندے ہی قرار دے کے بندے
آذر کے بندے ہی آتش کے کشندے
خیر کے کشندے ہی آتش کے کشندے

فلک کے بندے ہی، تو شیر خدا ہیں

شیر خدا ہیں، سپر آل عبا ہیں

۴۵ شاہوں کا چراغ آتے ہی گل کر دیا ہم نے
ہر باغ میں ختم ز گل کر دیا ہم نے
خدا کی پہ در قلعہ کو ملی کر دیا ہم نے
اک جزو تھا کھدائے گل کر دیا ہم نے

کیا جانے یہ تو سب شرف آل عبا ہیں

وہ ہیں نہ تمام سے نہ ہم ان سے جدا ہیں

۴۷ خورشید درخشاں ہی تار ہے کسی کا؟
گلہ ورق ماہ پر مقرر ہے کسی کا؟
اور سورہ "واشش" میں مذکور ہے کسی کا؟
ذریعے کو کرے مریہ مقدر ہے کسی کا؟

یہ صاحب مقدر ہی اور علی ہیں

یا ہم کہ ظلام خلعت القدر ہی ہیں!

۴۹ دو خدا نہ کر کرتی ہے اک انگشت ہماری
ہے مہر غوث سے مل پشت ہماری
ہے تیغ لغز وقت زود کشنت ہماری
سو گز ز قضا، عزت یک شبت ہماری

قدرت کے خیتان کے ہم شیر ہیں، ظالم

ہم شیر ہیں اور صاحب شیر ہیں، ظالم

۴۸ سب کو ہے فنا، دورہ ہمیشہ ہے ہمارا
سر پیش خدا رکھنا یہ ہمیشہ ہے ہمارا
ہیں شیر خدا جس میں وہ ہمیشہ ہے ہمارا
عاشی ہے اہل جی سے وہ ہمیشہ ہے ہمارا

ہم جزو جان اس کے ہی جو کل کا شرف ہے

رشتے میں ہمارے گھر پاک نجف ہے

۴۹ جوشن جردا دل میں ہے وہ اپنی نہ ہے
ہر عقدے کا نامن برے نیزے لگا رہے
تلا سے پانی بھر کر دھر ہے
کائنات پر جبریل کو جس تیغ نے یہ ہے

مرد خود کل کا نہیں محتاج ہمارا

شیر کا ہے نقش قدم تاج ہمارا

۱۰ اعد ہے چچا، میرا پدر حیدر صفدر وہ گل کا پیر ہے یہ کوئین کا دہبر
اور مادر زینب کی ہے لڑائی سری نادر بھائی مراک عن، دو عبد اشتر و صفدر
اور شبیر و شبیر بی سرد ہمارے

۱۱ تمام کا عزا دار ہوں اکبر کا میں غم غرار ہم ان کے غلام اور وہ محنت رہا ہے
میں کرتا ہوں پر وہ تو موم ہوتے ہیں اسرار نقاش کر نگہاں نیام شہر ابرار
اب تازہ یہ بخشش ہے تقدیر ازل کی !
سقا بھی بنا اس کا جو پوتی ہے عالم کی !

۱۲ ہم بانشے ہیں روزی ہر بندہ غفار رزاق کی سرکار کے میں مالک و مختار
پر حق کی اطاعت ہے ہر کار کا میں دیکار خود وقت بخرد ز سے میں کھائی تے میں تلوار
میں عقدہ کشا، دست کشا قلعہ کشا بھی
پر میرے نہ دھاتے میں دشمنی گلا بھی

۱۳ نامی کو ہر شتی کے زجر پر حسد آیا یوں مل کے پہن حملہ وہ ملعون بد آیا
گویا کہ سقر سے عمر و عبدود آیا اور لرزے میں ترسب بھی بیان نہ آیا
نفری کی خدا نے اُسے حسین مقرر نے
میرا کیا دھاسی کو یاں فتح و ظفر نے

۱۴ شہنشاہ و میری یہ بھرتا لیل ہے،

۱۵ اب تازہ یہ بخشش ہے خدا نے ازل کی

۱۶ شہنشاہ و میری اس کے بعد ایک عہد بند زاد ہے،

اُس کے قدم پاک کا ندیہ ہے سراپا قربان کیا جس پر بنگا نے پسر اپنا
تدبیر کر کبر ہے دل اپنا جگر اپنا بیت الشرف شاہ پصدتے ہے گل اپنا
مشہور جغیاں زمانے کا شرف ہے
شبیر کی نعلین اٹھانے کا شرف ہے

۴۳ شہزادہ بڑھ کے قیصروں نے پکارا
لوٹو تمہارے دست زبردست تمہارا!

ہے مہربان خیر القرباں مہر کر آرا
شہزادہ یقین جانو کہ عباسیوں کو مارا

یہ حرکت، وہ بدعت، یہ نغزائے وہ چٹ

وہ چاند، یہ عقرب ہے، وہ سورج کی گئی ہے

۴۵ اسی شور نے تڑپا دیاضرت کے جگر کو
اکبر سے کہا، مجاہد تو عتق کی خبر کو

اکبر بڑھے اور مرے بکاسے یہ پردہ کو
گھیرا ہے کئی شخص بستوں نے قمر کو

اک فوج فنی گرد و علم دار ہے دن میں

لڑاؤ، جی ہاشمی آتا ہے گمن میٹل

۴۶ غلے کے دل آلی عاقبت سے گار جب
اب باز دے شاہ شہزاد توڑے گار جب

بند کر شیر خدا توڑے گار جب
گوہر کو قندہ سبب جفا توڑے گار جب

مہربان کچھ ایسی کی تو انائی کا علم ہے

فدائی کو حیا مان کی تمنا کی کا تم ہے

۴۷ شہزادے کیا روح علی کی نہ ہوگی!
نامانے مرے کیا یہ خبر پائی نہ ہوگی!

کیا طوطہ فردوس میں گھوڑی نہ ہوگی!
سرنگے وہ تشریف بیاں لائی نہ ہوگی!

ہندوں پر عیاں زہر خدا کرتے ہی تھک

پیارسے مرے، دھوڑو کہ کیا کرتے ہی تھک

۴۸ سن کر یہ خبر بیاں کر لے گئیں نالا!
ڈیڑھی پہ کر کڑے گئے سید دا

چلتے کہ قیصر! علی! صفحہ کو اٹھا لا،
ہے وقت دما چھوٹا ہے گود کا پلا

سہا نیر! سرکھول دو، نچاؤ، بچھا دو

دشمن پر علم دار، نچاؤ، بچھا دو

۴۹ ملے شاد دیر میں بیاں ایک بند کا اٹھا تو بڑھ گیا ہے،

اک گہر قوی آیا ہے کھینچے ہوئے سوار
کہتے ہیں کہ اک جلے میں ہے فیصلہ کار

سرکشوں کے نیزوں پر جی گواہی کے نور
باں دست قیصر، متبسم ہیں ملو

اندر سے خبر کہے قیصر شہزادے کو

سب کہتے ہیں مہربان بن عدا قراں کو

۷۹ نیچے میں قیامت ہوئی فسر یاد دلگاسے
سہمی ہوئی کتنی کتنی سکینہ، یہ خدا سے

خدا تر ہوا انی، بولے میرے چچا سے
وہ بیٹے پھر، غیر میں مر جاؤں بلکہ

صدقے کروں، قربان کروں اپنی جفا کو

دولہ لکھنے گھر ہے سرت ایک چچا کو

۸۰ ہے ہے کہیں اسی ظلم کو تم کہے ٹھکاتا
مٹے پرستار ہے کہیں تلوار اٹھانا!

کوئی بھی زہار کتا ہے سید کلاستا
جائز ہے کسی پیار سے بانی کا چھپاتا

بہتر سے غذا کھا ئی ہے لے پانی پیار ہے

بے معمول نے کسی دکھ میں ہیں ڈال دیلے

۸۱ اچھری آماں ابر سے مٹے کو بلاؤ!
کہہ دو کہ سکینہ ہوئی آخر ادھر آؤ!

اب پانی نہیں چاہیئے تابوت ملگاؤ
کاندھ سے رکھو ٹک جنازے کو اٹھاؤ

مٹنے ہی بہت سے لگے پھیں گے عباسؑ

یہ سنتے ہی گھبرا کے چلے آئیں گے عباسؑ

۸۲ اہی مرے میں جیسے کیے مرے تپ وہاں چار
پر ایک بھی اسی چشتی پر نہ لگا وار!!

ماتر دل و چشم ہر اک مضرت تھا ہشیار
عارف ہوئی تلوار، خلافت ہرا ناچار

جب تینے کو تھملا کے رخ پاک پر کھینچا

تلوار نے انگلی سے الفت خاک پر کھینچا

۸۳ غازی نے کہا، لیکن اسی دن پر تھا تجھے ناز
سیکھا نہ پیر شاعیوں سے مرے کا انداز

پھر کھینچی اہی انداز سے تینے شمشیر انداز
جو صلمان کے بھی منہ سے نہ نکلی نہ آواز

یاں غوث سے قاتل کو کیا میان نے خالی

واں قاتل اعدا کو کیا جان نے خالی

۸۴ یہ تینے سراپا جو بڑ بڑشتہ نظر آئی
پھر جامہ رتن میں نہ کوئی روح سمائی

وہ کتنے کہا تو بہ، تعنا بری، و حوائی
انصاف پکارا کہہ سے قبضے میں خدائی

و فتح مجسم کا وہ سر بیٹ سے نکلا

نصرت کے ملک کا مرد غیب سے نکلا

۸۵ بجلی کی بجلی پر ۱۰ اہل در کے اہل پر
سید سے ہٹے کر کے نظرتج کے اہل پر
خوشید قمارج پر مریخ رمل پر
اک زلزلا طاری ہوا گردن کے رمل پر

یہ بزل دیا تیغ درخشاں کی چمک نے
جوتا دل کے دھند سے زین پلائی خلک

۸۶ موجب سے مخاطب تھے دہلی ولاور :
مکن ہے کہ اک عرب جس دو ہوتو برابر
شمس کے مانند سراج ہوں میں جو ہر
پراس میں میاں ہوں گے جو ہر کے تھ پر

لے روک مرے وارز سے پاکی میر ہے
زخمی نہ کروں گا ابھی اظہار ہنس رہے

۸۷ کا ندھ سے پیرے کے مقابل ہوا دشمن
یہ سینہ یہ بازو یہ کمر اور یہ گردن
بستانے لگے تیغ سے یہ عرب کا ہر فن
یہ خرد یہ چار آئینہ یہ دھال یہ پرشمن

کسی وار کو وہ روکتا، تلوار کہاں تھی !
آنکھوں میں تو میری تھی ٹکا ہر کس کہاں تھی

۸۸ موجب نے دھوڑ دھال نہ توار سنبھال
خالم نے سناں غصے سے اک بڑبھال
اک اتھ سے سرائیک سے دستا سنبھال
اس شیر نے شیر شہر بار سنبھال

ثانی جو سناں اس نے علم دار کے اوپر
بیزہ یہ اڑا لے گئے تلوار کے اوپر

۸۹ جو چال چلا وہ برا گراہ و پریشاں
تیروں کی لڑائی پہ پڑا قسور پیکان
پھر زانچہ کھینچا جو کمان کا سر میلان
تیروں کو قلم کرنے لگی تیغ درخشاں

جو ہر سے تیروں ہی کے چل دھن بدل تھے
گر شہنشاہ کے تھے ساڑھ پچھتے کچھ چل تھے

۹۰ اُس تیغ نے کرشن کے چرخش میں کیا گھر
پرتیروں کے کٹ کٹ کے اڑے شلی کوڑ
غل تھا کہ گرا برج کو تریں وہ اثر در
موجب ہوا مضطر صفت طاری ہے پر

بڑھ کر کہا غازی نے تاکس کی خلف سے
اب مرگ ہے اور تو ہے یہ تیغ اور وہ مر

۹۱ نامرو نے بدشیدہ کیا رہا کر سپرے اور کھینچ لیا خنجر ہندی کو کر سے !
خنجر تو اُدھر سے کھلا اور تیغ اُدھر سے اُس وقت ہوا پہل نہ کی پہنچ میں دے

اشدر کے شمشیر مسلم دار کے جوہر
جوہر کے اُس خنجر خوں غوار کے جوہر

۹۲ خنجر کو جو کانا تو وہ مہری نہ سپرے مہری نہ سپرے تو وہ سیدھی گئی سر پر
سیدھی گئی سر پر تو وہ مٹی صدف و کر پر مٹی صدف و کر پر تو وہ مٹی قلب و جگر پر

مٹی قلب و جگر پر تو وہ مٹی دامنِ زری پر
مٹی دامنِ زری پر تو وہ مرکبِ تھا زین پر

۹۳ دو کٹی ہوئی دامنِ برکیش سے مٹی ارواحِ صفتِ جسمِ بدائش سے مٹی
مٹی کی لاریج بازو سے دلِ لیش سے مٹی آڑی گئی ہر ہر کے کس پیش سے مٹی

دم سینے میں کافر کے رکھا اور یہ الگ مٹی
دو ہر کے وہ دوست گوارہ و الگ مٹی

۹۴ ایسا نے اچھل کر کہا: وہ کفر کو مارا قدرت نے پکا داکر یہ ہے زور ہمارا
حیدر سے بچا جو سے: یہ ہے فخر ہمارا حیدر نے کہا: یہ مری پتلی کا ہے تارا

پردہ از شیخِ ربیعِ تاباں ہوئی زہرا
محسن کو لیے گرد میں قریاں ہوئی زہرا

۹۵ بنگار ہوا گرم یہ ناری جو ہوا سرد دانِ فوج نے لی باگ، بڑھا باں بیلانِ بزر
مباہر کی صدا سے سرقاہوں میں ہوا درد رنگِ بدش ادا کی طرح اڑنے لگی گرد

قاروں کا زہر گنجِ خنما نکل آیا!
یہ خاک اڑی دن سے کہ پانی نکل آیا!

۹۶ اک صفت پر گری تیغ الٹ کر اسے مارا سیدھی گئی اُس پر تو اٹ کر اسے مارا
بٹ کر اسے مارا تو پلٹ کر اُسے مارا بڑھ کر اسے مارا کبھی گھٹ کر اُسے مارا

اشدری صفائی کو ذرا خوں نہ بھرا نہ صفا
یہ کلاٹ کے نکلی بھی تو سرتن پر دھرا نہ صفا

۹۷۔ ترس نے کہا، دیکھ میں کیسی ہوں، ہوا ہوں! سٹوار پکاری کر میں آفت ہوں، بلا ہوں
وہ بلا، میں طاعون ہوں، مہلکا ہوں، پہاڑوں ہنس کر یہ کیا تیغ نے، میں قبر خدا ہوں

گھڑے نے کہا، لاشوں کو میں دفن کئے نکلیں

شرعیہ پکاری میں کہ ہر کوہ کے ٹکڑوں

۹۸۔ اسی برق نے چورنگ برقاوت کیا تھا ہر طاقت میں مگر تیغ نے طاقت کیا تھا
منصب نے عجب طرح کا انصاف کیا تھا مطلع پئے غور شدید علی صاف کیا تھا

جس بھول میں ڈوبی ہوئی انہو سے نکلی

تھا شرک کو وہ لال پری کوہ سے نکلی

۹۹۔ ہرزہ مٹے، اُنھلنے لہنے، پکارے مردوں کے جو سر نیزہوں پہ تھے، وہ پکڑے
ڈر کر عمر سعد کو گسراہ، پکارے فوجی ہر کے علم دار، سوسے شاہ پکڑے

یاں تو ہوا، یا حضرت شبیر، کا نعرہ

شبیر مڑے نہیں کر کیا بھیجیر کا نعرہ

۱۰۰۔ ہر دے کراٹھا کزیر، سن شدہ کی پکاری: عباس نے کی تیغ، مبارک ہو میں، واری!
اب کتنی ہوں میں دیکھتی تھی جنگ، یہاں عباس کی اک ضرب میں ٹھنڈا ہوا ناری

مرب کو تو خبر میری یہ اللہ نے مارا

ہم نام کو ابن اسد اللہ لے مارا

۱۰۱۔ میلاں میں علم دار کے ہانے کے میں مدد تے اس ناسے میں تلوار لگانے کے میں مدد تے
بہم علم و لشک اٹھانے کے میں مدد تے اس پیاس میں اک بوند پانے کے میں مدد تے

سقا بنا پیاسوں کا مروت کے تصدق

بے سر کیا شہ زوروں کو قوت کے تصدق

۱۰۲۔ تم دونوں کا ہر وقت نگہبان خدا ہو دیکھے جو بری آنکھ سے غافعت ہر وقتا ہو
دونوں کی بلا سے کے یہ مال مائی خدا ہو رو کر کہا حضرت نے: بہن دیکھے کیا ہو

منہ چاند سا مجھ کو جو دکھائیں تو میں جانوں

دو با سے سلامت جو بھڑکائی تو میں جانوں

- ۱-۳ زنبیب سے بھرت یہ بیان کرتے تھے رولا
چلائی میں مدتے تو سے! ابھی مری قہقا!
ناگاہ مسکینے سنا فح کا حیدر پیا
بامداد بگائیں مرے غم کی ترے آ!
- دکھ پیاس کا کدہ کراٹیں بے ہوش نہ کرنا
پر باد دلا نا کفر اسوش نہ کرنا
۱-۴ لینے کو بگائیں گئی نعت سوئے جنگا
عباس نے آتے ہوئے دیکھا اسے ناگاہ
چلائے کہ پھر جائیں، ہوا نے سے آگاہ
کہہ دینا مسکینے سے ہیں یا دہے دانشد
- دل پیاس سے لی کی کاہرا ماتا ہے پانی
لے کر ترے بابا کا غلام آتا ہے پانی
۱-۵ دریا پر چلے ارمضت سناٹے لیے برق
مرحکے شریکوں کا ہوا کہتے ہوئے فرق
سرداریں اندرون میں باقی نہ رہا فرق
مرحب کلار سب پر بہت ہیں بھونک
- تکوار کی اک مرج لے طوفان اٹھایا
طوفان نے سر پہ وہ بیابان اٹھایا
۱-۶ لڑتا ہوا دریا میں دلا در جو در آیا
دی خضر نے آواز علی کا پسرایا
دریا میں ہوا شور کہ عالی گمر آیا
تقی وحم ترائی میں کہ وہ شیر ز آ یا
- سکتہ یہ ہوا غفر کو ایسا س نے دیکھا
پانی کو آ کر گھر لے سے عباس نے دیکھا
۱-۷ پانی پرئی ہر مرج زرہ فنا کے تن میں
باقی ذرا دم کسی خیر کے بدن میں
تکوار بھی اس تیغ سے عاجز ہیں یں
سرتینے نے جو سرے لگے نکلے صحن میں
- پھر غزل بیابان ز خضر کو نظر آئی
امد سے ہوئے دریا کی طرح کھسپرائی
۱-۸ دیا کے گمبان بڑے ہر نے کو چرنگ
چنے ہوئے پھل کلار بری زہ تنگ
کچھے ہوئے ساجوں کی طرح خیر نے تنگ
ستے لکھا، پانی پر جائز ہے کہاں جنگ!
- دیا کے گمبان ہر پر غفلت دی ہے
مانہ حباب آنکھ ہے مینائی نہیں ہے

۱۰۹ مذہب ہے یہ کیا کہ روح شمع و جان
بے شیر کا بچپن علی اکبر کی جوانی
مذہب ہے یہ کیا کہ پلاستے نہیں پانی
برباد کیے دیتا ہے اب تشنہ دھان
سب فخر و جانوں کی زبان پیاس سے تشنہ ہے
دیوار سے پھر تو کس پیاسے کا تشنہ ہے

۱۱۰ پانی مجھے اک مشک ہے اسی سر سے دھلا
ہو برسے کو اک پوند کا لینا بھی ہے دشوار
لینے دو تو ہے غیر نہیں کرتا ہوں فی اندر
حضرت نے کہا: ہاں، یہ ارادہ ہے تو ہتیار
وسیل کو اور برقی شہر بار کو روکو
دہزار کو روکو مری تلوار کو روکو!

۱۱۱ یہ کہہ کے کیا اس بک ناز کو ممیز
اشارے کے سر پر ہر انکوں سے شیرین
بکلی کی طرح کو کندے چمکا فرس تیز
سیلاب فنا تھا کہ وہ طوفان جلا میز
جھپکی پک اس شش کو جب قہری می دیکھا
پھر آنکھ کھلی جب تو دل نہری می دیکھا

۱۱۲ یہ تیغ جو چمکی ہوئی انکوں میں بیک چوند
مرکب سے اعلیٰ بل، بسے روزہ سے سوند
جو ہر کی یہ چشمہ قہری دھر کو نہ اُدھر کو نہ
وہ مناسبت ہی لشکر کا برعسر ہوا نو نہ
چمکی پک اس شش کو جو قہری می دیکھا
پھر آنکھ جو کھلی تو دل نہری می دیکھا

۱۱۳ دریا پر تو اعلیٰ کو وہ ڈر نہ بخت آیا
قبا کی شمشاد و خفت کا خفت آیا
ایسا کہ دھنجر برے: ہمارا شرف آیا
پاؤں شش کو رمتی لیے دست حدت آیا
یاد آگئی پیا سوں کی جو حیدر کے خلعت کو
دل خون ہر ادھیر کے دریا کی طرف کو

۱۱۴ سر کے برے تنگیز سے کا پھر کھلا دانا
اعلان کیا دور سے تیروں کا نشاننا
بھرنے لگا غم ہر کے وہ ستیا ب زنا
اور چوم لیا روج ید اللہ نے شاننا
فرمایا کہ کیا مجھے خوش کرتے ہو بیٹا
پانی بڑی پوتی کے لیے بھرتے ہو بیٹا

۱۵ دریا سے جو نکلا اسد اللہ کا جان
پھر راہ میں عامل ہوئے سب ظلم کے بالی
تھا شور کہ سوکھو وہیئے ہاتا ہے پانی
ستھائے سینہ کی یہ کی مرتبہ دانی

۱۶ دو کون سا قاتل کر دل پر نہ لگا یا!
برجھل کی جڑ کیس تھیں کلیجے سے نکلا دیں
مشکیزے کے پانی سے سواخوں ہمایا
عناں کی بچہ! غول کیس گاہ سے آیا
دوا کر نظر کی غلفت شیر خداس نے

۱۷ کھانے کے اکٹلی بلب تھا سر میرا
پنچا جرواں سرور والی شہم مرواں
شانوں کو تندہ تیغ کیا اہلی جھانے
جوشنا تھا مشک و محو تیغ کے شایاں
دارا سی پر کیا زید نے شمشیر اصل سے
پیر چل اہل شاخ کٹی تیغ کے چیل سے

۱۸ مشک و محو تیغ کو بائیں پہ سنبھالا
پراہن طفیل آگے بڑھا تان کے جھالا
اور جلد پہلا عاشق دورے شہر والا
نیزے کی آبی سے تو کیا دل تہہ والا
اور تیغ کی عزت سے جگر شاہ کا کاٹا
یہ ہاتھ بھی فرزند پڑا اند کا کاٹا!

۱۹ تھنے کٹی باہوں پر مشکیزے کو رکھ کر
ناگاہ کئی تیر گئے آگے برابر
مانند زباں منہ میں دیا تسمہ اطہر
اک مشک پہ اک آنکھ پہ اور ایک کین پہ
مشکیزے سے پانی بہا اور خون بدن سے
جاس گئے گھوڑے سے اور مشک بدن سے

۲۰ چرخو ساجد! اشارہ میری ہاں کے جلد بند ہے۔

کچھ فرق تری کوشش و محنت میں نہیں ہے
تو فور سے پیادے کی شہادت میں نہیں ہے
پانی ٹکڑی سی پیا کی ک قیمت نیز نہیں ہے
جز خرم لذت ہے وہ جزت یم نہیں ہے
اک خون کی عمر آنکھوں سے نہ بڑا کئے نہیں ہے
دو کئی تری لاش پر سر کھول رہی ہے

۱۳۰ مرکز زخمی سے علم دار پکا را کدھ دو کوئی پناہوں سے کہ ستا گیا ملا
کئی یہ صدا شاہ شیداں نے تفضلاً زینب سے کہا : لودہ را کوئی ہمارا

امیر کا گلا چھد گیا، اکبر کا جگر بھی
بارہ بھی مرے لڑ گئے اور کمر بھی

۱۳۱ گر یا کہ اسی وقت جلے نیچے ہمارے ظالم نے ملاپے جی مری بیٹی کے ماسے
بیڑی میں سگن ہرے باہر مرے پیارے رہی میں فرسے خورد و کلاں بندھ گئے ملے

اٹھایں ہے نعل مالک شیر کو مارا
یہ کیوں نہیں کہتے ہیں کہ شیر کو مارا

۱۳۲ زینب نے کہا : چہ پتے تمہیں مر گئے جہاں سب کہنے کو قہا میں فنا کر گئے جہاں
آفاق سے اب محروم و حیدر گئے جہاں ہم مجلس حاکم میں کھلے سر گئے جہاں

میں جان بچی قید مصیبت میں پڑی ہوں
اب گھبراہٹ میں بولے میں سرنگے کھڑی ہوں

۱۳۳ ناگاہ صدائے گزائے خاطر کے لائی! جلد آؤ کہ لا شمار اب ہرنا ہے پامال
زینب نے کہا زندہ ہیں تمہاری خوش اقبال تم ہاؤ میں یاں ہر دھاکھویتی ہوں بال

شہر بے پ گور سینہ کا چچا ہے
ابن فرج کا مارا کوئی بھی بچکا ہے

۱۳۴ اکبر کے صہا سے چلے نہر کو آقا! گر ہر شش تھا گر شش کہی کہتے کہیں فرما
کھسا ہے کہ کھلا ہے ہرے ہوں تھے کھلا اک ہاتھ تو متقل میں تھا اور اک پ دریا

نہرا کا پسر دن میں جوازیر شہر آیا
اک ہاتھ تڑپتا ہوا شہر کو نظر آیا

۱۳۵ گر کہ شہر دلائے یہ اکبر کے کئی بات اسے لال! اٹھا لے سے بازو کہ ہے بہت
یہ ہاتھ کہے سینہ پر دودھ سادات پینچا جو سر لا شہر عباسی نوحش اوقات

بنوں میں کئے تھیں سے شانے نظر آئے
سرنگے یہ اندر رانے نظر آئے

۳۶ بے ساختہ تھے پر کھا شاہ نے مانتا
یہ تیرا یہ آنکھ اور یہ نیزو، یہ کلیب

کچھ دوسرے تو روبرو سے تم غدار برادر

عباس اور افضل، علم دار، برا در!

۳۷ اسی ماں شکنی می پرستار شیون مولا
پھر پاؤں کیسے کہ نہ ہوں پائنتی آقا

کی مرضی ہی پھیلائے ہوئے پاؤں پڑا ہوں

حضرت نے کہا، یہی تو سرانے پہ کھڑا ہوں

۳۸ یال تھی یہ قیامت وہاں جیسے می یہ عشر
تشریف تھی کہیں لاشی کرے آئے نہ مژدہ

تن رشتے میں خود کشید و نشان کی طرح تھا

دل کھلے سے تیروں کے گریباں کی طرح تھا

۳۹ مذکور تھا ماں سے مرے بابا کو بلا دو
ماں کتنی تھی، بابائے سکینہ کو دعا دو

یہی نہر پہ جاتا ہوں مرا نیچہ لا دو!

بابا بھی چپا کر کو، بابا کو بھلا دو

حیدر سے نوی سال چڑایا تھا تھانے

داری ترے بابا کو بھی پالا تھا چچانے

۴۰ دریا پر ابھی گھر گئے ہی بابا تھانے
تو دم میں اسے میرے رنڈا پے کے ہرکے

پیارے کے چچا جان ہی بیٹے کو دعا دے

بابا کو چچا جان سلجھ آئے ہی پیارے

تھا مشق جو عباس سے اُس نیک نعت کو

بڑھ بڑھ کے نظر کرتا تھا دریا کی طرف کو

۴۱ ناگہ بوجھ بیٹا منہ کو وہ پریشان
پتلا کر خام کی تھی کا ہے سماں

زینب نے کہا: خیر ترے میں ترے قربان

بجیا علی اکبر نے ابھی چھاڑا گریباں

یہ باپ کا بچپن میں ہیں کہ گئے

مرد سے سے پھٹتے ہی چچا مر گئے بابا

۱۳۲ یہ عمل تھا کہ ملائیے شک و علم آئے
اور گردِ علم بال بکھرے جسم آئے
نہیں ہی کر کھڑے امام ام آئے!

بھائی کے تھیل کی پرستار ہر زینب
تم تھیں سبک دم دار ہر زینب

۱۳۳ ہاں، سوگ کا حیدر کے یہ فری بچھاؤ
دوب کا سیر ہوئے اعزاز دہناؤ
ہی رحمتِ عزا جن میں وہ صندوقِ مشکاؤ
شہر کے عزا کا ہیں مبرس پناؤ

تم چنودہ کال کھنی آلِ عباس
جو نالہ سے پہنی حقِ حمزہ کی عزائیں

۱۳۴ عباس کی یہ سوگ نہیں سوگ ہے میرا
نوحے میں دعباس کے کوئی نہ سقا
عباس کا نام بھی سوسے گھریں ہو برپا
جوین کرے رو کے کہے اپنے حینا

سب بڑے بالِ رونیں شہر والا گیا مارا
چلانے کیلئے بھی کر باجا گیا مارا

۱۳۵ زینب نے کہا: جی، مرنے کی منت کی یہ کام
فقرت نے کہا: کوئی شادی کا ہے انعام
دینے کی ماتم کے سیر ہوئے وہ ناکام
بولی: ہوا ٹھنڈا مسلم لشکرِ اسلام

زہرا کا لباس اپنے لیے چھانٹ رہی ہوں
عباس کا مبرس عزا بانٹ رہی ہوں

۱۳۶ پھر زہرا علمِ فری میں یہ اس نے بچھایا
تھے جتنے سیر پوش اٹھیں رو کے سنایا
اور بیوہ عباس کی کو خود لاکے بٹھایا
قیمت نے جہاں جہاں کا بھی داغ دکھایا

نامور دکنی طرح سے ہول میں بھریں
ماتم ہے علم دار کا سہارا کے گھر میں

۱۳۷ باقی کوئی دستور عزا رہنے نہ پائے
ایک ایک جہاز کے عباس کے آئے
اب جیسے کہا اپنے ہر اک اس جیسے جانے
سرنگے لبِ فری سے زینب کے لائے

یہ صغیر و حمزہ کا، یہ حیدر کا ہے ماتم
شہر کا، اکبر کا، اور اصغر کا ہے ماتم

۱۳۸ سب نبیوں میں اپنے گنہگار کوئی نہ تھی زاری
یاں کرتے تھے گنہگارینِ بیکار
ناگاہ قریب آن کے فتنہ پر نگاری
اسے منت معلّم آتی ہے بارگاہِ ساری

منزلِ حائے علم دارِ بخششِ املوار کی لبانی

پڑے کے بیے آتی ہے سرور کی لبانی

۱۳۹ بانے قدم پیچھے رکھا فرشِ سب پر
پہلے وہاں بٹھلا دیا اصغر کو کھلے سر
پھر سرے علمِ پیشانی دھڑکی وہ یہ کہہ کر
قربانِ وفا پر تری اسے بازو سے سرور

سنی پوچھتی تیغِ ستم ہو گئے بازو

دیا ہستی کے قلم ہو گئے بازو

۱۴۰ عہد کی کوئی نہ سمجھتی تھی برادر
میں ان کو پسند کرتی تھی اور وہ مجھے مادر
اسی شیرِ کمر جانے سے بے کسی ہو کر
بے جان ہوا ملاحظہ جانِ علی اکبر

سب کہتے ہیں حضرت کا برادر گیا مارا

پوچھو جو سرے دل سے تو اکبر گیا مارا

۱۴۱ زینب نے کہا بیٹے کے اب شور مچاؤ
جھپٹا تو سے علم دار کی بیہ کو لگاؤ
وہ بولی کہ بے زنجیرے پاس ملاؤ
پرچھاویں سے بیہ کے سناگن کو بچاؤ

سکھ مانگ کا اور کو کھلا پائے مری لبانی

پُرتوں پہلے اور وہیں تھائے مری لبانی

۱۴۲ اتنے میں کسی بالی سیکھ کر نہ آئی
زینب نے کہا: روحِ علم دار کی آئی
جوڑے ہرے اٹھوں کو وہ شہرِ کربلائی
کتنی تھی سزا پائی کے ٹکڑا کے پائی

تقریرِ دریا و تہِ شہرِ کربلائی

اجھی بچی آئی! امی تقصیر کر بخشو!

۱۴۳ میں نے تمہیں بیہ کیا رہنے سا رہ نہایا!
ہے ہے مری اک پیاسی نے سب گھوڑ لایا
کوڑ پر سدا سدا شد کا جایا
اور گئے کا اِزام برے تھے میں آیا

انصاف کرو گوگو! یہ کیا کر گئے غمگن!

میں پیاسی کی پیاسی مری اور مگر گئے غمگن!

۱۱۳ بعد اس کے ہوا شر کر دیا ہے یہ وہ تشریف تھا یہ وہ گھڑا ہے یہ وہ
گھوٹ کر اٹھتے ہوئے شر تھا ہے یہ وہ سرگندھا ہوا اس سے گھوٹا ہے یہ وہ

زینب نے کہا یہ فسر زینب حسن ہے

یہ کیوں نہیں کہتے مرے قاسم کی وطن ہے

۱۴۵ گرا کر چچی پاس ہر زینب نے بٹایا اس یہ وہ گھر بگھٹ طارح کبرا سے ہٹایا
اور لڑ بچا کر دو لہا تراکیوں ساتھ دیا! انور سچھی نے تجھے سماں نہ بلا یا!

پڑ سے کو تو آئی خفت شیر خدا کے

پہلا ترا چالا یہ ہوا گھر میں بچا کے

۱۴۶ ناگاہ فغان زیرِ مسلم یہ برتی پیدا سیدانیر، دوادرباسمل کو پر سا
تعلیم کو سب اسٹے کہ ہے ناز زہرام زینب نے کہا ہے گی وطن میں تو وہ دکھیا

آئی یہ خدا پاس ہوں میں دور کہاں ہوں

عباسی مرادیا میں عباسی کی ماں ہوں

۱۴۷ رنڈ سالہ بھوکے میں پہنانے کو ہوں آئی اک مظلوم پڑ تو رہی فرورس سے لائی
عباسی کے ماتم کی توصف تم نے بچائی سامان سوئم ہر گنا نہ کچھ اسے بری بھائی

تم دوزخ سوئل سے دعاں شام کو ہوگی

چہلم کو کفن لاشیں علم دار کو دوگی

۱۴۸ وحید رولر! وارو مجلس بزمی زہرام دو غاٹری کی روح کو عباسی کا پڑ سا
اب تک نہیں کھٹانے گئے ہیں شر والا بے گورہے سرور و علم دار کا لاشا

دوستے نہیں دیتے ہی عدو آل بنی کو

تم سب کے وطنی دو حسین بن علی کو

۱۴۹ خاموش دیر اب کہ نہیں نظم کا یا را! حار کا دل خنجر تم سے ہے دوبار
کافی ہے بخشش یہ وسیلہ ہے تمہارا اک ہنر میں تعینت کیا مرثیہ سارا

تجھ پر کرم غامی ہے یہ حق کے ولی کا

یہ یعنی ہے سب مدح بگر بند مصلیٰ کا

زائد و مربوط بند

(۲)

۴۲ داسرت و درد را کسی بے پیرنے آکر اک گز رنگا یا کر جھکے خوں میں نہا کر
یہ سانچہ دیکھا جو درد نیمسہ پر جا کر زینب نے کہا: اٹھ سوئے قبلہ اٹھا کر

اسے رب چڑا شدہ کے فدائی کر بچانا

شہ نے کہا: یارب مجھے جہان کو بچانا

۴۵ وال ہشر ہوا، کٹ گئے بازوئے علم دار گل رنگ ہر اسنبل گیسوئے مسلم دار
ہنٹے ہوئے آتے ہیں عدد سوئے علم دار مٹاؤے ہوئے آئینہ پیلوئے مسلم دار

تھے شیر تازی کی طرف پھر پڑے عباس

یا سید کزار، کہا، گر پڑے عباس

۴۶ دکا سیر بے کسی کو نہا، وقت دو ہے! یا شاہِ عرب! اغرب! وقت دو ہے!

ویناے یہ جہاں باز پہلا وقت دو ہے! اسے ادبِ سعادت کے ہر وقت

یا سبطِ رسول! اشفیٰ! آئیے جلدی

فدوی ہے سرِ راہِ حسین! آئیے جلدی

۴۷ اس قمر کی آواز نے دلِ شہ کا ہلایا علمائے کرام نے سداقت سے گرایا

درد کے قدمِ جانبِ جنگاہ بڑھایا اس طرح سے درد کے تب الکر کو سنایا

رماہِ بنی ہاشمی آتے ہیں ادھر کو

گھیرا ہے کسی خمی ستارے نے قمر کو

۴۸ پلائی سکینہ کو خدا را ارسے دوگو تبار، نہیں ضبط کا یارا ارسے دوگو

باکرا بھی کسی نے پکارا ارسے دوگو کیا میرے چچا جان کو مادا ارسے دوگو

نکلوں تو خفا ہوتے ہوئے آئیں گے بابا

سرنگے مجھے دیکھ کے کچھ بھلائیں گے!!

۴۹ پھر رحم ہوئی دادر، یہ مانے نہ پائی صورتِ شہِ مظلوم کو دکھلانے نہ پائی
 اتنی جبرستیں ابو مسلم آنے نہ پائی غنیمتِ جنِ زخم کے مر جانے نہ پائی

ملت کوئی دم شر کے غذائی کو نہ دینا

ہاں، کاٹ کے سر جان کا جھانک نہ دینا

۵۰ کی کر یہ سخن فوج کا تھرا گئے شہیر شمشیر تڑپنے لگی، جھنجھلا گئے شہیر
 کھینچے ہوئے تین دو زبان آگئے شہیر سر کاٹ کے بھول کو لب دریا گئے شہیر

بند آئیں کیے بے گسٹے آں کو دیکھا

غشی میں شہِ مظلوم نے عباس کو دیکھا

۵۱ دیکھا کہ جبین ریگ، بیاں سے بھر رہی ہے پہلو میں چھدی مثل کینز کی پڑی ہے

غزل شہیدِ افسر چہ راغ بھری ہے پیکان تو بھی پشت ہے سینہ میں چھری ہے

تڑپے ہو علم دار سنبھلا شہر دی نے

منہ پھیر کے پھر تیر نکالا شہر دی نے

۵۲ جھک جھک کے ٹٹان رہے غنیمت دیکھا خوں پر چھپ کے بازو سے دلا رکھی دیکھا

پہلو سے علم دار دبا کر کبھی دیکھا پھر گردِ درخِ دلبرِ حیدر کبھی دیکھا

نالے کیے بشیر نے غازی سے پٹ کر

منہ سے ملاحظہ غازی سے پٹ کر

۵۳ ماننے پر دھرا ہندو ابنِ ولی نے پہچان لیا شہ نے کو سیدِ ازل نے

بنی کر یہ کہا حضرتِ عباس علی نے متاثر کیا سبطِ رسولِ عربی نے

عباس شمشادِ حجازی کے تعقد

اک پیار کے اس بندہِ غازی کے تعقد

۵۴ یہ کہتے ہی دنیا سے مٹ کر گئے عباس شہیر تو دیکھا کیے اور مٹنے عباس

شر ہوئے کہ پیاسے لب کو ڈر گئے عباس ملا سے ہوئے اور خون میں بھی بھر گئے عباس

کیا کیا ذہنِ قلقل دل پر خیالات سے کمر لگا

پرچے لگی تو کیا مجھے میں عبادت سے کمر لگا

۵۵ یہ کرتے تھے لاشے سے علم دار کے گفتار
جو فرستادو پر عباس کا اک بار
اسے بیسویں! زندہ سارے کا ہزار کو تیار
نمل کیسا ہے ہمارے گئے کیلن میں علم دار

دریا پر جواب دے برادر کی صدا ہے
شہر روتے ہیں والی کور سے قتل کیا ہے

۵۶ میں رائد ہوئی، دل مرادیتا ہے گراہی
پر دیں میں آئی مرے بھل پہ تباہی
یہ ایک، اُدھر شر پہ در لاکھ سپاہی
کئی کس سے لڑے دلیہ مرغام الہی

پیا سے پہر کر وہ علم حال کا گرا ہے
یاشاک چندی، یا طر شاہ گرا ہے

۵۷ فقر سے کہا، پروے کا اس وقت نکرو حیاں
بچے مرے دوست ہیں ہوں پر ہستی جان
ہے ہٹا مجھے ماتم کا نظر آتا ہے سامان
لا دے مرے والی کی خبر میرے ترے قربان

دریا پہ یہی یاشاک کی بدل میں خاں ہیں
دیکھ اگر سکینہ کے چچا جان کماں ہیں

۵۸ فیض گئی روتی ہوئی اور ہستی آئی ہے
مقابل پہ مکر کر ڈائی ہے، کڑائی
سید انریں مار گیا شبنم کا بھائی
حیدر کے بھرے گھر کی ہوئی آج سٹائی

ہر سمت نظر شکرم آتا ہے لوگر
عباس نہ آئیں گے علم آتا ہے لوگر

۵۹ حضرت کہے جادو کے زندہ اپنے کا بڑا دم
پر سے کہے آئیں گے اب مردود عالم
عباس کے مجھے یہی بچھا دو صفت ماتم
روئیں وہاں سب لی بیاں سر کھول کے ماتم

پر دیں میں عتوسے چھٹی اسے سکینہ
حقار سے ایسا نہ ہو مر جائے سکینہ

۶۰ ارش ادلگیا بانو کا ہوا حال نکندہ
سر کھول دیا چینی سڑک سے چادر
زور کیا عباس کے ماتم میں یہ روکر
ہے ہے مرے دیو را مرے دیو را روکر

مقتلے سکینہ، مرنا بان، ہستی!

جادو ترے مدد تے ترے قربان ہستی!

۶۱ اس حال سے بالو کو کیڑے جود بچھا
مرد شا کھن اور کھن سینے کو بیٹھا
مادر سے یہ گھبرا کے کہا: وائے دلینا
ہاں میرے عمر جان پہ کیا حادثہ گذرا

۶۲ ناگاہ علم شہ کا چمکت ہوا آیا !
ماتم تھا کہ پنجہ بھی چمکت ہوا آیا
مشکیزہ بھی بے آب لٹکت ہوا آیا
پھر برے سے ٹپکتا ہوا آیا

۶۳ قتارے ہرے راناں مسلم سبط پیر
خون منہ پہلے چاک گریاں کھلے سر
داس کو منجھلے ہرے چلاتے تھے اکبر
حمزہ کی وفات آج ہوئی اٹھ گئے حیدر
عقو پہ قنای ہوئی اس جاہ و چشم کی
بہن آخری ہے آج زیارت بھی علم کی

۶۴ ڈیڑھ می سے بھکا کراسے جرنیے ہیں لائے
سب اہل مہم زہرِ علم پیٹتے آئے
علی پڑ گیا ابے ہے اسد اللہ کے جانے
مشکیزہ بھی نیروں سے جھدارِ غم کی کمانے
پایا سے رہے پانی نہ پیا نہ پرہے جا کے
صدر قہ تری سقا کی کے اقرانِ وفا کے

۶۵ ناشاد سکینہ کا جب حالِ خفا فہم سے
ہاں خفا مٹی تھی اور وہ لپٹی تھی علم سے
آنکھوں کو چرانے ہرے سلطانِ اہم سے
میلہ تھی قنای: فریاد بچا چٹ گئے ہم سے
یہ تشنہ بچو قابلِ تعزیر ہے وگرا
کیوں پانی کو بھیما سری تقصیر ہے لوگرا

۶۶ اب کون مری بیاسی کا تم کھائے گا ہے
کون اب مرے مشکیزے کو بھولائے گا ہے
کیا جاتی تھی تیرا پہ پڑ جائے گا ہے
دوبا ہوا خون میں یہ علم آئے گا ہے
دکڑ کوئی واسطے دیتی ہوں خدا کے
اب جا کے میں سر چٹوں گی لاشے پہ چھا کے

۳۷ اُس شرمی زینب کا شہ کرنے کا جاؤ اب دیر علم زدہ مجھ عباسی کو لاؤ
زینب نے کہا باقر نے لے کر چلاؤ پیچے جو مناسب ہو تو زینب سالہ پنہاؤ

تقدیر نے لوٹا اسے آفت کے سفر میں
اک دن خاک پرین کے کوس آئی تھی مگر میں

۳۸ بے آئیں اسے سیال کرتی ہوئی زاری چلائی سکید کر چچا جان میں داری
دیکھو تو زرخون بھری مشک ہماری وہ دیر علم خاک پہ گر کر یہ پکاری
مشکیزہ تو دیکھا پہ تن پاشی کہاں ہے
بتلاؤ کہ وارث کی مرے لاش کہاں ہے

۳۹ یہ سن کے اسٹے خاک رو تے ہوئے سرور مسند پہ بیٹا علم اور ڈال دی جاوڑ
جہان سے یہ فرمایا کہ اسے بکس مضطر مجبور تھا دیاسے اضمیں لانا میں کیوں کر

لا شہ ز اٹھانا یہ وصیت تھی آخر کی
سمجھو کہ یہی لاش ہے جہاں علی کی

۴۰ پھر کر ہوگی دیکھنے وہ بے کس و ناچار معلوم ہوا صاف کہ ہے لاش مسلم دار
دم گھٹنے لگا سینہ میں گھبرا یا دل زار تاریکی آنکھوں کے تلے چھائی اک بار

طاقت یہ نہ پائی کہ گیسے جا کے علم پر
عش جو گئی، سر رکھ کے سکید قدم پر

۴۱ پھر عش سے خدا برش جواں بلی کر آیا زینب نے اسے روڑ کے سینے سے لگایا
شبیر مرنے تب خواہر بے کس کو چلایا اور کان میں آہستہ یہ رورو کے سنایا

یہ وہ ہے زیادہ اسے چڑا قی ہرزینب
زینب سالہ کا جو راضی پنہا قی ہرزینب!

۴۲ زینب نے جو زینب سالہ کے جوڑے کا ستام رعشہ یہ ہوا غم سے لگے کانپنے اذام
زینب سالہ پنہا نے لگی جس وقت وہ ناکام سادات کے روئے سے ہوا غم میں کرام

سب کہتے تھے، مٹا ہے نشان آج علی کا
فرزند زبردست ہے احمد کے وحی کا

۳۳ تب دو کے یہ کی اور غم غمائی نے تقریر
سایہ نہ پڑے اُسی پہلاب کسی تدبیر
اسے بیسیر اتم ہیں تو نہیں باقرے شبیر
جیوی مدد سی سال شب بیکے دل گیر

مدد شکر کر شوہر ہر اسد پر تعقد
اولاد مری اکبر و امیر پر تعقد

۳۴ روتی تھی بہت حضرت عباس کی دختر
آیا ہے یہ علم دونوں کے حصے میں برابر
فرمایا سب کینے لے بن میرا معتد
تو منہ پر مرے خاک لگا دی ترے منہ پر

آفت میں گرفتار رہی جو بس بلا بڑھ
عباسی مسلم دار کے ہم اہل مسلمان

۳۵ جب خاک مسزا دونوں گتے پر لگائی
حضرت کو مگر دیکھ کے وال تاب نہ آئی
اور اسے علم دار کہا، دھوم مچائی
آخر چلے میدان کو شہ کرب و جلانی

طاقت نہ رہی ضبط کی سلطان ائم کو
"اشد غمہاں" کما شہ نے حرم کو

۳۶ غامض دیر اب کہ نہیں طاقت گفتار
جسے شل ہے شہ شہ بہت و شکار
ہر مصرعہ پر جہت ہے ملک در شہوار
جز حلق علم دار یہ تقریر ہے رشوار

روشن ہے یہ سب پر کم شاور
کیا گر ہر مضمون نکلتے ہیں توہن سے



تحقیق تن

- دفتر قائم جلد اول ص ۶۷ طبع جنوری ۱۹۱۰ء کھنڑ، مطبع تیغ بہادر
- مرثیہ دبیر جلد اول ص ۳۶۷ طبع دسمبر ۱۸۷۷ء کھنڑ، مطبع نول کشور
- انتخاب ملائی انیس و دبیر، یونیورسٹی کب ایکبھی، پشاور
- شمار دبیر مرثیہ مذہب صاحب، انجمن محافظہ اردو کھنڑ، مارچ ۱۹۵۱ء

بند ۱: مصرع ۴، دفتر قائم میں:

خود مرثیہ خداوند زمین کا نپ رہا ہے

شمار دبیر، مصرع ۲۔ رستم کا بدن زیر کفن کا نپ رہا ہے

۴ سب ایک طرف چرخ گمن کا نپ رہا ہے

بند ۲: دفتر قائم و شمار دبیر میں نہیں، طبع نول کشور سے اضافہ کیا ہے۔

بند ۳: مصرع ۴، نول کشور

رنگت پر عطار سے قلم چھوٹ پڑا ہے

بند ۴: دفتر قائم کے مطابق ہے۔ شمار دبیر نسخہ نول کشور میں بند کے الفاظ یہ ہیں۔

خود قلم کو کشتہ پڑھ ہے ہی فاتحہ غیر کتے ہیں انا العنیدہ لوزکر صہم زبیر

جالی غیر ہے، تن خیر کہیں غیر مکمل غیر نے چرخ کا ہے چرخ نہ یا سنے کی ہے ببر

کتے ہی فلک خوف سے ماند نہیں ہے

جز بہت یزداب کو گروشی میں نہیں ہے

ڈاکٹر طاہر فاروقی اور شمار دبیر مصرع ۴ یوں نقل ہے:

نے چرخ کا دور، نہ یا سنے کی ہے ببر

دفتر قائم اس بند کی متبادل میت عایشیہ پر یہ لکھی ہے:

بلا فلک خوف سے خود نقطہ نما ہے گروش میں فقط طالع اعدائے دنیا ہے

بند ۵: نسخہ نول کشور اور شمار دبیر میں نہیں ہے۔

بند ۱۶: دفتر قائم اور شمار دہیر میں نہیں۔ نسخہ نقلی کثرت سے نقل ہے نیز یہ بند کی نسخے میں مقدم فرم ہے۔
بند ۲۸ تا ۳۶: مرثیہ دہیر علیہ نقلی کثرت میں نہیں ہیں، دفتر قائم سے نقل کیے گئے۔

بند ۹: شمار دہیر میں نہیں ہے۔

بند ۱۲ کی بیت کے حاشیے پر دفتر قائم میں متبادل بیت یہ ہے:

کیا اور ہے سبہا کی شرف و جا، کو کبھی اسی بندے کو کبھی، اگر اندر کر سمجھیں
شمار دہیر، مصرع ۲: انصاف یہ کہتا ہے کہ پاپ، ترک ادب کے

بند ۱۶: دفتر قائم سے نقل، ڈاکٹر طاہر فاروقی کے نسخے میں اسی بند کے مصرعے یہ ہیں۔

مصرع میں گرا پر تو عارض جو قفسا، سرور کی کرن نے کیا شرما کے کنار
یوں دھوپ ڈی، آگ میں جس طرح سے پارا، موی کی طرح فٹش ہرے سب کیسا نظار
جزدح دؤم روکشی طور نے مارا

شب خون مجب و دھوپ پر ہی نور سے مارا

شمار دہیر، مصرع ۳: " آگ پہ جس طرح سے پارا

بند ۱۶: شمار دہیر، مصرع ۳: جبریل نے پد کھوئے ہیں، دامن میں علم کے
بند ۱۹: شمار دہیر میں نہیں ہے۔

بند ۲۰: مصرع ۳: نسخہ، طاہر فاروقی و شمار دہیر

اسی نظم کا جو پروردہ میرا اس کو خند ہے

دفتر قائم، مصرع ۳: " اس کو یہ حمد ہے۔ اور دفتر قائم کے حاشیے پر اسی بند کی یہ بیت
متبادل کی کر کے لکھی ہے۔

کیا کتاب ہے گر کوئی جھگڑتا ہے کسی سے، مضن بھی جہا نہیں اڑتا ہے کسی سے
لیکن یہ بیت بند ۲۲ میں داخل متن ہے۔

بند ۲۲: شمار دہیر، مصرع ۶: گرم تر عطر اسی کا نکالوں

بند ۲۳: دفتر قائم کے حاشیے پر اسی بند کی دوسری بیت یہ لکھی ہے:

کیا آتش دہی، کیا سینہ ہے، کیا چہرہ ہے، کیا سر

اسے صقل علی فرد کا جمع ہے سراسر

بند ۳۶: مصرع ۶: دفتر قائم ۱۵: اسی رو میں جمال شہ مردان نظر آیا

بند ۳: مصرع ۶ دفتریاتم "اور اس کی طرف پشت کی تپنے کی طرف کو"

بند ۳۲: دفتریاتم کی بیت :

ہرگز نہ دے کس شیشہ امید نکالا رخسار نے سطر گل خورشید نکالا !

بند ۳۵: مصرع ۳ دفتریاتم "اب مروج دہن کا" "تھمن از شمار دیر

بند ۳۶: اضافہ از دفتریاتم۔

بند ۳۷: مصرع ۳ دفتریاتم "کل جمع مسیحا کی طاقت ہے تو یہ ہے"

بند ۳۸، ۳۹، ۴۰: دفتریاتم سے اضافہ۔

بند ۴۱: متن مطابق شماریاتم ہے دفتریاتم میں مصرعوں کی صورت یہ ہے۔

اشتا عشری اب کریں ؛ تنوں کا نظارا دس انگلیاں بی شکل علم ان میں معنارا

ہر پتے کا ہے پختی کو یہ اشارا اسے موزا عشرے میں علم رکھنا ہمارا

بند ۴۲: مصرع ۶ ترن نہ کمر رنگ اڑاتا ہے ہوا کا

نموزوں کثرت میں یہ ساقاں بند ہے۔ اور بیت ہے :

طاؤس ہے بہا ہے، نقاب ہے، ہر ہے

اُجڑے فرشتے، پر کی ہے کہ ہمارے

تمن مطابق پشاور

بند ۴۳: مصرع ۲ دفتریاتم۔ بندش میں ہی سب فعل رباعی و جملی

مصرع ۲ دفتریاتم۔ روشن ہے کہ بڑے مناں میں ہے ٹوالی

بند ۴۶: مصرع ۲ دفتریاتم میں مقدم نموز ہے۔

بند ۴۹: نموزوں کثرت میں گریز کا بند ہے اور اس کے مصرعے یہ ہیں :

ناگاہ ہواخل کس مسلم دار وہ آیا لٹ جڑ حیدر کرار وہ آیا !!

قرومضب حضرت جبار وہ آیا فرزند پیسہ کا مددگار وہ آیا !!

اب جانوں کے پتے کا کوئی طریق نہیں ہے

جہاں ہے جہاں کوئی اور نہیں ہے

بند ۵۰: نموزوں کثرت میں یہ سوال بند ہے اور اس کا پانچواں مصرع ہے :

معاذہ جعفر جحق "دنکا نشان تھا

بند ۵۱، نوزدول کشور میں گیارہواں بند ہے۔ اور مصر قبرا میں ہے:

- ۱۔ تقدیر جاس کرشب ہنستم یہاں لائی
- ۲۔ مصر ۳۔ سادات سے درپیش ہیں مجھے رطائی
- ۴۔ دلاں بختی پاک یہاں ساری خدائی
- ۵۔ ہم کو تو نہ اکبر کا نہ شہیر کا ڈر ہے

بند ۵۲، نوزدول کشور بند ۱۲ سے مندرجہ ذیل اختلاف ہیں:

- ۱۔ مصر ۲۔ وہ بولا کہ پھر بچنے کی کیڑ بچے تجھے اُس
- ۳۔ یہ بولا کہ دور دراز سے خاک کو ہے پیاس
- ۴۔ ہم بھی ہیں سپاہی نہیں ڈرتے بیکسی سے
- ۵۔ پردہ لڑائی ہے تو لباس علی سے

بند ۵۳، نوزدول کشور بند ۱۱ سے مصر میں تبدیلی ہوئی ہے۔

- ۱۔ مصر ۱۔ یہ ذکر تھا وہ شیر جو میدان میں آیا!
- ۲۔ اندیشہ تھا جس شیر کا لے دیکھ وہ آیا!
- ۳۔ اسی گہر نے فروج کی جانب سے بڑھایا
- ۴۔ دیکھا تو لڑکر کہا اسی اہل جنگ سے
- ۵۔ بندے سے لڑا تا ہے دیا شیر خدا سے

بند ۵۴، ۵۵، لول کشور بند ۱۰۔

بند ۵۶، نوزدول کشور بند ۱۲

- ۱۔ مصر ۱۔ پھر اٹھ بچنے لگا وہ گیسر ستم گار
- ۲۔ اور یک پہلی آیا کہ ہے قبر بھی تیار
- ۵۔ نیکو کھارت تھی جب طبع نہیں میں
- ۶۔ جو بیٹھے ہی آگ لگی غار زری میں!
- ۷۔ شاد و ہر مصر ۵۔ وہ شمش پر، یاد یورنی تخت زری پر
- ۸۔ دفن نام کو نوزدول کشور مصر ۵:

وہ شمش پر یاد یورنیا اسوار پری پر

بند ۵۷: نوزول کشور میں اسی ہند کے مصرع یہ رہی :

- ۱- مصرع اسی لفظ سے رہی یہ تخت، سیر آیا
- ۲- جڑ پایے کو بھی ساتھ سے اسی کے ہند آیا
- ۳- گرد اپنے بیٹے یزیدوں پر شتر کی سر آیا
- ۴- جو یحییٰ کے فوج کا منہ کو جگر آیا!
- ۵- زندہ بھی ہے سیر نہ کچھ ان میں کھڑے تھے

بند ۵۸: نوزول کشور

- ۱- مصرع نیر سے کو ہلا تا کبھی تر چھا کبھی اڑا
- ۲- بلا ساری ہمت نے جگر شتروں کا چھلرا

بند ۵۹، ۶۰: بلا اختلاف نوزول کشور

بند ۶۰، شارد بیر میں نہیں ہے۔

بند ۶۱، کا تیسرا مصرع نوزول کشور میں جلا ہوا ہے :

گر منہ سے کہا کچھ تو زبان صاف نکل کی

بند ۶۲ تا ۶۵، نوزول کشور میں نئے سے اضافہ کیے ہیں۔

بند ۶۲ شارد بیر کے مطابق ہے، نوزول کشور میں بند یوں چھپا ہے :

تو بہ تو خدا جانتا ہے شس و قس کو ہے شب میں نواں ایک کراہاں کو کو کر
ہم لایا ہیں تو سر بزرگ کی خشک شجر کو معلوم مری تقد ہے ہر جن و بشر کو

جب قبیلے کو ہم نے ربخ امید پھرایا

مشرق کی طرف شام کو غور شید پھرایا

دفعہ قائم میں بند ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵ میں ہے۔

شارد بیر میں بند نمبر ۶۵ کی بیت ہے :

دھکا نہ ہوا یہ شرب شیر خدا ہی پھر وہ نہ ہوا ہم سے نہ ہم ان سے ہوا ہی
بند ۶۶، ۶۷، نوزول کشور و شارد بیر سے اضافہ ہیں۔ لیکن شارد بیر کا چوتھا بند مطابق حق ہے

اور نوزول کشور میں ہے۔ جبریل کو حارم ہے تو یہ ہے

بند ۷۳، نوزول کشور میں اسی کے مصرعے یوں ہیں :

مرص ۱۔ اُس غازی کو غازی کے رجز پر خدا آیا
۵۔ غفران، میسر نے کی تحقیر، مگر نے

بند ۷۶۔ نئے نول کشوری ہے :
غل حقا کر دی آل عبا توڑے گا مرص بند بگر شیر خدا توڑے گا مرص
اور بازو سے شاو خدا توڑے گا مرص گھر کو تیرے سب جفا توڑے گا مرص
یہ خار وہ گل ہے یہ خزاں ہے وہ چمن ہے
وہ چاند یہ مقرب ہے وہ سورج یہ گمن ہے
قن دفتر ماقم و نسخہ پشاور کے مطابق ہے :

یاد بڑھو کے نصیر نے شہ دی کو پکارا ٹوٹا ہے دست زبردست تمہارا
اب دیکھنا مرص نے اسے جان مارا اس نے ہے ہزاروں ہی کا مرن سے اتارا
آفت کا ہوا سامنا، عباس علی
اب تک نہیں رخ پھیرا ہے مرص کی

بند ۷۷۔ شمار دیر میں۔ بیت کی ردیف ہے "دور ہے" اور نول کشوری فنسے میں "عم ہے"
بند ۷۸۔ نول کشوری نئے میں دیر سے ہوتے ہیں۔

شہ نے کہا کیا درد علی کی نہ ہوگی؟ کیا درد حق قبر میں پلانی نہ ہوگی؟
جنت میں خبر ناظر نے پانی نہ ہوگی؟ کیا درد حق خلد میں گھبران نہ ہوگی؟

اعلا پر عیاں نور خدا کرتے ہیں عباس
سن لینا اچھی جنگ پی کیا کرتے ہیں عباس

یہ کہہ کے گئے مجھ میں چہر سب میسر
مرص مرے عباس کے آئیے برابر سب اہل حرم نے کہا، اسے خالق اکبر!
یہ علم نہ دکھانا قرشتنشاہ امام کو
مرص پے ظفر دیگیو شکستے حرم کو

بند ۷۹۔ شمار دیر و دفتر ماقم میں ہیں۔ نئے نول کشوری و پشاور میں نہیں ہیں۔
بند ۸۱۔ شمار دیر مرص ۵۔ "نئے مری تربت کے گلے اُٹھ گئے عباس"

قن مطابق دفتر ماقم ہے۔

بند ۸۲: نوزلی کشوری ان معرعوں کے اختلاف : ہی :

۳- آڑی ہوئی تلوار تو تاری ہوا ناچار

۴- بیکار ہوا اس کا ہر اک بازو سے پکار

۵- تب تیغ کو تھمھلا کے رخ پاک پر کھینچا

شعار دبیر معرعہ ۲- " ہر ایک بھی اس چبوتی پر نہ چلا وارہ

بند ۸۲ سے پہلے نوزلی کشوری میں بند ہی نہیں مرزا صاحب نے دفتر ماقم واسے مرثیے سے

مختلف انداز میں لکھا ہے۔ یعنی متن کے بند ۸۲ کے بعد

اس تیغ نے سرکش کے سوز کشی میں کیا لکھر غل تھا کر گرا برج کبر ترمی وہ اثر دور

پتھروں کے کٹ کٹ کے گسے شلی کو تو غلام ہوا مضطر صفت طائر بے پر

تاری نے نہ پھر تیرہ و تلوار سنبھالی

اک ہاتھ سے سر ایک سے دستا سنبھالی

اک دہریں اس دست ستم گار کو کاٹا خود زندہ و بکتر خوشوار کو کاٹا!

بدرے کیے اسوار کے دہوار کو کاٹا اک شہر برا نور نے کیا تار کو کاٹا!

خوشی پر چھا کار کے کیا آگئی بھل

یہ کوندی کر بے سیر کر بس کھا گئی بھل

ادھیچے متن کا بند ۱۹۰ اس کے بعد ہے ۸۵ اس کے بعد بند ۸۲ اور بند نمبر ۸۳ کی بیت کا درجہ

معرعہ میں ہے "یاں خوف سے غالب کو کیا میان نے غالی

زلی کشور کے پہلے ایشین میں مذکورہ بالا بند میں پہلا مصرعہ تھا:

"اوی تیغی سرکش کے"

طبع دم ہی ہے "اس تیغ نے سرکش کے"

شعار دبیر معرعہ ۲ :

"غل تھا کہ نیستاں میں گری برقی چمک کر

بند ۸۵: نوزلی کشوری میں یہی ہے :

۳- مریخ گزائش پہ اور شمس زمل پر

۴- خود و آخرتوں سے تاروں کی کرن پڑی نکلتے

۵- چہرہ دکھایا سائے صوری کی چمک نے

غازی نے کہا: ہاں یہ ارادہ ہے تو پیشا

بند ۱۱۳: شمار دیر میں نہیں ہے۔

بند ۱۱۴: نسخہ پشاور مطابق تھن، دفتر میں ہے:

۱۔ دیا میں برافیل کو وہ دفتر جمع آ یا

۳۔ پابوس کو ہر گز ہر بطن صدف آ یا

بند ۱۱۴: نسخہ فول کشدر میں چرخا مصرع نیل ہے:

اور چرم لیا حیدر کرار نے شاننا

بند ۱۱۵: نسخہ فول کشدر میں ہے:

دریا سے جو نکلا وہ پیدائش کا جانی غل پڑ گیا وہ ابر کرم سے چلا پانی

مٹاے سب کچھ کی ذکی مرتبہ دانی بس اُن کے سب ٹوٹ پڑے ظلم کے پانی

اور دفتر قائم کے مصرعے ہیں:

دریا سے جو نکلا اسد اندک جانی تھا شور کہ وہ ابر کرم لے چلا پانی

پھر ٹوٹ پڑے ایک پر اک ظلم کے پانی سادات کے ستے کی یہ کی مرتبہ دانی

تھن نسخہ پشاور کے مطابق ہے۔

نسخہ فول کشدر میں نیز کو بیان سے منتظر کر کے شادیت، بین اور تخلص کے ساتھ ۳۲ بندوں پر

ختم کر دیا ہے۔ یہ بند مصنف پر ملاحظہ ہوں۔

بند ۱۱۹: نسخہ پشاور و شمار دیر میں دوسرا مصرع ہے۔

ماتندزباں منہ میں لیا قلم سرا سر

بند ۱۲۰: دفتر قائم مصرع ۴۔ چادر بھی تری چین گئی اور کھل گیا سر بھی

شمار دیر مصرع ۴، ۳ ہے اور مصرع ۴ ہے:

”حق اس کے علم میں ہر سے ہم گرد گنا سے“

بند ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳: نسخہ پشاور میں نہیں ہیں۔

بند ۱۲۴: مصرع ۴ نسخہ پشاور:

اک ہاتھ تو مقل میں رہا اک لب دریا

بند ۱۲۵: نسخہ پشاور میں نہیں ہے۔

بند ۱۲۶، دفتر قائم مصر ۳، "و اما هجۃ قلیہ" متن مطابق نسخہ پشاور
بند ۱۲۷، نسخہ پشاور اس بند پر ختم ہے اس کے بعد تخلص ہے تخلص کا بند دفتر قائم سے مختلف
ہے ہم نے یہ بند نمبر ۱۳۹ پر نقل کیا ہے۔

شمار دبیر مصر ۲ :
"و تنظیم کی نیت میں کئے شانوں کو ٹیکا۔"

نسخہ پشاور میں کل بند ۹۶ ہیں۔

بند ۱۳۲، متن مطابق شمار دبیر دفتر قائم مصر ۵ :

بیروں کی تیسویں کی پرستار ہرگز نیست

بند ۱۳۵، مصر ۱۳، ۱۳۰۳

فخر سے کہا: سرگ کا کرتی ہوں سراپا نام

نسخہ پشاور اس بند پر ختم ہے۔ علم لشکر اسلام
اور جوہ قیاس کو سرنگے بٹھایا

بند ۱۳۶، نسخہ مولیٰ کشور

سر کا کسیر پرش کو داں سے یسنا یا

سیدانہو! اس گھر پہ بڑا حادثہ آیا

نامور پڑے حیدر و زہرا کے بچہ میں

بند ۱۳۸، شمار دبیر مطابق متن - نسخہ مولیٰ کشور، مصر ۳

فخر نے کہا زینب معطر سے، میں داری

شمار دبیر مصر ۵ :

"منہ لربہ سلم و احاطے علم دار کی بی بی

بند ۱۳۹، متن شمار دبیر کے مطابق ہے، نسخہ مولیٰ کشور میں مصر ۴۲ یوں ہے :

جیسے مراد پور، مراد پور، مراد پور

اے جانی علم دار کھر تو گیا گھر سے

مراد تر پشایے بڑا در کس سے

بند ۱۴۰، متن مطابق شمار دبیر، لیکن نسخہ مولیٰ کشور :

لوگو! نہ بھنتی تھی میں اس شیر کو دلور

فریاد مراد غلام گوارہ، افسر

بند ۱۴۱: شمار دیر میں ملتی ہے۔

بند ۱۴۲: فقرہ اولیٰ کشور، بیت کی ردیف "عباس" ہے۔

کیا اگر گئے عباس — مر گئے عباس

مقن مطابق شمار دیر ہے۔

بند ۱۴۳: شمار ماق، مصرع ۴ :

زینب نے کہا: اہل وطن میں ہے وہ دکھیا

بند ۱۴۴: اس بند پر دفتر مام کا مرثیہ ختم ہو گیا، وہاں کل بند ۱۴۳ ہیں اور نقلیں نہیں ہے۔

شمار دیر میں ۱۴۴ بند ہیں۔



فرہنگ

- ۱۔ طیل، نقارہ، دھول، بوق، بگل تینوں ساز جنگ کے وقت استعمال ہوتے ہیں۔
- ۲۔ برنج، ایک بڑے ستارے کا نام ہے ہندی میں منگل تارا کہتے ہیں۔ کجریوں کے خیال میں ستارہ جنگ و خون ریزی کی علامت ہے۔ اسی بنا پر مغل و فلک کہلاتا ہے۔ زخمی، سپہ سالار، خوش و طاقت کا نشان
- ۳۔ دُقل، اظہاک و سات آسمان، اٹھویں عرش، فری کری، فری لال کری سے۔
- ۴۔ بھڑا، مٹھن، داس، منگی حساب سے تیسرا برج جھرو بڑاں بچوں کی صورت کا ہے دوڑوں کی طرح چوڑی ہوتی ہے اسی لیے فلک کو اٹکا کر بند یا ٹٹکا کہا ہے۔
- ۵۔ عطارد، چھٹا، علم و ادب سے منسوب ستارہ، خشی فلک۔
- ۶۔ فاتحہ بھیر برہما، مردہ کھٹنا، زحلی سے ہاتھ اٹھانا۔
- ۷۔ آٹا اٹھید، میں بندہ ہوں۔ غلام ہوں۔
- بند کا مطلب، حضرت عباس کی آہ سے فقر و شکر زندگی سے ماپوس ہو گئی، خیر کے منہ مندوں کے بت اپنی خدائی سے؛ خود دھوکا آپ کی بندگی کا دم بھرنے لگے، جسم و جان، کھین و مکاں کے رشتے ٹوٹ گئے، بسیاریوں نے گردن چھڑوی زمیں و آسمان کٹے اور حیرت میں گردش بھول گئے، عرف بڑیک ستارہ آفرود پر گہری ہے۔
- ۸۔ منہ، گھڑا، شوا گھڑ سے کشیدہ پل سے دیا کرتے ہیں، یعنی برقی مشین بہ ہر تہ سے اور مشین کو مشین سے اور مشین میں بہتر بنایا جائے، مرزا صاحب یہ نہیں چاہتے کہ ان کے معدوم کا گھڑا برقی سے کم تر ہو، لہذا وہ مشین میں ایک ٹوپی اور اس کے مقابلے میں مشین کے اندر عیب تانے میں، اور کہتے ہیں کہ مندا اور برقی میں کشیدہ کسی گھڑا یا ہر شے و تمیز اور پہلی بے ہوش و حواس۔
- ۹۔ طالع، وہ برج یا دھرم جو بچریوں کے حساب سے کسی کی ولادت یا کسی واقعہ کے وقت افق مشرق سے نمودار ہوتا ہے طالع میلہ، اقبال مندی، خوش نصیبی۔
- ۱۰۔ کوئین، دو جہان، دنیا و آخرت۔

- ۱۱۔ ہرچم: مرتضیٰ تاج، ملا و فلک۔ نیز ایک مشہور اہللی جہاد پر نعلیہ نکاح و عہدہ موت کے اہم ہر پید ہرنا۔ گروں کا ملک ہانہ مڑ جانا۔ تحقیق و رستم۔ تفصیل آگے آتی ہے۔
- ۱۲۔ چنگا: میدان جنگ سے قدم ریزہ کرنا: آنا، تشریف لانا۔
- ۱۳۔ مہتا، چاند، خور، خورشید، سورج۔ زرد، سونا۔
- ۱۴۔ نقرہ: چاندی۔ استعارہ۔
- ۱۵۔ جے ہر فلک (جے اضافت) بڑھ چاہے وفا آسان۔ بہت دوتا: جھکی کر والا، بڑا۔
- ۱۶۔ مطلب: علم و ادب کے وقت چاند کی روپل اور سورج کی شہر کی نہیں ملاحظیں۔ چاند اور سورج عمارتوں کی طرح راہ سے بڑھے اور جھکی کر آسمان کو ہٹا رہے تھے۔
- ۱۷۔ الفتر: پھینا، پھیلنا، جھٹلنا، قیامت کے روز مردوں کا قبروں سے نکلنا۔
- ۱۸۔ مزادیرنے: خوش، کوثری لغت اردو معادیر معام میں خوش۔ پھر اس کی دوسری صورت مازشر: کھڑکوں استعمال سے باخبر ہونا واضح کر دیا ہے۔
- ۱۹۔ انصاف: وہ آکر جس کی مدد سے پہلے سب جاندار مر جائیں گے اور جب وہ دوسری مرتبہ پیدا جائے گا تو وہ مخلوق جی اٹھے گی۔
- ۲۰۔ انصاف: عدلیہ۔
- ۲۱۔ الاول: خطاب۔ نقر: جہنم۔
- ۲۲۔ دانش: مقابل۔ حریف۔ سخن: اسفند یا رک ایک بہادر کیا فی بادشاہ۔ سخن: حمزہ قوی، بیک، رستم کا لقب۔
- ۲۳۔ سولہ: رستم کا فرزند۔ زیر بیان: رستم کا دارا۔ بہن: یمن رستم رستم، سولہ: زیر بیان، پیشین، قائل، پیشین، پھولوں کے نام اور شاہ نامہ کے ہیرو۔
- ۲۴۔ حضرت مولیٰ علیہ السلام کے سانسے کا ایک بہت بڑا کرش دولت مند شخص قادر ہر حضرت مولیٰ کے ہر دماغ سے اپنی دولت اور نیرتوں کیست زمین میں دھنس گئی۔
- ۲۵۔ پیر پیر: ضیہ کے عاشق پیر کیج ایک داستان کے مطابق کرنی میں تیر کیا گیا تھا۔
- ۲۶۔ نال: بہت بڑا ناکی۔ قال عرب: حضرت علی کی طرف اشارہ ہے۔
- ۲۷۔ قوت: فلول کی قوت۔ زرد: فلول کی قوت کا کرتہ جو تیر توار کی ضرب سے بچنے کے لیے پہنا جاتا تھا۔ فلول: فلول کے وہ شفاف رنگ جن سے روپے کی مدد کی معلوم کی جاتی ہے۔ فلول کی پک۔

بڑا جسم، سپر ہیرو کی، گینڈے کی کھال سے بنی ہوئی ٹھکان پر چڑھا ہوا روغن جس کی وجہ سے تلواریں چل جاتی تھیں۔

۲۶۔ عمران سعد: کر بلا میں بڑی کلاط سے صلیبن شدہ جرنیل۔

۲۷۔ پرتو، چمک، پھوٹ، عارضی، رخسار۔

۲۸۔ وقار: جنگ۔ اس بندہ پر مسرت و کھان روغن حضرت یوسفؑ و سلیمانؑ و سبا امین کی ملکہ یسین حضرت سلیمان سے مقرر ہوئی اس کے علاوہ بھی ہر نبی و امام کے خاص صفات و واقعات کی تفصیلات یکجا کر دی گئی ہیں۔

۲۹۔ پیر اقتدار حضرت علی علیہ السلام کا لقب۔ دستِ خدا، معجزہ: حضرت علی علیہ السلام کے بھائی حضرت ابوطالبؑ کے بیٹے، جو معتمد دین کے صابر تھے، جنگ موتہ میں علم دار سپاہ اسلام تھے اسی جنگ میں آپ کے دونوں شانے قلم ہوئے جس کے بعد آپ شہید ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”ذوالجناہین“ لقب دیا۔ اس بندہ میں اٹھ رعبہ خیر و علیؑ کا اقبال، حضرت ام کی انکساری و تواضع، حضرت علیؑ کا زور دست، جعفرؑ کا زور بازو، حضرت کا زور دھب و داب میں حضرت عمرؓ سے حضرت عباسؑ کی تشبیہ دی ہے۔

۳۰۔ شجر: مزاج عادت۔ فطرہ: شان، ویدہ: طاش۔

۳۱۔ مدح متذکر ہے، یعنی جس طرح دین کی حقیقت میں معلوم ہاں آثار سے اس کا وجود ثابت ہے اور عقل جو غیر مادی ہے نظر نہیں آتی مگر انسان کا حس اسی پر قائم ہے اسی طرح حضرت عباسؑ کا جلوہ نظر آتا ہے حقیقت فریاد کا علم کی کر سبیں۔

۳۲۔ یہاں سے علم کی تعریف شروع ہوتی ہے۔ شاہِ ائم: ائمہ کی حاکم اعلیٰ، حضرت امام حسین علیہ السلام مراد ہیں۔ ازم: جنت، صافقہ: آسانی، بجلی اور روک۔ چم و خم: تکرار اور عام صبیح چم کی چمک دمک۔

۳۳۔ دفتر نام: ہر دے میں علم کے ”ڈاکٹر طاہر“ دامن میں علم کے ”

۳۵۔ قوت: ایک قسم کا بگل، بڑی ترن جیسا ساز، بجل، مغر، بجل، بھانجھ، بیش کے دو ساز جو دونوں ہاتھوں سے بیلے جاتے ہیں۔ بوق: بگل کی قسم کا ساز۔ کوس: بڑا نقارہ، وقت، دلا، قلعی، دائرہ میں کے ایک رتبہ پر کمال مندرجہ ہر قہ ہے۔

— قزاق، بوق، جھانجھ، دنگی، کوس، نقارہ، دوت۔ بادشاہوں کی دیواری پر سلائی کے لیے جتے تھے

سکھلا، سنی کا، بیکل، وصال دینا، میل : مرگ کی سلاخی، و سب کے سلاخی، نادرک، تیر فتح، بغیر

۵۰۔ مینا، ہر جوہر، بالکل، اکٹھا۔

۵۱۔ غرق : بہینہ، نیز فیروز کے کشید کر کے نکالا ہوا پانی، گلاب، عرق گل، انحر : سسٹن
گل خورشید، صورت محسن۔

۵۲۔ تسبیح کن : تسبیح کرنے، سہانہ انداز میں دے، دہن : مزہ، برقع : آسمان کو بارہ محسن
میں تقسیم کی گئی ہے، ہر حصے کو ایک برقع اور ہر حصے کا ایک نام ہے ان میں بارہاں برقع حوت
ہے، دایا اور حوت کے معنی ہیں بھیل۔

مطلب : ممدوح کے منہ میں زبان ہر وقت تسبیح کرتی رہتی ہے، منہ میں زبان ہوں ہے جیسے خیمے گل
کے اندر گلاب کی پتی، مگر گل اور اس کی پتی کی تشبیہ مکمل نہ سمجھیے گا میرے ممدوح کا دہن زلفانی
اور زبان ممدوح سرا، اور خیمہ ویرگ گل میں نور نہیں ہوتا، میاں منہ کیلئے برقع خورشید ہے اور
اس میں زبان جیسے بھیل۔ دوستوں کے مطابق سورج برقع حوت میں داخل ہوتا ہے مگر زمام صاحب
نے بڑے معین پر اسے میرے خورشید کو برقع اور دایا کو سرخ بنانا کہ اس میں جانے والا بنایا ہے وہی
زبان کے بعد بھیل کی تعریف یہی گائی ہے کہ جیسے ہی ان بھیل کی تعریف میں میرے لب ہے
اور اب کو کہتے ہیں بڑے اگلا، منہ زبان، خیمہ، ویرگ گل، نور خورشید، مگر دایا، برقع خورشید
نور اس لفظی معنی رہا بھیل کا حسن رکھتے ہیں۔

۵۳۔ رویت : وہ لفظ مگر جو شعر کے آخر اور قافیہ کے بعد آئے اور پوری غزل یا مسلسل اشعار میں
نہ ہونے، قافیہ : وہ کلمہ جو اپنے ہم وزن کلمہ سے بدلنا اور رویت سے پہلے آتا ہے۔

قافیہ نگار کہتا : گنگوہی عاجز آتا ہے، آہنگ : ارادہ، حذر : احتیاط، پچنا : ٹنگ : رسوائی ہے۔

اہل سخن و شاعر۔

۵۴۔ شیریں زخم : خوش طبع، خوش فہم، رفق، بھڑ، ساخت : عذر، قوم : جو بہارت میں مدد کے لیے

یا قوت : مستعین، باشر مایہ کے حمد کا مشورہ کاتب خوش فہم، ایک سرگ : ایک قیمتی چیز بھارت

لب : آئینہ، دنیا وہ مناسب : رقیب : کھجور۔

مطلب : لب ممدوح کو یا قوت یا نہ شکر کن، تشبیہ کا کوئی حسن نہیں ہے، کیوں کہ حضرت علیؑ نے

کبھی یا قوت کو نہیں بھوسا، ان بھیل کے بوسے لیے ہیں، البتہ اسی کو لب کہنے میں ایک

حسن ہے وہی رنگ وہی نزاکت اور اسی سے بڑھ کر شیرینی۔

۵۵۔ فتحا، مقدرا، فصح، ادب، شیری کلام لوگ۔ فصاحت : وہ خوبصورت کلام جس میں علم و ادب کی مدد سے کوئی غلطی نہ ہو، نادرستی، ثقیل اور مشکل الفاظ نہ ہوں۔ جلافت : وہ کلام میں فصاحت کی صفت کے ساتھ برص ہونا یعنی نظر ہو۔

۵۶۔ فخر، قربانی۔ جہاں شاد۔ بکسر : دودھ۔

۵۷۔ شیری : حضرت علیؓ کو خدا ماننے والا، ایک شخص نے حضرت علیؓ کو خدا کہا، ۱۱۱ھ میں اسے سزا کے طور پر بلا دیا۔ آیہ : آیت۔ مدح القدر : جبریلؑ یا ایک خاص فرشتہ۔ ہم دم : ساتھی۔

۵۸۔ جاس کے اور صفت کے مجموعی مدد ایک سرگشتی میں سب جیل سے۔ مخدین : کان۔ توبت : مصلحت، تبت میں سننے والا ایک بہتر ہے، توکل میں ٹیکنے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ گڑ، موتی۔

۵۹۔ رستے کر : کر کے، یکیز، بادیک کر۔ حاشا : انکار میں تاکید، ہرگز نہیں۔

۶۰۔ کاوا : گھوڑے کا دانہ جسے می پکڑ لگاتا، گھوڑے کا وہ پکڑ جس سے زمین پر دائرہ بن چکے۔ میرا نہیں کہتے ہیں :

وہ ان کے اشہوں کی روانہ اور مروہ کا دوسے میاں پس کے رگے سوز اور مروہ چلنے کی تیزی، شوقی۔ چھلاوا : ایک ہوائی ملوک جو کہیں قرار نہیں لیتا اور دم بھر میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ میرا نہیں نے کہا ہے :

مکن نہ ہر اک گذر اسی تک نہ برس کا

فل تھا، یہ چھلاوا ہے کہ سایہ فرس کا

فرس : گھوڑا، ترش : فحش، مدہ : گھوڑا، ترش کے گھوڑے کا نام۔

۶۱۔ جلانی : غازی کا سادہ گوشا جس کی وفات ۹۳۶ھ میں ہوئی۔ ترجعی : مبین عروسی دن کے دو شہر جن میں تیسرا معرع عموماً تاقیر سے خالی ہوتا ہے۔

۶۲۔ اندھیری : گھوڑے کی آنکھوں کے ٹوپ۔ یعنی اندھیرا ہوا، اجالا : اسی گھوڑے کی تیزی کہ نہیں جتنی کہ اس کی اندھیاری چروہوں کی چاندنی ہے جو ہر جگہ کام دیتی ہے۔

۶۳۔ گلب : دبی : پہاڑی پکڑ جس کی چال کا حسن مسلم ہے۔

۶۴۔ چلزار : وہ شخص جو گھوڑے کی باگ پکڑا ساتھ چلے۔

منیں کرتا ایک رات کو زوال کرتا جاتا ہے ایک دن کو نظر میں آتا۔ اسی طرح دوسرے شرمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے اور حضرت علیؑ کے واقعات کی طرف اشارہ ہے ان دونوں مصوروں نے اپنے اپنے وقت میں سوکھے درخت و دھار کے ہرے کر دیئے تھے۔ اور بیتِ نبویؐ میں روشنی کا واقعہ دولا یا ہے کہ حضرت علیؑ نے اول وقت نماز پڑھنا چاہی تو روبرو ہوا سورج پٹا آیا۔

۹۹۔ عقی، ہجرت، بیابانی جن۔

۱۰۰۔ کشتہ، قتل کرنے والا۔ درندہ، بھڑکانے والا۔ کشتہ، اکھیرنے والا۔ پرتو، اکاٹ ڈالنے والا۔ مصرع میں حضرت علیؑ کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ آپؐ نے بچپن میں گواہی کے اعزاز میں کھیر ڈالا، جوانی میں مرعب و عنترہ سمیڑی جرنیلوں کو قتل کر کے قلعہ خیر کا دروازہ اکھیر ڈالا، لشکر کاٹ کے چٹیک دیا، سیف اللہ خطاب پایا۔

۱۰۱۔ خیر کی جگہ میں حضرت علیؑ نے قلعہ کا دروازہ ایک اشارے سے اکھاڑ کر اپنے ہاتھ پر لیا اور قلعہ کے سامنے کی خندق میں ہاتھ سے روک کر پل بنا دیا کہ فوج اسلام خندق پر کار کے قلعے میں داخل ہو گئی۔

کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک بڑا عظیمی ولی اللہ وہی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل" دربارِ جبر و ملا کر کلمہ مکمل ہوا۔

۱۰۲۔ زور کشت، قتل و جنگ، گرز، سپہ سالاروں کے اٹھانے کا ایک ہماری ہتھیار کشت، ہمتا۔

۱۰۳۔ غازی ہے، عاجز ہے۔

۱۰۴۔ نرخی، فرادی جالی، کڑیوں دار فرادی لباس سے لہہ کی طرح پھٹتی ہے۔ بانو کا ایک زبردور و مہربان برصفاقت کے بیٹے پر بھی جاتی ہیں۔ اور بانو پر بانہ بھی جاتی ہیں۔ ایک کو جوش صبر اور دوسری کو جوش کبیر کہتے ہیں۔ قرہ، فرادی جالی کا کرتہ۔ کردہ، چھوٹا بڑا۔ صاب، کمر، جنگ خندق میں حضرت علیؑ کی تھار جو پل تو فرشتے نے زمین پر پڑھیا دیئے۔ خود انقباض جری کے پر پر ہاتھری، خود و کلمہ، لہہ کی لڑی۔ تاج۔

۱۰۵۔ قدیر، آفرین دہائی قدرت و امتیاز کا نامک۔ اللہ تعالیٰ، سقا، ہستی، حضرت عکینہ کے بیٹے پانی لائے والا۔

۱۰۶۔ ہمارے بزرگ رزاق اللہ کی بارگاہ میں بڑا مرتبہ رکھتے ہیں ان کے مدینے میں سب کو روزی تھا ہے اس کے باوجود اطاعت حق میں اشارۃ قدرت، برتو موت کا استقبال کرتے ہیں،

شکل کن و قلم کرنا ہوتے ہوئے جب کسی نے گلے میں رکی ڈالی تو انھوں نے صبر کیا، امیرِ مصلحت
کو حضرت عائشہؓ نے وقت نماز میں ابنِ عمرؓ کی تلوار سے شہادت پائی۔

۸۷۔ تادی، جسمی، عروا بن عبدود، جسے حضرت عائشہؓ نے جنگِ خندق میں قتل کیا۔ اور سب پر جنگ
خیر میں حضرت امیر المؤمنینؓ کے اہلِ حق مارا گیا۔ نضر بن - نعمت - نسیم، تعریف، تمہار کرنا؛
بادشاہ کو سلام کرنا۔

۸۸۔ عزم: بھڑکنا، مقرب: بچو، بارہ برہن میں سے ایک برج کا نام۔

۸۹۔ عزم: چھا۔

۹۰۔ قدوسی: خادم۔

۹۱۔ عادی برائی تلوار: تلوار سے بے کار ہو گئی۔ تلوار سے خاک پرالت کھینچنا: درخالی گیا اور تلوار زین

پر نہ کھینچنے کے اعلیٰ۔

۹۲۔ بیڑا اعلیٰ: حضرت علیؓ کو ماننے والا، حضرت علیؓ کی اولاد۔ تیغ شہر انداز: آگ برسانے والی

تلوار۔ قاتل: بدن۔ جسم۔

۹۳۔ بستی: زندگی، موجود۔

۹۴۔ گردن: آسمان۔ تیغ کا پھیل: نوک سے نیچے اور قبضے کے اوپر تک مقبضہ پھیلنا۔

۹۵۔ اسی ہند میں فن نجوم و رمل کے اصطلاحات جمع کیے گئے ہیں، نزائچہ: وہ نقش جس سے نجومی

کسی واقعے کے وقت ستاروں کی چال، ان کا عمل و وقوع اور ان کے اثرات معلوم کرتے

ہیں، سجال: نزائچہ، قرعہ۔ تیر نزائچہ کے متعلق اصطلاحیں ہیں، بیون قرعہ سے مراد خالی، پیکان:

تیر یا برہمی کی ان۔ کر و خصال: بدن۔

مطلب: بولین نے پریشان اور گھبراہٹ میں جو قدم اٹھایا، جو طعنت یا نہادہ غلط ہوا۔ آخر ان

سے نزائچہ کھینچا اور تیر سجانے کا فیصلہ کیا مگر آپؐ کی چلتی تلوار نے تیروں کو کاٹا، پھل کو کاٹا۔

نکست: کمان کی انت کے ساتھ اور پیلے کے چالیں مٹا کر دے کر دیے۔ جو ہر پہل، داغ: دل۔

شست: رستی ساتھ اپنے، پہلے منی چل، چالیں، ایں بہت سی لغتی مساہتیں ہیں۔

۹۶۔ اثر در: اثر دھا۔ مہبط: بے سبب، ظفر: فتح۔

۹۷۔ جو ہر: فرلا کے نفیس ہونے کے نشان۔ جو ہر کرنا: قتل کرنا۔ ننگ و ناموس کی خاطر اپنے

بال بچوں کو قتل کرنا۔

- ۹۸۔ معدن : سینہ۔
 ۹۹۔ بکیش : برصط۔ رہتی : زخم۔
 ۱۰۰۔ سر پرنا : مرہانا۔ قارون : موبی کا ایک دولت مند دشمن، جو اپنے مال و خزانہ میت زین میں جمع کیا۔
 ۱۰۱۔ کاپ : برش۔ تلوار کی تیزی۔
 ۱۰۲۔ قوس : گھڑا۔
 ۱۰۳۔ قاف : ایک چار لاکھ نام جہاں پر ہاں رہتی تھی دشمن کا ایک مفروضہ۔
 ۱۰۴۔ واری کا قات : قربان، مصدقے ہونا۔
 ۱۰۵۔ جنگہ : میدان جنگ۔
 ۱۰۶۔ فرق : سر۔ اتلاف : تھوڑا بہت۔ غلاب کا کنواں۔
 ۱۰۷۔ در آنا : داخل ہونا۔
 ۱۰۸۔ مشرپ : طریقہ۔ مسک : گھاٹ۔ قشتہ زبانی : پیاسی۔
 ۱۰۹۔ وضعات : رہنا۔ حساب سے غارت کرنا۔ قرنہ : ایک زائد مہینہ۔
 ۱۱۰۔ پاہوس : قدم چرنا۔
 ۱۱۱۔ زفر : گھیراؤ۔
 ۱۱۲۔ نہی کرطب : بھروسہ کا درخت۔ رید ابن ورقہ : حضرت عباس کا شانہ ظلم کرنے والا دشمن۔
 ۱۱۳۔ مستقلن : زنجیریں بکھلا ہوا۔
 ۱۱۴۔ داحرہ : دروا : ہائے صرست ہائے خم۔ واقرة عیناہ : ہائے نکھوں کی ٹھنڈک۔
داحرہ قلبا : ہائے دل کے آرام۔
 ۱۱۵۔ بشیرین : فرخادو کا۔
 ۱۱۶۔ رحمت مرزا : سوگ کے کڑے۔ بتیر : امام حسن علیہ السلام۔ عبرس : کپڑے۔ باس : کھٹی، ایک لہو لکڑا۔
جمن کا گریاں : چادر گھٹنے میں ڈال لیتے ہیں۔ آل مہا : اہل بیت۔ چارہ تطہیر : واسے۔
 ۱۱۷۔ نفس : حضرت فاطمہ زہراؑ کی عداوت۔
 ۱۱۸۔ نکد مارا : شہر کی موت پر بیچہ کا پھلنا۔ باس : سفید۔
 ۱۱۹۔ کجرا : حضرت قاسم ابن حسن کی دولہن۔
 ۱۲۰۔ نکد : باس جنت۔ ۱۲۱۔ عمران : اہلادو

مرثیہ نمبر ۵

کس کا علم حسینؑ کے منبر کی زین ہے

۱۳۷۷ ہجری

بیان شہادت حضرت عباسؓ

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

یہ مرثیہ حضرت عباسؓ کی شان میں ہے۔ اردو داغ طور دو فنی حیثیتوں کا حامل ہے ایک رخِ حضرت عباسؓ ان کے علم اور ان کی مزیج کی شان و مدح میں۔ دوسرا رخ، سکوار، فرس، سروا پ، رجز، جنگ اور شہادت، یقین اور غمِ تہ ہے۔

مجموعی طور پر مرثیہ سادگی اور حسنِ مدحِ مرثیہ و فرس میں۔ تمنا کی تصریحات میں پھیس اور جری تیرہ بند۔ زور بیان، سادگی اور اثرِ فریبی میں بے حد دلکشی ہے۔ جہاں سادگی کا بھرپور مظاہرہ ہے وہاں غنیت کا زور بھی کم نہیں۔ کم و بیش محالیں، ہیئتائیں بند مسامحہ و بدائع سے مرصع ہیں، باقی سادگی و پاکاری کا فروز۔ اور دونوں میں ایسا توازن و تناسب ہے کہ مرثیہ سادہ ٹھہری کی صفت میں شمار کیا جاتا ہے اور مزاجِ صاحب کے فانیہ مرثیوں کا شاہ کار قرار پاتا ہے۔

مزاجِ صاحبِ لغت کے حافظ بھی، عربی فارسی دار و افاضات پر ارضیں بلا کی دستری ہے، تشبیہ و استعارہ، تزیین، درشتی میں دلی بارہ واقعات و قصص کے بارے میں کہیں ہیں، ایمامِ بیسے لفظی و معنوی تعریف ان کے لیے معمولی بات ہے۔ اور جب وہ اصطلاحات و اشارات سے ہٹ کر بات کرتے ہیں تو مسلم بہتے جیسے سادہ ترکیبوں اور رواں جملوں پر ارضیں اُس سے زیادہ قدرت حاصل ہے۔ مجموعے کے آخر میں یہ بند دیکھیے:

دیکھنے لگا جو دقتِ قصورِ عنان پر بگڑا بنا کے مذکر و مکمل اپنی جان پر

دلی زہی کہہ رہا؟ تو کہا: آسمان پر پڑھیا جو آسمان سے کہا: لامکان پر

یہ کدے کے نکر و دم کی حد سے گذر گیا

سایہ ہراسے پر چہرہ رہا تھا، کدھر گیا؟

فعلوں کا اہلک، صوت و صدا کا چڑھاؤ، فکر و خیال کی اڑان، تیزی اور حرکت، بہت کے آئینہ مرصع پر پہنچ کر اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی کہ ایک اور پہلو سامنے آیا، اب نقشہ کشی میں فرس کے ساتھ علم کو بھی شریک کر لیا ہے،

فلک مکان سے، واہ، کائنات کا مکان تھا
ایسا جھکا کر پھر سر آسمان اٹھا
شعلہ ظلم کے نور سے اک نگہاں اٹھا
جنگل میں دھوپ مل گئی کوسوں دھواں اٹھا

انسان کیسے وہاں تنہا کی شعل پڑی
نہا پڑی یہ تڑپ کر پھیل اچھس پڑی

گھٹنا، علم کے ساتھ چلا تیزی میں یہ نظر آیا کر اڑا، کر بلا کا ریستان اور عرب کی دوہرا دھوپ
کی شدت، انصاف سے ظلم، پھر برست اور فرس کا سایہ جو دکھائی دیا۔ تو وہ تھا یہ معلوم ہوا جیسے دھواں
اڑ رہا ہے۔ جو تھکے دھڑکے کا ٹکڑا۔ "جنگل میں دھوپ مل گئی" کسی قدر خوبصورت استعارہ ہے، انصاف
کی لڑی، جنگل سے گرم ہوا کے شعلہ، انصاف کی برسات کی پٹیلیں۔ اور اس کی مزید تقویت دینے والا۔ وہ
متحرک سایہ جسے دیکھ کر کوسوں دھواں "کنا کوئی مبالغہ نہیں معلوم ہوتا۔"

جناب فہم امروہی جو خود اس دور کے سب سے بڑے قادر الکلام مرثیہ گو اور استاد فن
ہیں، اس مرثیہ کو مرزا صاحب کا بہترین مرثیہ سمجھتے ہیں، میں نے یہ مرثیہ موضوع ہی کی تجویز سے شریک
انتخاب کیا ہے، اور مجھے یقین ہے کہ ہر صاحب ذوق اس کے مطالعے سے وجد کرے گا۔

(۲)

یہ مرثیہ دو قدیم مطبوعہ مجموعوں کو سامنے رکھ کر ایڈٹ کیا گیا ہے۔ پہلا مجموعہ "مرثیہ دبیر" کے نام سے
دسمبر، ۱۸۸۰ء میں ذیل کشور نے نکلتے سے چھاپا، اس مجموعے کے مرثیے مرزا دبیر مرحوم کی زندگی کے کچھ
برے اور غامض پہلوؤں سے حاصل کیے ہوئے تھے، دوسرا مجموعہ "دفتر قائم" ہے اس کا مرثیہ مرزا احمد
جسٹ صاحب اور ج کی مدد سے حاصل شدہ تھا، دونوں میں سے بظاہر پہلا مرثیہ ابتدائی ٹکڑے اور دھڑا
مرثیے نظر آتے ہیں، وہ اصلاح و تزئین یافتہ ہے۔ ذیل کشوری نسخے میں ۱۲۰ بند اور دفتر قائم میں ایک سو
سختیس بند ہیں۔ دونوں میں کچھ بند یکساں ہیں کچھ بدستور، کچھ بدلیے ہیں جو ایک نسخے میں ہیں دوسرے
میں نہیں۔ ہم نے ان دونوں نسخوں کو سامنے رکھ کر ہر مرثیہ مرتب کیا اس کے اختلافات حاشیے میں لکھ
دیے ہیں تحقیق کے لیے نوٹ مفید ہوں گے۔

دفتر قائم میں مرثیے کے دس مطلعے قرار دیئے ہیں۔

۱- کس کا علم حلیہ کے مزکر کیب ہے

۲- کس کے علم کے سامنے سے طوبی نکال ہے

- ۳۔ درگاہ کس جناب کی عالم پناہ ہے
- ۴۔ کیوں عرشِ ذوالجلال کا سر تاج میں ہے
- ۵۔ رشتہ زلی کشور کا مرثیہ اسی مطلع سے شروع ہوتا ہے
- ۶۔ کیوں حرفِ مینِ افسر سرش بیل ہے
- ۷۔ عرشِ بریں منار ہے کس بارگاہ کا
- ۸۔ کس کے علم کے پنجے سے خورشیدِ زندہ ہے
- ۹۔ خدادیٰ فرزندِ یحییٰ کس کا مسخوار ہے
- ۱۰۔ چہ رنگ میں گل چرخِ مزارِ حسن ہوا
- ۱۱۔ عباس جب کہ جانبِ باغ جناب چلے
- ۱۲۔ یہاں سے ۱۰۶ بندہ جاتے ہیں
- ۱۳۔ یہاں سے ۸۱ بند باقی رہ جاتے ہیں



۵ مرنے پر غبار ہے کس بارگاہ کا! مطلق جہر مبینہ جلیز ہے کس رنگ ماہ کا
کس کا علم نشان ہے غفلتِ الا کا کس کی ولا چرخ ہے کمر کی راہ کا

پہرتے ہیں کس کے دست پر یہ نگاہ میں

ڈوبے ہوئے ہیں جیتی کس کی چاہ میں

۶ کس کے علم سے خیرِ خورشید زود ہے مطلق یہ دھوپ کس کے مرتقا نور کی گد ہے

کس کی مناس سے چاند کا بازار سود ہے پھر وہ ہے کہ دفترِ قدرت میں فرو ہے

ان کے سخن سے جو ہر تیغ آشکار ہیں

نورِ صیغہ نورِ الہال ہی لبِ نور و انصاف ہیں

۷ منہ بے، یہ شاہِ شیداں کا بجائی ہے مشکل کشاں آپ نے باپ سے پائی ہے

شانے نہیں پہاڑ میں مشکل کشائی ہے تیغِ خدا کے قبضے میں ساری خدائی ہے

مقلدے شاہِ خشک لبان یہ دیر ہے

دیائے آبرو کی ترانی کا شیر ہے

۸ فرار کی فریب میں کس کا مزار ہے مطلق نگہ و جہن کا رحمت پر درو گاہ ہے

بہم مزین و قبر سے فرار آشکار ہے اس کی ہمداد ہے یہ اس کی ہمار ہے

قبر و مزین سے ہے نور آبِ کتاب کی

وہ آفتاب ہے یہ کرن آفتاب کی

۹ تربت بگا اور مزین بھی ہے نور سے بھری صاحبِ مزار ماہِ نجی ہاشمی حبسری

تربت پہ وہ مزین مشکِ بخت نہیں دھری اڑا ہے برجِ سبلہ بہرِ محبِ وری

کیا قبر نے مزین کے رتبے بڑھائے ہیں

گروہِ ملک نے دیدہ حق ہیں چڑھائے ہیں

۱۰ رائے کا فرشِ قدسیوں کی پاک دامنی مہاژوں سے درونِ تہِ دنیا میں روشنی

کیا بلانے والے کا خاک ہے کس نورِ سیئی ہنگامِ صبح دھوپ، سرِ شام چاندنی

آتی ہے یہ بندا جو درِ روضہ واکرو

غیر گشتا! تجلیوں کی حاجت روا کرو

۱۱ روشن چراغ شمعوں سے مقلد مشور کا
پردوں کے پردوں میں پرفوج حور کا
قندیل کھدہ بھی ہے میں ایساں ہوں طور کا
شریت کا یہ سبق ہے کہ سورہ ہوں نور کا
کیوں کر چڑھیں نہ مستعدِ خام فاقہ

الحمد کی دعا ہے براغلام فاقہ
۱۲ پیارے سنوں دستِ غیبی حشرِ جلیل کو
جیسے عصا کی دم کو کعبہ خلیل کو
خُجے کی تازگی سے حیا سنیل کو
بغضہ کی راہ جو لیتی ہے جب زیل کو
دیتا ہے چرخ گنبدِ انور کی شان سے
جی طرح پیرِ زرد میں عاجزِ بھران سے

۱۳ حاتمِ جواسِ جناب کی درگاہ میں ہوا!
گھر اسی کا شاہ کے دل انگاہ میں ہوا
جو عرقِ حُبِ ابنِ یہ اندھ میں ہوا!
شیرِ لبّی سے بہرہ وراں چاہ میں ہوا
قرآن ہے عرشِ نازِ مولا کی شان پر
سرِ آستان پر ہے قدمِ آسمان پر

۱۴- ہر نے کہ تو جہان میں کیا نہیں ہوا
پر حضرت حسینؑ سا قاضی نہیں ہوا
عباسؑ ساسیؑ کا شیدا نہیں ہوا
سفرِ شہید نہ پرچہ پیا سا نہیں ہوا
یہ آبِ وگل میں حُبِ شہِ نیک غولی
جتنی تھی پیاس اسی کے سوا برومی

۱۵- شہائی حسینؑ کی مدتِ تمام ہے
پہا کی سب سے رشتہ نشہ کا ہے
اب کیوں معذورِ کالب دیا تمام ہے!
درپیش اپنے خاص غلاموں کا کام ہے!
اب جو کنہ رکھتی نہیں دیا ہے ہر تے ہی
شیخِ مکنہ کرتے ہی عباسؑ دھو تے ہی

۱۶ چشمِ کرہ ہے شیعل کے عالی تیاہ پر
جیسے خدا کی جہرِ حسینؑ سپاہ پر
یوں بند ہے زبانِ سخن مندِ خواہ پر
جیسے کھلا ہوا درِ تو بر گتہ پر
مشرق کا سکہ صر ہے مغرب کا مانہ ہے
دن رات اختصارِ سفید و سیاہ ہے

۱۷ بے دست و پا کے کام بردست آتے ہی پاؤں کے ناخنوں سے گرو کھول جاتے ہیں
قابل کو طر فزور شادست دکھاتے ہیں شب کو اسے جلاتے ہیں دن کو ملاتے ہیں

سب اُن کے اختیار سے بے اختیار ہیں
کیا کیسے اور قدرت پر دروگار ہیں

۱۸ کتنا ہے اک محمد فسر زہد نقضا شب کو بھی بار بار میں ہوتا تھا بار
اک شخص دق صحن مسلم دار میں ہوا اُس شب گیا جو روئے میں تو دیکھتا ہوں کیا
اگر گرا وہ شلہ کے شر فغاں اٹھا
فانرس قبر جینے لگی اور دھواں اٹھا

۱۹ مُردے نے چہرہ دم بچائی نہ دلی ہے اے حضرت حسین کے بھائی محمد اُلی ہے
نادر غلامے کرائی، کُرائی ہے یاں بھی نجات ہم نے دہائی نہ دلی ہے
شقائے حضرت شہر ابرار، اُن فیاض

مہاش اُن فیاض، مسلم دار اُن فیاض
۲۰ اُس مادی کی کینہ کی مولا تہیں قسم شہر میں کی جس پر گل سنبلی سبم
اُس نازاں کے واسطے، اسے صاحب کہا جو بیڑیوں کے برج سے گزنا تھا ہجوم
مجھ سے فلک کے رنگ بدلنے کو دیکھیے

دہنے کو پتے اور مرے بچنے کو دیکھیے
۱۱ کتنا تھا یہ کو نادر ہی زور ہو گئی زہر کنج بواگ تھی کافر ہو گئی
نازی قبر قعر، طور ہو گئی آئی عدا کو خوش ہو بلا دور ہو گئی
ہم کو رلا دیا جو ترے شرد شین نے
مجھ کو کچا لیا مرے آقا حسینؑ نے

۱۲ کیوں مومنو! کہاں سے کہاں ہے یہ معجزہ آیات کبریا کا نشان ہے یہ معجزہ
باز کندہ و دھواں ہے یہ معجزہ دشمن بھی کہہ رہے ہیں کہ اُن ہے یہ معجزہ

عباسی کا ندہ جی شہر بدو حنین کے
لیکن یہ سارے جولوے ہیں جہنم کے

۲۳ دیکھی جہاں مزین مشہد کم سپاہ کی
شریت پہ ہے جو نذر شہر دی پناہ کی
پہلو میں اس کے اُن کے علم پر نگاہ کی
حاضر ہے حاضر ہی علم دار شاہ کی

کچھ شیعہ یا سنی؎ لہذا اس کہتے ہیں
کچھ روکے ڈائے حضرت عباسؑ کہتے ہیں

۲۴ وہ راز حق، قرینہ شکل کتا یہ بھی
حق قبرل وہ بھی، علیؑ کی دعا یہ بھی
علم خدا وہ بھی، تو دل مرتعنا یہ بھی
جیسے آگ گواہ ہیں کہ شفا وہ، دوا یہ بھی

غازی کے سر پہ شاہ و مجازی کے ہاتھ ہیں
حق ہے علیؑ کے ساتھ، علیؑ کے ساتھ ہیں

۲۵ بہمن سے تھے یہ عاشق سلطان مشرقین
آقا کے دیکھنے کو کہتے تھے فرخ مین
طاعت خدا کی جانتے تھے طاعت حسینؑ
اور بے طواف کبر رن، دل کرتا نہ بین

جہاں قدم پہ شاہ کے معراج حق اُٹھیں
نعلین ابن فاطمہؑ مسرتاج حق اُٹھیں

۲۶ بیٹے تھے اُٹھتے بیٹے شہبیر کا جو نام
آم کوئی ہر حسینؑ کے! یہ کہتے تھے، غلام
ہنس ہنس کے اُن سے والدہ! کتنی تھی بیکلام
وہ پوچھتی تھی، کچھ سندائے عاشق امام!

قیمت می کیا دیا ہے شہر مشرقین نے
کتنے کوہ وری، مول لیا ہے حسینؑ نے

۲۷ یہ کہتے تھے، غلام ہی حاضر جواب ہے
دعویٰ تمہیں تروٹی سے کیا اسے جناب ہے
اس بات کی حضور نہیں دل کتاب ہے
کتنی ہر میری بی بی وہ محنت، آب ہے

آقا ہے یہ برا جوہ لیا لیا تمہارا ہے
قیمت ہر آپ کی وہی قیمت ہماری ہے

۲۸ بے مافتہ لپٹا کے وہ کتنی تھی نرسہ باقی
تیرا داب چڑھایے ہیں فقہ ہر چکا
کیا ڈھونڈ کر جواب دیا، واری، واہ وا
کچھ میرے ہی ہنسی تھی تم پر گئے نفا

شفقتؑ ہے عدم شہر مشرقین کی
مذیٰ نصیب تم مگر غلامی حسینؑ کی

۲۹ اب روئی مومنین کو شہید روئے ہیں نامی جہاں تو گنج شہید ایسی سرتے ہی
بچے تمام پیاس سے جہاں اپنی کھوتے ہیں اور اب جہاں حسین سے عباس کی ہر تہی

خالی رہتی و یا ر سے ہے پلو سے حسین
کس وقت توڑتی ہے اصل بازو سے حسین

۳۰ ازم جان فاطمہ اب بے قراری ہے رو دیتے ہیں کچھ اور نہیں اختیار ہے
اتنا ہی غم ہے جتنا کہ جہاں کا پلہ ہے پھر بات ملی ولی رُود بکار ہے!

حضرت کو موت ان کی جہاں کا داغ ہے
یہ داغ اور کانیں جہاں کا داغ ہے

۳۱ پھر مٹی کی روح سے یہ سب درناک کیسا کفن، بچہ ہے امیر عرب کا چاک
اب تک نعت میں کانپ رہا ہے مژدہ پاک کتے ہی انہماک سے نعت یہ اڑا کے خاک

عباس نام، ناموری دہشتی پر شدہ!

یا مرقن علی! پسری دہشتی پر شدہ!

۳۲ جب دن میں گل چارخ مزار حسین ہوا مطلق یعنی شہید قائم گل پیسہ میں ہوا
دشت شامہ لاش کی خاطر کفن ہوا مجلہ دولہن کے واسطے بیت العزیز ہوا

فل تھا اُدھر تو دولہا کو ممان روئے ہیں

یاں شاہ سے وداغ علم دار ہوتے ہیں

۳۳ ہوتا ہے بے پیر پیر شعیان پاک کیسا کفن، بچہ ہے امیر عرب کا چاک
بچتا ہے چاند شعیوں کا بزرگ خاک افلاک پر ہے فاطمہ کی آہ دردناک

وال عرش ہیں رہا ہے فغان حسینؑ

یاں شہر ہے حسینوں کے شہر شیں

۳۴ تصویر غالی حیدر کرار مٹتی ہے تفسیر نذر خالق غفار مٹتی ہے
لنگر کے بعد مشکل علم دار مٹتی ہے شعیوں کے بادشاہ کی رسوائی ہے

الہوں جس کی آواز پر وہ وطن میں ہے

باری اب اُس جہاں کے مرنے کی نیت میں ہے

نہ جہاں نہ نہ کی لگا، طمان شروع ہوئی اور میناں سے شہید پڑھا جا سکتا ہے

۲۵ تمیذ شہ سے ہر اجازت اٹھائی ہے برڑے ہیں ہاتھ پاؤں پر گروں بھکاٹی ہے
یوں حرف زن وہ قدیٰ سخن کا فدائی ہے سب مرچکے غلام کی باری اب آئی ہے

کوثر دیا شہیدوں کو مولا ہمیں بھی دو

اک تبر کی جگہ لب دیا ہمیں بھی دو

۲۶ سوکھے ہیں ساتریں سے لب شاہ مجروح ہر تپا سے خون خشک مراد کچھ دیکھ کر
آنکھیں ملا کے کہتے ہیں غلام سے چمکے سقائے اہل بیت ہر قرآؤ سر پر

تم بھی فقط زبان سے قربان مانتے ہو

پانی نہیں امام کو اپنے پلاتے ہو!!

۲۷ دیکھیں ہیں جاں نثار نے آنکھیں حضور کی چٹکتے زنی اسٹے گی نہ اہل ضرور کی
حالت ہے اب تباہ دل تا ضیور کی آئندہ جو مرضا ہر امام شیور کی

گروے کفن ہے جان نیراک اہل غلام کا

ہر گھم کو تم ہے خشکی حلق امام کا

۲۸ صفیں میں بھی گھیرے تھے یہ سر خود پند فرج معاویہ لب دیا تھی بہرہ مند
شکل کشاک فرج پہ آب رواں عتابند تھی مرچیں سے واعطشا کی صلابند

پر مضطرب نہ والدہ عالی صفات تھے

انسر سے تھے بچے دبا با کے سات تھے

۲۹ طاقت دکھائی آپ نے زہرا کے شیر کی دیکھی گئی نہ پیاس بناب امیر کی
سقا کی کیا سہاؤ شہ قلعہ گیسر کی انہیں صفیں جناب نے فرج شہر کی

بابا کو ملا کے سر سے پانی پلا دیا

سب مرچکے تھے پیاس سے تم نے پلا دیا

۳۰ آگاہ میرے تھی پدریوں ادا کیا فرمایئے غلام نے حضرت سے کیا کیا
قدحی کو پال پوس کے تم نے بڑا کیا بابا کے آگے بھی تھیں بابا، کہا کیا

میں جانتا ہوں قبلہ کو میں آپ کو!

اور دیکھتا ہوں پیاس سے بے چین آپ کو

۳۱ امداد رکے آپ نے باپ سے لی رضا میں بار بار سمن کروں یہ مجال کیا
جو ناز کرتے آپ سہلی سے دو تھا کیا سبط نبیؐ ہر اور سپر اشرف القسا!

پڑھتا ہوں مگر آپ کے میں نانا سان کا

ہے فرق مجھ میں تم میں زمیں آسمان کا

۳۲ پانی ہے جب سے جب مجھے انفصال ہے کتنا ہوں دل سے مبرا کرب انفعال ہے
حضرت کو آبرو کا مری خود خیال ہے اب بھی کعبہ نہیں ہوں نقطہ عرض حال ہے

یوں فوج کو نہ کوئی علم دار روئے گا

ایسا بھی واقعہ ہر اسے نہ ہرے گا

۳۳ صفین میں جبریل سے شہر ذوالفقار تھے من آن کا دیکھ دیکھ کے آپ انکسار تھے
پھرتے تھے آس پاس بہت بے قرار تھے عباس کی طرح سے ذبے اختیار تھے

اپنا ہی ساہر ایک کا دل جان میسے

اتر غلام کا بھی سمن مان بیسے!

۳۴ تم باپ کی جگہ ہر یہ خاتم پسر کی جا صفین کا وہ دشت تھا یہ دشت کر بلا
والا اک مساویہ تھا، یہاں لاکھ اشقیاء والی ابتدا بھی پیاس کی اوریاں ہے استا

شامی وہی ہیں اور وہی شہر فرات ہے

الغنائب غلام کا آقا کے اہل ہے

۳۵ درک کہا میں نے، دریا پہ جاؤ گے؟ عباس پانی لاؤ گے ہم کو کلاؤ گے!
واحد جہاں داغ جرائی دکھاؤ گے ہم آئے تھے فرات سے پر تم نہاؤ گے

سمجھو تو خیر کیوں لب دریا سے اٹھ گیا

پانی برسے نعیم کا دنیا سے اٹھ گیا

۳۶ صفین میں گیا تھا جو دریا پر میں غزنی بابا بھی میرے بے کس تھا تھے کیا فریسیں؟
حیدر کو میرے پانی کے لانے کا تقاضا تھا ہم کو تو آس آپ ہی کے آنے کی نہیں

یہ جان لو جدا جبر ہرے تم قرہم نہیں

کٹنے سے سر کے ٹوٹنا بازو کا کم نہیں

۴۷ جہاں اجدان جہاں کی جہاں کی ہے قضا
 بن ہاتھ کا کرے دیکھی بندے کو خدا
 اکبر مصاحب میری ضیعی کا، یہ بجھا
 پر ہاتھ ہی نہ ہوں گے قریبے کا بھٹھا
 کسی درد سے جگر کا مرے سامنا ہوا
 دشوار اب حسین کو دل مقامت ہوا

۴۸ عیسے کے ایک گوشے میں حشر تھا بچا
 اور سن رہی تھی چچی سکینہ یہ ماجرا
 مولا جو چپ ہونے تو پکاری وہ مر تھا
 اسے لوگ ایاں تو آؤ کہ یہ گفت کرے کیا
 دریا کے آنے جانے کے کچھ ذکر ہوتے ہی
 لے لو، چچا بھی روتے ہی، بابھی روتے ہی

۴۹ شرسے کہا: چچا کو ذرا سوہانے دو
 اچھا تو کہتے ہی، اُٹھیں دریا پر جانے دو
 پانی حضور کے لیے لاتے ہی لانے دو
 غصے کی آنکھ ابل ستم کو دکھانے دو
 پانی جو آپ کے سینے عباس لائیں گے
 صدقہ تمہارا ہم بھی کوئی گھوٹ پائیں گے

۵۰ میں پرچ میں پڑوں جو یہ مناسکی کو دی
 مناسن جردی تو دریا جناب علی کو دی
 ایسا نہ ہو کہ رنج پر سیدی بھی کو دی
 عباس کی برے: آپ تسلی یہ ہی کو دی
 مولا بھی ہیں حسین مرے اہل امام بھی
 آقا کو قبول جاتا ہے کوئی سلام بھی

۵۱ صدقے چچا، شہاد چچا استجار کو
 کچھ تو خارش اور برائے خدا کرو
 حضرت سے جگر کا تھا ابھی پھر ادا کرو
 حاجت دردا کی پرتی ہر حاجت روا کرو
 مناسن چچا کے آنے کی ہر تکی ہر کیوں نہ ہو
 عقاب مشکلات کی پرتی ہر کیوں نہ ہو۔

۵۲ لے لو تم فرات سے آگے نہ جاؤ گے
 اور جائیں گے تو کیا مشہور ہیں نے نہ نہیں گے
 دل میں کہا امام نے ان لاش لائیں گے
 پر کیوں کر ایسے شیر کا مرہ اٹھائیں گے
 حضرت نے اس خیال میں دریا بہنا دیا
 عباس کو سکینہ نے مشہورہ لا دیا

۵۳ رو کر نکارے جنتِ اطوار الوداع! عباس الوداع، مسلم دار الوداع
لے زیب پہلو سے شہر ابرار الوداع اسے تام دار حیدر گزار، الوداع
جھوٹا کی دودھ آپ کے لاش پر دھنے گی
ہے ہے اب اس علم کی زیارت نہ ہونے گی

۵۴ زینبؓ بڑھ کے کان ہی سننے کے کچھ کما سننے ہی بھر سجدہ جھکا ابن مرتضام
زینبؓ پر چنے لگیں رائیں جدِ احبؐ اہم سے بھی کہ دو بھائی سے ارشاد کیا کیا!
یا نہیں خوشی سے کھل گئیں اس با تیز کی
برو! خرم حسینؑ کی جان مسنیز کی

۵۵ رو کر کیا یہ زینبؓ عالی مقام نے اُمّ البینین پھرتی ہے آنکھوں کے سونے
یہ بے سے جب کو کچھ کیا تھا انہی کی تھی مناش ان کی یہ اُس نیک نام نے
جب مشک یہ اٹھائی نیک درخش کبھی
میری طرف سے روہ مر بخش کبھی

۵۶ لوگو گراہ رہو کہ تم سب کے سامنے اُن کا سخن ادا کیا مجھ تشہ کام نے
کہہئے حواسِ پیہوں کے! اس کلام نے پردہ اٹھایا بازوئے شاہِ اہم نے
جھک کر ہلالِ برجِ فلک سے نکل گیا
فریحاہ تھا کہ پچک سے نکل گیا

۵۷ عباسؓ جب کہ صاحبِ باغِ بہاں چلے مطلع شانے پہ لاکھ شاں سے کہہ کر نشان پلے
زور نہ پھچھا، اُسے والی کہاں پلے! برلے جہاں سے اب نہ چری گئے وہاں پلے
اب آخری وداع کی باری نہ اُس نے گی
اُن سے سب کی لاش ہماری نہ اُس نے گی

۵۸ عباسؓ سے شہرِ اس تشہ کام نے دنیا سیاہ ہر گئی آنکھوں کے سامنے
اک آہ کی کر کو بچو کر امام نے پردہ اٹھایا بازوئے شاہِ اہم نے
جھک کر ہلالِ برجِ فلک سے نکل گیا
لو فریحاہ تھا کہ پچک سے نکل گیا

فی۔ اگر کوئی اس سے شروع کیا جائے تو سلسلہ تمام میں کوئی غلطی نہیں آئے گا۔

۵۹ پاؤں ادب سے چڑھ کر گوب دودھ دے رہے
قل پڑ گیا، مہلو کے لیے فوج نر آئے
ہاں لاؤنر کپ دودھ کا برہ، حضور آئے

آپا سجا سجا یا تنکا دور جناب کا!

پاکھ کرن کے تاروں کی نرین آفتاب کا

۶۰ پاؤں کو رکاب کا صلہ دیا بنا
پھر آستان خانہ زین آسمان بنا
اور اُس دین میں پائے مبارک زبان پر بنا
عرش جلیل نرین تنکی نشان بنا!

آنسو گوندھتا تھا اُس طہ ہوا کا

میں بھی پے آئے گا لاشہ سواد کا

۶۱ اٹھلے سے کھد کے گردن ٹوٹن پہ یا علی
فی الفور نور و طور کے معنی ہوئے بلی
اک بہت میں سوار ہوا حق کا وہ ولی
بکلی بلانا جہول کے خود شک سے بلی

شادی ہوئی ہوا جریہ گرم عشاں ہوا

صبر کی سانس رک گئی جب یہ رواں ہوا

۶۲ رکھنے لگا ہوا تھتہ تصور عشاں پر
بول زمین کدھر؟ تو کہا "آسمان پر"
بجڑا بنا کے منہ کر نہ کھیل اپنی ماں پر
پر چھا جو آسمان نے کہا "لامکاں پر"

یہ کہہ کے فکر و ہم کی حد سے گذر گیا

سایہ ہراس چھوڑا تھا کہ دھر گیا

۶۳ غل ہر مکاں سے واہ کا تانا لامکاں اٹھا
شلہ علم کے نور سے اک ناگماں اٹھا
ایسا جھکا کر پھر نہ سہرا ساں اٹھا
جھکی میں دھپ مل گئی کوسں دھواں اٹھا

انسان کیسے جان جنوں کی بھل پڑی

گاؤ زمین پر تڑپ کر مچھلی اچھل پڑی

۶۴ کچھ مقل سے سروں میں زین آنی گر پڑی
ہر سق بن نہ خوف سے تھوڑی گر پڑی
تسکین نہ کہیں نہ جگہ پائی، اگر پڑی
لڑے یہ طاق چشم کہ بیتا نی گر پڑی

قائم نہ دیں لشکر کفار کا رٹا

اور نہ کد نہ صدمت غفار کا رٹا

۶۵ نیرنگن کے لال کی آمد ہے صف شکن
گر تہ ہے فوج فوج پر پڑتا ہے دن بدن
تیغ خدا کی تیغ کا سایہ ہے تیغ زن
غلطائیں کہیں قدم ہے کہیں مرگسیں بدن

نے سوا، دنگنی امام حسین
اب دل میں بولگئے کے سوا کچھ نہیں رہا

۶۶ آمد کے غلطے سے پرگندہ پرکش ہیں
قبر کی کن سے مردوں کی پتیلے خوش ہیں
گلاب اہل کے شامی ایساں فردوش ہیں
بازار میں شہر محروشان خوش ہیں

پیدل بیٹوں میں حضرت اور ایسا سب آتے ہیں
اک دھرم ہے کہ حضرت عباس آتے ہیں

۶۷ اب فرقہ روز و شب پہ شام کو نہیں
بلنے کا ہر گروہ شب ایام کو نہیں
دنیا میں آبرو کسی شخص کو نہیں
سوفار کے لبوں پر مٹی نام کو نہیں

تیروں سے بے گریز کچھ دن میں بن پڑی
ترکش میں آستیں کی صورت شکن پڑی

۶۸ بڑھ کر کہا کرنے و تیرہ زماں یہ ہے
ہم نام ذوالجلال کا نام و نشان یہ ہے
ہاں لٹ کر خدا کا نمودی جواں یہ ہے
جمعہ شکرہ، حمزہ صاحبِ قرآن یہ ہے

سیفِ خدا خطاب ہے عباس نام ہے
یہ بازوئے حسین علیہ السلام ہے

۶۹ عباسی برسے مدح کے قابلِ امام ہیں
جانی بھی اُن کے لبیں حسین سبزِ غام ہیں
ہاں جو اور جانی ہیں وہ سب غلام ہیں
وہ رہنا وہ قبلہ ہر خاص و عام ہیں

گراہ ہے تو دور ہو، جا اپنی راہ لے
ورنہ یہ ہے جی کا علم، آ، پناہ لے

۷۰ ذکرِ حسینِ حرد ملک کا وظیفہ ہے
تیرا وظیفہ طالبِ دنیا نے جیفہ ہے
وہ ہے خلافِ حق یہ جی کا خلیفہ ہے
وہ خود غلط ہے اور یہ خدا کا بھیفہ ہے

نارواں تبا! خدا کا شستا سائیں حسین؟
لے تو رہی کہہ جی کا فرا سائیں حسین؟

۴۱ یہ رتبہ ذرے نعر سے جاشان ہوئے گا
ادنیٰ ہوا و عوص سے اعلان ہوئے گا
فرعون جاکے طور پہ موسیٰ نہ ہوئے گا
کشتہ ذی انجمنی زکرت و مجتہد میں
ایمان آئے مثل علی مدرج وجود میں

۴۲ ہر سبز لپٹی حضر نہیں جزو جہا میں
سر سبز تجھ ہی جی جناب! الامی
یہ سن نہ ہوگا لاکھ گرسے کوئی پائی
دن رات کا ہے فرق پیدا اور سیاہی
کوئی جیم فاطمہ سا خوش گز نہیں
ہر اک جیم قدر جیم، اسے عشق میں

۴۳ چاہے زہرہ بنائے ہوا ڈھکا و قار
واحد جمل ساز ہے، کیا اس کا اعتبار
ہر بخیر و شکر نہ ہر کبھی اور بھی نامدار
ہر زلفہ کو فروغ کئے گا، نہ ہر شیار
کیا جاہلی کے عیش کا سامان ہو گیا
بیٹھا جنت پر وہ سلیمان ہو گیا

۴۴ گرسائے نے کیا تھا بردہ عی، کر کیا ہوا
کہ ترقی صدق کذب ہوا، بت خدا ہوا
یوں ہی یزید بھی بر غلیف ہوا، ہوا
باطل نہ اس سے حق امام مہرا ہوا
جس طرح سے خدا کوئی فیروز خدا نہیں
یوں ہی مجسمہ حسین امام مہرا نہیں

۴۵ وارث ہر اک ہی کا ہے یہ سید بھیل
بیٹے کو ذبح کرنے لگے جس گھڑی غیل
دندہ ریاچی خلد سے لے آئے جبریل
فدے ہوا تو بیچ کا حیوان بے عدل
لطفین اس کے پرست کی ہے شکر کاندہی
اور جہنم کے سائے کا ہے مھوپ چھاؤں میں

۴۶ قرآن و حق و حق سے پہرے جی میں
چشم بچی زہرہ ہے شبہ مشرقین کی
اور تین تیز فاطمہ کے نور صمد کی
بے ذوالفقار خارج بدو عین کی
اتنی تہے زمین پر عرش جلیل سے
پر کاشے کا مال کھلا جبرئیل سے

۷۷ جس کی زمیں مسرت ہے وہ گھر کا لہجہ
کسی خدا کے نور کی منبر ہمارا ہے
ایساں ہے جس کی فردہ دفتر ہمارا ہے
مکتب انزل سے درخشش منور ہمارا ہے
احمد علیہ السلام کے در پر تواب ہے

۷۸ اپنی ولا سے ذوق ملک پر ہے روح کو
ہم مدح تازہ دیتے ہیں نام ابن نور کو
حکم خدا سے قبضہ بھی کرتے ہیں روح کو
ہم کھڑکتے ہیں جھلک میں باب فخر کو
میعل ہوا ہے قول یہ جبر کے قفسے میں
آیا ہے لائے مرے باب کے حصے میں

۷۹ لذت سے لگی حشر کے دن ان کلاموں کی
جس دم نکل پڑے گزراں تشنہ کام کی
کوثر بنی کا ہر گام حکومت اماموں کی
سقاں ہم کریں گے مل کے خلاصوں کی
آل رسول ملک روز حساب ہے
کیا قبر سے اٹھیں گے یہ قیاب ہے

۸۰ یوں وہ مٹی پٹی کے کسب دم کھاتے ہیں
اکثر بیسیں رکھتے ہیں، پانی پلاتے ہیں
پردیسوں کو سائے میں لا کر بٹلاتے ہیں
یاں اپنے مہمانوں سے پانی پھپھکتے ہیں
سے تعلق یہ ہوں چھوٹے کمال کو
انھیں بھرا کے ہر ٹیڑی پر پیسے بان کو

۸۱ اب کبھی سجدہ خدا کے لیے، آجناں میں آ
دسے پانی، دسے سبوت، از عاتق ارمی، از عاتق
بیعت ہے اپنی خاطر کی بیعت خدا
تیری بھلائی کے لیے کہتے ہیں، ہم کو کیا
سب خاک ہے، از زور دہر کا نام آئی گے
قرت میں بوز تواب ہی اگر بچا میں گے

۸۲ اولاد مژدہ بھرا کے سنو لے کر وہ شام!
لو، ہم سے لینے آئے ہیں بیعت امام
یہ خوشنیک کہانوں کا ہم غلام
دنیا مجھے پسند ہے، ایمان کو سلام
بیعت یزید کی قرنہ شاہ، اگم کر ہی
قدرت خدا کی، بیعت شتر ہم کریں؟

۸۳ یان کان آستانے کب اس بل پال سے
دیجھارز کے تیغ کو قہر و جلال سے
جگا چھپا کے دے بیکر وہ حال سے
بل اٹھئے آستانوں کے شبتِ نال سے

تینیں اُلی ہوئی جویک ایک محل پڑی
بازو کی پھلیاں کس بازو اچھل پڑیں

۸۴ کوکیتِ بنیتوں کو بل کر رکھے کدواں
شیر و دیر و غازی و آنازی کی رعناں
مرتے ہی مرد نام پر، نام و رسمِ پناں
سنبھلے ہوئے کمر اسے ہے ہاشمی بڑاں

لینا دقت پر ڈھال کر ہستیِ حباب ہے
دیوانہ آبرو کو یہ مرقی کی آب ہے

۸۵ بولی سیاں دنائے خداوندِ جلال
بہم اندازے بنابِ امیرِ عرب کے لال
صلی خدا پکارا کر خونِ عدوِ حلال
چنیر بڑا سا باجر علی نے سوائے لال

تعب و فخرِ شرق سے دو ہاتھ اچھل پڑا
قالب سے ماوقر کے سر فر نکل پڑا

۸۶ نکلی غلافِ فر سے قسبر جو ہری
یا آ کے دست برسین تیلیاں ہوئی پری
یا جھلے سے عروس کی جلوہ گسری
یا تھی یہ شانِ میرہ طوئی مری جری

اس ہاتھ سے مراد یہ تین جرمودہ تھیں
باجھیں خوشی سے تین کے تینے کی کمر گینیں

۸۷ شاربِ نیام سے ہوا اس طرح چھل ہوا
پیروں کے قد سے جیسے جواں کابل ہوا
ہستی جوازیں پڑ پڑی، امیل ہوا
خمنجہر ہوا فلک پر گرا اور زُصل ہوا

نیلِ عکاکِ شبِ ہوا، جم و جواں نہیں
لوتیغِ برق دم کا قدم در سیاں نہیں!

۸۸ سایہ بھی صاف تیغ سے فوراً ہوا ہوا
مطلبِ ملاکِ پانی سے دوغن ہوا ہوا
تھا دنگِ چہرہ دشمنِ جدا ہوا ہوا
گردن سے سر تو روح سے ہرق ہوا ہوا

پیٹم صدادوں سے دھڑکنے کی آتی تھی
آوازِ بوقِ اٹھتی تھی اور بیٹھ جاتی تھی

۸۹ سیدی ہوئی جرتیخ تو لشکر اٹ گیا میڈاں سے پاؤں، جینے سے لکے گا بہت
سب دوسرے تھے زور کو دلاں میں بھی لایا مانند ناف خوف سے سینہ نہٹ گیا

بولی یہ تیخ دم سہرا ہوا پر لولگی میں

بُرش نکاری تر پر مہر نے نہولگی میں

۹۰ پڑھتی برنی زبان سے وہ "کافا" پیل روشن نگاہ کئے کر آگے تعنا پیل

بائیں کو قمر واپسی جانب بلا چلی بالکل چرخ عسر ہرے گل ہوا چلی

کیسے نہ تیخ دولہا کو بر بھی لگائی تھی

ایک سون کی آہ نے بکلی گرائی تھی!

۹۱ پیل وزن میں تھا پھولی ٹھکی میں نعل نور گرمی میں معنی نادر تو زمی میں صاف نور

آئیب سایہ، چال پی، تہنہ چشم نور خود لہر آب زہر، تروپ قمر شہر نور

یوں دفعہ زمین سے گئی آسمان پر

جس طرح غلہ آئے کسی ناتوان پر

۹۲ تینیں بڑھیں تو اور گھٹی شان اشتیا دست سوال جیسے سب احسا میں بدنا

الزام ان کی تیخ نے سب تیغوں کو دیا گرمی سے اس کی سر دھتے ادا کے ہتے دیا

جہر کے خونوں پر یہ مثل شہر گر گری

ہر تیخ چھلوا دی کی طرح پھوٹ کر گر گری

۹۳ چتر نکار تھی یہ ادھر وہ ادھر گرا وہ نیچے، وہ اٹھا وہ خود اور وہ مر گرا

یہ ان کے برق، سا یہ تیخ غلہ گر گرا دلاں مرد پے سے باپ اٹھا، یاں پر گرا

گر گرے سر بہ دن میں برابر تپاں ہوئے

جور دن میں سر زمی کے معنی میاں ہوئے

۹۴ اکی تیخ سے تھا اسے نہاتے میں باوید روشن تھا بہتین کے گلارے میں باوید

آگے میں روز بدوہ تو جاتے میں ماہ مید شام کو تھا خدا کے کھلانے میں ماہ مید

دل کے شکست ہونے سے روز کے کار کھلا

برسل کے بعد روزہ، تیخ غلہ گر کھلا

۹۵ ^{میں} متعلق ہے ابتدا یہ سکوں، سب کو بے خبر لکھ کر یہ حُسام نے باطل کیا ہے۔
 مکن بنائی زخم کے جہوں سے سین سر سب وقت میں تیغ تھے کیا زیر کیا زبر
 آنو کی صفت میں کچھ حرکت آشکار تھی

۹۶ دینار تیغ رونق بازار ہو گیا ادار اُس کے چلتے بھی زردار ہو گیا
 اور دور مفلسی کا سب آزار ہو گیا یہ آپ تیغ شربت دیوار ہو گیا
 صد پارہ رن میں قاب ہر بیدار تھا
 اسی تین میں یہ خوردہ دینار تیغ تھا

۹۷ آندھی تھی گرد گھر سے نے دو خاک ڈال تھی دریا سے تیغ نے نئی گرمی دکھائی تھی
 آندھی لے آگ پانی کے اندر نکالی تھی نعلوں کی بجلیوں سے ہر کھ صفا تھی
 چل پھرے اس کی تیغ کی جنبش زیادتی
 کشتی تیغ کے بیلے باد مراد تھی

۹۸ چروں پر مژدنی کی طرح تیغ بھاگتی ہر آنکھوں میں شل تپ دق سا گئی
 اجمار خاکسار ہی حیدر دکھائی ماتہ خاک ناریوں کے تن کو کھا گئی
 سب کے گلوں سے تھی تھانگی رکی ہوئی
 جو ہریرے تھے کہ جو جسے تھی خود بھی ہوئی

۹۹ باطل کو حق سے تیغ نے یوں کر دیا پرسے زور شید جیسے رات کو دن سے حد کرے
 خالی طارے زخمی بھندہ نے جو بھرے میدان سے ہرن ہرنے رہا ہو کر بڑے
 شلہ جو اس کے نشکیل سُم سے مچا ہوا
 کیا کیا چارخ پافسر ہی آساں برا

۱۰۰ آتے تھے بوڑھو غضب تیغ تیز کر سر سے ملی جدا کیا پاسے گر بڑ کو
 اپنے سے گرم دیکھ کس کی شلہ ریز کو برق و شر سے نذر کیا جست و خیز کو
 بولگ نے دنگ لاسے نے شربت ہلٹے ہی
 یہ ہڈیہ کیا ہے اپنی بنیابت تعنانے ہی

۱۶ تیران بغضِ بازوئے شاہِ جلیل پر تیرنج دستِ مجروحِ کوہِ سلسیل پر
 یوں فروغ کا جہم تھا تیغِ اخیل پر گرمی میں پیسے پیاسوں کا بڑھ سیل پر
 ۱۷ آئے خواص تیغِ رواں نے دکھا دیئے
 پانی کے بدلے یاں کے زہر بکھا دیئے

۱۸ ڈوبی پرسی کر کے نئی جاں ڈھال سے پا کھر کے پرجہ میں ڈچی سیدھی چال سے
 اٹھ کر زہر میں آئی بنگرہ و جلال سے اک جاں میں تراپی گئی ایک جاں سے
 گندی جہاں گئی سے نڈ کوڑ کے
 غل تھا پرسی نکل گئی سیٹھ کے کوڑ کے

۱۹ لنگانِ شام و کو فرمیں اک باغداد تھا اُن کا سوتے قہرِ خدا ناغداد تھا
 مطلبِ بحرِ خلاصی جاں تیغ کا نہ تھا ڈوباد ہی حسین سے جراثیمِ خدا تھا
 زنگِ سید کے اڑنے میں یہ امتیاز تھا
 دیئے تیغ میں وہ دھری کا جہاز تھا

۲۰ از دوست و گروں دوسرے پھرتے تھے گھوڑے ادھر، سوار ادھر پھرتے تھے
 طارے اشیائوں میں پر پھرتے پھرتے تھے سب سنگِ دل تھے کہہ مگر پھرتے تھے
 نہرتے تھے نہ پھرتے تھے نہ پھرتے تھے
 پیگے تھے مرغِ روح کے پرائڈ تھے

۲۱ تیران برقِ بارقہ تیغِ شلہ تاب موت کی آبِ وہاب ہندو کا پچ و تاب
 خود فروغِ خود سفید و خود دما ہی خود آب سرگشاں فرات میں کرنے لگے جاب
 ظرفِ تنک میں تھی دیکھ اس کے آب کی
 بندھتی تھی اور کھلتی تھی کھلی حساب کی

۲۲ ہے قاعدہ کو ہر تابہ پانی جو ناگمال دریا میں بیٹھ جاتا ہے ہر کشتی رواں
 ہر اکی جہاز تیغ کو خطروہ تھا وہاں متباہی ناغداد تھے، علمِ شر کا باد باں!
 دریائے خوں تھا تیغِ سب رو کی ناؤ پر
 پر لیں رواں تھی پیسے کشتی نہاؤ پر

۱۰۷ چھٹک نے اس ماں زبیرا ہے! آواز دی زمیں نے کہ تیرا ڈنکا ڈبے،
اس نے کہا کہ تیرے تڑپ میں بچا ہے! بول: تو زبیرا ماہی و گاؤں ہے،

اس پرچنے میں تیج کا دریا برطرہ گیا
فرنگی ملک کے کیا ہی کئی پل پر چڑھ گیا

۱۰۸ کاٹا پکڑی آنکھ کو پتل میں فور کو پاؤں میں کچھ زہری کو کسروں میں زہر کو
بے نیں میں بغض و کینہ کو دل میں شور کو غیت میں شخصیت کو طبیعت میں زور کو

ذہن اک حرف نہا دیا بالکل صفات کو
کیسی زبان، زبان میں کاٹ آئی بات کو

۱۰۹ جب کشتوں پر سایہ تیغ اُٹھل پڑا! ابرو کی طرح ہوش مروں سے نکل پڑا
جھگڑا ہر قدم میں عجب بے عمل پڑا! دلوں کی بے خردی پہ دن خود اٹھل پڑا

مرہاگتہ کو پاسے سپاؤں عمر بے
بچنے کی آرزو میں قدم اُٹھ کے سر بے

۱۱۰ مژدہ مختار میں ہوش سراسیمہ سرور کوش سرقر بہ خود گنبد قبر جو اس و ہوش
جیسے جال سلاہا جنگ پریشاں سلام کوش دم مارا تیغ نے نہ ہلایا سپر نے کوش

پتلا یک کمان نہ تیراک رداں ہوا
مُحالوں کے چول چنے کا چالیسواں ہوا

۱۱۱ روکی جڑو حال اور بھی اندھیر تھیالیا! در زبیرا شاہ میں کے منہ پہ آگیا
آخر بغیر جھاگے نہ ہرگز رہا گیا! اور نہر غلغلہ میں یہ بھسیر سخا گیا

دوبانے آبرو سے جرد دیا کو بھر دیا
مُرتبت نے کج کر کہ بھسیرین کرویا

۱۱۲ چوکھرا فرات سے سرکا کے استیں جہت سے دیر تک اُسے دیکھا کیے وہی
پھر لائے امتحان کے لیے ہر ٹھلکے کڑی سینے میں دل تڑپ کے نکارا، نہیں نہیں

گو ضرر فائدہ ہے پر مجھ پر حرام ہے
دورست جزا طرہ ہے وہ تشنہ کام ہے

۱۲ پانی جربے حسین کے نرسے لگائے گا ہے ہے دفا کا نام ابھی ڈوب جائے گا
اس وقت ابرو جو گئی پھرن پائے گا یہ روز اب زمانے میں کلمہ کے کرائے گا

پیلے تو آب نرسے کوڑ بھی پاس ہے
سب ہاتھ کٹ گئے تو زفا قرنہ پاس ہے

۱۳ غازی نے دل کے شے سے پر ہر کہا کہا دلیسے دسکے پاسوں کا سب ماہر کہا
کا دسے پر منک بھرے دھری یا خدا کہا پہلے ہوئے اصل نے پیام قضا کہا!

ہے بے نصیب یا سوں کا دسے ہی ہو گیا
بندہ دم کا فرج کے طوفان میں گھر گیا

۱۴ اکبر ہاں کوڑے سے سنبھالے سین کو سمجھا رہے تھے دیکھنے والے حسین کو
ان کی نقال تھی سبائی بلا لے حسین کو عباس آگے سے لگائے حسین کو

تنہائی اپنے سبائی کی بجائی پسند کی
لوڑ پر آپ پہنچے ترائی پسند کی

۱۵ باز نکلائی دھماکن عباس کو بلاؤ روکو کہو سکینہ سے لاؤ چپا کو لاؤ
اٹھی بکڑے فغہ کی نرسے فرات ہاؤ حضرت تڑپ رہے ہیں علم دار سے ملاؤ

جیہا تھا کہیوں جو ان کو نہیں اب جاتی ہر
حاشی پر کسی باپ کو اپنے رلائی ہو

۱۶ بھی ہوئی سکینہ قریب آئی شے پا خنے سے ہاتھ بڑکے حضرت سے یہ کیا
یہ مافوں یا با جان؟ دائیں اگر چھا خاص دیاسے (مجھے جبر ٹکڑی کے کیا

ایسے ذرہ نہیں ہیں کہ وہ بھلا ہیں گے
فرمانے ہی نرسے آگے نہ مائی گے

۱۷ شہر کے بوسے جوت بڑا مہر آسمان چتے ہیں سبائی، ٹھیک تھا ابھی ہے بیان
انجان آگے جائے گا میرزا کوہ نشان کیا نرسہ پر اصل نہیں آسکتی میری جان

دریا پر کون روکنے والا قضا کا ہے
دولا کھ سے مقابلہ ترے چچا کا ہے

۱۱۹ یہ س کے برگئی وہ مسدود اور کسا
ہے ہے یہ اب کھلا مجھے بھلا گئے چچا
لائے کہیں صبح و سلامت، اچھیں خدا
لہلہ روٹھوں میں کہ ان کو بھی مطہر ہو جلا

مجھ کو بھی مند ہے پاس سے جان اپنی دہن گی میں

پانی بھی ان کا لایا ہوا اب نہ دہن گی میں

۱۲۰ یہ ذکر تھا کہ سر سے ماتم کا نعل تھا
نوحہ یہ تھا کہ واؤ لہری و امصیتا،
اکبر پٹ کے رونے لگے شر سے اور کہا
دادا کی روح روتی ہے، ایسے گئے چچا

ان کی عزاکا آپ بھی سامان کیجیے

شر برے چاک میرا گر بیان کیجیے

۱۲۱ ناگر ندایہ آئی: میں قربان یا کہیں
آقا حسین، قتیل ارض و سما کہیں
لے میرے وقت قربت کے کامت، دعا کہیں
لے جاں بلب غلاموں کے شکر شاہ کہیں

بھگی لگی ہے دم کو قرار ایک دم نہیں!

بالین پامیری آہ تنہا قدم نہیں!

۱۲۲ شر نہ کر کچل کے کہا: لائے جان جان!
جانا نہ بے طے ہوئے ہم آئے جان جان!
اندم ملک ہیں پچائے، جان جان!
دھڑکا یہ ہے زرخش کہیں آجائے، جان جان!

گورہ چشم حقارے ہوئے اتھیرا ہے

اک پھی دونوں اکھوں کے آگے اندھیرا ہے

۱۲۳ اکبر کو ساتھ کھیلے شاہ کر بلا!
یاں خیر خیرام گرسے ہل کے جاہا
دوڑی سینہ ڈیرہ سے اور دھکے دھکے
ہے ہمت ہوا، اسے لوگو غضب ہوا

بابا سوسے فرات ابھی ننگے سر گئے

رو صاحبو، ہمارے چچا جان مر گئے

۱۲۴ والہ شر کو خیر پر گھر مند سالہ
پر لال خون میں وہ دیر بے جاہا
مچھلی کی طرح شیر تڑپتا ہوا ہلا
آنکھیں غشش سے بند ملین، منہ کھلا ہلا

دیکھا کہ دہرچ پاک سونے حق نرجوع ہے

کتنی ہے ناس موت کی بھگی شرور ہے

۱۲۵ یہ دیکھتے ہی آگے بڑھے اکبر جواں بڑھنا تھا لیکن کچھ گئے کچھ لے لو لہاں
دیکھا کہ ہارنوں کی کھینے سے پہلے حضرت نے پوچھا کیا ہے کہا: کیا کڑی میاں

رکب سناں چپا کے مجھ میں در آئی ہے
کیا بے جگہ کسی نے یہ بر بھی دکھائی ہے

۱۲۶ لاشے پر تھوڑے گرسے شاہ نام دار جھک کر کہا یہ کان میں ہر ہوکے برقرار
ہم دم، رقیق دوست، وفادار، جان نثار! بازو، جگر، سینے بھر، زونق کنار

ہر زخم پر حسینؑ فدا ہو، نثار ہو
آنکھوں کو کھولو، بات کرو ہر شہید ہو

۱۲۷ سنا تھا یہ کہ ہونٹ علم دار نے ملائے شہ نے جو کان لب پر پھر کھڑا، یہ ہانے
”چپکے سے کہہ رہے ہیں میں مدینے غلطی“ بچپن سے ناز آپ نے کیا کیا مراٹھا نے

اپنا غلام کہہ کے پکار تو رہے ہیں ہم
آئی نہ ہو کیسے تو آنکھوں کو کھولیں ہم

۱۲۸ یاد کے پے کسوں کے مددگار گئے حمزہؑ مددگارے جمعہؑ قیادار گئے
جبریلؑ بوسے حیدرؑ گزار گئے اب مصلیٰؑ اہم کے سارے علم دار گئے

مولاؑ عباد بھائی کے لاشے سے ہوتے تھے
شافروں کا خون چہرے پر نکل گئے ہوتے تھے

۱۲۹ نکل کر جو ہیں یہ امامؑ اُنم پہلے لاشے سے مڑ کے روئے کلا بھائی پہلے
اکبرؑ اٹھا کے کاغذ سے پر شک و غم پہلے دوشتر سوئے تیرؑ اہل مسم بہلے

ستے کر ڈھونڈتے تھے ہر گھر میں پھر حسینؑ
پھر ہاتے بھائیؑ کہہ کے زہی پر گئے حسینؑ

۱۳۰ ہانے لے کے پوچھا مسم دار کیا برے برے تمہاری بیٹی پر پیارے فدا ہوئے
تھیر کے متعلق سب ان سے ادا ہوئے ہم مبتلائے صدمہؑ شرم و حیا ہوئے

اس کے کسی میں سوگ کا سامان کیا کریں
عباسؑ کے تیریوں پر احسان کیا کریں

۱۳۱ اسی نے کہا کہ پچھلے دنوں سے زخمی ہوئے وطن
عباس کے بیٹوں کو بخشیں شہرِ اہم
مردوں کے لیے سکھانے والے کھیتوں کا پیرا ہوں

چادر کے پھاڑ کر گھنٹی اب بجاتی ہوں
رہنما سالانہ کی بیروہ کی خاطر میں لاتی ہوں

۱۳۲ زیرِ علم بچھائی نئی زاد یوں نے صفت
بیرہ بھی آئی کشتی ہوئی یا شہرِ نجف،
سرنگے مٹی اس طرف اور بٹا اس طرف
میرس لائی بچوں کا بازوئے با شرف
یہ پتھر نہیں تو ستنے کی اولاد کے لیے
اور سادہ کپڑے بیرہ نانشا کے لیے

۱۳۳ اُن نظر جو اکبر مظلوم کی تھا
تھرائی تڑپاں بیرہ عباس با وفا
ابو دونوں ہاتھ جوڑ کے بازوئے ہر کہا:
میر خدا کے واسطے ہے یہ کیا کیا

اکبر کے کپڑے خلعتِ ماتم میں دیتی ہو
زینب کھڑی بیباں سے نہیں بوجھتی ہو

۱۳۴ کیوں لائیں نیش مرگ پہن بدلے کا لباس؟
زینب بھی بے حواس ہیں، لڑکی بھی بے حواس
دوسری ہے تو خدا دے کی جانب سے قیاس
میں ٹھہری تو غیر غضب، یہ بھوک پیاس

سب کتبہ اب تو میت کے اکبر کی آس پر
عدو آتا زلف بچوں کو میں اس لباس پر

۱۳۵ اکبر پر جو کر آئی ہر میرے پس پر آئے
اگر شاہزادے کا سوتا نہیں دکھائے
گرتی سکینہ جان کا اور میری بیٹی ہائے
بس اب سدا میرے کھرا سا یہ چڑ بھائے

ہرے سے سرفراز نہ فرما بیٹے مجھے
یہ سادہ کپڑے آپ نہ پہنائے مجھے

۱۳۶ رو کر کہا یہ بازوئے اس نیک ذات سے
بس بس کیوں جھپٹتا ہے ہر ایک بات سے
رہنما سال پہنر خاطر گہری کے بات سے
یہ نامراد بیرہ ہے شادی کی رات سے

یہی حسین کی ہے جو حسین کی ہے
گھر گھر میں نکروہ کی خاطر کن کی ہے

۱۳۷ درد کے بین خاطر کبریا نے یہ کیے
 ہے ہے دوسن بنی تھی میں ان کاروں کے لیے
 بی اے دیر غروب پہلے نظم کے لیے
 تائید غیب کے ہیں نور نے یہ مرچے
 بجز رواں ہے یا کہ طبیعت ملی ہے یہ
 سقائے اہل بیت کی دریا دل ہے یہ



تحقیق متن

مرفیہ دبیر، جلد اول، طبع نزل کشوری، دسمبر ۱۸۷۵ء کھنڈ۔

دفتر قائم، جلد ہشتم، طبع دوم ۱۹۱۳ء، طبع شاہی کھنڈ۔

بند ۱: مرفیہ طبع نزل کشوری یہ تیسرا بند ہے، نزل کشوری نسخے میں پہلا مطلع ہے۔

کیوں عرض ذوالجلال کا سرتاج میں ہے کیوں حرف با، دل ہی مشرقین ہے

روشن افس سے ناہم ایسے جنتین ہے وجر جس سے سین شریک حسین ہے

سب صورتوں سے حق نے نقصان کھائے ہی

قباس کے خطاب میں یہ حرف آئے ہیں

دفتر قائم میں تیسرا مصرع ہے :

کیوں حرف با، دل ہی مشرقین ہے

دفتر قائم میں یہ بند نمبر ۴ پر درج ہے، لیکن اسی کے بعد اسی بیت کے ساتھ چار مصرعے دلا کر

کھے گئے ہیں، میر انبیال ہے کہ نرنا صاحب نے پہلے یا دوسری نظر میں یہ مصرعے بدلے ہوئے

اور اصل سورہ میں انھیں نسخہ بدل کھا کر لیا، مگر گروں سے انھیں مستقل بند کر رکھا گیا، میں نے

اشتراک منہم کی بنا پر مذکورہ بالا بند کرتن سے حذف کر دیا ہے۔

بند ۲: نزل کشوری نسخہ مصرع ۳۰

ی مہا نہ کا عروج ہر اک ماہ و سال ہے کسی کا جلال شیر خدا کا جلال ہے۔

دفتر قائم میں چوتھا مصرع بدل ماحیہ پر ہے۔

روشن ہے سپاہ پر کردہ حیدر کا لال ہے

بند ۳: دفتر قائم میں کردہ چھاپہ ہے پہلی مرتبہ نمبر ۲ پر پھر نمبر ۱۳ میں پہلے اور دوسرے

موصوٰفہ لاصورت یہ ہے :

نقل ہے۔

بند ۳۵، فول کشوری، نمبر ۳۲

کتے کی باب رومی حاجت دوائی ہے آٹا کے ہاتھ بندے کی مشکل کشائی ہے
بند ۳۲، نمبر ۶، فول کشوری

”اب تو غلام کا بھی کما مان لیجئے“

بند ۴۷، فول کشوری، نمبر ۲

”بن جہانی کا کرے دیکھی بندے کو خدا“

بند ۴۸، فول کشوری، نمبر ۲

”اوسن رہی تھی چھپ کے سکینے راجا“

بند ۵۱، دفتر ماتم، نمبر ۳

”حاجت روا کی بیٹی ہر حاجت روا کرو“

حق کا نمبر، فول کشوری کے مطابق ہے۔

بند ۵۲، فول کشوری، نمبر ۳

”مشتابہ نام حیدر گڑا، الوداع“

بند ۵۶، چھٹا نمبر اور بیت یعنی بند ۵۸ میں مکر ہے۔ مرثیہ طبع فول کشوری پریس اور دفتر ماتم دونوں میں ہذا کی طرح لکھے ہیں۔

بند ۶۰، دفتر ماتم، نمبر ۱ ”پاؤس کو رکاب کا حلقہ“ فول کشوری پاؤس کو رکاب کا حلقہ

نمبر ۳۲ میں غلطی سے روایت بدل دی ہے یعنی ”تا کے بجائے“ ہوا“ چھپا ہے۔

بند ۶۲، فول کشوری اس بند کی بیت یہ ہے:

انسان کیسے جان جنوں کی شکل پڑی گاؤں میں یہ تڑپا کر مچھل اچھل پڑی

دفتر ماتم میں ہے۔

مردوں کو زبردیاک بڑے بچے کل پڑی گاؤں میں یہ تڑپا کر مچھل اچھل پڑی

بند ۶۶، فول کشوری اس بند کی صورت یہ ہے:

گلاب اہل کے شاہی ایمان فروش ہیں بازار میں مثل شرف فروشان خوش ہیں

آٹھ کے غصے سے پر آگندہ فروش ہیں قبری کنن سے مردوں کی پندہ بگوشی،

لیک کے غفر اور ایساں آتے ہیں

فلن ہے جناب حضرت عباس آتے ہیں

بند ۶۷: نغز نول کشور کی بیت ہے :

خبر شال طائر بسمل پھڑکتے ہیں دل کی طرح سے طحاوی کے سینہ چڑکتے ہیں

بند ۶۸: نغز نول کشور، مصرع ۱

”بڑھ کر کہا مرنے و حیدر آماں یہ ہے“

بند ۶۹: نغز نول کشور، مصرع ۵

”از ہی ہے گزین پر عرش علیہ سے

بند ۷۰: دفتر نام میں نہیں ہے نغز نول کشور سے نقل کیا ہے۔

بند ۸۱: دفتر نام مصرع ۳

”تیری بھلائی کے لیے کتے ہیں اور کیا“

بند ۸۲: نغز نول کشور، مصرع ۱

”بڑھ کر نقیب برے کراں سرور شو بان

تم دفتر نام کے مطابق ہے۔

بند ۸۷: دفتر نام، مصرع ۳

”غنیجہ عدا زبانی پر گرا اور زعل جہدا“

بند ۹۰: نغز نول کشور، مصرع ۶

”مکن پرسن کا آہ نے بجلی گزائی تھی“

بند ۹۲: نغز نول کشور، مصرع ۳

”آٹے میں روز عید تو جانے میں ماہ مید“

بند ۹۵: دفتر نام میں ہے نغز نول کشور میں یہ بند نہیں ہے۔

بند ۹۶: نغز نول کشور، مصرع ۲

”نادار اس کے چلنے سے زردار ہو گیا“

مصرع ۲: ”اسی مددیں یہ خوردہ دینار تیغ تھا“

بند ۹۷: دفتر نام، مصرع ۱: ”اندھی تھی گرد گھڑ سے نئے وہ گرد آرائی تھی“

فرہنگ

- ۱۔ چہرہ کی فرو : وہ رجسٹر یا درتی جس میں مساجد ہی کے کرائف ملے جائیں۔ برقت : بلندی۔
- ۲۔ قونی : جنت کا ایک بہت بڑا درخت۔ بنال : پتلا۔
- ۳۔ افسر : تاج۔ قنیل : شریک۔ داخل : تکبیل : جنت کی ایک نہر۔
- ۴۔ ہر صبح : چمکتا سورج۔ ولا : جنت۔ دست بریدہ : سطلے ہوئے ہاتھ۔
- ۵۔ خرما : قبر کے گرد لگی ہوئی پکڑ والی گزشتہ زمانے میں حضرت عباسؓ کی قبر پر فرادک مال لگی تھی اب چاندی سونے کی بہت نفیس مال لگی ہوئی ہے۔ نکیر : شایانہ۔
- ۶۔ شہنشاہ : ہالی در۔ خرما : شہنشاہ۔ سورج کے بارہ بوجھ میں سے ایک برف۔
نہادی : روٹنے کی خدمت۔
- ۷۔ شمع : چست۔ سدرہ : عرش کی ایک منزل۔
- ۸۔ شہنشاہ : دورو کی نہر۔ جنت کی ایک نہر۔ بہرہ فرد : فائدہ اٹھانے والا۔ پاد : جنت۔ کنول۔
- ۹۔ اب ہر کارہ شش میں دریا سے بہتے ہیں انھیں تعمیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عباسؓ جاب تک نہر کے کنارہ اور اس کے قریب آرام فرمائیں اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے ہمراہوں کی شفقت کی دعا کرتے ہیں (وہ گناہ کرتے ہیں) یہ اصفین دھرتے ہیں) ایک مبالغہ ہے۔
- ۱۰۔ ہر : جنت۔ گناہ کرم۔
- ۱۱۔ قنار : حبیب و میرت اعیز۔
- ۱۲۔ قناری : وہ شیشہ جس کے اندر شیش یا چراغ ہو۔
- ۱۳۔ انبیاء : الملو۔ درو کو پہنچو۔
- ۱۴۔ سخیل : تانچہ۔
- ۱۵۔ حاکم : ایک خاص قسم کی دفنی روٹی۔ وہ نذر کا سامان جس پر حضرت عباسؓ کی نیاز دی جاسے۔
- ۱۶۔ نرخی : آفرین۔

- ۱۷۔ کنج شہیدان، وہ میدان جہاں شہدائے کربلا دفن ہوئے۔
- ۱۸۔ کرز کا کوسہ، عملی ہے۔
- ۱۹۔ آئینہ سلف، گذشتہ پیغمبر۔ عباس نام۔ تاسوی داشتی چہ شد الخ عباس نام کا ایک مشہور فرزند تھا، اسے علم ملا، وہ فرزند کہاں گیا؟
- ۲۰۔ مجلد، وہ کربہ جہاں دلوں کو ڈاستہ کرتے ہیں۔ نبیٹ الخزن، وہ کربہ جہاں حضرت خاظر بن ہرہم اشطیہ ما اپنے والد بزرگوار کو یاد کر کے رو یا کرتی تھیں۔
- ۲۱۔ مادر برہہ، حضرت ام المومنین، والدہ حضرت عباس اور حضرت علی علیہ السلام کی زوجہ محترمہ جو دینے میں تھیں۔
- ۲۲۔ حرف ذن ہرنا، بات کرنا۔
- ۲۳۔ بدر گزیر، بدر غارت، بذات۔
- ۲۴۔ چنگ زنی کرنا، اشارے کرنا، طنز کرنا۔
- ۲۵۔ مقتین، وہ مقام جہاں حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ سے جنگ ہوئی تھی معاویہ نے نہر تفریح کے حضرت کی فرج پر پانی بند کر دیا تھا، لیکن آپ نے نہر کا پیرہ تر کر کرنا سے پر قبضہ کر کے لیا اور دوست دشمن سب کو پانی استعمال کرنے کی اجازت دی۔
- ۲۶۔ مشہر قلندر خیر، حضرت علی علیہ السلام حاج قلندر خیر۔
- ۲۷۔ قدوی، خادم۔
- ۲۸۔ اشرف البشر، تمام مہرقرن سے زیادہ شرف والی بچی، حضرت خاظر بن ہرہم۔
- ۲۹۔ انضالی، فیصلہ۔ تمحیر، اجتماعات پر اصرار کرنے والا۔
- ۳۰۔ خزین، علم گیں۔
- ۳۱۔ بصیر، حضرت ابوطالب کے بیٹے۔ اور حک، مرتے کے علم دار لشکر رسول اس جہاد میں آپ کے دونوں ہاتھ قلم ہو گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لیے فرمایا کہ اللہ نے جعفر کو دوبار اچھا عطا کیے ہیں کہ وہ جنت میں جہاں چاہیں اور کر سکتے ہیں۔ حضرت جعفر علیہ السلام حضرت عباس کے چچا تھے۔
- ۳۲۔ کرز کا کوسہ، پیاسے۔
- ۳۳۔ عجرا، سلام شای۔ آسپ، دور کا پرہ، وہ قد آور گھوڑا جی پر دور کا ہیں لگائی جائیں گے اور تیز

دینا گھڑا۔ گھڑا۔ کاکھرا، زندہ بھی ایک فلاں پریش پریش کے وقت گھڑے پر دانت بی
دور دور آتا، حلقہ در حلقہ آتا۔

۲۶۔ پتہ جویش کا لڑن میں روٹی ڈالے ہوئے، غصہ، وہ زندہ بنی جو سمنوں کے راستے پہنچنے
والے مسافروں کی رہائی کرتے ہیں اور ایسا کچا وہ زندہ بنی جو خشکی میں راستہ جو سمنے والوں کو
نزل کا پتہ بتاتے ہیں۔

۲۷۔ غصام، غموار، شرفار، تیر کا چٹکی، تیر کا وہ سوراخ جو کمان کی تانت پر دکھا جاتا ہے۔

۲۸۔ عید زمان، یکساٹے زمانہ، نوروی جہاں، مشورہ سپاہی، مخزہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے چچا، بیگ، اھو کے علم دار اور شہید، مناصب قرآن، وہ بلند اقبال جس کی ولادت کے
وقت دو مبارک ستارے ایک برج میں پھول، تغیث، غموار۔

۲۹۔ بیتہ، شرفار۔

۳۰۔ غلامی، غلامی دینا، ایک واقعہ کی طرف ہے، ایک مرتبہ ایک سائل مسجد نبی میں آیا، لوگوں سے
سوال کیا، کسی نے اسی کی مدد میں کی، اسنے میں اس کی نظر پڑی اور حضرت علیؓ کو روک کر میں دیکھا،
حضرت نے اٹھ کر اشارہ کیا اس سائل نے آپ سے غلامی نے لی، اللہ کو یہ بات پسند آگئی اور
اور جبریلی آیت سے کرتے۔

اَنَّمَا وَلِيكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ
وَهُمْ رَاكِعُونَ یہ سورۃ المائدہ کی ۵۵ ویں آیت جس کے معنی ہیں:

”بلاشبہ تمہارا لی اللہ اور اسی کا رسول ہے اور وہ جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ کی حالت میں
غیرت دیتے ہیں۔“ اسی آیت کا مصداق حضرت علیؓ کے علاوہ پوری امت میں کوئی دوسرا
نہیں ہے۔

۳۱۔ مرکز ہوتا، کامیاب ہوتا، سرخ ہوتا، جناب، ہارگاہ، یرعت، یرعیہ، تلیس ہے، حضرت یوسفؑ
کے بھائیوں نے حضرت یعقوبؑ کی بے انتہا محبت اور محبت سے بل کی ایک فریب کے درمیان والد
سے ہمازت لی، بھائی کو مشکل میں لاکر ایک اندھے کنویں میں پھینک کر گھر چلے گئے۔ اور ایک قافلہ
گزار اسی سے پانی کے لیے کنویں میں ڈول ڈالا، حضرت یوسفؑ، کنویں سے نکلے، قافلہ نے سین و
جیلہ زچہ جوان کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے، حضرت یوسفؑ کو غلام بنا کر معر لائے اور وہاں ان کو
فرخت کر دیا، غرض طویل واقعات کے بعد حضرت یوسفؑ مصر کے حکم ہو گئے۔ اسی واقعے

بلا کر دیا، جسے اس نے چھو لیا وہ ساکن ہو گیا، سر پر اتنے زخم لگ گئے کہ اس کا ہنا مکن نہ رہا نیز وہ
زیر فاج و منتزع سب تلوار کے سامنے حاضر تھے۔ ہاں آخری منٹیں کچھ آگے بڑھنے دکھائی دیتی تھیں
لیکن ان کی حرکت ایسی ہی تھی جیسے کوئی بسیل تڑپے ابتداً خبر رساں، وقفِ حوت آخر کا ساکن ہونا
حکوتِ زیرِ زبر، پیشِ اجتماعت، زخم کا نشان۔

۵۰۔ قرارہ : تیزی سے دور نا۔ ترخش : چندہ : اچھلتا دوڑتا ٹھوڑا۔ دوبادہ : لومڑی۔

۵۱۔ ترنج : برزی۔ فرقت : مجرد : سخاوت۔ بژہ : جمع : ہجوم۔ قوام : اثر۔ غریباں۔

۵۲۔ نکال : وساکن کی جمع۔ رہنے والے۔

۵۳۔ ایترہ : چمک۔ چٹائی : تشکارا۔

۵۴۔ خبت : خرابی : خاک کے نیچے۔ فلک : کونے کونے یعنی ساتا آسمان اور عرش و کرسی : دیا، نیچے کے راجے
بل ہیں برا آسمانوں کے پار پہنچ رہی سے۔ نور سینہ : ماہی و گھاؤ : یعنی خاک اور گرد و خرابی پہنچ
چکی ہے۔ اب تو گھائے اور گائے کے نیچے کی مچھلیاں نظر آ رہی ہے۔

۵۵۔ قریب : قریب۔ نجد : دھوکا۔

۵۶۔ قوافل : گھری : اُسے میرے بیٹے۔ و : و : کلمہ فریاد۔

۵۷۔ بالیں : سرائیا۔

۵۸۔ خزادے : شزار سے۔ میٹھا برس : اچھا رواں سال۔



مرثیہ نمبر ۶

سب مخلوق میں نور کی محفل ہے محفل

۱۳۷، بند

بیان شہادت علی اکبرؑ

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

حضرت امی اکبر کے ہاں سے میں دیر کا یہ مرثیہ مدت سے پڑھا جا رہا ہے مرثیہ کی قبولیت کا راز
ابن ابیہ ظہار اور مجلس کی ذہنی کیفیت سے ہم آہنگی ہے۔ مرثیہ کے اجزائیں مرزا صاحب نے جو خصوصیات
فردار کئے ہیں وہ یہ ہیں:

چہرہ، مجلس کی حریت حاضرین کے نفسیات کو تقدس اور ہلکا کی طرف مائل کرنے والے خیالات پر مشتمل
ہے۔ اجتماع کی شان، مکان، فرش، نشست خیزہ اجتماع پر نہ سنی کپڑا نظمیں گفتگو ہے۔

سب محفلوں میں نور کی محفل ہے یہ محفل، درباری جہیزل کے قابل ہے یہ محفل، حشی کر یہ دربار میں
ابن علی ہے، دروازہ ہے یا ہاتھ تکی کا یہ کھلا ہے، اگرچہ مجلس کو ہم گرامی زوری ہے، اور حاضرین
کی آمد نہیں تو کم کا شربت میں کیا جا رہا ہے لہذا شربت کے لیے معجزہ کا قند کھلا ہے، اظہار
یہ کتا ہے، پر اسے میں بری ہوں، جو سورہ اخلاص کے پڑھنے میں اثر ہے۔ وہ مرتبہ ذکر شربت
جن کو شربت ہے، آئینہ ہے دیکھو صفت نام کی صفاتی فردوں کا چہرہ نظر آتا ہے یہاں سے۔

معرجوں کی سادگی، ہمواری، مصوری اور تاثیر دیکھیے اور چھپے بند پر اس کی کیفیت آفرینی کا کمال،
یہ بڑے گلہ بستہ پشتوں کے جھین کا لازم ہے یاں دمعت گل شاہ زین کا
اکبر جو بے دل بند شربت تلخہ سسکن کا آغاز ہوا میں وہ مشتاق ہے دن کا

مرنے کو چہرہ تو سب اک مدد میں گئے

لیکن یہ شباب اور یہ اہل یاد کریں گے

مسائل بند مطلع ہے اس میں مذکورہ بندوں کا خلاصہ اور گریز سے تازہ
کوئی شخص مجلس میں تفرغ خزانہ کی چاہے تو پہلے چھ بند پھر ذکر مرثیہ سننے، طعن سے توجہ نہ لیتا
ورنہ اس بند کو ان کے ساتھ ملا کر پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار ہے۔

گریز، یہ مرثیہ قلم سے موضوع کی طرف آنے کے لیے اور اہل مرثیہ شوق کرنے کے لیے نیند
جی تیسرے بند کا پہلا مصرعہ قیامت ہے۔

کیوں یاد کو کتا ہے سے ہی دل بگیا پارا

بابواں بند چر مطلع کر کے مرثیہ کے ادا کی گیارہ بندوں کے چھوڑنے کا موقع نکالا ہے۔
 اعجازت اور فصاحت : بندہ ۲۷ سے ۲۸ تک اعجازت جہاد مانگنے کا ماحول، خزانہ کا سال اور علی اکبر
 کا تیار ہونا، انتہائی ماہر اندھوڑی سے قلم بند کیا ہے۔ مادر حضرت علی اکبر اور حضرت زینب
 و سکینہ کے جذبات، علی اکبر کے جواب اور باہمی ادب آداب کا بیان، مرثیہ کے ادبی انداز
 اور شاعرانہ کمال کے بھٹکار کی جان ہے۔ دیر کے تنقید نگاروں نے یہاں مرزا کو بہت داد دی ہے۔
 بندہ ۵۵ سے ۵۸ تک امام حسین کی تصویر اور خدا حافظ کہنے کا بیان ہے۔

آمد :۔ بندہ ۶۰ سے مطلع نوا آغا ہے۔ مرثیہ تیور بدلتا ہے۔ ایسے نے مذہب کے کر کوٹا۔
 اکبر جو ہر سے جلوہ گلن دامن زہی پر پھر زین نے آوازہ کسا ہر میں پر
 تو سن نے قدم ناز سے رکھا زہی پر شرموت نے کہا، سیر کو ہل عرش برہی پر
 پکارتے دور ہوا جہاں اور جہاں میں
 جنت میں براقی ہوئی اور یہ جہاں میں

رجز :۔ فضائل اہل بیت پھیں تقریر ہے اخلاق، وعظ، اور خوف خدا پر بلند ترین خیالات۔
 نصیحت اور خواتین اہل بیت کے بارے میں وصیتیں عجب اثر کرتی ہیں۔
 یہاں پھر مرثیہ کو ایک مطلع کے ذریعے مختصر کرنے کی راہ نکالی ہے۔
 اگر اسی بند سے جسے ہم نے حاشیہ میں لکھا ہے، عنوان بنا کر بندہ ۷۷ سے پڑھا جائے تو
 مرثیہ آدھا وقت لے گا اور مختصر ہو جائے گا۔
 جنگ :۔ بندہ ۸۴ سے ۱۱۲ تک ۲۹ بند جنگ کے ہیں۔

تلوار :۔ چھ بندوں میں سے یہ مصرعے ملاحظہ ہوں :

چھائی جو سردست یہ مصماں کی بدلی رُت پھر گئی رنگت سپہ شام کی بدلی
 بدلی نے ہو اگر دشمن ایام کی بدلی غل تھا کہ تلک کفر سے اسلام کی بدلی
 گرنے میں جھڑی لگ گئی بیدار گول کی
 پڑنے لگی پوچھا جہنم میں سردوں کی

شہادت اور عین : بی بیوں کا عالم، امام کا سال، اہل حم کے عین اور عین میں یہ بند :
 بھر لاش سے لپٹی کہیں قرآن مسلک اکبر نصیحت دہرے، ہو گئے بے جاں علی اکبر
 دنیلے اٹھے آج پڑاں نسل اکبر

ہی کھل کے رُخوں پر پائے کی دھنا ہو،

ڈرتی ہوں، کہیں رومِ تمہاری نہ خفا ہو

۱۳۷۔ بند کا مرثیہ آپکے سامنے ہے، ملاحو کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ ہمارے ادب میں
اس صدی، اس مرثیے، اسی ایہ نظم، اس شہ کار کا مرتبہ کس قدر بلند ہے اور دبیر کتنا بڑا اسلامی
اتحاد کا حامی و مبلغ شاعر ہے۔ دبیر نے پاکیزگی، ذہن و طہارت، خیال، نفاذ، کردار، اور عقیدہ و عمل کے
توازن میں کس قدر محنت کی ہے۔



سب محفلوں میں نور کی محفل ہے یہ محفل

۱۳۷ بند

شہادت علی اکبرؑ

۱ سب محفلوں میں نور کی محفل ہے، یہ محفل نور کشیدہ اندک منزل ہے، یہ محفل روشن ہے کہ برج مکمل ہے، یہ محفل درباری جبریل کے قابل ہے، یہ محفل

بر ذرہ چراغِ حیدر لم یزل ہے
حقاکر یہ دربارِ حسینؑ ابن علیؑ ہے

۲ یوسفؑ ہیں فداجی یہ یہ بازار ہے کسی کا! دُر بار ہے ہر چشم، یہ دربار ہے کسی کا! کیوں زور ہے نور شیدہ یہ نیاد ہے کسی کا! لاغر ہے مرنو، یہ عزادار ہے کسی کا!

محلہ ہے یہ سب ماتم شاد شہر اس کا
دُر بار ہے یہ ملک سرکارِ خدا کا

۳ جادرب گشتِ خورشید عراعرشِ مہلابے دروازہ ہے، بانگِ خوشی کا، گھلابے ہر ایک گز مہر کی میزاں میں تھلابے شربت کے لیے معجزہ کا قند گھلابے

پیتے ہی زوا کرتی ہے نادار کی حاجت
بے زور کو میں شربت و بنار کی حاجت

۴ مجمع کو نفاقت ہے کہ، ایشامشہری ہوں، مجلس کی ندائے کہ، میں جنت سے جہی ہوں
چلائی ہے ہر فرد و گروہ میں نظری ہوں، اخلاص یہ کتنے ہے بڑا سے ہی بڑی ہوں

جسورہ انصاف کے پڑھنے میں اثر ہے
وہ مرتبہ ذکرِ شہد جن و بشر ہے

۵ آئینہ ہے، دیکھو صفت ماتم کی صفائی! عینک برمتعالیٰ تو کرے چشم غائی
اک دن یہ جلا تیرا عظم نے نہ پائی اس بزم نے تو قدرتِ اشد دکھائی

آئینہ کا کیا منہ یہ مفلانے کہاں سے
فروں کا چہرہ نظر آتا ہے یہاں سے

۶ یہ بزم ہے گلِ دستہ بہشتوں کے چمن کا نام ہے یہاں دمعتِ گلِ شاہِ زمیں کا
اکبر چہے دل بند شہِ قاضی شکر کا آغاز جراتی ہیں وہ مشتاق ہے رن کا

مرنے کو جو پڑھو تو سب اک روز درجی گئے
لیکن یہ شباب اور یہ اہلی یاد کری گئے

۷ مہم کا مہینہ ہے کفرِ شرش سے مجلسِ مطلق یہ داغ ہے کسی کا کسیر پرش ہے مجلس
برہندگی خاطر برتنِ گرش ہے مجلس یہ شیش کی کاپے؛ کر پے برش ہے مجلس
حیدر کو قلع، غلام کو زور گری ہے

کیا خون میں تصویرِ بزم کی جھری ہے!

۸ یہ کون جوں ہے جسے روتی ہے جراتی کون افسانے پیا سا جو گراؤ کھڑے پانی
کیوں چڑھے جتنے میں ہے دریا کی روانی کیا خون میں ڈوبا ہے کوئی برصِ ثانی!

گنہگار شہادت کا سین کون سے ایسا
نورِ سید تھا، ماہ جبین کون ہے ایسا

۹ اٹھا صوبی مال اب جڑیں سیاہ تو کلیا ہے! اس ٹرک کا سید کوئی بن بیا؛ مرا ہے!
جین بزم کے کسی بھول سے سینے پر لگا ہے شبنم سبز، گلِ خاک بسرا دِ صبا ہے

بکریں بھروں کے ٹالے گسے خاک پہ ہے!
سہرا زہند خاکس کے سرِ پاک پہ ہے!

۱۰ تاجِ کفنِ لاش ہے کس تشنہ دہاں کی چادر ہے پھرتی بزمِ میاں آپ رواں کی
بزمِ تیرے سے یہ ہے دم کہاں کی تابوت پر سہرائیں، میت ہے جوں کی

سہرا زہی۔ یاں تو جنازہ بھی نہیں ہے

بھروں کی کوئی چادر تازہ بھی نہیں ہے

۱۱ کہیں یاد آگئی ہے سے ہی دل ہر گیا پارا! آخر یہ بیاں کس کا ہے، لو نام خدا را
مارا گئی شمس زادہ مرا اور تمہارا ارمان ہیں شاید کہ پر ارمان مدھارا

اے کاش غلاموں کا یہ ارمان نکل جائے

ہے مگر کہیں اور جان نکل جائے

۱۲ یہ علم ہے، غم مرگ برانادہ اکبر ملے یہ مجلس ماتم ہے سزا خانہ اکبر
دل جلتے ہی سبکے کر ہیں پروا اکبر بن پانی کے تبریز ہے پیسا نہ اکبر

ہم کن ہی جرز ہر آکے تو تم شکل بنی ہیں

حیدر کے جواں ہیں جواں مرگ ہی ہیں

۱۳ رخ و کرہیں نان عرب میں پہ ہیں شیدا ہے خال درشتاں دلی یوسف کا سوندا
برزہ ہے جواں کا رخ سرخ سے پیدا یاقت سے خوش رنگ، نرہر ہے کزیدا

گلشن ہیں، شکر آہ نہ پھولے نہ چلے ہیں

آکے ہیں جواں کی یہ دنیا سے چلے ہیں

۱۴ حق درست ہی، حق گوئی، یہی حق کے طلب گار لشکر حق و باطن کا جرن میں ہوتا تیار
دیانت کیا حق ہے کہ ہر اے خیر ازار! شہر ہے، تمہاری طرف اے حق کے طرف دار

اب لالہ میں جو ہر اک در جمع ہے

یہ کہتے ہیں کچھ ہمیں حق اپنی طرف ہے

۱۵ کھانے کی تنہا ہے نہ پانی کی تنہا اے سلطان عالم نانی کی تنہا
پھر کیا ہے، فقط مرگ جواں کی تنہا پہلی ہے یہ، احمد نانی کی تنہا

نیزو جگر پاک سے جس آن نکالا

پورے کہ خدا نے مرا ارمان نکالا

۱۶ چہرے سے مصیبت بھی تو گل بھی عیاں ہے آنکھوں سے شہادت بھی تو گل بھی عیاں ہے
فاتے میں قیامت بھی تو گل بھی عیاں ہے سر دینے میں مہلت بھی تو گل بھی عیاں ہے

جلدی کا سبب شوق حضور ہی خدا ہے

و تھے کی ہمت الفت شاو شہد ہے

۱۷ بادل کی طرح دن میں عدد چھانے ہوئے ہیں مولا سب کو غیور ڈائے ہوئے ہیں

اس وقت عزم جیسے میں گھبرائے ہوئے ہیں ہم ٹھیک بنی سیر و داغ آئے ہوئے ہیں

عباس کے ماتم کو تو موقوف کیا ہے

اس چاند کو بادلے کی طرح گھیر لیا ہے

۱۸ چادوں طرف اکبر کی خوشامد کا سے سامان مسند کو کوئی بھارتی ہے بلکہ اس آن

لائی ہے مٹھلے کوئی آن کا، کوئی تفسران دل جوئی پر سب جمع ہیں، پردہ دل میں پریشان

چہرے پر بیابان کی جو گرد پڑی ہے

چھوٹی بن آئینہ بے آگے کھڑی ہے

۱۹ برہم ہیں یہ ماتم کی صفیں دیکھ کے ہر سو خالی ہے جو تیرے تو جیسے آتے ہی آنسو

مرنے کے جو کنبہ تو بیکار تے ہیں گیسو عباس سامد رو ہے نہ قائم سا بے گل و

حیران ہیں کہ دربار پدر ہو گیا خالی

دل بھر گیا گھر والوں سے گھر ہو گیا خالی

۲۰ درو کے سکینے سے مخاطب وہ ذی شان حتراتی ہو نکلتے سے، ہن میٹھیں قریاں

پیاسی ہو کر کچھ ہم بھی کر پانی کا سامان کسے ہے مزا سے گئے پانی کا پچا جان

ایسا نہیں اب صدمہ عباس ہے جہاں

جو مزے نکالوں کر مجھے پائیں ہے جہاں

۲۱ رشت یہ کینہوں کی ہے کیوں شاہ کے گل نام ہم فرخ بھادی کوئی دم کیجیے آرام

یہ کہتے ہیں غلاموں کو آرام سے کیا کام مشتبے جناب علی و غافلے کا نام

نہند آج کی کھوئی گئے تو آرام ملے گا

اب قبر میں سوئیں گے تو آرام ملے گا

۲۲ اکبر کی ہر اک بات پر حتراتی ہے بانو ماتے پر شکن دیکھ کے فتن کھاتی ہے بانو

کچھ سوچنے لگے ہیں تو گھبراتے ہے بانو مڑتے ہیں جردن کو تو موٹی ماتی ہے بانو

اک ہاتھ کیلجے پر دھرے ایک جہیں پر

انگھوں کو جھکائے ہوئے بھی ہے زمیں پر

۲۲ اکبر کی گذارش ہے کہ مٹھو اچھی سواری
 پوری ہوئی، جو کہ مرادیں تھیں ہماری
 ہاں کہتی ہے: تو کیوں نہ مٹھا دل کی مراد؟
 گھر بھر گیا بچوں سے دوسری بھی ستاری

کیا دیکھ کے دل خوش مرا نہ تباہے بلا لوں

یہ ملو میلو گوڈ میں پلہ تباہے بلا لوں

۲۳ پدی میں نہیں، جھک نہیں، پاس نہیں ہے
 قاسم کا خلق ماقم قباس نہیں ہے
 گھر لٹنے کا، سر کھٹنے کا دوسرا س نہیں ہے
 اسی وقت جدا ہوتے ہو کچھ پاس نہیں ہے

ہاں میرے بدل جانے کے لب طور توب میں

اک تم نہ ہوتے تو نہ ہوتے آؤ توب میں

۲۵ پاؤ تھا اسی دن کے لیے تو کہ سدا ہو
 آنکھوں کی زمینک ہو نہ میری کے عصا ہو
 ہم دھڑکے دھڑکیں دوسریں شوق تھا ہو
 ارشاد کچھ کر کرو۔ ناقص نہ خفا ہو

ہاں کرتی ہوں داری نہ نہیں کرتی ہوں داری

نازک ہے مزاج آپ کا میں ملتی ہوں داری

۲۶ ان جتنی جھوٹوں پر برہنہ آیا تو غضب ہے
 منہ تم نے بگڑ کر جو بنایا تو غضب ہے
 سو کھے ہوئے ہڑنوں کو چھپایا تو غضب ہے
 اسی فالتے میں پیش اپنے کھایا تو غضب ہے

مر جائے لگی جب ہاں تو بہت یاد کر دے گئے

پتہ کیوں پھر بھی سے بھی یہ ارشاد کر دے گئے

۲۷ رخصت تو بھلا مانگی پڑا فوس نہ آیا
 خدمت کا کون کون سیل مری ماں نے نہیں آیا
 چرک سے یہ خوش ہو گئی، ہمیں نے جو رولایا
 انصاف کرو، بیاہ کیا؟ دو لہا بستا!

ہتیار ہو، ہمیدہ ہو، ہمیدہ ہو، پیار سے

بے حیا ہیں اگر کہتی ہوں رنجیدہ ہو، پیار سے

۲۸ گرتوں تھا تہہ سے کوئی تے مرے گلفام
 میرے نہیں تو چھاؤں میں آیا ہے وہاں
 تم تو بہت بال چلن شاہ خوش انجام
 کیا ایک میں ہی سارے نہ ملنے کی ہر نا کام

موم ترے چلنے کا اب یا ہے، بلا لوں

قیمت میں مری چلے ہے نہ سنا یا ہے، بلا لوں

۲۹ پانی سے نہا لوں کو بڑا سب نے کیا ہے ہم نے تمہیں پانی کے عویش بر شیر دیا ہے
 زہرا کا چین با چینوں نے لوٹ لیا ہے پیاسوں کا لعل تو لکڑی تینوں نے پیایا ہے
 پاں سوگ ہے میدان میں سادات گشتی ہے آگے جو عویش آپ کی، وہ میری عویش ہے

۳۰ کافی ہے تری چا، جو پانی نہ لے گا! دل بانٹ ہے گرد داغ جوانی نہ لے گا
 ڈھونڈھوں گی تو کیا کیا، مجھے جانی نہ لے گا پراگھڑا ثانی! ترا ثانی نہ لے گا!
 انصاف نہ دو ہاتھ سے ہم شکل نئی ہو دیکھو کہیں مجھ سے نہ کوئی بے آؤںی ہو

۳۱ اکبر نے یہ کی عرض کہ خادم کا ادب کیا بستے بھی ہیں، لٹے بھی ہیں گھر اس کا عجب کیا
 ہم تو یہی پڑا سادہ ادب، عیش و طرب کیا فرمایے دنیا میں شجر پھٹتے ہی سب کیا؟
 کیا آپ نے تقدیر کو پھرتے نہیں دیکھا؟ پہلی کو کسی بانٹ پہ گرتے نہیں دیکھا؟

۳۲ نعم اللہ! اکبر کا اچھی گھڑی ہے موجود شجاع و حمی، قبلہ دیں، کعبہ مقصود
 دیکھا نہ ہر آیا، تو جو مرضی معبود باقر کی خدا عمر کرے جھڑے افزود
 یہ دونوں جہاں میں تمہیں متاثر کریں گے وہ لڑل کر اور آپ! کہا، پیاسے لڑ گے

۳۳ آباد رہی آپ، سلامت رہی بابا! ممکن ہے ہمارا رہی ہم شکل نہیں سا
 پر ہاں نہ ملے آئیں گے دنیا میں نہ زہرا شہید کے ثانی نہ کسی برے گے پیدا
 یہ جھڑے بیٹا افسوس ہم سادے گا ایسا کسی فرزند کو بابا نہ لے گا!

۳۴ کچھ ہاتھ سے لے کر جواب اس کا نہ آیا مزہ دیکھو کہ فرزند کا سراپا جھکا یا
 وہاں سے پر گھڑا علی اکبر نے منکایا آداب بھالا کے یہ مادر کو سنایا
 ملے ہو بد لوادو۔ نہ تکلیف اگر ہو کچھ دیر نہ لیکن پھر بھی اماں کو خبر ہو

۳۵ وہ بولی یہ شکل ہے، یہ دشوار ہے، واری
استے میں صغیر آکے سکینے یہ پکاری
پوشاک وہی کرتی رہی بچپن سے تمہاری
وہ سن بھی بچپن، آئی ہے ڈوبڑی ہر سوری

چھپ کر چھپی زینٹ سے کہاں جاتے ہر جان؟
سب کیے کوکس واسطے رولواتے ہر جان؟

۳۶ برے مٹی اکبر انھیں کہہ آئی چھوچی سے؟
بتلاؤ تو، کیا جا کے کہا منت علی سے؟
بیزر ہون ہوں گی وہ ہم شکل نجی سے؟
وہ بولی کہ جینا مجھے تم پیار سے ہر جی سے؟

کہہ آئی میں ان سے کہیں جاتے ہیں جان
آماں کو بڑی دیر سے رولواتے ہیں جان

۳۷ ناگاہ منور ہوئی زینٹ غناک
ہزارہ بیے اکبر گنگام کی پرشاک
چھپے سے بدن رشتے میں اور سرخ رخ پاک
کتے تھے حرم، غینا میں یہ منت علی ہے

یا فاطمہ اب عرش ہلانے کو چلی ہے

۳۸ اکبر کے سندنے کو یہ کرتی تھی زباں سے
جولام کیا پرچھو کے چھ سوختہ مہاں سے
اسے عمن و محمد تعین لاؤں میں کہاں سے
اب قد ہوئی پیادوں کی جب جھٹ گئے تھیں

کیا جان کے دم بھرتی تھی ہم شکل نجی م کا
سب کہنے کی باتیں ہیں، سنیں کوئی کسی کا

۳۹ باغوسے کہاں میں اکبر کے، خبر دار!
جوا چاہی یہ فرمائیں، دم بویہ زہن مارا
اس وقت جلالی شہر مردان کے میں آثار
واری میں رضا دینے کے کہاؤں کی انکار

سیدانان بھی دیکھ کے آمد کو ڈوری ہیں
خالی یہ روزنامیں خستے ہیں بھری ہیں

۴۰ پاس آکے کہا زینٹ کے کسی نے برقت
بچپن کے بھی کرتے ہیں، جوانی کے بھی شعلت
لو جابھی یہ بلوس یہ اکبر کی امانت
اندر مبارک کرے اب تم کو یہ خدمت

تم والدہ ان کی ہو، پھر کسٹور دیں رہی
یہ آج کھلا، ہم کوئی اکبر کے نہیں ہیں

۳۱ جرات برجس اس کا برا ماننا کیا ہے قابل مرے ہاتھوں کے یہ پریشاں کیا ہے؟

میں نے ابھی بیٹوں کا لہو منہ پر ملا ہے یہ پیر کاٹنی مٹانی محبوبہ خدا ہے

کیوں ہاتھ سے میری تمہیں دوساں نہ آئے

اکبر کو قسم دو کہ مرے پاس نہ آئے

۳۲ وہ بول کر جو کیسے سزا دار ہے باقر دائی ہے نہ مادر ہے، نہ مختار ہے باقر

ہے ہے! محب آفت میں گر قتا ہے باقر اکبر میں حوال مرگ، عزادار ہے باقر

یہ تم نے نہ دیکھا کہ بھی کیا ترسے بھی پر

حضرت بھی خفا ہوتی ہوئی آئی تھی پر

۳۳ بھرونے لگی بیٹھ کے ۱۱۰، زینب ناچار ہم شکل بھی بیٹھے یہ کہتے ہوئے اک بار

میری بھروسہ آئی امری، ملک امری خشار میں تو ہوں غلام آپ کا کیوں آپ بھی بیزار

ہم چاہتے ہیں تم میں جا ہو کہ نہ جا ہو

انشاء اب اک بات پہ بندے سے خفا ہو

۳۴ ہٹ ہٹ کے وہ بولی کہ نہ یہ ذکر نکالو دم رکنا ہے باغیں دگلے میں مرے دائر

مال بیٹھی ہے وہ جاؤ گلے اس کو نکالو باقر کی خوش آمد کرو مرنے کی جاناو

میں پیار نہیں کرتی میں قرباں نہیں ہوتی

جاؤ میں تمہاری بھروسہ آئی نہیں ہوتی

۳۵ جیتی رہی جا بھی، وہ ہی تھی دار تمہاری میں کا ہے کہ ہونے لگی خفا تمہاری

جاؤ نہ سوا دی تو ہے تیار تمہاری اشارہ برس کی ہوں پرستار تمہاری

کس سے کہوں کیا خون بگڑ چکی ہوں ہے ہے

دل پر تو چھری بھر گئی اور جیتی ہوئی ہے ہے

۳۶ زینب نے بہت آپ کو اکبر سے چھڑایا اکبر نے انھیں دشت دزاری سے منایا

آنسو جو تھے طلب دل اپنا سنایا زینب نے کہا: لو وہی مذکور پھر آیا!

میں بھی تھی ناشاد کو اب شاد کرو گے

پکا چٹخ عالم اکبر مجھے بر باد کرو گے!

۳۷ میں تیغ سے کٹتے یہ گلا دیکھ سکوں گی؟
 جس میں سیکھتے وہ بھلا دیکھ سکوں گی؟
 اسی بارغ پر بلاؤں بلا دیکھ سکوں گی
 اس چاند سے منکے کو ڈھلا دیکھ سکوں گی!

آنسو مرے پر پچھتے تھے تو رولنے کی خاطر

کیوں لال، یہ مٹا تھا بچھڑ جانے کی خاطر!

۳۸ اکبر نے کہا: آپ کی الفت کے میں قربان
 اب چند قدم کیجئے تخلیق پھر بھی جان
 اکرم کا مرقع تمہیں دکھلاؤں گا اس جان
 پھر آپ قسم دیں گی کہ مر جاؤں پُر ارمان

فرمایا: مرقع کہاں لے ماہ جمیں ہے

کی طرف، پس پشت خیام شہ دیں ہے

۳۹ بڑھ کر علی اکبر نے قنات ایک اٹھائی
 گردن جو اتر کر نیپ نالائے بھائی
 دیکھا کہ کپڑے ہرے پڑتے ہیں صبا
 بے ساختہ چلائی کہ، اشد دھمائی!

اسی علم کے مرقع کے میں قربان یہی ہے!

رو کر کہا اکبر نے، پھر بھی جان، یہی ہے!

۵۰ لٹہ اسیر پاک کے خیر بڑانے کو دیکھو
 فلتے سے مرے ہاتھ تھرائے کو دیکھو!
 تنہا یہاں روکنے کے لیے آئے کو دیکھو
 دیوان شہیدوں کے جلو خانے کو دیکھو

مردم ہے قیمت ہے کچھ اب مال نہیں ہے

رو کا برجھے، غافلہ کا لال نہیں ہے

۵۱ پھر تیرے پلاری وہ نیرا اشد کی جان
 سیدنا زور دھکا کر سنو اور، اہل آں
 پرشاک نمی ہاتھوں پر رکھ کر کوئی لائی
 معراج تن پاک پر اس جگہ سے بانی

بھاڑا علی اکبر نے گریباں تبا کا

اور نوحہ کیا: ہائے چچا، ہائے چچا کا

۵۲ عباس نے تو گیسوں کو بیچ میں ڈالا
 خورشید سے وہ تھا قد بالا یہ دو بالا
 بندھنے لگا چٹکا تو ہر اٹھوڑا بھلا
 اسی دور میں جو گرد پھرا چاند کے بالا

مقدہ یہ کھلا باندھنے سے تیغ و سپر کے

اک برج میں جلوسے ہیں ہلال اور قر کے

۵۲ سرے کی جو خواہش مرد و خورشید نے پائی داغ اس کا بنا سر مر کرکھ اس کی سدا کی
کٹھن دل مدح پاک کی باور نے اٹھائی جی کھول کے ہر زلف کا ٹاس نے بتائی

سے کے بلاییں جو جرم غشی پرے ہٹ کے

پھر مت بھی رونے کی دامن سے لپٹ کے

۵۳ بخلا وہ مرادوں کا چن پرے کرتا راج ارمان بیکارے کرٹے خاک میں ہم آج
پہنچانگے در تک حسرت و صاحب معراج دورا عقب خیر سے کوئی نہ کا سرتاج

حضرت نے پر لڑھکا کہ خدا ہوتے ہم پر؟

فرزندے سر رکھ دیا بابا کے قدم پر

۵۵ گردوں کی طرقت دیکھ کے ششے پرستایا: بندے کو گرا ہی تری کافی ہے خدا یا
ایسا مجھے اسی انت بے دی نے ستایا ناکاں زیارت سے بھی اب اٹھ اٹھایا

لی جان مرے قافلے وازوں کی سفر میں

تصویری کی بھی نہ چھوڑی مرے گھر میں

۵۶ بندہ کوئی اس شکل کا بیٹا نہیں رکھتا پر تیرے حضور اس کی بھی پروا نہیں رکھتا
نادر کوئی حبسہ خاقان کین نہیں رکھتا سب کچھ ہے عنایت سے نری کیا نہیں رکھتا

گر درد دیا ہے تو تحمل بھی دیا ہے

مالک مرے جوڑے کی خوب کیا ہے

۵۷ سودا بردھا ہوتا ہے بازار میں تیرے بھولا ہرل ہرک پائے کر میں پیادہ تیرے
جیراں پیہر رہے اُسرا تیرے اب جلد حسین آئے گا دربار میں تیرے

بعد ان کے داکھیں نہ زیارت ہے نہ مالک

اب موت کا ہرے حسین ابن مصلیٰ کی

۵۸ پھول کیے آئے کوئی قدر نہ نہیں پر اگلے سے کھانا نام علیٰ وریج جیسی پر

نصحت کیا اور میٹھے سہ راہ زمیں پر دل نیر کا عتر آگیا عالی شہ دیں پر

آئے سرے اعلیٰ جناب علیٰ اکبر

خود لائی اصل کس کے عقاب علیٰ اکبر

۵۹ شہزادے نے جلوہ گر کیا دامنِ زہی پر آوازہ کسانین نے خورشیدِ شہرِ مینش پر
مرکب نے قدمِ ناز سے دکھا دامنِ زہی پر سرعت سے کما، فرشِ بچھا عرشِ بری پر

چکوں سے لیا بچہ میں شہازِ قضا کو
نفلوں کے شکنجے میں کیا قید ہوا کو

۶۰ اکبر جبر برے جلوہ مکن دامنِ زہی پر صلح پھر زہین نے آوازہ کسا مہر میں پر
توس نے قدمِ ناز سے دکھا دامنِ زہی پر سرعت سے کما، میر کو بل عرشِ بری پر

یکتا تھے دو رہوار جہاں اور جہاں میں
جنت میں بڑی تھی اور یہ جہاں میں

۶۱ وہ خوش تھا یا اہلِ قیام کا اقبال ہنسکھ سے دست اور جہاں بہت ہوا بل
جادو تھا خدا آنکھ پر، اک مہرِ جنتی پال خورشید کے ٹم، بزن کی دم، سنجے کی یال

قوت کی طبیعت تھی دلیری کا جگر تھا
سرعت کا بدن، دم کا دل، عقل کا سر تھا

۶۲ لشکرِ میرِ خرداریہ لے کر خبر آئے ہاں تو بہ کرو شر سے کہ خیرِ ملامت آئے
ہٹ کر کما سبے، کدھر آئے کدھر آئے چلانے لگا شر، وہ۔ اکبر نظر آئے

قہارِ کمالی شہبے کے کس کا پڑا ہے
گھر شہرِ خدا کا اچھی شہروں سے بھر ہے

۶۳ خدامِ ادب چرخِ کوڑے کو ٹٹا جا، ہیبت نے کہا، غمِ خدو سے کو گد جا
کوٹنے نے صلیبی بنِ نرِ جاذ کو مر جا، دن نقتے سے بولا کہ، اچھی یاد آئے جا،

پچھلے کا تصور ہر کیا عرش نے جی میں
کر سی، نے کہا، سایہ ہم شکلِ بنی میں

۶۴ اک عالمِ حیرت تھا، چہ لاہوت، چہ ناموت سب ہر دم سے تاب تھے چہ اروت چہ رات
سب قوت تھے دروہنِ خورشید، چہ یاقوت سکھ سلاطین کو، زنت و نعت اور زکات

بمخبر جو کیا روئے دُشمنان کی چمک نے
بالائے زمین ٹیک دیئے اتھ تلک نے

مستی و باک اہل کی بھی بستی صبح سے دن میں
اب پھر قہر ہے چھپتی ہوئی مردوں کے کفن میں

دہرہ مار کے کانٹے سے زمیں چرخ میں آئی
 پردہ عرق غرق ہو گیا وہ حق کا فدا
 چہرے پہ عجب آبِ پسینہ نے دکھائی
 ان نظروں سے نیساں پہ گھٹا شرم کہ چھائی

یہ قدر عرق کی نہ کسی رو سے بڑھی تھی
شبنم کبھی خورشید کے منہ پر نہ پڑی تھی

۲۰ مائے کاسر ق پاک کیا انگلی سے بارے
حیدر کے ب دہی سے لشکر کو پکڑے

سورج سے کیے دور مہ کرنے تاکے
ہاں غافلوار تب سے برا گام ہائے

اللہ کے بندے ہی جم اللہ نہیں ہیں
بندے مگر اس طرح کے واللہ نہیں ہیں

۶۸۔ تیرا درد مہرِ دلی ہم سر نہیں رکھتے
ہم سر کے کٹا دینے میں مہر نہیں رکھتے

یہ اُن پر کھلا ہے کہ جو خاصانِ خدا ہیں
مہربندے کے ہم نامِ خدا عقدہ کشا ہیں

۱۱۔ "دار کف موتی" سید بیضا کیا ہم نے
 میرے "کوزمانے" میں مسیحا کیا ہم نے

ایرٹ کر اک ان میں اتجا کیا ہم نے
 اک زور سے اللہ کے کیا کیا ہم نے

ہم وہ ہیں کہ ہستی کی سدا سیر کریں گے
چلتے ہیں کے مزامت کا بھی اورد نہ مریں گے

عقلمان نے حکمت کا سندا پائی ہمیں سے
ایزب نے کواخذ شکسائی ہمیں سے
یعنی مرنے بھی سیکھی ہے سچائی ہمیں سے
جو مر سیکھاں تھی وہ اچھا آئی ہمیں سے

ہم بندوں سے صانعِ تے کمال اپنا دکھایا
حکم اپنا وقار اپنا جلال اپنا دکھایا

۱۱ احکام پر پڑا اور میں اور اپنے امور اور باطل کی نمود اور بے اختیار فاعل اور
فرد کی آگ اور ہے اور آتش طر اور زبور کا کل اور ہے! الحان زبور اور

سبح تو کسی تم کہ بشر کیا ہے ملک کیا
بت کیا ہے خدا کیا ہے زنی کیا ہے ملک کیا

۱۲ سال سے کوئی صاحب ایسا نہیں ہوتا ہر اہل عصا، مویٰ، عراں نہیں ہوتا
پینے پر انگوٹھی وہ سیال نہیں ہوتا آئینہ گر اسکندر دوراں نہیں ہوتا

لاکھ اور ہر پٹے کا ہما ہر نہیں جاتا

بت سجدوں سے دانش خدا ہر نہیں جاتا

۱۳ غصے سے اگر ہم ابھی تیر کو بدل دیں حکم وصل و حاکم کشور کو بدل دیں
ہر فرد کے پرزے کریں دفتر کو بدل دیں یہ کیا ہے زمانے کے مقدر کو بدل دیں
اُسے ہرے طوفان کو بٹا دیں تو وہ گر جائے

اُسے ہرے محشر کا جرم پھیری تو پھر جائے

۱۴ کیوں محنت اللہ سے ہر شے ہے نکلا؟ مکی مدنی قبلہ دیں، کعبہ ابرار
کس بات پر حاکم ہوا بیب کا سزاوار بدکار، زیاں کار، سیر کار، بھلا کار

قابل یہ امامت کے ہے؟ قابل ہیں کرو

قرآن سے آپ دوسرے میں سے خبر دو

۱۵ بندوں نے بنایا ہر شے کیوں وہ خدا ہے؟ نارانی خلقت یہی پیش عقلا ہے
جو حق کی طرف سے ہے امام دوزخ ہے بر خلق کی جان سے ہے وہ کچھ نہیں کیا ہے

دہائیے اماموں کی بر طاعت کا بھرو تم

بت کے بھی خدا برنے کا اقرار کرو تم

۱۶ خالق ہی ہم حکم جناب شدہ دیں سے جڑ ہی نہ بنے کچھ نہ فلک سے زمینی سے
اسی حکم پر تم بڑھو کے اچھے ہو ہیں سے کیسے کی گرو کھلتی ہے دل سے زمینی سے

آخر کبھی عشرے، کبھی رب غنی ہے

گر آج قیامت نیں، فردا خدا نیں ہے

دعا علیہ السلام

۷۷ یرشہ میں سب آتے ہی زیات کر ہماری قرآن سمجھتے ہیں وہ صورت کر ہماری
یاں قدر نہیں تاناکہ امت کر ہماری بداصل ہو۔ کیا سمجھ شرف کر ہماری

باز کا جگر جان حسینؑ اور نہیں ہے
اکبر ساجدؑ اظہار عین اور نہیں ہے

۷۸ اتری مرے ودا کے پیسے عرش سے شیر نازل مری وادی پر بروئی چادر تعبیر
اور مے برے ہے اب وہ بردا خواہ شیر جس نے مجھے پالا ہے بعد عزت و توقیر

کچے کے دینے کے جوانی کا شرف ہیں
زیب کا غلام اور میں باز کا خلف ہیں

۷۹ سنتے ہوا رب تم بھی زریب کا جھلانا بر بھی ہیں مرد خون بھر بھی کر نہ دکھانا
مکن ہو تو زریب سے مری موت چھپانا سازیت مجھے دے گے گوہ نف نہ ڈلانا

جب ٹوہر سرکار جبر کے خلف کی
لینا نہ رواست شمشاد جغت کی

۸۰ ناگاہ یہ آواز بروئی جھسے سے پیدا اسی قدر بڑھانے پہ خدا دختر ہر ام
تلا یا غلام آپ کو مجھ کو کھ کل کا یوں کیوں نہ کما عین و محمد کا ہیں آقا

واری گئی تم آل پیمبرؐ کے شرف ہر
سب کہنے کے اقبال ہر سب گھر کے شرف ہر

۸۱ لینے کی روا کے نہ تھا ہی کرو واری پیدا بروئی تھی پاسنے وال جو تماری
نانا نے یہ آتاں سے کما تھا کئی باری سرنگے پھراے گا۔ اسے شکر ناری

فرمودہ محبوبؐ خدا ہوئے گا بیٹا
کی جو سے میں سر میرا کھلا ہوئے گا بیٹا

انہ کا یہ قولہ: اسی کے بعد فرسی ایک مصلحت سے اگر کوئی تھی ذریعہ کو کفر کا تاپا ہے تو بلائی نہ خود کر ان مصلحت سے شرع جرم کتاب ہے۔

جب جلوہ گئی اکبر کی شان برے دن میں دُور سے صفت مرد خشاں ہوئے دن میں
منا و مجھ کے سب قائل قرآن برے دن میں یوں تنگ زبان سے یہ بڑی خوں پر دن میں

جیشاد کر ہم ماہ صرب مہر عجم میں
ماں حضرت باغوسے، پدر شاہ اہم میں

۸۲ جاگو عسیر سعد نے طارق کو بکارا
خاکوش کر اس شیعہ حسینی کو خدا را
ہا، کشور شعل کی حکومت ہو گوارا
وہ بولا: دہو تم، تو کروں کیا میں تمہارا
اُس دیو کو مٹا اپنی بیرو نے عطا کی
اکبر کے لیے دوح سیلہا نے دُعا کی

۸۳ تھا ہارن تابید خدا میں قسم رشاہ
عقرب کے طریقے سے جڑھا طارق گراہ
نیزہ دُکھو، بین تھا مقرب کا سرے ماہ
ہستی نے کہا: جا، تجھے غارت کرے اشد
شیر ہلے نے دُگت موزی کا بڑھا عطا
طارق جستم پہ سگر سانپ پڑھا عطا

۸۴ عو، نیزہ کے کنی پرست اکی نے کدک
ہرطن پہ لمن اس کو ملی رہت محمد کی
پُھر قی میں جب شکل تھی اسی سر سے قندک
بس فرقی میں اک نقطے کے زمینے کی رکھ
پھر کان پہ قوس کے رکھا نیزہ ہلا کر
یا نہیں برے تیر کو بیگانہ سے ہلا کر

۸۵ اسی نیزہ سے یہ سم کے تڑپا وہ کینہ
جھاگا ہوا آگے سے گیا نشت پر سینہ
نیزہ جرنکھا بیٹے میں نے دل تھا، دُکینہ
یہ ساپ خزا نے کا، وہ کافر کا خزمینہ
برکا، قور، بے پاؤں سرانے اجل آئی
دو ہاتھ سناں نشت سے باہر نکل آئی

۸۶ خورسید نے پھر نیزہ کرن کا نہ ہلایا
برجھوں ملک اچھلے کہ عجب نیزہ لگایا
لاشہر بہر سعد لیں دیکھنے آیا
سب نے وہ سناں نشت میں دکھلا کے بنا!
ڈھالوں میں ہر اک خوف تڑھا ملک بابے
اژدر دُورہ کوہ سے وہ جھانک رہے

۸۷ ناگر بن طارق عسیر بد سیر آیا
چتے سے جلائے ہوئے تیز ابل شر آیا
حیرت کا مرقع وہ ستم گر نظر آیا
یاں قوس کے اُسے میں ہلا لُفرا آیا
تیران کا ہر ازب کماں جنگ کی نو میں
دُشمن تھا کاک فصیح ہے طارق مہ نو میں

۸۸ چھٹا جرم غفلت ان کا تو چلائے کدھر قربان نہ ہے قوسِ وزہ ہے تیرے وزہ چہرہ
بر لا یہ خوشامد سے حد کا تنِ قرہ سے تیر تری نذر کو دل یہ ہے جگر یہ

پیکان کے اک قطرے میں طرغاں نظر آیا

پانی کی طرح ہر گ دریشہ میں در آیا

۸۹ گروں کی دُعا کھوں نے دجنش سرو پانے جب روح کا پیچھا کیا اس تیرِ قہانے
اُس وقت کی سرتِ حاکموت ہی جانے منڈھاپ لیا تیرے پتے سے ہوانے

جان اس کی تنِ رشت سے زمر کے جھاگی

حسرتِ دلِ ناپاک کی جی چھڑ کے جھاگی

۹۰ طوبیٰ طارق نے ہوا شنب کو اڑایا باخیر برِ ثنائت جی دُشتر سے نظر آیا
اکبر نے گریبان کی طوت ہاتھ بڑھایا گردن کی رگیں پس گئیں گھڑے سے اٹھایا

چھٹ جائیں مکا میں داگر پائے میں سے

اُغلب تھا کہ رہا رہی اللہ آئے میں سے

۹۱ پچڑ میں زمیں آگئی یوں گرد و پھرا یا تقدیر کی گریخت نے بُد اختر کو مڑ لایا
اک برج نیا چرخ کے نیچے نظر آیا جنگل میں بیسور قلزمِ جزأت نے دکھایا

سرگشتہ نہ قضا طوطا ناپاک ہوا پر

بر کو زہرِ چرخ کا قضا پاک ہوا پر

۹۲ چر دست ہارکس جو اس شخص کو چھڑا گھڑے کے لیے ہاتھ کا سا ہوا کرٹا
تنِ بل گیا نالی کا ہوا گرم جر گھڑا ششدر ہوئے دولا کہ رخ اس کی کھڑا

بے جاں کیے تین تین اس دل کے فتنے نے

فی الشار کیا ناریوں کو جیجینی نے

۹۳ بعد اس کے صعب جنگ سے اک صعب شکن آیا بصر ابنِ غالب روئے بدن آیا
اُردو کھفت آیا تیرے دل کی گزند آیا بجوایہ جواں شیر تو کچھ بھی نہ بن آیا

خالی ہوا رعبِ غفلت شا و زماں سے

مستقل ہے رخِ رنگ سے دلِ تاب و توان سے

۹۳ پانی نے اسے آپ کی تلوار کو سونپا اور خاک نے ضرب کیم ہوا کہ سونپا
پھر آگ نے پیکان شہر بار کو سونپا آخر کو بڑا نے گزہ نار کو سونپا

پاراس کے حاضر تو گئے چار طرف کو

کی فتح نے تسلیم دو عالم کے شرف کو

۹۵ معرعات ہوا بد رو سے غلطی اسلام! تلوار بدھ تھی پہلے تقطیع بد انجام
جب میان کے معرعات سے بڑھانے لگا ہوا ہاتھ نے کہا نظم و نقش کا ہے یہ نظام

کیا میان میں شیر کے فقرے کو گل آئے

معرعات تو کر میں رہا معنی نکل آئے

۹۷ دل فتح کا تازہ کیا اسی غصہ جوں نے غلٹ سے کیا رہا میں تلوار آب و دل نے
کی آرزو سے غلط زنی طائر جان نے بے ساختہ تھڑا کے کہا اس دامن نے

وہ میان سے شیر شجاعت نکل آئی

درا نیچے سے جنگ کی مامت نکل آئی

۹۸ معرعات سے معرعات پر اتم تیغ اہل کا ہر رکن کٹا وزن بدن ہر گلیا ہلکا!
قامت ہرگز اذیت میں نہ زور اذل کا اس رینگ پر معرعات وہ بنا بھر ریل کا!

سالم نول و دیدہ ملحق نظر آہ آیا

بہریت میں اس تیغ کا مضمون نظر آہ آیا

۹۹ لاکھ راہ افسر کو شہری قول کے تلوار اب تو جگر یقین پاک سے ہر چار
چرا آئیے پتھر سے تھے جگر ہو گئے بیکار ہم جنگ میں لاکھوں سے نہیں جز و ناچار

یہ کس کے طوق نامیہ فرج پر آیا

ہر نقطہ سمندر کی طرح موج پر آیا

۹۹ پھر تو قدم اس طرح بڑھانے لگا کہ جیسے رو خانہ میں اٹھے ہاتھ سختی کا
یوں رنگ اڑا تیغ کی ایک ہلکی کا جس طرح گز تو برس زائل ہو کر کسی کا

یوں کفر کا فرج سے شریعہ شر سے

بال سے جلا حق برا جیسے طر سے

۱۰ کوکیت بھی کراٹے، جی رن پیسی میلان کھیلو سپر ریٹھ سے وہ گرے یہ چوگان
بکرے جیاں جوش شجاعت نئے کما ہاں، مردانہ بڑھتے کھٹے یا شہر مرداں!

روبا بوں کو بڑھتے ہوئے اس شیر لے دوکا
اُمدا ہوا طوائف بل شہر نے روکا

۱۱ یہ تیغ گی ہر سربد خو پر تڑپ کر منہ کو کیا بے آبرو۔ اہو پر تڑپ کر
دل سینوں میں تڑپا دیے سپر تڑپ کر، بجلی کی طرح پھر گئی بازو پر تڑپ کر
عالم بھی دآسیب کو یوں سرے آتا ہے
جس طرح سدا سی تینے پکیرے آتا ہے

۱۲ قدموں سے چلی تو سرنا پاک پہ چکی ناپاک کا سسکاٹ کے افلاک پہ چکی
افلاک سے آکر کوہ خاک پہ چکی گدہ شہنشاہ پر گدہ خس و فاشاک پہ چکی
حق تیر کہ اتنی تھی ابھی چرخ پہ چڑھ کر
مچل کے تھے گاؤں میں چپ گئی بڑھ کر

۱۳ چکی یہ جو جی تیر اعظم کی لہر سے اعدا کی درہ اڑ گئی شہنم کی لہر سے
ہر دل کی خوشی کھا گئی یہ غم کی لہر سے ہر صفت نظر آن صفت مالم کی لہر سے
آرام سے خاک وہ مرد و دو خدا تھے
آرام کے بھی لفظ کے سب حرف خدا تھے

۱۴ تھے نظروں خوں رشتہ جو سہمی نہ زنا دار لڑنے کی سہارا کی گلیے کا بونی تھی بار
ہر وار پر حسین کی سزاوار تھی تلوار گردوں میں ہر جھپتی تھی کھلا جم پہ یا سزار
سربکار الہی سے بڑش کے یہ صلے تھے
نو پار پڑے افلاک کے غفلت میں ملے تھے

۱۵ گر چاہہا تھا تیغ دوسرے کوئی مردار اس پیچنی نے مع ہتھ زاد کیا چار
یہ کاٹ کے مٹی بنی، اسے کتنے ہی تلوار لشکر کے ہراؤں کو مٹسن کر دیا اک بار
دو جیسے سن و سال کیے اہل برس کے
جو تیس برس کے تھے، ہوئے ساٹھ برس کے

۱۰۷ چٹائی پر سر دے یہ مصماں کی بدل
موت پھر گئی رنگت سپر شام کی بدل
بدلنے ہوا گوش آیام کی بدل
فل تھا کہ کفر سے اسلام کی بدل

گر نے ہی بھڑی لگ گئی بیدار گروں کی
پڑنے کی بوجھار جنم میں سروں کی

۱۰۸ اُٹھے یہ کنویں زخموں کے عالم ہوا غافل
تھمارے پانی پہ بہاؤ فاقہ خوان
طوفان کا ترن بھی بھرنے لگا پانی
نے دھوپ تھی، نے چھائوں، پیری دہرائی

بھادی تھے بہت کر وہ مگر وہ بھی سے تھے
آپ دہم شمشیر میں سر پہیہ سے تھے

۱۰۹ اب تیغ نے سراپ آب اپنا اٹھایا
دریا نے زہر پائے شتاب اپنا اٹھایا
طوفان ہوا بے پردہ، نقاب اپنا اٹھایا
بے مغزوں نے سر شل سباب اپنا اٹھایا

آنکھوں میں ہاتھ کھینچے پیر و جواں کے
پڑ، ڈوبنے کے وقت کھلے ملازماں کے

۱۱۰ اسی فرج کے بڑھنے کے گشا طفر کا گھاٹ
ہمت نے کہا نہر کو بھی ناریوں سے پاٹ
کیا تیغ تھی، کیا آب تھی، کیا دھار تھی کیا کاٹ
کتنے بہت اور بہر کفن نہر کا اک پاٹ

جوزگ تھا سراپاں کا وہ موتی کو دیا تھا
دریا کا لہو پانی تمام ایک کیا تھا

۱۱۱ سب ناریوں نے آپ کو دریا میں گرایا
اس تیغ نے طوفان قیامت کا اٹھایا
گرداب میں غالب کے جہازوں کو اٹھایا
روحوں کو مگر راستہ دوزخ کا بتایا

موتی پر ڈر سے تیغ شمشادہ بخت سے
خود راہی نیساں میں چھپے اڑ کے صدف سے

۱۱۲ گرنے سے پھر ریدوں کے ہر کمرج پر تھی
خودوں سے ہمار چہن نیلو فری تھی
تھی طوق بھول تیغ پر زینت سے بھری تھی
لیکن یہ صفائی تھی کہ اعجاز گری تھی

دریا سے اعلیٰ خون بہا کر وہ عدو کا
پانی سے نہ پھیلا کوئی دھبہ بھی لہو کا

۱۲ ہر ایک پر ابر کے پراگندہ چمکا را! جان بخش، اماں بخش، بھڑا دے خدا را
نیشہ کر دو کا جو دھیمی سے تھلا نیزہ کسی ظالم نے دل پاک پر مارا

آنا تو کما: کیوں ہیں اسان کا صلا تھا؟

پر بندھی آنکھ اور گل زخم کھلا تھا

۱۳ ہاتھوں سے کیجیے کو کچہ ذکر یہ پکاسے اسے قہر ماحات! ابی تران تھاسے
فرماؤ قدم رنجب کو بھی گود کنارے جلائے شریں کراہیں آیا میں پیاسے

اسے جان پر را! یہ تو کمزور کمال ہے!

آئی یہ ندائیں کیجیے جہاں سناں ہے

۱۴ آواز پر اکبر کی، علی کا پسہ آیا کس سر سے غور سید قرب قہر آیا
پر ضعیف لہارت سے ڈلا نہ نظر آیا تھراے گسے خاک پر منہ کو بند آیا

جلائے گئے ڈھونڈ کر کے ہاتھوں! کھڑا

لے دھشتی چشم! دھسہ ہو کر ادھر ہوا

۱۵ ہند اپنا کیجیے سے اٹھا کر وہ چکا تشریف ادھر لاؤ! یہ خام ہے تمہارا

ٹرائیں حضور آپ طبیعت کو خدا لاشر نظر آتا نہیں حضرت کو ہمارا

سب رنج تو تھے ضعیف لہارت پر اکٹے!

نیشہ دیکھ کرے کہ عداوت ہم نے جب سے!

۱۶ بیانی کو کیا پر جیسے بوجان نہیں، ہائے ایسا نہیں داغ آپ کا جراب نہر جانے

اندر کو معلوم ہے جس طرح یہاں آئے اب اور جوار شاد کرو باپ بکالائے

وہ بولا کہ دامن سے ملا زخم چھپا دو

آہن مری جیتی ہوں تو بے چل کے دکھا دو

۱۷ بھر رو کے کما: ہائے سین فاطمہ صغرا تم نے نہ ہمیں دیکھا، نہ ہم نے تمیں دیکھا

دل بندگی حالت پر بردا دل تہ و بالا سید انہوں میں سے چلے بن بیابے کو آتا

اکبر کو تو مزاج تھی و دیش شہ دیں پر

پر پاؤں ٹکٹے ہرے آتے تھے زمیں پر

۱۱۸ ہاڑ مقب پر وہ کھڑی کھیتی زاری یہ دیکھتے ہی آل بیس بر کو پکاری
مرزا حانپ راؤں مرے بیٹے کی سواہی جلاکے نہ رو کوئی میں مدد سے میں داری

ہے ہے، نکلیں اور مقدر مرا بھر جائے

ڈوڑھی سے خفا ہو کے داکبر را بھر جائے

۱۱۹ ناگاہ اٹھا پردہ، در آل عبا کا شیعے میں ہوا د اخطا شاہ شہداد کا
جس فرش پر دم نکلا تھا محبوب خدا کا اس دم وہی بستر برا اس ماہ نقا کا

طاقت نہ رہی ضبط کی زینت کے بگر کو

منہ دیکھ کے زانو پر رکھا پیادے سر کو

۱۲۰ اکبر نے اشارہ کیا، آنسو نہ بہاؤ اشد کراہ یاد کرو ہم کو بھلاؤ
آٹاں کو بلاؤ، مری آٹاں کو بلاؤ زینت نے کہا، بھابی کدھر ہو اور ہراؤ

اس وقت بھی دم آپ ہی کا بھرتے ہی اکبر

جلد آؤ یہاں یاد تمہیں کرتے ہیں اکبر

۱۲۱ آواز دی باؤ نے کہ ہیں یاد کے قربان بھر چڑھیا نئی زادوں سے ہر کے پریشان
آنکھوں سے مجھے کچھ نظر آتا نہیں اس آن آزدگی اکبر مظلوم کا بے دھیان

مجھ کو نہیں معلوم کہ حالت مری کیا ہے

نفلین مرے پاؤں میں ہے، سر پر رہا ہے

۱۲۲ سیدانیاں لے آئیں رو اس کوڑھاکر سر کا برا تھا مرے سگڑ گشت مہار
منہ پھیر کے غیرت سے تڑپنے لگے اکبر کچھ کان میں زینت کے کہا، بول وہ شہنشاہ

کتنے ہی کہ میدان سے ناقد میں گھر آیا

مرتے ہوئے آٹاں کا کھلا سر نظر آیا

۱۲۳ بھابی، جو کہیں یہ، سو کرو، بھول نہ جاؤ سراپتی طرح ڈو حانپ تو سامنے آؤ
اک آن کے تھان ہیں غصہ نہ دلاؤ زخمی ہے بھگت نیر سے تم دل نہ دکھاؤ

بعد ان کے خبر کون بھلا آپ کی سے گا

بلرے میں روا نا محو گی اور کوئی نہ لے گا

۱۱۵۰ باؤنے کہا دیکھیے تو آپ اُدھر کرو
اب کے منہ کے لیے ڈھانپوں میں کرو
مچھڑ دیا اُدھ سے اب نرم ہو کر
گھر لٹا ہے ہے ہیں گل ہلاں کدھر کرو

فقس کی اب آنکھیں ہیں، نہ وہ پڑا کی آنکھیں
پتھر لگیں ہے کے دلدار کی آنکھیں

۱۱۸ پچہ ذرا سنا کوئی مجھ سوختہ جاں کا
باندھوڑی آنکھیں، یہ ہے دستور کمال کا
دم توڑنا دیکھا بھی تو اس شیر جواں کا
اتنا بھی نہ ہو سخت کلمہ کسی ماں کا

ہے نہیں کیوں شربچا ہوتا ہے لوگو
آگے مری آنکھوں کے یہ کیا ہوتا ہے لوگو

۱۱۹ سر آپ کے زار سے سر کرتے ہو ڈان
دم سینے میں بے طرح اٹکتا ہے ڈان
خٹکا مرے بچے کا ٹھکانا ہے ڈان
سب روتے ہیں، کچھ نہیں سکتا ہے ڈان

گھولے ہوئے نام ملے جیتے ہیں اکبر
کیوں کچھ نہ کے اتھروں کو چنگ دیتے ہیں اکبر

۱۲۰ ہندو مرے صاحب غیرت کو مناد
سر ڈھانپ لیا مان نے اب آنکھیں نہ چلاؤ
حضرت کی قسم دو کہ خفا ہو کر نہ جاؤ!
وہ اس بھرا نکار کو بھاتی سے لگاؤ

ماں کتنی ہے بیٹا مری تقصیر بھل کر
تم پاتے والے سے کمر بشیر بھل کر

۱۲۱ فردوس کے چروں سے ملکتا ہے جب گھر
کیوں پاؤں سیٹھ مرے پیارے نے زکر
گلدستہ سرنگھاتی ہے اہل ان کو مقرر
کیا تیلے کی جاہ سے برقی آمدِ جیدر

تغییر کی طاقت جو نہیں پاتے ہیں اکبر
کیوں کہ نہیں کو دیکھ رہے جاتے ہیں اکبر

۱۲۲ اتنے میں کیا اکبر غازی نے تبسم
باؤنے کہا: یرست شیبہ ہوا گم
اور شیر کے نعرے سے ہوا شور و غلام
کیوں شیر خدا! اے چلے بیٹے کو مرے تم!

اس کو کھٹھ علی کی تو نہ فریاد کو سچے
دم توڑنے میں پرتے کی امداد سچے

۱۲۰ پھر دیکھ کے مزدور سے کاغذ بیچ کر نکارا
گو کیا کر ہنسنا چاہتا ہے لال تمھارا
دیکھو مری خاطر سے جھلا بھی دو بار
آئینہ رکھو سامنے منگوا کے، خدارا۔

بابی، کہیں کتنے توڑ اکبر کو ہمارا ہو
بڑھ کر کلیر ابھی اٹھ بیٹھیں تو کیا ہو

۱۳۱ یوں مڑو سے کے ماتھے کو چپکتے نہیں دیکھا
پھڑوں کو خزاں ہر کے چپکتے نہیں دیکھا
اسی جی سے منکے کو ڈھلکتے نہیں دیکھا
یوں زلفوں کو بل کھاکے چپکتے نہیں دیکھا
تھا زیست میں کیا سخن جو اس آن نہیں ہے
دور کو کہا زینب نے، فقط جان نہیں ہے

۱۳۲ پھر لاش سے لپٹی کہیں قربان علی اکبر
دنیاسے اٹھے آج پر اراں صلی اکبر
اٹھا رہے بس کے مرے سماں، ملے اکبر
جی کھول کے اب دلوں پر پیارے کی مٹا ہر
ڈرتی ہوئی کہیں دوح تمھاری نہ تھا ہر

۱۳۳ کیوں سرگلا سامان کروں، یاد نہ کروں میں؟
بال اپنے پریشان کروں، یاد نہ کروں میں؟
سر ہنوں کا عریان کروں، یاد نہ کروں میں؟
پر کر کوئی ارمان کروں، یاد نہ کروں میں؟
یہ رسم نئی آج سیاں ہوتی ہے بیٹا!
تم روئے زمان کو، تمہیں ماں دوتی ہے بیٹا!

۱۳۴ پہلے سے خبر مرگ جراتی کی جرات
واری، تمہیں بچپن میں ہی دوحا میں جاتی
تھی سی دوحن ڈھونڈے میں سب کی لاتی
یوں دوح مرے لال کی بنا شاد نہ جاتی
نا کاموں کے بن بیا ہوں کے سلطان تمہیں ہڑ
بالکل جیسے کہتے تھے "پڑ ارمان" تمہیں ہوا

۱۳۵ پیار سے اکو صفرا کے لیے مجھوں سواری
بلواؤں دہینے کے جراتوں کو امی واری
ہم بولیں گے کاغذ سے ہر تھادی
سرنگے چلوں آگے میں کرتی ہوتی واری
جی سمت گذر لاش کا ہر ستر گذر جائے
دو چار قدم چلی کے یہ دائی تری رہ جائے

۱۳۰۔ شرب کا کفن پسورگے، یا کبھہ کا بیٹا رتی پر مزار آپ کا ہو، یا اب دویا
 داری، میں مجاور بنوں، یا دفتر زہرا جھاڑو ترے رقد پر سیکڑے لکڑیا

آئی یہ ندا کوہ پر جا کر تو مرے گی
 یاں فاطمہ کی روح یہ سب کام کرے گی

۱۳۱۔ اُحسنت دیراب تو سخن ہے ترلاہماز ہر صرب موزوں دیر کمندی سے ہے قناز
 اوروں کی ہے نظم اور کماں سوز، کماں ساز اب مرثیہ حضرت عباسؑ کر آغاز

بیٹے جی تو سے سوز ہے اکبر کے آلم کا
 عباسؑ کی علم دار سے نے سایہ مسلم کا



تختیق متن

تعلیمی نسخہ: مرزا دیر کا یہ مرثیہ میرے کتب خانے میں ہے اور ۱۸۴۲/۵۱۲۹۰ کے صدر کا کھانا ہوا ہے۔ اس کے بندہ ۴۹ جی۔ مرثیہ خوش خط ہے۔
نسخہ نول کشور: مجروح مرثیہ دبیرج اول۔ مطبوعہ نول کشور پریس ۱۸۷۵ء۔
دفتر ماتم: جلد ششم۔ مطبعہ دبیر احمدی کھنڈ۔
بیعت شانی: نکاحی پریس کھنڈ۔ طبع اول
یہ نسخہ ہمارے متن کی بنیاد ہے۔

بند ۱: بیعت شانی کے متن میں مصرع اول ہے:
لے شس و قمر نور کی مغل ہے یہ مغل
اور حاشیہ بیعت شانی، تعلیمی نسخہ، دفتر ماتم مطابق متن۔
نسخہ نول کشور میں بندہ نمبر ۹۔ ماتم کا مرتع ہے کہ سے مرثیہ شروع ہوتا ہے۔ اور ہمارے
متن کے بندہ میں ترتیب میں متاخر ہیں۔
بند ۲: تعلیمی نسخہ، نسخہ نول کشور، دفتر ماتم مصرع ۱
”یوسف ہے ہر اک شیدہ بازار ہے کسی کا“
تعلیمی نسخے کے متن میں دوبارہ لکھا کہ ”بازار“ لکھا گیا ہے۔
بند ۳: تعلیمی نسخہ مصرع ۳، ۴ ترتیب مختلف ہے۔
بند ۴: نسخہ نول کشور کی ترتیب سے یہ بندہ حوالہ ہے۔ بیعت شانی کے علاوہ تینوں نسخوں کی بیعت
یاں غل ہے علی غلہ کے عناصر میں ہمارے کتاب سے وہ عناصر کیسے ہیں ہمارے
تعلیمی نسخہ ”علی غلہ میں عناصر ہیں“
بند ۵: مصرع ۲ بیعت شانی کے علاوہ

”جیک بر مقابل تو کر و چشم نانی“

مصرع ۶، قلمی نزل کشور، دفتر ماقم

”لو غلڈ کا چہرہ نظر آتا ہے یہاں سے“

بند ۶: یہ بند بیس مثنوی میں نہیں ہے، باقی تینوں نسخوں سے نقل کیا ہے لیکن بیت میں تینوں نسخوں کا اختلاف ہے — قلمی نسخہ کی بیت ہے:

مرنے کو جو رنجیر تو سب اک روز مریں گے لیکن یر شہاب اور یر اعلیٰ یاد کریں گے
نسخہ نزل کشور:

اب بیکے کیسے دے باز میں ابن مسلیٰ ہے اکبر کی سواری سورے جنگاہ چلی ہے
دفتر ماقم کا مصرع ۵:

”مر تاجیہ بوقت سب ہی اک روز مریں گے“

بند ۷: قلمی مرثیہ نہیں ہے، نسخہ نزل کشور کا آغاز ہے:

بند ۸: نسخہ نزل کشور د بیس مثنوی مصرع ۲:

”کون اٹھتا ہے پیا سا جو گرا لکھ سے پانی“

دفتر ماقم، مصرع ۲ ”کون اٹھا ہے پیا سا جو گرا لکھ سے پانی“

نسخہ نزل کشور کی بیت ہے:

افغان نے ہر سے سے زنجیر دیا ہے پھل موت کی بر بھی کا نیا کس نے کیا ہے

دفتر ماقم:

افغان نے ہر سے سے زنجیر دیا ہے پھل موت کی بر بھی کا تبا کس نے دیا ہے

حق کی بیت بیس مثنوی کے مطابق ہے۔

بند ۹: دفتر ماقم و بیس مثنوی، مصرع ۱

”اٹھا دھوی سال اب بونہیں بیاہ کیا ہے“

حق مطابق نسخہ نزل کشور، نیز نسخہ نزل کشور، مصرع ۳، ۴

مقرب میں تقریر بونہیں عقد واد ہے بے سروں کے ملنے میں کوئی ماہ نقاب

دفتر ماقم، مصرع ۶

بے سروں کے زرخے میں کوئی ماہ پھینسا ہے

بند ۱۰: نسخہ نزل کشر و مطابق متن۔

دفتر ماتم،
متاج کفن لاش ہے کسی فخر جہاں کی چادر لیے دھلی ہے زمیں آپ رواں کی
سبع مثانی،
متاج کفن لاش ہے کسی فخر جہاں کی ہرگز فریاں میں ہے دھوم آہ و فغاں کی
دفتر ماتم و نسخہ نزل کشر کی بیت مطابق متن ہے، سبع مثانی کی بیت ہے:
مرنا تو ہے برحق بھی اک روز مری گے لیکن یرشباب اور یہ اہل یاد کریں گے
بند ۱۱: نسخہ نقلی، اور دفتر ماتم معرہ ۵

اے کاٹن کر یہ شبیوں کا ارمان نکل جائے
نسخہ نزل کشر، معرہ ۱: شبیوں یا روں کی کئی سے قول ہر گیارہ اور بیت ہے۔
اے کاٹن کر ذکر کا یہ ارمان نکل جائے ہے علی اکبر کے اور جہاں نکل جائے
اس کے بعد نسخہ نزل کشر دفتر ماتم میں یہ بند ہے۔
مردے کے اٹھانے میں مجھ ہے ترو بالا نیزہ بھی کیجیے سے نکالا نہ نکالا
کیا کہہ کے بگر پائے والے نے سنبالا ماں باپ تھکا کر گئے یا کرتے ہیں نالا
مرنا تو ہے برحق بھی اک روز مری گے
لیکن یرشباب اور یہ اہل یاد کریں گے

بند ۱۲: نقلی نسخہ، نزل کشر، دفتر ماتم معرہ ۲

”یہ شبیوں کا بیج ہے“ مرزا خاں اکبر
نقلی نسخہ معرہ ۳ دلی پلٹے ہیں سبکے، جری پر نواز اکبر
سبع مثانی کے علاوہ معرہ ۴
بے پانی کے لبریز ہے پیماؤ اکبر

بند ۱۳: نقلی نسخہ،

رخ وہ کر دنیا کی طرح حسن ہے شیدا ہے غالی درخشاں رخ یرفت کا سیردا
بروز ہے جوانی کا رخ سر رخ سے پیدا ہے رنگ حسن رنگ سینہ سے پیدا
بند ۱۴: نقلی نسخہ معرہ ۳

دریافت کیا حق ہے کہ دھڑ یا شہر ابراہ
 بند ۱۵: قلمی نسخہ، مصرع ۳: پہلے ہی سے قلمی نسخہ، ثانی کی تصانیف
 نسخہ نول کثرت، مصرع ۲: پہلے قلمی ہی نسخہ، ثانی کی تصانیف
 بند ۲۰: بیت شافی میں نہیں ہے۔ باقی تینوں نسخوں میں درج ہے۔
 نسخہ نول کثرت، مصرع ۳:

”یے سائنہ پڑتی ہے۔ وہ اسے چاہاں“
 مصرع ۴: جرم سے کون میں کہ مجھے پیاس ہے بھائی
 بند ۲۱: قلمی نسخہ، نسخہ نول کثرت، دفتر باقم:

منت ہے کیڑوں کی کہ اسے باور کے گلفام
 قلمی نسخہ، مصرع ۳:

یہ کہتے ہیں مظلوم کو آرام سے کیا کام
 نسخہ نول کثرت، مصرع ۳:

یہ کہتے ہیں مظلوموں کو کہے فرش سے کیا کام
 بند ۲۲: قلمی نسخہ، مصرع ۳:

کچھ پر چنے گئے ہیں تر گھیراتی ہے باور
 بند ۲۳: دفتر باقم، مصرع ۲:

ماں کہتی ہے، ساشا درمنا دل کی، میں وادی
 بند ۲۵: قلمی نسخہ، نسخہ نول کثرت، مصرع ۲:

انگھول کی زمین گھبرا، نہ پیری کا مصاہر
 بند ۲۶: قلمی نسخہ، مصرع ۳:

اس ناسے میں طیش آپ کو آتا تو غضب ہے
 بند ۲۸: تیرن لسنے،

گر پڑ لگا تا ہے کوئی اسے مرے گلفام
 نسخہ نول کثرت، مصرع ۳:

کیا صفت کی جا ہے کہ رہیں اب بھی میں ناکام

تمن مطابق سبب شانی،

بند ۲۰: نوزول کشور، تلمی نسخہ، مصرع ۳

ڈھرنڈھول کی ڈکی کیا، مرے جانی ڈٹے گا

بند ۲۱: سبب شانی کے علاوہ مصرع ۱

”نعم البدل اکبر کا تو اس دم بھی ہے موجود“

دفتر ماتم، مصرع ۶

وہ بولی کہ اور آپ کیا پیسے ہی مری گے

بند ۲۲: سبب شانی میں پیش ہے، باقی تینوں نسخوں سے نقل و اضافہ ہے۔

بند ۲۳: نوزول کشور، تلمی نسخہ، مصرع ۲

فرزند کا منہ دیکھ کے سسر اپنا جھکا یا،

تلمی نسخہ، مصرع ۳: ”علی اکبر کا“ کاٹ کر کھایا۔

”علی اکبر کا بھی آیا“

تمن کی بیت مطابق سبب شانی ہے، اور باقی نسخوں میں یہ بیت ہے۔

کپڑے بھی بدلاؤ نہ سلطنت اگر ہو، لیکن نہ ابھی حضرت زینب کو خبر ہو

بند ۲۵: تلمی نسخہ، نوزول کشور، مصرع ۲

بچپن سے وہی رکھتی ہیں پرشاک تھادی

تلمی نسخہ، مصرع ۳: حضور کاٹ کر قرب بنایا ہے۔

دفتر ماتم، تلمی نسخہ، مصرع ۶

پانی بھی دہاں برگ کا جہاں جاتے ہر بھائی

نوزول کشور کی بیت ہے۔

غش آگیا ہے ہر ش ہی آئیں تو وہ آئیں، سب جا کے کلیجے کو تنہا لیں تو وہ آئیں

بند ۲۶: تلمی نسخہ، نوزول کشور، دفتر ماتم، مصرع ۳

اک خاؤں بھولیں میں بے توجہ پرشاک

تلمی نسخہ، مصرع ۴: ”اور درد رخ پاک“

تلمی نسخہ، نوزول کشور، دفتر ماتم، مصرع ۶: یا فاطمہ ہنگامہ محشر میں چلی ہے

بند ۲۸: قلمی نسخہ، مصرع ۳۔ جو کام کما پوچھ کے تجھ تشتر وہاں سے۔ "قلمی نسخہ ترتیب مصرع ۳، ۴۔

بند ۲۹: بیت شانی کے علاوہ مصرع ۳

واری میں رونا دینے کا کرماؤں گی انکار

بند ۳۰: بیت شانی کے متن میں، مصرع ۳

"اشتر مبارک کرے اب تم کو یہ صورت۔

اور باقی نسخوں نیز حاشیہ بیت شانی "یہ خدمت"

بند ۳۱: بیت شانی، مصرع ۱۲: قابل ترے ہاتھوں کے پریشانک عزائے

مصرع ۵: کیوں بات سے میری تھیں دوسرا کی نہائے

بند ۳۲: بیت شانی میں نہیں ہے باقی نسخوں سے اسناد کیا ہے۔

بند ۳۳: قلمی نسخہ، نسخہ نوزل کشور، مصرع ۶

ام شکل بنی بیٹھے یہ کرتے برے گفتار

بند ۳۴: قلمی نسخہ، نسخہ نوزل کشور، مصرع ۳

یوں مجھ سے نظر بھر گئی اک بار تمساری

بند ۳۵: بیت، بیت شانی کے علاوہ بیوں ہے۔

پوچھا وہ مر قی کمال لے حق کے ملی ہے کی عرض پس پشت نیام نبوی ہے

بند ۳۶: قلمی نسخہ، نسخہ نوزل کشور، مصرع ۲

زینب نے ادھر گردن پر لور جھکائی

دفتر ماتم، مصرع ۲

گردن جو وہاں اک کے زینب نے جھکائی

قلمی نسخہ اس بند پر ختم ہو گیا۔

بند ۳۷: نسخہ نوزل کشور دفتر ماتم، مصرع ۲۰

فرق اسی میں ہے غور شدید سے کیسے جو وہاں

بند ۳۸: جو کہیں کیا شمشیر دوسرے جو پشت پند اور نہ کہیں پائی سپرنے

بند ۳۹: نسخہ نوزل کشور دفتر ماتم، مصرع ۱۱

"پھر کوسے فلک دیکھ کے شرنے یہ سنایا"

معرب ۱۵: ہمسرہ کا ہمسرے کا نکلنے والوں کا معرب

بند ۵۶: نسخہ نول کشور دفتر ماتم معرب ۱۱

”اس شکل کا میں اور کوئی بیٹا نہیں رکھتا“

بند ۵۷: نسخہ نول کشور کی بیٹ ہے :

نام کے عونی دیکھ کے بیٹے تھے اسے ہم اب یہ قریب مرنے کو دیکھیں گے کہ ہم

بند ۵۸: نسخہ نول کشور دفتر ماتم و ماسیہ سبع شان معرب ۴

”ولی میرا کھڑا گیا حال شہ دیہی پر“

بند ۵۹: نسخہ نول کشور دفتر ماتم معرب ۲:

”پیرزین نے آوازہ کسا مہر نہیں پر“

بند ۶۰: نسخہ نول کشور میں نہیں ہے۔

بند ۶۱: نسخہ نول کشور معرب ۳:

”جاو کی میری آنکھ فقط معجزوں کی چال“

ماسیہ سبع شان دفتر ماتم معرب ۳:

جاو کی زری آنکھ فقط معجزے کی چال“

اس بند کے بعد نسخہ نول کشور میں مندرجہ ذیل بند ہے جو دفتر ماتم و سبع شان میں نہیں ہے:

مگر گشت گلستان اہل کو کھنچاں اکبر ۵ کھوں سے دغا پیٹے چل کرتے ہی اکبر

مشکل بدن و روح کی مل کرتے ہی اکبر چیدہ شجر نینروہ کے چیل کرتے ہی اکبر

فل ہے کہ چراغ اب مروغہ رشید کا گل ہے

ہاں آمد ہم شکل شہنشاہ رسل ہے

بند ۶۲: نسخہ نول کشور دفتر ماتم معرب ۳

”چلایا عمر دیکھو اکبر نظر آئے“

نسخہ نول کشور معرب ۵ :

”سب کہتے تھے خالق شہر راں کا بڑا ہے“

دفتر ماتم معرب ۵ :

”سب کہتے تھے خالی شہر راں کا پر ہے“

تین ملائین بیع ثنائی -

بند ۶۲: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصر ع ۱:

”قدام ارب پرچ پر دورے کر رہا۔“

مصر ع ۳: ”پیش ملک الموت گئی موت کر رہا۔“

بند ۶۳: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصر ع ۴:

”سکتہ قضاطین کرنے تحت نہ اہرت۔“

بند ۶۶: نسخہ نول کشور، مصر ع ۱:

”رہا کے کاہوں سے نہیں چرچ می آئی۔“

بند ۶۷: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصر ع ۳:

”ہاں غافلہ آگاہ ہررتے سے ہارے۔“

بند ۶۸: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصر ع ۵:

”ہر بندے کے ہم بندگنا، عقدہ کشائی۔“

بند ۶۹: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصر ع ۴:

”اور مسلمان کو باعہ آئی ہمیں سے۔“

نسخہ نول کشور، مصر ع ۶:

”حکم اپنا وقار اپنا جلال اپنا دکھایا۔“

بند ۷۰: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصر ع ۵:

”اچھے ہرے طوائف کو کرب شہر ڈگر بائے۔“

بند ۷۱: نسخہ نول کشور، مصر ع ۵:

”قابل وہ امامت کے ہی قابل ہیں کر دو۔“

دفتر قائم، مصر ع ۵: قابل وہ امامت کے ہے قابل ہیں کر دو۔“

پچاس ملائین نسخہ نول کشور ہے بیع ثنائی و دفتر قائم

قرآن سے آیت سے حدیث سے مجرور۔“

بند ۷۵: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصر ع ۴:

”تمثیل امامت ہی پیش عکلا ہے۔“

بند ۷۹: "نحوہ نزل کشور و دفتر قائم مصر ۳
"اس حکم پر ہر پھر کے الجھنے پر ہیں سے"

بند ۸۰: "نحوہ نزل کشور و دفتر قائم مصر ۲
"پیتے ہی عرب دیکھ کے صورت کو ہماری"

دفتر قائم میں اسی بند کے بعد ایک بند بطور مطلع اور دوسرا بند ربط کے لیے چھپا ہے،
کیوں دن کی زمیں آئینہ فتح مناس ہے کیوں گردیاں اس سے عیاں نور دنیا ہے
کیوں صبح ہوا میں اثر آب بقا ہے سایہ ہے وہ کسی کا کشتار اس پر ہلا ہے
ہر لڑے کے قابل کا اختر ہے چمک پر

خود شیدائے صیقل ہے کلا اوج فلک پر
ہاں نور نشان ہے قمر برج امامت ہم شان مصطفیٰ ثانی سلطان رسالت
کھڑے ہیں رجز کے لیے لہائے نصرت کہتے ہیں کہ نگاہ ہمارے قوم تشکلات
بالا کا جگر، جان حسین اور نہیں ہے
اکبر ساجیہ الطریقین اور نہیں ہے

بند ۸۱: "نحوہ نزل کشور، مصر ۳

"تا زلیت مجھے روئے گی، تم تو زمر لانا"
دفتر قائم مصر ۲ "تا زلیت مجھے روئے گی پر تم نہ مرنے لانا"

نحوہ نزل کشور، مصر ۵: "جب نوناس کا رہبر کے خلف کا"
بند ۸۰: "نحوہ نزل کشور و دفتر قائم مصر ۳

"یہ کیوں نہ کما عین و محمد کا ہوں آقا"

بند ۸۱: "نحوہ نزل کشور، بیت:

اھ اسے سخاوت کی کیا کرتے ہر بیٹا پردہ کہاں اب تم قوجاں مرنے پر بیٹا

بند ۸۲: "نحوہ نزل کشور و دفتر قائم مصر ۳

"کھٹ درہن دیز و بکعت عیش بستے ماہ"

بند ۸۳: "نحوہ نزل کشور، مصر ۳

"چڑھتی ہیں نئی چال میں اس سرد سے قدک"

دفراتم مصرع ۳: ”پھر تھی میں غلبہ حال تھی اسی سروے قد کا؟
 بند ۸۵: دفراتم میں اسی بند کے اوپر منوہ درج ہے۔ دفراتم میں شانی میں یہ بند ہے مگر مصرع ۳ ہے۔
 نیزہ چو لگا سینے میں بیدل ہوا کہند
 دفراتم میں ایک بند میں شانی و نوزول کثرت سے نامد ہے جس کا نمبر ۹۲ ہے اور اس پر
 منوہ ”تھری ہے اوہ بند یہ ہے“

اسی بند سے سادہ تھی وقت زور کشت جاکا ہوا کہین کی آگے سے سرے پست
 سینے سے لگا پست کے گدرا یہ کمی کشت پھر تگ جاں اور ملک الموت کی گشت
 سر کا تو رہے پاؤں سر جانے اہل آئی
 دوا تھ کسان پست کے باہر نکل آئی

بند ۸۶: نوزول کثرت دفراتم، مصرع ۳
 لاشے کے ٹکانے کو پرے سے مٹا آیا۔
 نوزول کثرت میں بیت کا تازی پے ایڈیشن میں بھی غلط چھاپا اور بعد کے ایڈیشن میں بھی
 ”نہ ٹھکانا پڑا ہے“۔ ”وہ جھانک رہا ہے“

بند ۸۷: نوزول کثرت دفراتم،
 تار میں طارق مسرہ ہر سیر آیا پتے سے ملائے ہرے تیرا اہل بشر آیا
 چھٹے ہی کا تیرے جی چھڑ کے آیا ہاں توں کے اسے میں ہاں لطفہ آیا
 کیا زیب کماں تیرے کی تنگ کی فویں
 روشن یہ برا شمع ہے طاق مر فویں

بند ۸۸: نوزول کثرت، مصرع ۳
 ”جو چاہیے تو ایسیے دل یہ ہے بھگیا“

بند ۸۹: نوزول کثرت دفراتم، مصرع ۲
 ”اور روح کا بھیا کیا اس تیر قناتے“

عازینہ شانی نزل کثرت دفراتم، مصرع ۶
 ”اور روح کو کشتی سے اہل چھڑ کے بھاگ“

بند ۹۰: نوزول کثرت، مصرع ۲: ”اور سامنے اسی کو رہ دوزخ نظر آیا۔“

نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصرع ۳
 "مردن کو سب مقام کے ترس سے اٹھایا"

بند ۹۱: نسخہ نول کشور:
 پھر وہ بڑی اس کی طبیعت سے بھلایا
 اک چرخ بن چرخ کے نیچے نظر آیا
 دفتر قائم ہی پہلا مصرع مذکورہ بالا ہے اور باقی مصرعے سب مثنوی کے مطابق ہیں۔

بند ۹۲: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصرع ۶:
 "نی انار شلاٹھ کو کیا پہنچتی ہے"

بند ۹۳: نسخہ نول کشور، دفتر قائم، مصرع ۳:
 "یہ شیریں گڑا تو کچھ بھی نہ بن آیا"

بند ۹۴: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصرع ۶:
 "یاں فتح نے مجھ کو کیا بانو کے خلعت کو"

بند ۹۵: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصرع ۱۲:
 "اور تیغ سے کرنے لگا تقطیع بد انجام"

مصرع ۵: "اب مائیک ب تیغ کے فقرے کو کل آئے"

بند ۹۶: نسخہ نول کشور، دفتر قائم، مصرع ۳:
 "کی آنروئے غوطہ بہر اک طائر جاں نے"

بند ۹۷: دفتر قائم میں اس بند کا نمبر ۱۰۲ ہے اور اس پر "نسخہ" درج ہے۔ پھر بند ۱۰۵ لکھا ہے
 جس کی بیت پہلے بند کی ہے:

مصرع سے یہ تیغ کا مصرع جو ہر انتم
 توں سے گرا لیک یا باں پر وہ افسلم
 بند ۹۸: نسخہ نول کشور و دفتر قائم، مصرع ۱:

"ملا کار کو یہ جری قول کے تھوڑا"

مصرع ۳: "تھے چار ترے یار کو چاروں ہرے بیکارہ"

بند ۹۹: نسخہ نول کشور، مصرع ۶: "جو جیسے عروسے"

بند ۱۰۱: نسخہ نزل کشور، مصرع ۲:

”رو کو کیا ہے اکبر و امرو پہ تڑپ کر“

دوڑی نئے اور عاشقہ ہیں شان مصرع ۳:

”پہل کی طرح چرگنی بازو پہ تڑپ کر“

بند ۱۰۲: نسخہ نزل کشور و دفتر نام مصرع ۱:

”پازوں سے پہلی ترسہ ناپاک پر چمکی“

بند ۱۰۳: نسخہ نزل کشور و دفتر نام، مصرع ۴۰:

”دروانے کی ماہ محترم کی طرح سے“

بند ۱۰۴: نسخہ نزل کشور، مصرع ۶:

”فرپارے الماس کے خلعت میں بٹے تھے“

بند ۱۰۵: نسخہ نزل کشور و دفتر نام، مصرع ۳:

”یہ کلاٹ ترے تیغ و دیکر کے لیے مار“

بند ۱۰۶: نسخہ نزل کشور و دفتر نام، مصرع ۶:

”اھلکے جن شل تھے کمر سیر رہے تھے“

بند ۱۰۸: نسخہ نزل کشور و دفتر نام، مصرع ۱:

”اس تیغ نے سر جاب آب اپا اٹھایا“

بند ۱۰۹: نسخہ نزل کشور، مصرع ۱:

”اس گھاٹ کے گھٹنے سے گٹھا ملو گا گٹھا“

دفتر نام، مصرع ۱: ”اس مروج کے بڑھنے سے گٹھا ملو گا گٹھا“

بند ۱۱۰: نسخہ نزل کشور، دفتر نام، مصرع ۲:

”اور ساتھ ہی اس تیغ نے طوفان اٹھایا“

نسخہ نزل کشور، مصرع ۱۶: ”جو دامن نیساں میں چپے اڑکے صدف سے“

دفتر نام، مصرع ۶: ”میر دامن نیساں میں چپے اڑکے صدف سے“

اس کے بعد نسخہ نزل کشور میں ایک بند زادہ ہے جو دفتر نام و بیج شان میں نہیں ہے،

اکبر کو بھی قسمت نے یہ آواز سنائی۔ بے ساختہ گردن طرف نیمہ پھرائی

عجرا کے کہا کیا میری اماں نکل آئی
 قسمت میں مجھ فکر کی برھی کا پھیل آیا
 نیزہ جڑ نکالا تو کیسبہ نکل آیا

بند ۱۱۲: چند نوزول کثرت میں ہیں۔

بند ۱۱۵: نوزول کشور، مصر ۱:

”ہاں ہاتھ اٹھا کر یہ کیجیے سے پکارا“

بند ۱۱۷: نوزول کشور، مصر ۳، ۴، ۵:

تب زخم جگر شاہ نے رومال سے بانڈھا کنبہ کے پیسے پتلے بن بیٹھے کالاٹا

لاٹے کو تو معراج تھی روش شدہ دیں پر

دفتر نام کا پانچواں مصرع نوزول کشور کے مطابق ہے اور میرے چوتھے مصرع کی صورت ہے

تب زخم جگر شاہ نے رومال سے ڈھانپا سیلانہ میں سے پتلے بن بیٹھے کالاٹا

بند ۱۲۰: نوزول کشور و دفتر نام مصرع ۶:

”بہاؤ دیاں یاد نصیب کرتے ہیں اکبر“

بند ۱۲۱: دفتر نام مصرع ۶: نعلین ہے پاؤں میں نہ اب سر پر روہتے

بند ۱۲۷: نوزول کشور و دفتر نام، مصرع ۳:

”راہی گڑ گڑا کر کھاتی سے لگاؤ“

بند ۱۳۳: نوزول کشور کا آخری بند ہے اس کے بعد بند ۱۳۴ منقطع ہے جو بہارے نئے ہے

پہرہ راج ہے۔ بند ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، دفتر نام اور بیٹے شانی سے نقل کیے گئے ہیں۔

بند ۱۳۷: تیزوں نغزوں میں بلا اختلاف ہے۔



فرہنگ

- ۱۔ لَمْ یَزَلْ : اللہ تعالیٰ۔ حَرَمَ لَمْ یَزَلْ : اللہ کا گھر۔
- ۲۔ دَرَبَارَہ : مرقی برسانے والا۔
- ۳۔ جَارِبُ کُش : جھاڑو بیٹے والا۔
- ۴۔ تَفَاوُزَہ : ایک دوسرے سے فخریہ بات کرنا۔
- ۵۔ نَظَرِیَہ : شٹا۔ ذَرِکَہ : نظریہ کرنا؛ کاغذ حساب کا غلط کرنا۔ کَاشَا : اِغْلَاسِ دلی کی اور شیت کی تہائی۔ بَرَاہ : رکھاوا۔ سُورَہ اِغْلَاسِ : قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کا نام۔
- ۶۔ مَرْجِعَہ : تضریر۔
- ۷۔ کُفَّانَہ : حضرت یوسفؑ کا وطن۔ خُورَشِیدِ لَقَاہ : سورج جیسا چہرہ۔
- ۸۔ بَکَاہِہ : اشارہ۔
- ۹۔ خُورِجَاہ : وہ سیاہ نشان جو دل پر برتا ہے۔
- ۱۰۔ خُورِجِہ : صبر، قوت برداشت۔ خُورِجِہ : شام و شکر۔ خُورِجِہ : ماضی پر ماضی ہٹنا۔ خُورِجِہ : بھروسہ رکھنا۔ خُورِجِہ : خود فکر کرنا۔ خُورِجِہ : فکر مند ہونا۔
- ۱۱۔ خُورِجِہ : نام، بھول کے رنگ واسے۔
- ۱۲۔ خُورِجِہ : خورجیت پر سبز کالی گھٹی بھڑی۔
- ۱۳۔ خُورِجِہ : اچھا بدلہ، متبادل، بہتر متبادل شخص۔
- ۱۴۔ خُورِجِہ : خلیفہ سجادؑ حضرت امام زین العابدینؑ علی بن حسینؑ علیہما السلام۔ باقِر : حضرت امام محمد بن علیؑ علیہما السلام، پانچویں امام جو کہ بائیں دست کم سن تھے۔
- ۱۵۔ یہ خدمت مبارک : ہر علی اکبرؑ کے کپڑے رکھنے اور پہنانے کا کام کہہ کر۔
- ۱۶۔ خُورِجِہ : حق دار۔
- ۱۷۔ خُورِجِہ : گستاخانہ وار۔

- ۱۷۔ نیک و عروٹ کی ہڈی کا مرقہ - منکا و حلتا: موت کا نشان ظاہر ہوتا۔
- ۱۸۔ نائیت کی بن: حضرت علی کی دختر: حضرت زینبؓ۔
- ۱۹۔ پشلا: کرچہ باندھنے کا کچلا۔ طرطر: عجیب۔
- ۲۰۔ بندہ گھبراہٹ کی قری کاں ہے۔ ترجمہ ہے: "مکتی باللہ شہید" اس کا جز قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مذکور ہے۔
- ۲۱۔ آئزار: راز۔ حکمتیں: پرشیدہ مصلحتیں۔
- ۲۲۔ عقاب: گھوڑے کا نام۔
- ۲۳۔ جگرہ کیا: پیٹے۔ غور شیدہ: جین: چکنا سورج۔
- ۲۴۔ روشی: گھڑا، رستم کے گھڑے کا نام۔ آفتی: چکبرا، سیاہ و سفید رنگ کا گھڑا۔ اقبال: خوشی کا۔
- ۲۵۔ ایک شکوے سے درست: شعلہ روشی نما ہوتا۔
- ۲۶۔ شہید: خوشترانہ مہر و غیرہ الی، آسمان کا چھٹا برج، یال، سنبل، سنبلہ می رنگ و منہ اور طواف کی ایک مناسبت ہے۔
- ۲۷۔ مزاجانہ: عیدانہ (بہ زیادہ کی مان)۔
- ۲۸۔ قہرمت: عالم نور مطلق، عالم ذات و صفات مرادو طاکر۔ تاحوت: عالم بشریت۔ مراد انسانیت۔
- ۲۹۔ ہاروت و ماروت: دو ملک براہیل میں شکلات سے دو چار ہرے قرآن مجید کی سورت جعفر۔
- ۳۰۔ آیت ۱۰۲ میں اس کا تذکرہ ہے۔
- ۳۱۔ کارہ و گھوڑے کا دھڑو میں پچر کھانا۔ غرق: پسینہ۔ بیسان: وہ مینہ جس کی بارش سے رن پیدا ہوتے ہیں۔
- ۳۲۔ عقدہ: گستا، گروہ کھسنے والے، شکل مل کرنے والے۔
- ۳۳۔ یزیدینا: حضرت مرے علیہ السلام کا معجزہ۔ آپ کی پستی سے روشنی نکلتی تھی۔
- ۳۴۔ اُخذ: حاصل کرنا۔ اُخذ شکیانی: حیر حاصل کرنا۔
- ۳۵۔ الحان: آواز کی عددگی۔
- ۳۶۔ پشتر: چھر۔
- ۳۷۔ محنت: اُخذ: نام۔ ابرار: نیک لوگ۔
- ۳۸۔ یزید نامت کے لائق کیسے ہو سکتا ہے! یہیں دلائل، قرآن کی آیات اور حدیث سے کیا۔

حدیث اور خبر کے ایک ہی معنی ہیں، یہاں حدیثوں سے خبر وہ معنی قولِ رسول بناؤ۔ بڑا پر لطف (شمال ہے)

- ۳۹۔ قَدَا : اُٹنے والا دن۔ شَدَنِي : ہرنے والی بات۔
- ۴۰۔ بَحْتِیْبُ الطَّرَفِیْن : مان اور باپ دونوں کی طرف سے سب نسب میں حال مرتبہ۔
- ۴۱۔ مَنَای : محافت۔
- ۴۲۔ قَرْمُوہ : ارشاد۔ حسبِ عدل و رسول اللہ کا لقب۔
- ۴۳۔ غَرِیْب : بچہ۔
- ۴۴۔ شَرِیْک : سیاہ رنگ گھڑا، سیاوش کے گھڑے کا نام۔ طَارِس : مور۔
- ۴۵۔ قَرُوہ : اودھڑہ : وہ چاروں کا دریا پانی راستہ۔ اَزْد : از رہا۔
- ۴۶۔ تَغَلَب : تیر۔ کَبَر : جھوٹا میر، بڑا، قَرَس : کمان۔ رَوہ : چلہ۔ رَسَمے : آفرین، شاباشیں۔
- ۴۷۔ قَرِیْبہ : مٹا۔
- ۴۸۔ زَنْت : بڑا، بصورت۔
- ۴۹۔ اَشْم : بزرگ گھڑا۔ گھڑا۔ ثَابِت : تیسرا، مشہور، ثابت، بالغیر، دو سر ایضاً میں تیسرا، ثانی کرنے والا ثانی نہیں ہوتا، گھڑا، علی اکبر کے تیسرے حریف میں بھی خیر کے بدلے شرفاً۔
- ۵۰۔ اَطْفَل : لڑکا، غالب۔
- ۵۱۔ بَنُو اَمْرِئِیْن : بنو امیہ، بنو امیہ کا نام ہے۔
- ۵۲۔ کَرْکَمَان : گینڈا۔
- ۵۳۔ اَمْرَاج : حریف کا نام۔ نیز شہر کا ایک حصہ۔ مَطْلَعِ اسلام : اسلام کا سرچشمہ۔ نیز مَطْلَع : غزال یا قصیدہ کا پہلا شعر، ہر شیعہ کا پہلا بند۔ وہ شعر جس کے دونوں مصرعوں میں تائید و ردِ یقین پر قطعیت، شری یا مصرع کا مضمون جو کہے دھن پر پڑھنا، وزن کرنا، مدد، مگر اسے مگر اسے کرنا، جھٹکا، تلوار، قمر، درخشاں کی جی کا صرہ، تلوار کا صرہ، باقیقت : آواز غیب، فرشتہ، پکارنے والا۔
- ۵۴۔ لَاحِظ : بخوبی کے حساب کا خاکہ، جس سے نیک یا بد ساعت دریافت کرنے اور قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں۔

- [illegible]



مرثیہ نمبر ۷

جب موسمِ جوانی اکبر گزر گیا

۴۳ بند

بیان شہادت حضرت علی اکبرؑ

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ فہرست الفاظ

مرثیہ پر نظر

مرزا دوسر کا زیر نظر مرثیہ زبان اور بیان درو کا شاہ کار ہے، یہی مرزا صاحب کا وہ میدان ہے جہاں وہ کیونتنا استاز و استقامت نظر آتے ہیں معلوم نہیں یہ مرثیہ کسی سرز خوان کی فرمائش سے لکھا ہے یا خواجہ کی مجلس کے لیے تعصیف کیا ہے، یا کسی سادہ مجلس کے لیے نظم بند کیا ہے۔ بہر حال اہل ادب و ذوق کے لیے اس لطیف فن اور کمال ہنر کی تعریف خود ہے۔

حضرت علی اکبر کے بیان میں مرزا صاحب کے طبعی اور دل کے خاص رنگ کے لیے متعدد مرثیے ہیں لیکن یہ مرثیہ ان کی تصویر کا دوسرا رخ پیش کرتا ہے، ایک رخ تو ہے صاحبان دانش و بیش کے لیے سادہ و بکا، یا مرثعہ اور ادبی کمزوں سے ہماری بھر کم اور دوسرا رخ سادہ کہ بچے بھی سمجھ جائیں۔ یہ مرثیہ دوسری قسم کے مرثیوں سے تعلق رکھتا ہے، مرزا صاحب نے کئے کو تو ۳۲ بند لکھے ہیں لیکن ہر بند ایک مرثیہ ہے اور ہر مرثیہ ادب کی جہاں اور الیک کی خفا کا منظر ہے۔

اس مرثیے کی بنیاد اس معموٹے پر جس کے سرورق پر تحریر ہے:

”یا علی مدو۔۔۔۔۔ مرثیہ مرزا دبیر سلمہ اشہ۔۔۔۔۔

جب محرم حرانی اکبر گذر گیا۔۔۔۔۔ بند ۴۔۔۔۔۔ رباعی

خوشید سر شام کہاں جاتا ہے روشن ہے دبیر بہر جہاں جاتا ہے
خوب ہی کی جانب تو ہے خسر حیدر یہ شمع جلانے کو دیاں جاتا ہے

رباعی

محبوبی بجی کے جب وہی کو مارا کونے میں یہ غل اٹھا، عشق کو مارا
بالائے ملک سے آئی اس دم یہ ندا ظالم نے امام متقی کو مارا :
اور غارت کے بعد ترقی ہے،

”مست، بتاريخ ۳، روز دوشنبہ محرم الحرام ۱۳۵۲ ہجری از خط بدست خطا، حواش و نقاشا

تحریر یافت قلم خاص مرثیہ مرزا دبیر صاحب ۳۰ محرم الحرام ۱۲۸۲ھ مطابق ہے ۲۸ مئی ۱۸۶۵ء کے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مرثیہ مرزا صاحب کی وفات سے دس برس پہلے لکھا ہوا ہے اور اصل مرثیہ صاحب کے قلم سے نقل ہوا ہے۔ کاتب ایک خاتون ہیں جن کا قلم صاف اور اچھا ہے۔
مجھے اس کا مطبوعہ نسخہ نہیں مل سکا، اس لیے یہ متن ایک قدیم نسخے کی روایت پیش کرتا ہے جس کی اہمیت ہے۔



جب موم جوانی اکبر گزر گیا

۴۳ بند

بیان شہادت حضرت علی اکبرؑ

جب موم جوانی اکبر گزر گیا مٹن میقرب کر بلا کا ترابہ ہو گیا
نعل جو درخت نے کو تو نو نظر گیا چلتے تھے اسے مراد مٹ کر ہو گیا

زندہان میں اسیر ہوا یا سپاہ میں

تپتی ہوئی زمیں پہ گرا یا کچھ چاہ میں

امت نے کچھ رعایت خیر انبشر نہ کی ہم شکل مصطفیٰ سے بھی کچھ درگزر نہ کی
بن بیابے پن پہ اس کے کسی نے نظر نہ کیا باز کا باغ لٹ لیا اور خبر نہ کی

کاٹا شاہانہ تازہ ہمارا غضب کیا

زینب کے پاس پرے کو مارا غضب کیا

بیابا لہریں لال ہے منان کا زرد ہے زلفوں میں بال بال بیاں کی گرد ہے

وال لب پہ انعطش ہے بہاں آؤ سرور ہے وال نیزہ ہے بگڑ میں بیاں دل میں درد ہے

روئے پر شہ کے صاحب اولاد روئے ہیں

وہ حال ہے کہ دیکھ کے ہولاد روئے ہیں

میتقرب ایں پھرے نہ تھے پوسٹ کی چاہ میں تاریک آسمان زمین ہے نگاہ میں

حقالے لوگے کرکتے تھے قتل گاہ میں باغیوں سے لاش ٹھونڈتے ہیں گریہ میں

جرو پوچھتا ہے گم ہوئی کیا شے معذور کی

فرماتے ہیں نکاش ہے آنکھوں کے نور کی

۵ دلت لی ہے خاک میں اٹھارہ سال کی
سرخاک چھانتا ہوں میں دشتِ بیتال کی
لشکرِ دوسر کرئی بافر کے لال کی
بھائی ہے میرے لال پہ بدلی توال کی
ڈھونڈے کمان حسین کدھر جائے کیا کرے
منڈور آنکھوں سے نہ گئی کو خدا کرے

۶ ہر سو پکارتے تھے کو کبڑ پکار لو!
جانی جواب دو میرے دل پر پکار لو!
اے ثانی جناب پیٹبر پکار لو!
میرے جرات مارگ دلاور پکار لو!
پر چاہے سب سے پار طر کی تلاش بھی
بھڑے تھے کی گھڑی کنیں ملتی تلاش بھی

۷ اے عاشق حسین! سچا اور حسین کو
زخمت سے ظالموں کے بھار حسین کو
تلاش پڑ رہی ہے، چھپا اور حسین کو
کس باہر اس طرف ہو، بلا اور حسین کو
پالا نظام کو ہاتھ پکڑنے کے واسطے
یا اڑیاں زہری پر مر گھٹنے کے واسطے

۸ کہتے ہیں دستِ واپسین تابریں بھی نہیں
قوت نہیں تو اس نہیں نہ ملگئی نہیں
زیب کی اور شہینہ کی یاد اس گھڑی نہیں
تہمتے تو سب تھے تم جو نہیں اب کی نہیں
زائل ہماری آنکھوں کی بینائی ہو گئی
تھا تو تھے اب اور بھی تنہائی ہو گئی

۹ دنیا سے میرے قافلے والے گذر گئے
تم بھی کنارہ وقتِ ضعیفی میں کر گئے
سن لینا ڈھونڈ ڈھونڈ کے ہم کو گر گئے
ہے ہے کدھر گئے ملی اکبر کدھر گئے
صادق کے ہم شبیر ہر صادق کے پیامے ہو
صغرا کے لیے تو نہیں تم سدھارے ہو

۱۰ اے میرے نامزد و میرا اے بلا نصیب
دور روز سے تمہیں میں اب و خدا نصیب
برجی بھی اب گئی تو کیجیے میں یا نصیب
پر خوش ہوا جناب الہی تو شایع نصیب
کل تھکے تھے حشر کے عزت سے آؤ گے
شیعوں کے نورانوں کو تم بخشاؤ گے

۱۱ خیر بخت کھڑے ہی رسالے مدد کرو گھبرے ہوئے ہی برہمیں والے مدد کرو
ماں کے جگر پر چلتے ہی جھالے مدد کرو بہت مصیبت کی گود کے پالے مدد کرو

بیٹا بواب دو کمرے دل کو کل پڑے

وہ وقت ہے کہ مڑے کلیہ نکل پڑے

۱۲ پیارے، ہمارے حال کی تم کو خبر نہیں ٹوپی کہیں پڑی ہے، عوام مرا کہیں
نے آسمان اب نظر آتا ہے، نے زمیں تیر خستہ، بینہ چاک جگر تیر ہے، دل تیریں

آنسو ہی گو کہ آنکھوں میں میرے جیسے ہرے

تم سامنے ہر اقد جگر پر دھرے ہوئے

۱۳ کیا کیا تڑپ تڑپ کے بیاں شاہ نے کیا اکبر کو درد دل نے نہ دلاں بوسے دیا
درد جگر سے بیٹھے گئے شاہ انقیثا تڑپے حسین اور کلیسہ پکڑ لیا

چلائے آہ کون سی صورت نکالوں میں

فرزند کو کیا بدل کہ دل کو سنبھالوں میں

۱۴ اے کردگارِ عالم یزلی! آہ، انقیثا نانا! چھری جگر پر چلی، آہ، انقیثا
یا معنی علی، ولی، آہ، انقیثا زینب نے خاک مڑ پر نہ لی، آہ، انقیثا

اے موت تو ہر ایک سہائے کو لے گئی

مقتل سے کس طرف مرے پیارے کو لے گئی

۱۵ اے آسمان از ہی کا ستارہ کھسک گیا اے آفتاب چاند ہمارا کھسک گیا
اے نرارتش زب مرا پیا را کھسک گیا اے عرش و فرش، فرستارہ کھسک گیا

اے خاک پاک، دوزخیت کی تلاش ہے

اے کہ بلا جاتا، کدھر اکبر کی تلاش ہے

۱۶ ناگاہ اک طرف سے صدا آئی، اوداع بابا حسین آؤ، قضا آئی، اوداع
لیجئے کور درج شیر خدا آئی، اوداع سرنگے دادی شیر نسا آئی، اوداع

لیکن یہ سوز غم ہے کہ نہ گھبرا کے آئیو!

آماں کو میرے جیسے میں بھلا کے آئیو!

۱۷ بچے کہیں نہ ہو کے ہر اس نکل پڑیں
بہنیں نہ بال کر کے پریشان نکل پڑیں
میدانیاں نہ بائٹھیں نہ بایں نکل پڑیں
ایسا دہریہ مری بھر بھی آناں نکل پڑیں

ہر گنا مقام نندہ زنی اہل شام کو
اشد آبرو سے اٹھائے غلام کو

۱۸ برے سین کہنے کے پڑے کا دھیاں ہے
اس آن بھی تمہاری وہی آن بان ہے
بہنے میں ہیں ہے بری کا ہڑوں پر جان ہے
یہ سب تو تیرے شہر مرواں کی شان ہے

خاطر نشان رکھا بھی سب ہی بنیام میں
مغرب کے وقت ہڑی گے جوائے غلام میں

۱۹ یہ کہہ کے بے خودی میں ادھر اور ادھر گئے
فرزند بابراد کی آواز پر گئے !
ہر ایک جاکل سرگھ کے مولا ٹر گئے
ہر ایک جھکے ہوئے جیتے ہو بیٹا کر گئے

ماحقے سے ماحقا سینے سے سین لگا نہ ہے
یہ پانٹتی ہے یا کہ تمہارا سر اٹا نہ ہے

۲۰ آہ سین آیا کہ حرم ہر اسے پسند ہے
اکبر لکڑے قبلہ و کعبہ ادھر ادھر
ہے ہے حضور راضی بے عار سے اس قدر
سپوٹ میں ہے غلام اور آنا میں نظر

ہوں مڑ کے لاش پر شہر غم ناک گر پڑے
گو یا زمی پر تیرا اٹلاک گر پڑے

۲۱ منہ چوم کر مزاج پسند چھنے گئے
پر سب سے پہلے زخم بھر پو چھنے گئے
وہ شکر کر کے حالی پور پو چھنے گئے
بسنوں کی ماں چھوچی کی خبر پو چھنے گئے

شہر ہوئے پو چھنے ہوئے نے خوشی تھاں کیا
چھڑیاں بھر پو چھنے کے چلیں ان کا حال کیا

۲۲ وہ ہوئے، میں بھی سب کے لیے قرار ہوں
اس پردہ کش کا آپ سے امید وار ہوں
گھر سے چلو تو مال کے قدم پر نثار ہوں
مل لوں بھر بھی سے بھی کرا بھی ہر تیار ہوں

پھر ہم کہاں، عزیز کہاں، آخر با کہاں
بھر بھی اہل کٹ پٹ لگی، پھر شفا کہاں

۲۳ گردی میں کاشی سے کے چلے شادنا طار
فرد کھڑی تھی راہ میں اس وقت بے قرار
اکر کما یہ کان میں رائیوں کے ایک بار
اکبر کی لاش آتی ہے باقر سے ہر شیار

میت تھی جس کو دیکھ کے وہ قتل اب ہوا
اشد شریخ کر کے کیا غضب ہوا

۲۴ بانو کی لاش کر کے کھڑے ہو گئے حرم
گھبرا کے بانو بول "ارے لوگو مجھے ہم
آمد ہے لاش زعلی اکبر کی ہے ستم
شکر خدا کے واسطے گھٹنا ہے میرا دم

عزت سے لائے شادنا و امہ کے ندائی کو
رستے میں جاؤں لاش کی میں پیشوائی کو

۲۵ تکیں مہربانے دی گھس کیا خیال ہے
زندہ خدا کے فضل سے حضرت کالال ہے
بولی، خدا یونہی کرے ہر جی بند حال ہے
ہر خیر اس کی جان کی میٹھا یہ سال ہے

دن سے صد اسی کی ہیل کی آئی تھی!
برجھی کسی جہاں نے کیسے پہ کھائی تھی!

۲۶ ہاتھ لائے بیٹے کے لاشے کو شہاد دی
مند پر جب تبا تو پلنے لگی زہین
بیروں کی صفت نے ہاتھ بڑھا کر لائی ہیں
سب چپ رہے کرشت پہ تھی ہاتھ سے زہین

ماتم کو ہاتھ بیٹے پہ لالاکے رہ گئے
ہر مٹوں پہ لفظ بین کے آکے رہ گئے

۲۷ پیدائش کی صفت سے بڑھی زہین جڑی
جی میں کہا کہ اب یہ خبر چھپنے کی نہیں
انصاف سے ہے دور کہ بانو نہ ہر قری
لیتا ہے اٹنی سانس یہ مجرب نازہین

اکبر کا وقت نزع ہوا بلیں پہ ماں نہ ہو
ماتم میں تیرے پاس کے شور و فغان نہ ہو

۲۸ صندوق قاطع کے تہترک کا داکیا
کپڑوں سے ایک سرگ کا جڑا جواکیا
بانو کے پاس لاکے یہ محشر بپاکیا
اٹھا، غلک نے تم کو بھی صاحب عزاکیا

بجائی سنوارو تن پہ لباسی بڑی کو
آمال ہیں کے روئی تھیں نامار سولی کو

۲۹ باز پکاری، میں کے دوڑیں بتائیے
زینب نے ہاتھ کھلا کر لاشے پر آئیے
اگر توخیر سے ہے، اشتباہی سنا ہے
ہے یہ کوئی باز سے پہلے نہ کہ گدیا

۳۰ خواہش نہیں کیز کو زینب سیاہ کی
لاش آئی، ہم شبیرہ رسالت پناہ کی
لاش کی بیوانی کا ارمان رہ گیا
ہوا روح احمد مختار ہونے لگی
اب متحرک نہ آکھ مری چار ہونے لگی

۳۱ زینب پکاری، کیجئے میں دم ہے بلے نام
اے باورے نام، یہ ہے ضبط کا مقام
تم نکلے سر نکلتیں تو میں کام عا تمام
ہر طرف سے اُس کے کان لگاتے ہیں ہم
کتا ہے اب غلام بہت بے حواس ہے
جتنا جرمیں دور ہے اتنی ہی پیاس ہے

۳۲ یہ کس کے پتی ہوئی دوڑی وہ یک یک
کچھ پاس تھا نہ صدمے کو، روئی یک یک
لاشے پر یوں گری کر لڑنے لگے ملک
ماقتے سے سر ملا کے اتار قدم ملک
اگر نے نفس میں پڑھا یہ کوئی لے نام ہے
باز پکاری کہ کھلی جس کا نام ہے

۳۳ کبڑے اب لاشے، غلام، شہارم
جنت میں یاد آئی گئے یہ بیباک کرم
آماں ہی آماں بندے کی آنکھوں پر منجم
اب کیجیے مدد کو نہ سختی سے نکلدم
غلبہ ہے تشنگی کا تھارے غلام پر
اگر کو دورہ بخشہ اصغر کے نام پر

۳۴ اک آو سر دافونے مزید کبھی
قرآن میں بھی، دورہ بھی اور حتی مادی
بولی نہ نشیں کو واسے اگر جسمی
خاک ایسے دورہ پر کٹی شان جسدی
ہانی کو تر سے بسمل تیر و سناں ہونے
تم میرا دورہ لپا کے دل پر سے جواں ہونے

۳۵ ناگاہ سہلی سبز مہر وچ میں آؤں
کچھ کچھ کے ہاتھ پاؤں پر نہ سواں گھڑی
بچک کے ساتھ منہ سے انگوٹھی نکل پڑی
کھلے کی انکلی ہنسنے کی جانب ہر آن گھڑی

ماں سے کہا خدا کی قسمی میں جاتا ہوں
ہنسنے کو ہاتھ جوڑ کے بوسے کو آتا ہوں

۳۶ یس پڑھ کے حمد الہی بیان کی
فرگ گئی خدا سے پھری تو جوکان کی
آسان موت کر گئے ہر اک جوان کی
ہن بیا ہے دوستوں پہ شادی بانی کی
مٹا خدا کی یاد میں بیٹھے پہ مٹا گیا
مختر کے یا علی، کہا اور دم نکل گیا

۳۷ خلقت نئے خریدے تھے جویا کے لیے
لاٹے کے گرد گھول کے بانٹ دھڑیٹے
مڑے کے سنانے گئی اور یہ پیال کیسے
داری پسند کر دو تو باز کفن کیسے
ارمان میرے جی میں بھرے کے بھرے ہے
تم تیل پیسے اور آہ یہ جڑے ہے ہے

۳۸ میں بے نصیب اب کے دولہا بناؤں گی
تم تو سرحد سے ماہیں کس کو بٹھاؤں گی
ماہی کے زرد کپڑے کے اب پناؤں گی
دولہا بناؤں کس کی دھوین بیاہ لاؤں گی
کیوں لالہ، وقت خاک میں بنے کا آگیا
مہندی ملی گئی نہ اُبتنا ملا گیا

۳۹ غل بڑ گیا کہ اکبر مظلوم مر گئے
برلی سکینہ دوسرے جیتا گذر گئے
بازنے کی فتال مجھے برباد کر گئے
اسے لوگوں میرے گھر سے پیار کر گئے
دوڑو، ہر جتن کی آفت میں گھر گئی
جھاڑو آئیل کی آج مرے گھر میں پھر گئی

۴۰ اب وقت ختم کس کا پھونکا بچاؤں گی
کس کو نماز شب کے لیے میں بچاؤں گی
کس کو زانِ برص کی خاطر اٹھاؤں گی
اب گھر سے بھاؤں گی تو کہاں تم پناؤں گی

چلا کے آج روتی ہوں میں اضطراب میں
یہ بھی نہیں امید کر آؤ گے خواب میں

۴۱ داری یہ کیا، میں روتی ہوں تم سکراتے ہو
ہاں، اسپتے دارا جان کر بالیں پڑتے ہیں
جاتے ہر ان کے ساتھ ہیں پھر رستے جاتے ہو
اب وردوں کا حال نہیں کچھ سناتے ہیں
آسان جان کنی کو کیا کہہ کے، یا عسل،
شکل کے وقت آ ہی گئے مرتضیٰ عسل،

۴۲ جواب یہ آرزو ہے ہادی، جواب دو
کیسا کفن میں دول تمہیں، داری جواب
تربت کہاں بناؤں تمہاری جواب دو
ہر کس طرح سے تحزیہ داری، جواب دو
آئی خدا کو ساتھ شہیدوں کا دیں گے ہم
چہلم کے روز غسل و کفن دیکھ لیں گے ہم

۴۳ خاموش، اب فلک پر ہے شور و فغان دیر
بانو کے مین ہر نہ کیں گے بیاں، دیر
جلسہ میں ہے قیامت کبر اعیان، دیر
شر کے جواں کو روتے ہیں بیرون و جواں دیر
نیرنگیاں دکھانا ہے چرخ کمن کا رنگ
فرصت زمانہ دے تو دکھا دوں نیرنگ

تحت تاریخ ۲۔ روز دوشنبہ ۱۲۸۴ ہجری از خط و نخط استعراشرف النساء
بعلیم تحسیر یافت بقلم خاتم مرثیہ مرزا دیر صاحب۔



فرہنگ

- ۱۔ بہال : پروا۔ درخت (استعارہ ہے جوان فرزند سے)
- ۲۔ تھالے : درخت میں پانی دینے کے لیے بنا ہوا گڑھا۔
- ۳۔ دشتِ قتال : درخت، میدان۔ قتال : جنگ، میدان جنگ۔
- ۴۔ ثانی پیغمبر : تصویرِ رسول، شبیہ پیغمبر۔ حضرت علی اکبر۔
- ۵۔ عادی کے ہم پیشیہ : عادی، رسول اللہ کا لقب، رسول کی صورت سے ملنے جلتے۔
عورتیں "شبیہ" کے بیلے ہم پیشیہ بولتی تھیں، دیکھنا
- ۶۔ گلے میں حشر کے : حشر کا حکم، عدالتِ خداوندی۔ تھکنہ : کھجری۔
- ۷۔ آفتیا : (تقی کی بیٹی) پرہیزگار لوگ (آفتیا کی ضد)
- ۸۔ کرکڑکار : خدا۔
- ۹۔ باسرِ مریاں : نگے سر۔
- ۱۰۔ عجز پر پھر پاں چلنا : بے حد درد اور غم ہونا۔
- ۱۱۔ اوٹ : پردہ۔
- ۱۲۔ مرکز : درکن، ہٹنا، ہٹو، چلو۔
- ۱۳۔ ریشٹالی : مہدی، ریشٹاب۔
- ۱۴۔ زنت : لباس۔
- ۱۵۔ کان کی کو پھرنا : موت کے آئنا نظر ہر ہرنا۔
- ۱۶۔ مٹکا ڈھلنا : نزع کا وقت۔
- ۱۷۔ بائیں بٹانا : مانگے بٹانا، شادی سے قبل دو لہا، اور دو لہن کر اپنے اپنے گھروں میں زور کھڑے ہونا کہہ کرے میں بٹا دینا جہانِ موت اس کی سیلیاں جاسکیں۔
- ۱۸۔ پہننا : وہ عرصہ دارِ سالہا جو شادی کے وقت پہن دو لہا دو لہن کے جسم پر علاحدہ ہے۔

مرثیہ نمبر ۸

روانہ نہر یمن کو شیر خوار ہوا

۴۱ بند

بیان آمد قاصد صغریٰ و شہادت امام حسینؑ

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فہرست

مرثیہ پر نظر

سادہ زبان، خوبصورت اور انتہائی حسرت ناک مناظر، اور دوسرے زیادہ گریبا عجیب ہیں کسی مرثیے کی خصوصیت ہے۔ ہر مصرع سہل متعجب، ہر بند صامت اور چست کوئی بند کم نہیں کیا جاسکتا کوئی بات زائد نہیں ہو اور لگا تار مہذب، مختصر مگر جامع، عورتوں کی زبان اور مضرب آرمیوں کا روزمرہ واقعات کی ترتیب اور آہستہ آہستہ در در و دم میں ڈوبنے کا رنگ ہے۔

دہ بنے سے جناب غلام صغریٰ کا نام بڑا ایک۔ خط لانا ہے، مظلوم باب ایسے عالم میں سے کہ قاعدہ پہنچنے میں وقت محسوس کرتا ہے۔ جب حال کھلا تو تمام قاعدہ کو سے کہ صغریٰ کے بھائی حضرت علی اکبرؑ کی لاش پر آگے وہ منظر ایک جھلک میں دکھائے، امام کی جنگ۔ قاعدہ کا مہذب، تلوار اور آخر میں شہادت کا مختصر سا بیان کر کے حضرت زینبؑ کے بین یوں لکھے ہیں جیسے کوئی آج کا شاعر لکھے۔

یہ مرثیہ خواتین میں ہمیشہ سے مقبول چلا آ رہا ہے، سوز خزان اور مختصر مجلس پڑھنے تحت اللفظ کے استادا کی مرثیے سے مجلس الٹ دیتے ہیں۔ اور واقعا بڑا کامیاب مرثیہ ہے۔

اسی مرثیے کا بیارن سن ۱۸۷۵ء کا نول کٹھری ایڈیشن ہے جس کا مقابلہ اسی پریس کے چھپے ہوئے دوسرے ایڈیشن سے کیا ہے۔



مرثیہ:

روانہ نہر لبین کو جو شیر خوار ہوا

۴۱ بند

بیان آمد قاصد صغری و شہادت امام حسینؑ

۱ روانہ نہر لبین کو جو شیر خوار ہوا زبان دکھانے پر گردن سے تیر پار ہوا
تڑپ کے ہاتھوں پہ ہر حرکت ہم کنار ہوا خواں ہوا جو وہ گل ترنگے کا دار ہوا
ادھر تو شاہ کو یہ حدود بگڑ پہنچا!
ادھر دہیتے صفوں کا نامہ بر پہنچا!

۲ ہمیں عزن کھڑے تھے کہ جھکائے ہوئے پس کی تھی سی نیست گئے گائے ہوئے
ادھر بھرا ہوا داسی اسے اڑھنے ہوئے کفن کی نگر میں منہ پیچھے کو پھراے ہوئے
یہ حال دیکھ کے قاصد کا اُس ٹوٹ گئی
ہوا یہ رُخِ شاہ کو تو آ ہمار چھوٹ گئی

۳ اُتر کے ناتے سے آواب وہ بجالایا وہ نوسہ کرتا ہوا اور مُسَمِّل آیا
مُحسِن ہتھے بے ہوش کچھ نہ فرمایا ٹھما یا اس سے منہ دیکھ کر یہ چٹایا
قرار دو مجھے یلمبے قرار ہوتا ہوں

حسین جان کے تم پر نثار ہوتا ہوں
۴ کمو بغینہ اولاد مرتضیٰ تم ہوا امیر شکر اللہ و مصطفیٰ تم ہو؟
غریب کوفہ و مظلوم کر بلا تم ہو؟ بتاؤ قاسم ناشاد کے چچا تم ہو؟

جواب دو، پدر نامہ را دا کبسر ہو؟

جناب حضرت عباس کے برادر ہو؟

۵ بن ہے آپ کی زینبؑ، سبکدوش ہے؛ وطن میں بھی کوئی لڑکی میں دشتِ شہر ہے؛
 حضورؐ کا کوئی خٹا سالال اصغر ہے؛ ہزاروں آپ کے لشکر کا حُرِ صفد ہے؛

بُزیر اور جیب آپ کے صاحب ہیں؛

جنابِ مومن و محمد کے، مومن صاحب ہیں؛

۶ حسینؑ بھر کے دم سرور سے غمِ خوار، امیرِ کون ہے میں تو ہوں بکے دیے یار
 کہاں یہ اکبر و قاسم، کہاں مسلم و ہار، خدا کے بندے ہیں یہ رب ہوتے خوار ہمار

سپاہِ ظلم نے تنہا سبھ کے گھیرا ہے

ہزاروں تنہیں ہیں اور ایک ملحق میرا ہے

۷ سنا تھا شہر و کہاں تو نے میرے اکبر کا؟ ابھی چرخِ ہرا گل، حسینؑ کے گھر کا
 سنا تھا ذبذبہؑ کسی سے خدا کے لشکر کا؟ ابھی ابھی ہرایاں خاترہٴ بنشتر کا

جو شیرِ خوار کی تھوکر کا شش ہے جانی

یہ دیکھتے مرے احمقوں پہ لاش ہے جانی

۸ شہرِ سوار پکارا کہ آہ، واؤ یلا !! نشان اسی نے دیا تھا جدِ اجداد کا
 حسینؑ غافلؑ، فردوسیؑ ہے قاصدِ صفا، امامِ مصرؑ کو پھر کھول کر عسکرِ عید دیا

یہ حسینؑ نے باہوں پہ لاشِ اصغر کا

عرسہٴ اطفال پر رکھا مریضِ دختر کا

۹ نگاہِ یاس سے شہر نے دھندھ چھانا شش، کبھی گڑا ہے، کبھی روئے کبھی بوئے خوش
 شہرِ سوار کا منہ دیکھ کے کر گیا یہ غورِ شش، اے اب مریضِ اطفال پہ ہے شقی کا جوش

جواب کون کہے گا بندہ تو مرتا ہے

اب اک نیابتِ صفیؑ حسینؑ کرتا ہے

۱۰ وطن سے قاصدِ صفیؑ ترون میں آیا ہے، اٹھا، یہاں صفیر نے گردن پر تیر کھا لیا ہے
 گلے سے لاشِ کوثرؑ نے لگایا ہے، سلام کے بے قاصد نے سر جھکا لیا ہے

وہ پوچھتا ہے کہ آپ کی یہ تڑپ گئے

حسینؑ کہتے ہیں، اکبرؑ بھی ہم کو چھوڑ گئے

۱۱ ہزاروں کے ہزاروں کے چھوڑے چھوڑے، درختِ خضرؑ کو جلتے لگا، دریاں بہہ کر چھوڑا جاتا لگا۔

۱۱ ہٹائی چمرے اصغر سے خون بھری چادر
پکارے مڑے کی آنکھوں پہ بڑوں کر کھار
پسینہ مرگت کا ماتھے سے پونچھا ستر سار
لکھی ہے غلطی نے دیدہ بوی اصغر

گواہ رہی کہ نہ کرتے سے جھڑپا ہے
اور ان کے جانی کی آنکھوں کو جڑ پاتا ہے

۱۲ بناؤں نغمی سی قبر کی کی اے چشتیہ زبیر
تو بڑھیر لاشہ اکبر پہ نامہ خواہر
تو بے بدوں پسیر نوجوان کے لاشے پر
یہ کہہ کے گھڑے سے اُترے امام عین دہر

زمین قبر کی خاطر پسند کرنے لگے
مزار کھود کے نامے جہد کرنے لگے

۱۳ لمبے غنل تر اصغر کو دے کچی تفتا
وہ نغمی قبر، وہ نغمسا لاشہ اصغر کا
کلی بصورت کا فرشتہ نے خاک شفا
اتنا قبر میں پیچے کا خون جسد لاشا

پر اپنے چاند کو جب خاک میں چھپانے لگے
جگر تر پیتے لگا ہاتھ تھرتھرانے لگے

۱۴ یہ سال دھجے کے تادمہ نے کی مدد گاری
پکاری تھی گے در سے یہ بان دکھاری
محمدی انگلیوں سے خاک والی کیا ری
یہ کس کی قبر کی ہوتا ہے دن میں تیار

حسین بوسے، نئے مادے گذرتے ہیں
تھمارے ہنسیوں واسے کو دفن کرتے ہیں

۱۵ گری زمیں پر کلیجہ پڑے وہ ناچار
دھڑدھڑ جاتا ہے جان میری یہ دھار
پکاری میں نہ نانی سے اسے زہر شیار
زمین تیرے شمار اور ترے کہیں کے شمار

یہ زہر خاک تو یوں خاطر کا باغ ملا
تجھے یہ پھول ملا اور ہم کو داغ ملا

۱۶ بلائیں دور سے بے کے چہر کیاریاں
ایکے سونے کی شکل خدا کرے آساں
تہا نہ نغمی مدد پر میں وادی اصغر جاناں
اندھیرے گھر سے زنگھار نو یہ ماں تیراں

تمہارے چاہنے والے لکھے لگا رہیں گے
مجھے یقین ہے جناب امیر آئیں گے

۱۷ خن کر کا تھامنے کی تیسر پر پڑھ کر حسینؑ نے گئے تھامد کر لاشیں اگر پر
نظر پڑی اسے دو لہا کی شان سرتاسر لوہ کی مندی سے ہیں اٹھ پاؤں لاش کے تر

اور آس پاس حسینؑ سپاہ سوتی ہے

ہلات جیسے کر دو لہا کے گرد ہرتی ہے

۱۸ دکھا کے لاش کو پہلو میں گر پڑے سرور عمار اس نے بھی چکا زمین کے اوپر
تڑپ کے کہنے لگا اُس نے اُسے پیغمبر پکارا، اُسے علیؑ، اُسے مزد و جعفرؑ

اُسے غضب، یہ مزیق مٹا دیا کہنے

شہید احمدؑ غمتار کو کیا کہنے

۱۹ کیا حسینؑ سے شہزادے کو بچانوں میں؟ جگر کے زخم سے مرنے کا ہتھ اٹھاؤں میں؟
ہن کے خط میں سو بجائی کا لگاؤں میں؟ حضور شانہ بلا میں تو خط سناؤں میں

نطاب ان کا جہاں مرگ اس دیار میں ہے

ہن کھڑی ہوئی وال در پر انتظار میں ہے

۲۰ یہ پوچھنا، کہ مدد صرف کا رزار ہوئے بلند چار طرف شہر گیر و دار ہوئے
کب اہل میں مٹاؤں کے شہر سوار ہوئے دم حسینؑ کے نیچے جی بے قرار ہوئے

نکل کے نوٹیاں کہنے لگیں دھاتی ہے

کر چار لاکھ کی اک جان پر چڑھائی ہے

۲۱ شہر سوار نے خنبر میان سے کھینچا کہا حسینؑ سے، مولا شہر میں تھہر پر فدا
بے آواز دھجے حشر میں کہے زہراؑ وہ اُپدیر سشہر قاصد صفرا

زبے شرف جرمہ کاری حسینؑ کروں

شہید ہو کے ادبک ہماں میں ہیں کروں

۲۲ دلا کر سے یہ برگا کبھی معاذ اللہ کو دیکھے سبط جبریم کو زبیرؑ خنجر آہ
زبیرؑ نے دیار اور زفرج ہے نہ چاہ تو بے پناہ ہے جلاؤں میں خدا کی پناہ

یہ کیا غضب ہے علینہ یزیدؑ ہوتا ہے

رسول حقؑ کا فرسہ شہید ہوتا ہے

۲۲ بیان اپنی غربی کا سن کے دوئے شاہ کساہم ایسے بجائے کسی ہی آہ نامدراہ
سوا خدا کے نہیں دھوڑی برکی کی بناہ نچاہ حق پر سے جو چا پکا ہے نورنگاہ

تو جانتا ہے کہ ہم بے کسی سے مرتے ہیں
سفر سے اہت جدی رہائی کرتے ہیں

۲۳ یہ کہہ رہا تھا ابھی وہ امیر ابن امیر کو یک زبنت محل آئی میان سے شیر
زبان حال سے تیغ حلّٰی نے کی تقدیر کو اسے چوہر ازل فخر انبیا، استغیر
ہر یک ہیں تری غفلت پر روئی گئے
جرم دگاہ ہیں وہ قائل کہیں نہ برئی گئے

۲۵ میں چاہتی ہوں کہ یہ کھیں غریب شاہ عالم غریب غصہ وہ جس کے جہر ہی ہی کم
مٹی کی تیغ و شجاعت کی لوگ کھائی قسم فتلا سر بقلم، اور یوں ہوں تبسے ہی کم
عیال ہے مرتبہ رب جلیل پر میرا
بڑا ہے سکہ پر جبریل پر میرا

۲۶ حسین برے کو اسے یادگار شیر خدا مقام صبر جدا ہے، ہلال و طیش جدا
ازل سے ہم ہیں ریشہ شناس ریت جدا کہیں جا بدو غازی، کہیں خدا پر خدا
برائے نام نہ جہاز دھیر کرتے ہیں
خدا کے واسطے لڑتے ہیں اور مرتے ہیں

۲۷ یہ واقعی برسے بابائے زور دکھلایا مگر گلا بھی تو کسے کسی سے بندھوایا
اعیں کے سامنے ورنہ بزل نے کھایا نہ تیغ کھینچی نہ خنجر نہ غنڈہ فرمایا
ہلال میں نہیں زہرا کا لال آنے کا
کو ذوالجلال سے وعدہ ہے سرکٹانے کا

۲۸ بکارتی تیغ تمہیں عدل کبریا کی قسم جلالِ حمزہ و اقبالِ مصطفیٰ کی قسم
نکوہ و دبیر شاہ لافت کی قسم تمہیں وفائے شہیدان کر بلا کی قسم
یہ تیغ کتنی مٹی جرح کم کبریا چنچیا
اچھل کے قہقہہ شاہ دیں میں چا پچیا

یہاں سے جب مرضی الٹی سے پیدا تیج کا پیدا ہوا سیاہی سے
قیب نے کہا: ٹینک، خیر خرابی سے عریاں ہوئے فرس و ابن ماری سے

جلال تیج جرا بر سیاہ سے نکلا!

اٹھایہ شور، کریرعت وہ چادے نکلا!

قلب نے نہفت سپر کھدی پٹی نہاد زباں پر گردش ہوا عرض بری بلا گرداں
کس دکھائے کما کشتاں نے میں ترواں شباب غدیے آیا تیر شلہ نشاں

نظر جو مرنے کی شاد کی جلالت پر

کن کے تاروں سے بانگی کر کلامت پر

مہادی ہوتی حرف تھے شہرہ آفریں کو حکم حق برا، بس اسے یں پیاسے اس
نہم زنج پراب پیر دو مٹاں فرس جہاں کھڑی ہوئی روتی ہے خاطر بیکس

لو آؤ، سلطنت شہر تاج عقباؤ

لو آؤ، تاناکا کی امت کو ہم سے بختاؤ

ہوئے گئے نیدیاں چرے امام ہدا قدم کو چرم کے قاصد کا راہ مل گئے
بہشت آچکے تھے میں تھی، جراسے ملا جہاں بیٹے کو کیوں آج قتل ہونے دیا!

جرا ماشق تھی نے یہ بے وزنگ دیا

جب اس نے صبر دیا تھا، اب اذیت جنگ دیا

چرب دنا، غلابے کزیر کھافوں میں اور اچی اماں کے زانو پسر کڑوں میں
نہ کے مٹنے بے سرجاں سے ہافوں میں اور اپنے تاناکا کی امت کو بختاؤں میں

جروخ مسجد میں ہوں ملک کا مدعا نکلی

خدا کرے کزباں سے خدا خدا نکلی

کہتے تھے کہ بڑی فرح اشیقا ہے امام مسرتی نشیں کو گر دیا، ہے ہے
بلا سے بیٹے کی بخت میں انیا، ہے ہے گراؤ اسر محبوب، کبریا، ہے ہے

ہیں سیتی کسے جہرے پہ خاک مٹی ہے

چھری کلیجے پہ خیر البسا کے چلتی ہے

۳۵ غصہ شرمیں آتیں چڑھاکے چلا
شک جبین پر، دست جہاں تیغ بھٹا
قریب شاہ کے پہنچا جو وہ عدو خدا
کسا حسین نے تاندرے، باہشتابی ما!
یہ تیغ و سرے، یہ زارے غافلہ ناسد!
تو جان لے کر ہر امیرا خاقہ و قاعد!

۳۶ یہ کہہ کشت ہوا وہ نائب بناب امیر
اور آہ سینہ مجروح پر چڑھا ہے پر
ابھی قدم پر پڑا تھا وہ قاصد و گلیہ
بزنل اٹھا کر سنان پر چڑھا سر شہید
گلے کے کٹتے ہی پاں لاش برنے لگی
پس کے مڑے سے نہڑ پٹ کٹنے لگی

۳۷ رسول زادیاں ساری نکل پڑیں باہر
طلبے منہ پر لگائی تھیں زینب مظلوم
پکارتی تھیں، کھر بھین، بھائی کدھر
تمہارا کنبہ تمہیں دھونڈتا ہے نگے سر
پکارو میں، اکبر کی روح کا صدقہ
جواب دو، علی اصغر کی روح کا صدقہ

۳۸ بتاؤ لوگو، کہاں لاش شاہ والا ہے
کہاں کیچہ مری ماں کا کاٹ ڈالا ہے
کہاں وہ بھائی ہے، زینب کو جس نے چلا ہے
کدھر وہ میرا گلابی حملے والا ہے
زمین سے بچھو کر سلطان کیا ہوا تیرا
کھو فرات سے، مہمان کیا ہوا تیرا

۳۹ تلاش کرتی تھی حضرت کی لاش وہ منوم
جو ایک لاش پر سر پٹ کر گری کھنوم
پکاری ۱۰۰ سے بہن آؤ، ملے شہ مظلوم
زیارت اُسے کرو، بانے کو لگی مظلوم
فغان بانے سینا بلند ہو رہی ہے
یہ ہے جے، لاش اُچی پر تہل روتی ہے

۴۰ یہ سن کے پٹنی دوڑی تہل لک جانی
پٹ کے لاش سے بے سافتہ یہ پلانی
غریب بھائی اٹھو، بے وطن بن آئی
بہن نہ مر گئی، تم ذبح ہو گئے جہن
حیثی، بھائی مری آس تم بھی توڑ گئے
اُس پر برنے کی خاطر بن کر چھوڑ گئے

۴۱ بوقتِ فوجِ بہن کو نہ یاد فرمایا گلے دکا کے بہن کو گلا نہ کھرایا !

یہ کہہ کے فٹس ہوئی حضرت کا لاشرقتزایا دیر بس کہ بھڑناٹے کا سکل آیا !

دعا یہ مانگ کہ شیروں کو نہیں ہر یارب

ہر ایک گھر میں عزائے حسین م ہر یارب



تستحق تن

• مرثیہ دہرہ جلد اول میں اول و طبع ثانی۔

بند ۱۳: مصرع ۱، نزل کشوری نسخہ طبع اول

”بنائوں تھی تو قریب کی نخستہ سر“

مصرع ۳، نزل کشوری نسخہ طبع اول :

”قریب چوں دست آبر پر ناز خواہر“

طبع اول نزل کشوری طبع دوم۔

بند ۱۴: مصرع ۲، نسخہ نزل کشوری طبع اول میں تیسرا شعر ہے نہ طبع دوم نزل کشوری کہ بعد

اور مصرعوں کی ترتیب اسی کے مطابق رکھی ہے۔

بند ۲۲: مصرع ۲، نسخہ نزل کشوری میں ”ول کو چاہا چکے نور نگاہ“ میں دوم

”کو مرچکے فر رنگہ“

بند ۲۶: نسخہ نزل کشوری کے دونوں ایڈیشنوں میں مثبت کے بجائے ”مضبب“

بند ۳۰: مصرع ۳، نسخہ نزل کشوری طبع اول میں : ”شباب نظر ہے آیا تیر شعلہ فشان“

مصحح نے طبع دوم میں ”نظر“ کو ”نقد“ نہ پڑھ کر مصرعے کو یوں بنا دیا :

”شباب یا نظر ہے کے تیر شعلہ فشان“

بند ۳۵: مصرع ۱، طبع اول :

”غضب ہے غریبیں آستین چڑھائے چہ“

طبع دوم :

”غضب ہے غریبیں آستین چڑھائے چہ“

میں نے ”غریب“ کی جگہ ”آستین“ کی ہے :

”آستین چڑھائے چہ“



فرہنگ

- ۱۔ نہین : دودھ کو نہرا بہت، مضارت حسین کی لوری تھی۔
 رَنِّیْ فِی الْجَنَّةِ لَهَا اَمْتَمَلًا۔ لَسَ یُعَلِّیْ وَیَزْهَرُ وَحَسْبُ وَحَسَنَ
 تزویر جنت میں دودھ کی ایک تمکاتی نہر ہے اس کے ہلکے ہیں علم و قاطعہ حسین و حسن
 میسم السلام۔
- ۲۔ گلے کا دار : محبوب، ہر وقت گودیوں میں رہنے والا بچہ۔
- ۳۔ ششدر : حیران، پریشان، ناتیار۔
- ۴۔ شعر سوار : قاصد، نامہ بردہ، پیغام لانے والا (شعر اونٹ)
- ۵۔ قدوی و غلام : غلام، غفلت۔
- ۶۔ دیوہ روی : آنکھیں پھٹنا، پیار۔
- ۷۔ تختہ سیر : (عجبۃ) مبارک سیریز، سیرت کی جمع، عادت، اچھی عسلوں، مبارک مادر توں والا۔
- ۸۔ مژغ : تصویر۔
- ۹۔ دیار : وطن۔
- ۱۰۔ وجہ و داشت۔
- ۱۱۔ غیر ازل : ہمیشہ سے غیرت دار، خود دار۔
- ۱۲۔ برجبریل پرنگہ پڑا : جبریل کے پروں پر روزہ جنگ خندق حضرت علیؑ کی توار اس وقت لگی تھی جب انھوں
 نے فزین پر کھجوا دیئے تھے کہ امیر المؤمنین کی توار دشمن کو کاٹتی رہی، زمین کے اندر نہ چلی جائے۔
- ۱۳۔ حقیقت شناسی : اللہ کی مرضی کے پابند۔
- ۱۴۔ بلاگرداں : سمدنے۔
- ۱۵۔ جے دہنگ : جے، خبر، فوز۔
- ۱۶۔ آچی : میرا بھائی۔
- ۱۷۔ خامہ : قلم۔

مرثیہ نمبر ۹

بانو کے شیرخوار کو، مفتاح سے پیاس ہے

۹۱ بند

بیان شہادت حضرت علی اصغرؑ و شہادت امام حسینؑ

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ

مرثیہ پر نظر

مرزا صاحب کا یہ شاہکار مرثیہ، سادگی، منظر نگاری، دور آفرینی اور مقبولیت کے اعتبار سے
بار بار پڑھنے کے قابل ہے۔ چونکہ زیر نظر نظم سنہ ۱۹ ربیع الاول ۱۲۶۶ھ / ۳ فروری ۱۸۵۰ء کی
تاریخ سے آگے نہیں آئی ہے اس لیے مرثیے کی تصنیف کا زمانہ متعین ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب ۱۲۱۸ھ /
۱۸۰۳ء کو پیدا ہوئے تو ۱۲۶۶ھ میں ان کی عمر تقریباً اڑتالیس سال تھی۔ اور شاعری کا آغاز ۱۲۲۹ھ /
۱۸۱۴ء میں کیا تو مشن کو بیشتر، سال گذر گئے تھے۔ اس لیے مرثیے کی تصنیف دوسرے دور اور ستائیس
ویں صدی کی شاعری کے زمانے میں ہوئی۔ اس وقت ضمیمہ زندہ تھے اور مرثیے کے آخری بندے معلوم ہوتا ہے
کوشا یہ رنگ درخشاں کا شباب تھا اور لوگ ان کے خلاف تھے،

ہر چند طبع بد ہے، ہجوم غم و ملال، شکوہ ہو گیا کہ نہیں، شکر خدا لجلال

برعکس ہے کوئی تو کوئی بر خلاف ہے، آئینہ دل اپنا ہر رک دوسے سانچے

ہو سکتا ہے کہ استاد ضمیر صاحب سے چشمک اور اس کے نتائج کی طرف اشارہ ہو۔

اس میں منظر سے نفسیاتی طور پر مرزا صاحب نے کچھ تو خود محنت کی ہو گی کچھ لاشعری طور پر جذبہ
تقابل و برتری نے انھیں اجالا ہو گا جس کے نتیجہ میں مرثیہ کا مطلع جس قیمت کا ہر ادوار مرثیہ کی کامیاب
اطمان کی ضرورت تھا ہے۔

باقی کے شیر خواہ کہ ہمت سے پیاسی ہے، پیسے کی نہیں دیکھ کے ماں بے عواس ہے

تے دور ہے، نہ پانی کے پلنے کی آس ہے، پھرتی ہے آس پاس یہ جھینے سے یاں ہے

کتنی ہے کیا کروں میں رو ہائی صفت کی

پتل پھری ہے آج مرے فوج میں کی

اس بندے کے سننے اور پڑھنے کے بعد ہر صاحب دل پر جوا اثر ہوا ہو گا اسے آپ بھی محسوس
کرتے ہیں، درد پریشانی کے لیے صورت واقعہ کی ہر ہر تصویر، الفاظ اور مصرعوں کی کرب کی کیفیت۔

پچھلے کو آنکھ کھلی تھی اب کھڑے نہیں، دوست نہیں، ہنستے نہیں، ہوتے نہیں۔

مان کے جذبات کا جس شدت سے اظہار ہے، حریت و اندوہ کا جزو رہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ مجلس تڑپ جائے اور قاری غصے مار مار کر رونے لگے۔ پھر ایک دو تیس دس بنداسی اثر انگیزی اور ہلکی بے بی کے چلے گئے ہیں۔ گویا ایسے کا مقصد آواز ہی میں پورا ہو گیا۔ پھر کم و بیش پندرہ بند ذرا دھبے دھبے غم اور گھٹے گھٹے جذبات کے ساتھ سنے جائیں گے۔ امام حسین علیہ السلام کا غصے میں آنا، خواتین کا عالم، بچے کی حالت امام کا فرزند کو آغوش میں سے کر میاں ہیں آنا اور فوج سے بائیں کرنا، سوط کا تیر چلنا، امام کی حالت

سز نہیں کے، ٹٹاؤں کہاں، آہ کیا کروں

خبر غصے میں پہنچی، خواتین کا عالم، ماں کے ہیں، بند قبر باون میں تھکس ڈال کر پڑھنے والوں کو اختیار دیا ہے کہ مرثیہ جہاں ختم کر دیں۔ اسی صورت میں پورا مرثیہ الحیدر اور منیبہ ہے اور گریہ آفرینی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بند قبر تزیں سے مرثیہ کا رزمیر تیز بدلتا ہے اور امام کی جنگ آنکھ گریز کے ساتھ ساتھ آمد گھڑا، ٹھکڑا اور جنگ کے اجڑا اپنی ترتیب سے آگے بڑھتے ہیں۔ رتلوار کے پندرہ بندیں، ب، م، ق، ج، ہ، ز، ک، خ، ع، ل اور ٹیکٹیکل اعتبار کے نفیس بندیں، ا، طے، و، جے کی غزلیت، اور نہایت لطیف شریعت کے نمونے ہیں،

چار آئینے نے شہر بدن کی جولی بناہ بولی کر منہ تو دیکھ، توڑ کے گا میری راہ؟
پھر نکلا سپر کے کان میں، جا جا جا دویاہ سیدھی کان ہر گئی تڑھی جمر کی نگاہ

آنکھیں ہراسے تینے سے جوش کی پھر گشت

کڑیاں زرد کی صورت سنبل بکھر گشت

مرثیہ کے دوسرے حصے میں یعنی بند نمبر ۵۴ سے ۹۰ تک، امام حسین علیہ السلام کی جنگ اور شہادت کا بیان ہے اور ٹیکٹیکل اور گریہ خیز حضرت آفرین ہے۔



بانو کے شیرخوار کو مفتسم سے پیاس ہے

۹۱ بند

احوال شہادت علی اصغر و شہادت امام حسین علیہ السلام

۱ بانو کے شیرخوار کو مفتسم سے پیاس ہے بچے کی جنین دیکھ کے ماں بے حواس ہے
بے روح ہے، نہ پانی کے ٹٹے کی آس ہے پھر قی ہے آس پاس پرہینے سے یاس ہے

کستی ہے، کیا کرلی میں، دُائی حسین کی
پتی چری ہے آج برسے لبرمین کی

۲ فریادِ مٹی! میں کدھر جانوں، یا مصلیٰ ان دامنِ کرکسوں سے بگڑلاؤں، یا مصلیٰ
کس طرح ان کی سانس کو ٹھراؤں، یا مصلیٰ پانی کا قطر ہے، میں کہاں پاؤں، یا مصلیٰ

پھیلے کرآنحہ کھولی تھی، اب کھوتے نہیں
روتے نہیں، ٹپکتے نہیں، بوسے نہیں

۳ اک دم ہی ہائے غم سے میں ابھراؤں ہے تازہ ابھی جراتی اکبر کا داغ ہے
نوبھر گئی ہے کان کی گلی پر چراغ ہے کیا رٹنے کے میرا ہی داغ ہے

کیا خاک میں ملانے کو میرے ہی پیار سے ہی
کدو اہل سے برقرملی کے ستارے سے ہی

۴ میں کستی تھی، نبعت میں، انہیں کسے جانوں گے شادِ نبعت کا ان کو مجاورِ نبوتوں گے
انگلی پلا کے گردِ لحد کے پیراؤں گے ہے ہے، اضیٰبِ کتبہ میں اب بنی سلاؤں گے

منہایت کے طوق بڑھ چکے پروان چڑھ چکے
بیس کا وقت آگیا قرآن پڑھ چکے

- ۵۔ اب کسی کی پامرد بڑھاؤں گی ہنسلیاں
 ریزہ ریزہ دل کے پھرتے ہیں پتلیاں
 ہے بے گز تخت برگیں یہ نرم انگلیاں
 اب میرے لالہ باندھ نہیں سکے تھیلیاں
 باقی حواس پیاس سے معصوم کے نہیں
 منہ میں اٹھوٹے لیتے ہیں اور چست نہیں
- ۶۔ رونا نہ جانتے تھے سدا سکراتے تھے
 چھلا کے اٹھ گویں سب کی برائے تھے
 غلام سے میری جھوٹے میں یہیٹ جاتے تھے
 جاتی تھی میں جھوٹے پر اٹھ منہ بھراتے تھے
 کسی کی نظر کی کریم نظروں سے گر گئی
 وہ چاد پیاراب نہ رہا آنکھ پھر گئی
- ۷۔ ہر دم سکینہ سامنے بھائی کے آتے ہے
 ہاتھوں میں خال کوڑوں کوئے کر دکھاتے ہے
 ننگا کے شے تھوے یہ دوکر سنا ہے
 من جاؤ بھائی جان، سکینہ مناتے ہے
 کڑھتی ہیں ناں آنکھ کو تم کھوتے نہیں
 اشد، ہم بھارتے ہیں، برستے نہیں
- ۸۔ غصے سے آنکھ بند ہے، یا تشنگی سے آہ
 خالق کی تم پر جبرِ علی کی تمہیں پناہ
 بے آپ کے پناہیں پانی، خدا گراہ
 صدتے گئی، پھر اور ہوا مجھ سے کیا گناہ
 تیروں سے شگ چھو گئی مجھ سے حواس کی
 پیاسی سن سے تو قسم اپنی پیاس کی
- ۹۔ سرنگے گرد جھولے کے گنہ ہے سب ہم
 سرنگے گرد جھولے کے گنہ ہے سب ہم
 تیکے پر سرٹھلا ہمارے کتے ہیں دم
 چھاتی ہے ہاتھ رکھ کے کبھی دیکھتے ہیں دم
 قرآن کی برا کبھی گھبرا کے دیتے ہیں
 بالو کو دیکھتے ہیں تو منہ پھیر بیٹے ہیں
- ۱۰۔ آخر کہا یہ سب نے، بلاؤ امام کو
 لاؤ! خدا کے واسطے لاؤ امام کو
 اس بے زباں کمال سناؤ امام کو
 نیلی رنگیں گلے کی دکھاؤ امام کو
 اکبر کی لاش سے گئے ہیں قتل گاہ میں
 کوئی پکارو، وہ ابھی ہوں گے راہ میں

۱۱ حضرت ٹا رہے تھے وہاں لاشیں بھراں
برنجیے سے بلند ہوئی میوؤں کی فضاں
ہوئے کرپین بھائی کون بھائی کے کہاں
اکبر اتھادی لاش کا خالق نگا کہاں

ہم خیر گزریں جاتے ہیں، اصغر ملاتے ہیں
اُن کو بھی پاس لاکے تمہارے ملاتے ہیں

۱۲ منہ پر جہان بیٹے کا تازہ لہو لگائے
ماتم سرا میں گنج شہیداں سے شاہ اُٹے
بھولے پہ ہاتھ پکڑے ہرے بل بیت لگائے
پچھلے کے ہاتھ پاؤں چاکر، انھیں رکھائے
رو کر کہا کہ سانس فقط آست کا رہے

سوائی کا کیا سبب کہ دم کا شمار ہے

۱۳ بیٹے مرانے بھولے تھے شہر بھگائے
انگوٹے کے کان سے پُنجوڑ ملانے
پچھلے سے کچھ کہا کہ وہ سنتے ہی مسکرائے
سوتے حسین ہاتھ بھی بے ساختہ بڑھائے

بولی سکینہ: بابائے مشکل کشائی کی

آاں! مبارک! آنکھ کھلی میرے بھائی کی

۱۴ ہاتھوں پر سے پچھلے انھیں جب شاہ اُٹھایا
بافر پکاری: زبیدی کو صاحب جلا لیا
میدانیوں کے پاؤں پہ پھر سر کو رکھ دیا
بولی: خدا نے سب کی دعا سے کرم کیا

ب پر نسیم، آنکھوں سے شر کے قطار سے ہیں

ہم تم کوئی نہیں، انھیں بابا ہی پیار سے ہیں

۱۵ زینب نے پوچھا شر سے کسے فخر کائنات
کیا آپ نے کہا کہ ہر چہرہ کا رنگ ذات!
شر ہوئے: ان کے دادا ہیں صفائی مشکلات
اس بے زباں کے کان میں ہیں نے کسی بات

چلتے ہو، پہلو سے ملی اکبر میں سونے کو!

اُتے ہو میرے شیعوں پہ قربان ہوئے کو!

۱۶ بھولے سے اٹھ تکتے تھے میدان کو دیکھیے
کیا لعل و مدد ہیں، گنج شہیداں کو دیکھیے
لوٹے ہوئے ملی کے گلستاں کو دیکھیے
خنجر کے پھل کو پنچہ بیکان کو دیکھیے

یہ کس کے میری گود میں بھولے سے اُٹے ہیں

مقتل کو شوق تیر میں منہ کو پھرائے ہیں

۱۷ بانو پکاری ان پر تو سب دم کھائیں گے
بچے کھجے کھجے پانی بھی دشمن پلا نہیں گئے
شہر بڑے، جو نصیب میں ہوگا وہ پائیں گے
پہلے انھیں کے آگے انھیں لے کر کھائیں گے

خاطر سے ان کی پانی کے سائل بھی ہوئیں گے

انجام کا ریسے کہ ہم ان کو رو میں گے

۱۸ بانو نے دہی قسم کی یہ فرمایا نہیں
گدڑی میں ایسے پانی سے بے جا بیٹیں
اب دہی مرانا مانے گا کھجائے نہیں
اصغر کو دیکھیں مجھے کڑوا بیٹے نہیں

شہر بڑے ان کو شیعوں سے بیا کر دی گئی تھیں؟

جھوٹے ہیں موت آئے گی ان کو کیا کرو گی تم

۱۹ اب تو ضرور چائیں گے برتن کر چائیں گے
پانی اگر ملے گا تران کو چلائیں گے
جیتا خدا جبرائیل کے گام ملے کے آئیں گے
پر عری جو کب سے تو کیوں کر چائیں گے

بندے کا کچھ نہ زور نہ کچھ اختیار ہے

مختار موت و زینت کا پروردگار ہے

۲۰ سمجھانے پر حسین کے بانو نے رو دیا
دیکھا فلک کی یاس سے اور سر جھکا لیا
لے کر بلائیں بیٹے کی پھر یہ بیباں کیا
واری، سدھا رو، خیر، جرم مہی کسریا

دیکھوں پھر آج کب قصیں گوئی میں جیتی ہوں

انشہ و بیچن کی ضمانت میں دیتی ہوں

۲۱ کس دھبہ میں دھکتے ہوئے لے گئے چھل
سر پر خدا کا سایہ ہوا اور پشت پر رسول
آگے شہنشاہ بین و یسار، حیدر و تروا
واری گئی اشارے سے کہہ دو کی قبول

کیلے نہ تم سنوں سے ذمہ گشتیں چلے

میں ہاتھ مل کے رہ گئی دنیا سے یوں چلے

۲۲ اصغر لے چلے جو شمشاد جس رو پر
مڑ مڑ کے اس نے کنبرہ ہجرت سے کا نظر
نخا سا ہاتھ مانتے پر رکھا جھکا کے سر
بانو پکاری پھر کے نہ کو ادھر ادھر

لوگو مرا کلیجہ نکلتا ہے تنہا م لو

اصغر سدھا رتے ہیں جہاں سے سلام لو

۲۲ گھر سے نہیں چلے ہیں، یہ دنیا سے جاتے ہیں
زیبٹ پکاری ہر ٹون کو بھی تو لاتے ہیں
نہتے سے ہاتھ جوڑ کے مال کو دکھاتے ہیں
اتنے دنوں کے دور کا کتنی بھڑکتا ہے

وہ بول: ہیں کیجیے پر نشتر نہ مارو تم

وہ دور چھ مہینے کا بھٹنا، سدھا رو، تم

۲۳ ہاتھوں پر لے کے اسی کو چلے سٹاؤ کرلا
اور ساتھ ساتھ کو کو کھوسے ہوئے تھا
کھاسے، دھوپ نیڑتی اور گرم تھی ہوا
اصغر پر مال نے ڈال دی ایک اگلی سی دروا

چار در تھی، وہ چہرہ پر آب و تاب پر

لمحہ اسفید امیر کا تھا آفتاب پر

۲۵ چار تھی یا کہ دھوپ تھی بانو کے بھول پر
یاس کی سفیدی میں سورج تھا جلوہ گر
درویش زیر چادر متاب تھا قمر
محسن کے تن پر سلاز نور آتا تھا نظر

اس پردے میں عنایت تھی آشکار تھی

سایہ گلن وہ رحمت پروردگار تھی

۲۶ ہر اک قدم پر چہتے تھے سبط مصطفیٰ
سے تو چلا ہوں فوج عمر سے کموں کا کیا
نہے ہانگنا ہی آتا ہے مجھ کو نہ انتہا
منتہت بھی گر کروں گا تو کیا دیں گے وہ جلا

پان کے واسطے نہ سنیں گے حد و مرئی

پیاسے کی جان ہائے گل اور آبر و مرئی

۲۸ پیچھے قریب فوج تو گھر کے رہ گئے
جا کر ہی سوال پر شہزادے رہ گئے
فیرت سے رنگ تھی ہوا، پتھر کے گئے
چار در پردے چہرے سے ہر اک کے رہ گئے

آنکھیں جھکا کے برسے کہ یہ ہم کو لائے ہیں

اصغر غمخوار سے پاس غرض لے کے آئے ہیں

۳۰ ان نے بہت گلے سے لگایا، زیبٹ گئے
گہوارے میں پھر بھی نے مجھ لایا، زیبٹ گئے
بسنوں نے گویوں میں کھلایا، زیبٹ گئے
دروہ کے سارے گھر کو لایا، زیبٹ گئے

واں اشکبار تھے تو رہیاں بے قرار ہیں

پانی کے تم سمجھوں سے یہ امید وار ہیں

۲۹ گرمی بقول شروع ہوں گنساہ گار
شش ماہر بے زبان، بنی زادہ، شیر خوار
یہ تو نہیں کسی کے جی آگے تصور وار
ہنتم سے سب کے ساتھ برپا ہے بقرار

ہن ہے جو کم تو پیاں کا صدر نر بار ہے

مظلم خود ہے اور یہ مظلم زادہ ہے

۳۰ جو شیر اور کچھ شیں ان کا غذا اچھی
بابا کا نام بھی شیں منہ سے لیا اچھی
نئے ٹھکیں چلے جی مذکت ہوا بھی
یہ تو ہر ایک دین میں بی بیے عطا اچھی

کیا کام ان سے بغض ہے تم کو اگر مرا

ما تو خدا کا بندہ، نہ سمجھو پس مرا

۳۱ یہ کون ہے زبان ہے تمہیں کچھ خیال ہے؟
دور بخت ہے، بانو سے بے کس کا مال ہے
رومان لو، تمہیں قسم ذوالجلال ہے
یثرب کے شاہزادے کا پہلا سوال ہے

پوتا علیؑ کا تم سے طلب گار آہ ہے

مے دو کاس میں نامو دی سے شراب ہے

۳۲ پھر ہونٹ بے زبان کے چرے جھکا کر
رو کر کہا جو کتنا تھا وہ کہ چکا پھر !
باقی رہے نہ بات کوئی اے مرے بچہ
سو کھی زبان تم بھی دکھا دو نکال کر !

پھری زبان بولوں پہ جواں نور میں نے

تھڑا کے آسمان کو دیکھا حسین نے

۳۳ مولیٰ فلک کو دیکھ ہے خٹکے ناگماں
لڑکھانے شائے سے دوتا نک لکان
تڑکھ سے چن کے کھینچ لیا تیر جاں ستان
جوتا کمال میں تاک کے معلوم بے زبان

چھٹے ہی معلق بیٹے کا چھیدا جہر تیر نے

گھرا کے شش سے کھول لی آنکھیں صغیر نے

۳۴ کیا بن تھا، تیر کھاتے ہی کچھ ہلک گیا
سوکے گلے میں خون ہر دم ابل گیا
تو پا جو شر کے ہاتھوں پر نہامت سرک گیا
ٹوپی گری زمین پہ منکا ڈھلک گیا

نعقی کلا بڑوں کی شش سے مل پڑے

بجلی جوائی منہ سے اگموٹھے نکل پڑے

۲۵ مزاں ملن سے شرنے چلا کر کیا ہوا دیکھا کہ پارلق سے تیر جفا ہوا
 پتھر تڑپ رہا ہے لہو میں جھسا ہوا ہے وہنا ہاتھ زخم گلو پر دھرا ہوا
 آنکھیں پھرائے دیتے ہیں تیر جڑ جتنے ہیں
 آگے تو دودھ اگلے تھے اب نول اگلے ہیں

۲۶ رو کر کہا لہیزوں سے کیوں لے جان پیر ہم نے کہا تھا کیا، جو بھلا تم نے ملا تیر
 تم سے کلام کرتا تھا میں، یا کہ یہ منیسر اس نے زبان نے تو نہ لگا تھا اب و شیر
 ثبات ملنے کے پرتنے کی کوئی خطا نہ کی
 تم نے ہمارے لانے کی کچھ بھی حیا نہ کی

۲۷ انکار میں مفاہت کی تھا، غضب کب خاطر نہ بچے کی نہ ہمارا ادب کیا
 تم سب نے کیا کسی سے نہیں کھلایا؟ یہ ظلم کافروں کے ہی سائل پر کب کیا
 ناسر اس کے پالنے والی کا دل ہوا
 میں آپ پانی مانگ کے تم سے تجل ہوا

۲۸ ہنس ہنس کے حسین کے روئے پر ہٹ گئے شرنے وہ آہ کی کہ دو عالم اٹ گئے
 اصغر ملک ہلک کے پدے پر ہٹ گئے خنصے ہاتھ پاؤں لرز کر محٹ گئے
 برنٹوں سے شرنے کے ہنٹ لے اور گدہ گئے
 اک بر سر مسکرا کے لیا اور مر گئے

۲۹ کیا کام کم سنی میں کیا تشہ کام نے مبراٹ لی حسین کی اس لالہ نام نے
 روزہ چھٹے مینے جھرتھا امام نے اصغر نے دودھ جھڑ دیا بکے سامنے
 ملتی حسین سے ابھی خنصر ملا نہ تھا
 یاں تیر تھا گئے ہیں مگر کچھ گلا نہ تھا

۳۰ کھینچا گئے نے بچے کے ہاتھ شرنے تیر اور ہاتھوں پر بلند کیا لاشہ صغیر
 گران بھلا کے برسے کر لے خالق قدیر مقبول ہر حسین کا یہ بدیہ انبیر
 شش ماہہ کوئی کشیدہ تیر ستم نہیں
 یہ بے زبان ناقہ صالح سے کم نہیں

۴۱ آئی ندائے غیب کرے غمزدہ سرا نسبت بھلا ہے نافرمان کلاس کے کیا
جوان تھا وہ یہ ہے جگر بند مطلقاً شیرِ افیش کا پارہ دل، قدیدہ خدا

ہوں بے زبان راہ خدا میں مٹا نہیں

آدم کی نسل میں کوئی ایسا ہر انہیں

۴۲ مولائے اس ندا پہ کیا شکر زدا الجلال لاشہ سنبھالے دین سے ترے عزیزِ مال
اصغر کی خواہگاہ کا کرنے لگے خیال دیکھا کہ پاؤں رکھنے کی دن میں نہیں مہال

پڑتی ہے دھوپِ فکر، لوتیز چلتی ہے

اور گرم گرم بچانپِ دہی سے نکلتی ہے

۴۳ لاشے کے مزکور دیکھ کے کہنے لگے یہ شاہ: بے چارگی کا وقت ہے اصغر، خدا گواہ

ماں سنیں گھڑیں، باپ پہ پان زمرہ سپاہ یرگیب گرم اور یہ بدن نرم، آہ آہ

دل ساتھ نکلا پڑتا ہے کہیں کر جلا کروں

سونہوں کے، لٹاؤں کہاں، آہ کیا کروں

۴۴ ناگہ صدایہ آئی کہ میرے بے دیار تجھ پر بھی میں خدا تر سے اصغر پر بھی نشان

مرتے ہی مومنوں کے جواہرِ انوار جنت میں پالقی ہوں انہیں میں جگرِ زکار

سے واسے گزرتے کے کام آئے ناظر

واری، کھڑی ہے گرد کو پھیلائے ناظر

۴۵ مولائے اس ندا پہ کیا شکر کبریا مانندِ داغ سینے پر اُس لاش کی کیا

زیرِ قنات آئے شمشادہ اُنقیبۂ نقی سی قبر کھود کے مدفون اسے کیا

پھر قبر سے لپٹ گئے اور ایسی آہ کی

جس آہ نے فرشتوں کی حالت تباہ کی

۴۶ فحشہ سے بافرِ برلی کہ ہا کر خیر تر لا بے رحمی نے میرے دل اصغر کے کیا

فحشہ گئی اور آکے کہا: "وامعیشتا" بلبل کی کوکھ اجڑ گئی ہے ہے یہ کیا ہلا

اصغر تو گرد میں نہیں معلوم ہوتے ہیں

شیرِ ایک نھی سی تربت پر روتے ہیں

۳۶ سنا تھا یہ کہ جبروں میں سید زنی ہوئی۔
نکل چوگر سے تربت ماں گندنی ہوئی۔
فقر کے ساتھ تربت شاہ غنی ہوئی
دیکھا کہ ایک قبر ہے خفی جی ہوئی

رکتے ہیں اس پر طوق لہو میں بھرے گئے

دوتے ہیں اس کو شاہ لہو پر دھرے گئے

۳۸ ہانے آگے بڑھ کے یہ شر و بکا کیا
دو کر سین بڑے کہ نذر خدا کیا
والی! کہو مرے علی امیر کو کیا کیا؟!
امت کے شیخواروں پر ان کو فدا کیا

لہا لی یہ تیرے ہنسلیوں والے کی قبر ہے

ہانے تیرے گود کے پاس کی قبر ہے

۳۹ ہر کر کھڑی وہ زانو سر پٹنے لگی
گنڈا دھر سکینہ اُدھر پٹنے لگی
تربت پر کہہ گئے ہائے سپر پٹنے لگی
اگر تہاں غصہ بھر پٹنے لگی!

سیری نہ پٹنے سے ہوئی مانس اٹ گئی

آنے لگا برخشاں تہاں سے پٹ گئی

۴۰ ہولی پسر کے پیار میں، امیر! اٹھا اٹھا
اُدھر کے کنار میں، امیر! اٹھا اٹھا
میں سوچے مزار میں، امیر! اٹھا اٹھا
بہنیں میں انتظار میں، امیر! اٹھا اٹھا

اک دم کے دم میں ہائے یہ سامان ہو گئے

غش کیا تیر کھایا، لہو میں بھی سو گئے

۴۱ بیٹا، تمہارے دانت بچنے نہ پائے ہائے
یہ دکھ پر دکھ ہے کہ سنبھلنے نہ پائے ہائے
بارے آگے گھنڈیوں نے چنے نہ پائے ہائے
چیل کھایا تیر ظلم، چھنے نہ پائے ہائے

فاتحے میں سیر ہو گئے دنیا کی نینرے

بے ہے نہ اک برس بھی کتا تم پر خیر ہے

۴۲ لے غنڈہ ریا علی جی تو نہ گل ہو!
بے نور آج غیر شاہ کُسل برا
بے ہے چھٹے مینے میں ماتم کا نمل برا
اندھیر ہے، چران سر شام گل برا

بے برخشاں اس بیان سے وہ غصہ ہاں ہوئی

میں لے دیر میں، کہ قیامت عیاں ہوئی

۵۳ استے میں بہر پنگ بڑھی فروج اشیا
استمر کر شہ نے سپلے کبیر میں کودیا
اور دین کے ہلال کو دی بدر کی ضیا
سینا زبان تیغ سے بھی حکم کبریا
قرآن دوا نجات شہ دیں پناہ پر
غصہ تو پیچھے آیا، یہ پیٹے سپاہ پر

۵۴ عشر کے روز نے مناں آکے تمام
نصرت کے دُوزے نے رکاب امان
چابک زن تلک نے کرن کی لگام
شامی تو کیا تھے، روز نے بھی راہ شام
حیرت کی شکل خوف سے جتن و ملک بنے
دو پاؤں بھاگے کو زہی و ملک بنے

۵۵ طکارا آسمان کو، میں آیا کھڑا تو رہ
پیک بوا کو کد کے بٹایا کھڑا تو رہ
سورج پہ نعرہ لہا ہوا سایہ کھڑا تو رہ
وہ گر پڑا جسے یس نہایا کھڑا تو رہ
قرعہ رواں ہوا، پھر ک اماں ملے
کی خاک میں زمیں کی طرح اماں ملے

۵۶ دریا تھا موج پر مگر اُس آن چھپ گیا
کسار میں سمٹ کے بیابان چھپ گیا
شکر میں شہر جو کے پریشان چھپ گیا
در کر عمر کے غلب میں شیطان چھپ گیا
بال مزہ، وال ملحدہ دستار ہو گئی
آمد ہی میں یہ فروج کی رفتار ہو گئی

۵۷ اطفال فتح پھر تو کیا یک جواں برے
خط شہاب جو بہر تیغ رواں برے
دو بیل نیام ہنر سے بڑا تر نشان برے
اندر غیب خضر کے نر سے بیل برے
طوفان کی طرح سے یہ اٹھا شور فروج سے
بحرین آشکارا برے ایک موج سے

۵۸ جوہر سے سبکے بال دن پر کھڑے برے
فل تھا، ہلال میں جس تارے پڑے برے
مرتے ہی رعب تیغ سے ہم بڑے برے
جوہر کے پیچ سے ہی ہلائی پڑے برے
جوہر میں طوفان تینیت تیغ دیر سے
مچھلی کے حال میں یہ مگر کوئی نہ

۵۹ باندھی صفیں جماعت کفار شام نے طاعت کی حفاظت جان کے لیے غافل مام نے
پران کے عیب کھوئے علی کی حسام نے نیکیہ کس کے ہاتھ پر چھڑا بام نے

دعوت ہوا یہ خوفِ شہ کائنات سے
تینیں گرئی تروں کی طرح چھٹ کے ہات سے

۶۰ چار آئینے شہ بدن کی بولی پناہ بولی کہ منہ تو دیکھ، تو رو کے گا میری راہ؛
پھونکا سپرے کاں میں جا جاگ رو سیاہ سیدھی کان ہو گئی ترچھی جو کی نگاہ
آنکھیں ہراسے تینے سے روشن کی پھر گئیں
کڑیاں زرہ کی صورت سنبھل بکھر گئیں

۶۱ آگے کی صفت کے تیغ دوسرے کا تھی تھی سر اور رتی تھی پیش منہ، ہر قدم ظفر
نہا گاہ آئے پشت پر کچھ پیشوائے شر تیغ تلے نے دیدہ جو برسے کی نظر

رفت رفت صفت اٹ کے یہ فرنگی گئی
کاٹنے المیہ کے رہ گئے ہر شکل گئی

۶۲ بارانِ زوالِ فقار سے ہستی کے گھر سے قہم بدی شکر کا بچا، سب شعبہ سے
بے مغزوں کے جا بکے مانند سر سے سونے تھے جو زمیں میں وہ افلاک پر سے

جزا پر تیغِ ہند سے گرسے تھے نہ کبھی
کھتا تھا اب برک کے نہ برسوں کا پھر کبھی

۶۳ ریتی میں برسے تیغ نے کی تجھ سے موج طوفان کی طرح گئی بروج سونے فرج
دل کیا تھے پانی پانی بری آرو سے فرج ٹھنڈا آب تیغ کہیں جسے گھرے فرج
تزاگلے سے جس کے قوم اس کا چڑھ گیا
قد کھٹ کیا شکر کی طرف پاؤں بڑھ گیا

۶۴ بولکے طرح دماغ میں آئی پھل گئی شہل ہراسوں میں سمانی، پھل گئی
مانندِ شعلہ باگ اٹھائی، پھل گئی آنکھ کی طرح آگ لگائی پھل گئی

یہ صفت آتی تھی اور سات جاتی تھی
اننا زدم کی آمد و شد کا دکھائی تھی

۶۵ خلعت میں کئے جانے کی ایک عیادت تھی اور روشنی میں نیرا غلغم ک ذات تھی
انہی کرنے کو یہ قیامت کی رات تھی منہ سے نکلنا اس کے لیے ایک بات تھی

دن میں تو کافروں کے نفع حاصل پر پھری

پر شروں میں زبانوں پر مثل خیر پھری

۶۶ سیدھی پٹی یہ تیغ تو لٹکا دیا جیسے علیؑ نے ہاتھ سے خیر لٹا دیا
پدرے کیے رسالوں کے دفتر لٹا دیا شعلے سے پھر پڑی تو مقدس لٹا دیا

جس دم مری نہ پشت پر باقی رہا کوئی

جیسے پٹ کے چرٹ کے اثر دیا کوئی

۶۷ دریا گھاٹ شام دوپہر کے گھاٹ سے زندہ نے کی تلاش کفن اس کے پاس
لٹنے ہاتھ دھوئے رات کی گھاٹ سے اک دم بھی خیر سے نہ لگا اس کا لٹا سے

تو رات تھی کہ قبر خداوند پر پاک کا

طرفاں بڑا کا، آگ کا، پانی کا خاک کا

۶۸ دستے پر دستے تیر مزہ کے قلم کیے سبیل سیکڑوں سنان ٹکڑے قلم کیے
لاکھوں کہاٹے نعلین پر سبیل کے قلم کیے رایت تیاں ورائے پر کے قلم کیے

ٹھہرے جو نام کو تو نشان قدم ہوئے

جاگے جواہر کاٹ کے کچے قلم ہوئے

۶۹ یہ ایک تیغ تیر تیر آسمان دیں ابر بہار فعل چمن، بانس بان دیں
سر سبز اس روش سے ہے کیا پرتا پائی سبز کے طرز کیمت رہے بانس بان دیں

ہو پھر کے زرد خاک سب میں شعلے

قاروں کے بانج زرد کو گل اشرفی لے

دل عاشقہ دستہ سابقہ (مندر ذوقی بندہ فرما تم میں رائے ہے)؛

کیوں دوز باں تھی تیغ شمشاد بحر و بر باں جس اور کڑا نہ دیتے تھے ابی شر
جاں اک نہاں سے مانگی تھی اک نہاں سے سر دو بیل تھے دیا کر دویہ طرے تھے جلوگر

تھنے میں آسمان ہی تھا اور زمیں بھی

دینا بھی بھینتی تھی مخالف دین بھی

۷۰ یہ مغز تک بھی کھا گئی، سر کو خبر نہ تھی تھی میں آنکھ میں پنہاں کو خبر نہ تھی
کھول کر ہر دوسرے کو کو خبر نہ تھی یہ مبتدا وہ تھی کہ خبر کو خبر نہ تھی

تو سن پڑے تو سن اس نے گرائے زمین پر

بیٹھے رہے سوار کی طرح زمین پر

۷۱ اشدری حق شنایا بشیر دو زبان تھی بہتا سمجھ کے دکھائی تھی آنکھوں!

بہاں شل شیر خوں پیا اور بروئی رواں پروردگار کے ساتھ سے تائب بھی ہوگا

دل نے تم دی تیغ دوسری زبان کو

میرا لہر پیسے بوند کھا جائے جان کر

۷۲ تھوڑے جوشن سے لی گردن عدد آسیب بن کے سایہ تیغ آیا دروہو

دورنگ بکھارا، مروت جلا، میں ہوں ادو تو جیسی تھی روح ویسے فرشتے تھے چارو

جو اس کے بیچ میں تھا بلا سے دوچار تھا

چلے سے جو چلے ملاؤ قلاب نشان تھا

۷۳ چل بھر سے دل دُشمن کا میدان میں بھرا ماتہ موج تیغ کے طوفان میں پھرا

شل براق عرش سے اک آن میں بھرا بن کر ہزار دم کے بیا بان میں پھرا

شل خیال صاف دلوں سے گزر گیا

سو کا کٹے ایک ڈرے کے نقشے پر گیا

۷۴ ناگاہ شوق غلہ کے گلزار کا ہوا! اور حوصلہ بزرگوں کے دیدار کا ہوا

ارمان نوا لہلال کے دربار کا ہوا سر کو خیال بدیہ غفار کا ہوا

کی تیغ میان میں تو وہ لڑی دہائی ہے

اب حشر تک مل کے سپر سے جدا ہائی ہے

ملے حوصلہ کثرت میں بڑا نہ مطلع ہے،

برباد جب مرقع خیر النساء ہوا (مطلع) اور اک قلم تعلیم چن مرقع ہوا

پھر آنکھوں میں کائنات سما گیا ہوا سبط نبی پر زلف اہل جفا ہوا

خبر تلق کا فاطمہ کے دل پر پھر گیا

زہر کا چاند فوج کے طوفان میں گھر گیا

۷۵ "تھریرا دڑوں کی دکھانے لگا خیال دیکھا کہ ہے کیونکہ کامنڈ سینڈروں سے بال
جرتے ہیں لاشہ شہداروں میں پائمال باز میں کھلے ہیں جی زلوہوں کے بال

نچھٹنڈہ قطار استر کا جو پوہا ہے

وہ اوٹ کھینچ کھینچ کے بیروں سے ہوتا ہے

۷۶ "اُئی ناکہ یہ بھی تھیں اب قبول ہے سٹے کہا: قبول ہے یا اب قبول ہے
پروں میں اسیری زینب قبول ہے اُمت کی برائی میں سب قبول ہے

بابا کے شیعہ نانا کی اُمت عزیز ہے

اُن سے دگھڑ کنیر نہ حوت عزیز ہے

۷۷ "ناگر بلا کلسرے جھکا شکر جفا اور اُفتخدا فتنیں کا غلہ طوطا
خشکی میں اہل بیت کا گھر ڈوبنے لگا اک گھر کے ساتھ غرق ہوئے گھر بڑا

اب تک محبت سید عالمی تباہ ہیں

والی ہوا شید موالی تباہ ہیں

۷۸ "نیزے لگے جڑیں میں، غرق کے رہ گئے شکر خدا زبان سے فرما کے رہ گئے
بیٹھا جو تیرا تھے پر تیرا کے رہ گئے گرنے لگے تو باغوں کو ٹھاکے رہ گئے

اکبر نہ تھے جہڑ میں نہ عباس پاس تھے

مظلم بیچ میں تھا عدو اس پاس تھے

۷۹ "سینے پر بجائے رکھ کے گرا یا حسین کو جی جبر کے ظالموں نے ستایا حسین کو
گرنے پر غماش تو وہ بنایا حسین کو بے ظلم کی یہ حد کہ غمیں آ یا حسین کو

پر دیکھو ہراس شہنشاہ نیک کے

سجدے میں سر جھکا دیا باغوں کو نیک کے

۸۰ "آیا سر ہانے تیغ بکعت شہر رو سیاہ بولا گلا کہ میں ہوں پیہر کی بر سر گاہ
دل نے کہا یہ سیز ہے گنبدیہ الا بیٹھا وہ اس جگہ کہ نہیں جاتے شرعاً

اس ظلم نور سے چرخ کہن کا پٹنے لگا

ایسا سین تر پڑے کہ رن کا پٹنے لگا

۸۱ ڈیڑھی پہ آئے سب حرم بادشاہ دیں
چٹائی پیٹ پیٹ کے مہرینیب حزیں
آیا یہاں ہے کوئی مسلمان یا نہیں؟
بیٹھا ہے کس بزرگ کے سینے پر یسین

اے ابن سعد فاطمہ کا کعبہ روتا ہے
تو دیکھتا ہے بھائی مراد زک جوتا ہے

۸۲ بولا عکرم روک لو مجھے کا سامنا
اک غول آگے مجھے کے آگے کھڑا ہوا
اس ظلم سے بس اور بھی زینب کا دم گھٹا
فقتہ کورن میں بھیجا کہ سفرت کو دیکھ آ
منقل کو وہ بڑھتی تھی کہ رو کر یہ آہ کی
کتنی ہے برسہ گاہ رسالت بٹاؤ کی

۸۳ پانی وہ مانگتے ہیں، پلاتا نہیں کوئی
کیا قبر سے کہ پاس بھی آتا نہیں کوئی
سینے سے بے حیا کر اٹھاتا نہیں کوئی
اس درد کو خیال میں لاتا نہیں کوئی

اماں تمہاری پیٹتی ہیں بیلالتے ہیں

وہ بیٹے سے لپٹی ہیں حوریں بچھرتی ہیں

۸۴ زینب نے ہاں کھول کے ان کو قدم چھائے
سیدناں بھی ساتھ چلیں گزریں جھکائے

زینب بیکاری، اُسے صے بھائی جان ٹٹے
بیتا بکارو، یہ سن کس طرف کو آئے

بیموں کے تلاش کر، سب میرے مرگئے

آنکھیں ہیں کی دھڑ بڑھتی ہیں، تم کہہ کر گئے

۸۵ کتنی تعین وال گئے کی گئیں، کون دیکھو اب
رجی پہ لوٹ لوٹ کے لو، وہ دل کباب

اے آساں کہاں ہیں حسین فلک جناب
اے آفتاب کیا برا زہرا کا آفتاب

کہ اے فرات نہ سولی کا سلطان کہہ کر گیا!

اے کہ بلا بتا زماں کہ حسد گیا!

۸۶ ناگ چلے عک طرف دن سے اپنی شام
اُفتخ کی ندا ہوئی، باجے بچے تمام

وال سے بڑھی یہ بھائی کی عاشق جچہ نکام
بے سلا ترپتا ہوا لاشہ امام

جورقت زنج سبط پیسہ کا مال تھا

وہ لاشہ حسین پہ خوار ہر کا حال تھا

۸۷ بیٹے تو ختم ہوئے اور بیٹ گئے
 آنی جو حسین کی تو سب پٹ گئے
 گزرتے تو پاک تھے ہی کیجے بھی پٹ گئے
 روئے نرم، نصیب ہمارے الٹ گئے
 مرنے کا یہ عمل ہے کہ ہائے روضہ حسین کی
 آنکھوں سے دھواں دیکھ رہے ہیں حسین کی

۸۸ ہر لہری بال کھڑے تھے خاک اڑاتی تھی!
 ہر بال حسین کو کچھ بن نہ آتی تھی
 جب سر کے کھولنے کے لیے ہاتھ اٹھاتی تھی
 کچھ اپنے دل میں سوچ کے وہ ٹہراتی تھی
 گھٹنا خدام تلقی تھا قیامت کا جاں پر
 اک آہ لاش پر تھی اور ایک آسمان پر

۸۹ آخر تو پکے حضرت زینبؓ کو دی صدا
 اک دن وہ تھا کہ نبوت مجھے خواب میں دیا
 جنت سے آئی لڑکی کے گوشن النساء
 سرگرم دعا اور پھرتے پھلنے کی دُعا
 عاشقِ جبرمجہ کو پایا شہرِ مشرقین کا
 دکھلا دیا جمالِ جنابِ حسینؑ کا

۹۰ اک دن یہ ہے کہ سامنے ہے لاشِ حسینؑ
 مجھ کو ادب ہے خاطرِ زہرا کا فرقی میں
 سر کھڑے کا وقت ہے ہنگامِ شہرِ حسین
 یہ کام ہے تمنا دارِ کان کی ہر لہری میں
 یہ سرو ہی ہے جبکہ میں بندگی میں آئی تھی
 انجی جی علیؑ کوئی نے اڑھا نہ تھی

۹۱ اکبر کا صدقہ اب تو مرے کام آئے
 آخر ہوا ساگ مری تھوڑے بڑھاپے
 لڑکی کے بال کھول کے بوجہ بنا دیے
 بھابھی حُسن کو رفتی تھیں کیوں کرتی تھیں
 رٹہ سال میں طلب نہیں کرتی جناب سے
 محروم تو نہ رکھیے عزا کے ثواب سے

۹۲ زینبؓ پکاری آؤ گئے سے لگاؤں میں
 ماں نے دامن بنایا تھا بوجہ بناؤں میں
 آؤ جہیں پہ خاک غول تھوڑے بڑھاپے میں
 مانگو دعا زمین چھوے اور سماؤں میں
 ہے بے پچھر کے گور کار سے گئے حسینؑ
 جیئی ہوں اور یہی ہوں لے گئے حسینؑ

۴۳ بس سائے دبیریں، کر پریشان دل کا حال
 کھلتے ہیں شامِ زادی ایران کے دن میں بال
 ہر چہ طبع پر ہے ہجرمِ خم و طلال
 شکوہ مگر کسی کا نہیں، مشکِ دوا لجلال
 برعکس بے کوئی تو کوئی بر خلاف ہے
 آئینہ دل اپنا ہر اک دور سے صاف ہے

تمام شد

۱۹۔ ربیع الاول ۱۲۹۶ ہجری



تحقیق تین

- ① قلمی نسخہ ۱۹ ربیع الاول ۲۰۰۰ء ۲۰۰۰ء کا خطوط مرثیہ بشکریہ مولانا ضیاء الحسن صاحب بریلی کا
 ② دفتر قائم، صدر مکتبہ طبع و کتبہ ۱۸۹۶ء کھنڈ۔ بشکریہ جناب سید امجد علی صاحب و جناب شتائی صاحب
 ③ مرثیہ مرزا و میرزا علی رضا، جمع نثر کتبہ کھنڈ۔ طبع اول۔

بند ۲: قلمی نسخہ، مصرع ۳: "بانو کے کھر میں اب یہی کل اک چراغ ہے
 تین مطابق دفتر قائم۔
 قلمی نسخے کی ہیئت ہے:

اصول کا پاتر اب ہے اکبر سدا ہے میں کیا خاک میں ملانے کو میرے ہاں پارسے
 بند ۴: قلمی نسخہ، مصرع ۵: "فہشت کے طوق اتڑ چکے پرواں چڑھ چکے"
 بند ۵: قلمی نسخہ، مصرع ۳: "اب میرے لال بانہ میں سکے" مٹھیاں
 مصرع ۶: "مٹھیں انگوٹھے لیتے ہیں پر پرستی میں"
 تین مطابق دفتر قائم ہے۔

بند ۶: دفتر قائم، مصرع ۲: "پھیلا کے ہاتھ گردیں برسب کاتے تھے"
 بند ۷: دفتر قائم، مصرع ۳: "ہاتھوں میں ان کے لے کے کھلنے کھال ہے"
 بند ۹: دفتر قائم کے حاشیہ پر ہیئت بدل یہ بھی لکھی ہے:
 آا کے کھت جبر شعی سی با پھول میں بھرتے ہیں

کرنے سے چاروں کے حرم پاک کرتے ہیں

بند ۱۳: دفتر قائم، مصرع ۵: "ارلی میں نصیب نے اب تو بھلائی کی"
 بند ۱۴: دفتر قائم، مصرع ۱: "ہاتھوں پر لے چکے جو اسے شاہ اقلیہ"
 بند ۱۸: دفتر قائم، ہیئت:

شرارے جسے میں بریدرہائی کیا کرو بستر بھائے شیعوں پر میرے خدا کرو
 بند ۱۹: دفتر قائم، مصر ۱: "اب تو ضرور بائیں گے یوں میں بائیں گے"
 مصر ۲: "کم ہونے کا جو میں ہی فریوں کر رہ جائی گے"
 بند ۲۰: دفتر قائم، مصر ۵: "وہیں پھر آج کو میں کب تم کو ملتی ہوں"
 بند ۲۱: دفتر قائم، مصر ۱۳: "اور دھنے بائیں پیارے کے ہوں بہت دیر"
 بند ۲۵: دفتر قائم، مصر ۲: "یا صبح کی سپیدے میں"
 بند ۲۶: قلمی مرنے، مصر ۳: "نئے پانی مانگتا ہے مجھ کو نہ اکتا"
 مصر ۴: "بچے کی جان جائے گی"

تم مطابق دفتر قائم ہے۔

بند ۳۲: دفتر قائم، مصر ۳: "باقی رہے نہ بات کوئی اے میرے پسڑ
 بند ۳۵: دفتر قائم،

مناکمان سے شرنے پھر آیا کر کیا ہوا دیکھا نشانہ تیر کا وہ بے خطا ہوا
 یعنی دوسرا سق سے تیر قصف ہوا بچہ تڑپ رہا ہے لہو میں بھرا ہوا
 بند ۱۴: دفتر قائم، قلمی نو میں، بند ہے اشعر فول کشور میں نہیں ہے۔ دفتر قائم، مصر ۲:
 حیران تھا وہ یہ ہے مگر سبط مصطفیٰ

اور بیت ہے:-

بے مثل تیری فوج زمیں و زماں میں ہے شہا ہر اک شہید یہ شہر و تن میں ہے
 اور عاشق پر وہ بیت ہے ہر ہمارے قلمی رشتے کے تن میں ہے فرق صرف راہ خدا
 اور راہ رضا کا ہے۔ متن کی بیت مطابق ہے قلمی نسخے کے
 بند ۲۲: قلمی نسخہ مصر ۲: "لا شائخ لعلے گھڑے سے ترے"
 بند ۲۳: قلمی نسخہ، مصر ۲: "کیا وقت اضطراب ہے اصغر ندا گراہ"
 بند ۲۴: قلمی نسخے میں "اطفال خود سال" متن میں لکھا ہے اور عاشق پر تعصیب ہے "شیر خواہ نیز اس
 بند کے بعد نو بند دفتر قائم میں لائے ہیں۔ دائرہ بندوں میں چلا بند ۴۴ یہ ہے۔
 مگر کو قنایہ دختر سلطان انبیا حضرت نے لائے پھرے لکیر میں رکھ دیا
 جس کے دیر لیا ہے اب عرض کبریا نزدیک ہے شہادت سرور انبیا

خاقان مشرقی ہے محشر قریب ہے

خجورے برس کا وہ پیسہ قریب ہے

یہ بندہ رسائی کی وجہ سے میں نے داخل متن میں کیا۔

بند ۴۹: دفترِ اتم کے حاشیے پر چٹے مصرع کا نسخہ بدل رہے۔

اک نختے سے مزار پر سپیر روئے ہیں

بند ۵۲ سے نقلی نئے، مرثیہ طبع ذیل کشور اور دفترِ اتم پھر مسلسل برکت ہے۔

بند ۵۳: دفترِ اتم و نسخہ ذیل کشور، مصرع ۳

”نامی ترکیا جہی روز نے بھی راہ شامی“

دفترِ اتم، مصرع ۶: ”دواؤں جلا گئے کو زیم کے طبق بنے“

تن مطابق نقلی نسخہ

بند ۵۵: نقلی مرثیہ میں چاروں مصرعوں کی رویت ہے ”کھڑا فرہو“ دفترِ اتم کی رویت مطابق تن ہے

نسخہ ذیل کشور میں یہ بندہ موجود نہیں ہے۔

بند ۵۸، ۵۹: دفترِ اتم سے نقل ہیں، نسخہ نقلی ذیل کشور میں نہیں ہیں۔

بند ۵۹: نسخہ ذیل کشور میں نہیں ہے۔ نقلی مرثیہ، مصرع ۲

”طاعت کی حفظ جان کی ہر خاص و عام نے“

دفترِ اتم میں ہمارے تن کی بیت حاشیے پر ہے اور اصل بیت یہ ہے:

تینوں گریہ زمین پر یوں اٹھانے میں جیسے بت آستین سے بچ گئے زلفے میں

تیز دیکھئے مرثیہ ”کس کی زبان سے بیاس نے“ آؤ ہے آبرو بند ۸۸

بند ۹۰: نسخہ ذیل کشور میں نہیں ہے۔ نقلی نسخہ، مصرع ۲

”بجڑی کرمن کو دیکھ“

نقلی نسخہ، مصرع ۳: ”سیدھی کی نہیں برگیں“

تن مطابق دفترِ اتم۔

بند ۹۱: نسخہ ذیل کشور میں نہیں ہے، تن مطابق نقلی دفترِ اتم۔

بند ۹۲: صرف دفترِ اتم میں ہے۔

بند ۱۰۴ تا ۱۰۷: نقلی نسخہ کا ایک مدق یعنی آٹھ بند ناث ہو گئے ہیں۔ مذکورہ تن بندوں بطور

نہوں نے نقل ہی۔ بندہ ۱۹۰ مرثیہ

”میں کہ نہاں سے تیغ نے پاؤں ہے آبرو
بندہ ۱۹۱: نسخہ نزل کشوری نہیں ہے۔ دفتر تمام سے نقل ہی۔

بندہ ۱۹۲: دفتر تمام کے حاشیے پر پہلے مصرعہ کی یہ صورت بھی ہے:
”شکل نگاہ آنکھ کے ایران میں پھسرا

بندہ ۱۹۳: نقلی نسخے میں نہیں ہیں۔

بندہ ۱۹۴: نقلی اور مطبوعہ نسخوں کے مطابق ہے۔

حاشیہ کا بندہ دفتر تمام میں نقلی نسخے میں، نسخہ نزل کشوری میں سے اور میرے کتب خانے کے
ایک ۱۹ بندے کے مرثیے کا یہ مطلع ہے اور اس مرثیے کا کوئی بندہ اس مرثیے میں نہیں ہے۔

بندہ ۱۹۵: دفتر تمام نزل کشوری مصرعہ ۱۔ ”ہاں کی طرح گلا۔ نیز دفتر تمام مصرعہ ۳

”شکل میں دوہنے لگا گھراہی بیت کا۔

بندہ ۱۹۶: ایک سب نسخوں میں یکسانیت ہے۔

بندہ ۱۹۷: مصرعہ ۳۰ دفتر تمام: ”میں ہے یہاں کوئی بے سکان یا نہیں“

مصرعہ ۱۰ نزل کشوری: ”اے ابن سعد کی کج تیرا روتا۔“ ہے۔ نیز دفتر تمام نزل کشوری ”نقل ہزار ہے“

بندہ ۱۹۸: دفتر تمام مصرعہ ۱۳: ”سیا لکارو یہ بین کس طرت کو جانے“

بندہ ۱۹۹: نقلی نسخہ، بیت کی روایت ہے ”کہا ہوا“۔ تین مطبوعہ نسخوں کے مطابق ہے۔

بندہ ۲۰۰: دفتر تمام حاشیے کی بیت نقلی اور نزل کشوری نسخے کے مطابق ہے لیکن متن میں بیت ہے:

”جڑو نقل برے تھے دم درج بھائی پر وہ سب کے سب گزر گئے نہ ہر کی مائی پر“

بندہ ۲۰۱: دفتر تمام مصرعہ ۴ مطابق متن اور نزل کشوری ”دہ گھر جاتی تھی نیز: بیت ہے اور دفتر تمام

میں بارہ مصرعوں کی روایت ہے ”تھی“ اور نقلی اور نزل کشوری نسخوں کی بیت حاشیے پر ہے

”تن کی بیت ہے۔“

بھریاں کی پھر ریاضیں دل پاش پاش پر اک آہ آسمان چھٹی ایک لاش پر

بندہ ۲۰۲: نسخہ نزل کشوری میں نہیں ہے۔ نقلی اور دفتر تمام میں ہے۔ ”میر دفتر تمام اس بندہ پر اور مندرجہ

نزل بندہ پر نسخہ لکھا ہے۔

آخر یہ بولی حضرت نذیر سے دو غریب اک دن وہ تھا کہ خواب میں جاگے سر کیب

جنت سے آئیں آپ کی آواز سے قرب تھا ساتھ اس جناب کے اشک کا سیراب

سرگزندھا، سہرا مٹتے پر بانڈھا، کرم کیا

نوبدی کے ساتھ عقیدہ امام ام کیا!

بند ۹۱: تعلیمی نئے اور دفتر نام میں ہے نول کٹوری نئے میں نہیں ہے۔

دفتر نام میں کل بند ۹۶ اور نول کٹوری نئے میں ۶۰، تعلیمی نئے میں ۶۶ ہیں۔

بند ۹۲: دفتر نام، معرعہ ۱:

”اگر کامد قرا ب سر سے کام آپ آئے“



فرہنگ

- ۱۔ انفرادیت و فرصت
- ۲۔ وقت : نذر و دعا قبول کرنے کے بعد نذر پوری کرنا۔ گلے ملنے، بیانیہ کی ہنسی، کان میں بندھا ہاتھیں کھانا، پاؤں میں بیڑی۔ منشت کے پیسے پہناتے ہیں۔
- ۳۔ کوزہ : چٹائی کا گلاس، آب خورہ۔
- ۴۔ لاشعرواں : حضرت علی اکبر کی لاش قتل گاہ میں کھدے تھے کہ جیسے می شورگر گریہ ہوا۔
- ۵۔ کیا قبول : یہ دستور ہے کہ سب مرد کی سفر بائیس کام کے پیسے گھر سے باہر جانے لگتے ہیں تو گھر کی کڑی عاتقوں (عصمہ) بزرگ خاتون (خدا حافظ، اللہ بکسان، امام رضا کی ضمانت میں دیا اور پتھن کی ضمانت میں دیا، اور جانے والا کہتا ہے "قبول کیا"۔
- ۶۔ منت کرنا : عرضا دل کرنا۔ منانا۔
- ۷۔ دونا : ایک کمان، مضبوط اور طاقت ور کمان۔ دوناٹک : کمان کا بننے کا وزن چوبیس سیر کا وزن۔ سونک سے یں شکا کرتے کہ پتھر سنگ لے جاتے تھے۔ دوناٹک کی کمان وہ کمان جسے دوناٹک کے ذریعے جانچا جائے، ایسی کمان کو بہت بڑا تیر انداز چلاتا اور بڑی سخت جھٹ کا تیر چلاتا یا جاتا۔ ہے)
- ۸۔ شش : بگلی میں اینٹھن۔ اعصاب کا کھینچنا۔
- ۹۔ ششہ پتر : چھ پیسے کا۔ کششہ : منقول۔ قتل کیا ہوا۔
- ۱۰۔ تار ساج : قرآن مجید میں حضرت ساجی نبی کا واقعہ درج ہے۔ خلاصہ یہ ہے : حضرت ساج نے اپنا قوم کو تیریک کر کے تار لنگھان نہ پہنچائیں درخت سخت عذاب نازل ہو گا۔ یہ نازیک دن پشٹے کا پانی پیے گا اس دن کوئی شخص چپے کر استعمال نہ کرے۔ دوسرے دن سب کو چھرا استعمال کرنے کا حق ہو گا۔ اس معجزے کو دیکھ کر پڑے بڑے سرکش، ایمان لے آئے، گورکھوں نے دشمنی نہ چھڑائی اور تیر پیر کر کے نائے کو مار ڈالا اس کے بعد ایسے سخت عذاب

نڈال دے کہ سرکش کا نام و نشان مٹ گیا۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو بہت اہتمام سے ابلہ یاد دلایا ہے۔

- ۱۱۔ جگر جگر: جس کے جگر پر زخم ہوں۔
- ۱۲۔ اَلْبَیِّنَاتُ: یقین کی جیسے ہستی پر میرے گاروگ۔
- ۱۳۔ کو کور پیٹ، کو کھجلی: بے اولاد و عورت۔
- ۱۴۔ وَرَشَتْ: اولاد۔
- ۱۵۔ گلن ہرا: پھول بنا، جوان ہوا۔
- ۱۶۔ پر زوشاں پرنا: چمکا، تجزئیہ: دو مندر۔
- ۱۷۔ حسام آخوار: دو پیکر تلوار، دو حمار تلوار۔
- ۱۸۔ پاٹ: کپڑے کی چڑان: تلوار کا عرض و طول۔
- ۱۹۔ کبابہ: کمان، زم اور کل کمان۔
- ۲۰۔ رَابِت: جھنڈا۔
- ۲۱۔ عین: آنکھ مراد عین جگر، اس مصرع میں، عین، آنکھ و نظر کا استعمال مراعاتہ النظیر ہے۔
- ۲۲۔ توقن: گھوڑا۔ مصرع میں تلوار کی دہشت کا بیان ہے کہ تلوار کی دہشت پر صبح کو اس نے کاناز گھوڑا کو گردم کھل کیا سوار کیا۔
- ۲۳۔ ہما: عقاب کی قسم کا ایک پرندہ جس کی غذا استخوان (ہڈی) ہے اور اس کو مبارک پرندہ سمجھا جاتا ہے۔
- ۲۴۔ کاوہ: گھوڑے کا پیکر، مصرع کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑا اس تیزی سے بھڑکھا رہا تھا کہ ایک دڑے پر سونقش بنتے تھے۔
- ۲۵۔ سَمَلی: تباہی۔
- ۲۶۔ بُخَشَنَدَه: قطارِ شتر: حضرت ملا کے کہ آپ نے ایک سائل کو اور مڑوں کی قطار دھلائی تھی۔
- ۲۷۔ مُحِب: محو ال۔ محبت کرنے والا۔
- ۲۸۔ غاک تزدہ: مٹی کا وہ تزدہ جس پر تیز چلنے کی شق کرتے تھے۔
- ۲۹۔ بندہ: قید۔ حضرت باقر (علیہ السلام) کی شہزادی تھیں۔ فتح ایران کے بعد قید ہو کر دہے آئیں حضرت علی (علیہ السلام) نے امام حسین کے ساتھ ان کا عقد کیا تھا۔
- ۳۰۔ مُتَرَمَّحَانَا: زکریا سار بھٹانا، بڑھ کے یہے نہیں ہیں۔ متحرار دی جاتی ہے اور عید کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔

مرثیہ نمبر ۱۰

آمد ہے بادشاہِ فلکِ بارگاہِ کی
بند

بیانِ شہادتِ حضرت امام حسین علیہ السلام

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگِ الفاظ

مرثیہ پر نظر

مرزا صاحب کا یہ شوہر مرثیہ، اپنی سادگی اور تاثیر میں متاثر ہے۔ اُمّی شاعر، دیوبند کے منتظر امام
کا مراد، اعلیٰ تعلیمی و تعلیمی، گھڑا۔ مرثیہ کا نصف شعر مکمل گھیرے ہے۔ جند جنابت، خوش کن
خیالات، اور مدح و ثنا مرتب ہیں۔ وہ کن بند تواریکی تعریف میں لکھ کر ایک بند نیزے کے لیے چھ
تیرہ گان کا تذکرہ بھی استناداً مسمارت اور سادگی سے کیا ہے۔ اس کے بعد مرثیہ کے الیر بند شروع
ہوتے ہیں اور تعریف کا طرہ پر شیریں میں داخل ہوا اصل شعر پورا کرتا ہے۔

ہاں سے پاس اس مرثیہ کو اڈٹ کرتے وقت دوسرے تھے۔

۱۔ سرفراز علی کے قلم سے لکھا ہوا مرثیہ جس کے آخر میں ہے۔

تحت تمام شد مرثیہ مرزا صاحب سلمہ اللہ

بتاریخ ۱۳ ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۲ ہجری۔ قلم سرفراز علی۔

گویا یہ مرثیہ کسی ایسے مرثیہ کی نقل ہے جو مرزا صاحب کی زندگی میں لکھا گیا تھا اور کبرعل نے اسی
سے سلمہ اللہ نقل کیا ہے کہ جو مرزا صاحب مرحوم میں علت کرچکے تھے۔

۲۔ دفتر تمام بعد چارم، ۸۹ء طبع کھنڈ کا فورڈ میٹ جو محترم نسیم اردو ہری صاحب نے ارسال فرمایا؛
قلمی مرثیہ اور مطبوعہ نسخے میں الفاظ، معرول اور بندوں کا فرق سے۔ سرفراز علی صاحب نے
غالباً کی گفتن نسخے سے انتخاب کر کے تقریباً ستر بند نقل کیے ہیں۔ اور مطبوعہ متن نظر ثانی یا اس سے
زیادہ نظروں کے بعد مرتب ہوا ہے۔ اور مرزا صاحب نے گیارہاں بند طبع کا لکھ کر نیزہ خاں کو اجازت
دی ہے کہ وہ مرثیہ کو اگر مختصر کرنا چاہے تو کسی بند اول کے اور ایک بند آخر سے چھوڑ کر ۸۹ بند رہے،
مرثیہ مختصر کر جانے کا۔ سرفراز علی کے نسخے میں نقل نہیں ہے، مطبوعہ مرثیہ میں نقل کے دو بند ہیں۔
انہوں نے اختلافات نسخ اور نسیم و تبصرے کے بارے میں مفصل نوٹ آخر مرثیہ میں جمع کر دیئے ہیں۔



آمد ہے بادشاہ فلک بارگاہ کی

۱۰۰ بند

بیان شہادت، امام حسین علیہ السلام

۱ آمد ہے بادشاہ فلک بارگاہ کی ہر ذرہ ہے گلاہ سرِ مہر واد کی
سقاے نفع دھوتا ہے فردی گناہ کی اک شکل ہے بنامیں سفید و سیاہ کی

مردم چنے نظارہ ہیں رن میں تلے برے

رستے ہیں بند آنکھوں کے حجرے کھلے کھنٹے

۲ دُور سے نہیں کھڑی ہے فلک نشینی چن و فلک یسا رو میں دست و پستی
دندانِ گرگ، عدل سے یک جا کھنٹہ ہیں شیرانِ قریب و کُسن، دوست بستہ ہیں

نشہ قبر شاہ ہے دشمن کے واسطے

زنجیرِ سطر جادہ ہے رہزن کے واسطے

۳ ہفت آسمان سے گویا رہی ہے ہم کند کیسے فلک، وہ عرش سے جوتی ہے بار بار
آواز عرش دیتا ہے، لے کر دہو شیارا مولا کے در سے مجھ کو تداست ہے بے فکر

بے جھرمی تھہریں فرق زبیں آسمان کا

تو گرد راہ کی، میں غبارِ آستان کا

۴ دل سے کند آئینہ دار حضور ہے زورِ کین اک تغیبِ امامِ یزید ہے
موتے کے پٹی چشمِ تجلی طور ہے میسے پیا سن حکم، سواری سے مدد ہے

یہ نقشِ نو گبین سیال پہ کندہ ہے

مہر بندہ اب حسینؑ کے احساں کا بندہ ہے

- ۵ غامقائے تن پر پریشانی کی شکست حال
تیسرے کسر پر مغرور دی ہے اپنے بال
دست کمال رستم دستاں ہے بے کمال
فرق عروج زالی نریاں ہے پائمال
حاکم کدائے جودش مشہور تین ہے
نوشیرواں بھی نائب عدلیٰ حسین ہے
- ۶ فرط اوج شمعہ اگر دہل پیا وہ ہے
خوفِ ارب سے درمخزل ایستا وہ ہے
کئے میں مثل خار و عطارد رفتادہ ہے
انتاسے ربح ابھیرا بیکسا وہ ہے
ہر کام پر تقنا و قدر بحر دیر یں
پر اپن شیر حق کے شلے سے شیر یں
- ۷ ترک کا چونکسک بند ہی ہے سحاب
لانا ہے دھند کر ہوں بے چہرہ جناب
طاعت ہے بے بغل شرف ماہ و آفتاب
پر مرد ماہِ فخر سے دیتے ہیں برہر جاب
پلے جائیں کلا و سدا آسمان ہی ہم
نعلین پائے خروکون و مکاں ہی ہم
- ۸ زنجیر پائے ظلم ہے انصاف ہی پسند
اک گھاٹ پانی پیتے ہیں اب لگ دو مقند
قتل کا تیغ تھرسے ہو کوئے ہے بند بند
بیدا کی زبان سے فسر یاد ہے جند
ہر دل پر سکر عجب شہ درجماں کا ہے
شور انبیاء و الحمد للہ الاماں کا ہے
- ۹ جتنے پرچم تھربے دنیا پر چشمِ قمر
درواں سے ہے سارے مجمع و خراجِ دہر
جنتِ نبی کا گھر ہے جہنمِ عدو کا شہر
کرڑے قند شیعوں کو اور دشمنوں کو زہر
تقدیر سے حساب طلب ہے لکھا کیا
کتنی ہے وہ احسین نے جو کچھ کہا کیا
- ۱۰ بخشا ہے صوفی رخ روشن نے لہرِ حق
دیتے ہیں نرسے شمس کو شمع کا سبق
محو اکرم تن سے ہے فردوس کا طبق
پر طعنا ہے خار و لکڑیاں و قدروق
سایہ زہین پر ہے کہ سایہ ہے طور کا
مرمرے طور کا کہ یہ معدن ہے نور کا

- ۱۱ (مطلع) اُمد ہے فرحشہم رسالت پناہ کی
 اُمد ہے شیریشہ شیر الہ کی
 اُمد ہے خسرو ملک مہر و ماہ کی
 اُمد ہے بے دیار کی اور بے سپاہ کی
 تینیں پڑی ہیں بچ میں آکر صفائی کو
 تیروں کو بھیجتی ہے اہل پیشوائی کو
- ۱۲ رحمت ہے وہ کہ جس کی حمایت گناہ کو
 برأت ہے وہ کہ زلزلہ ہے کرہ و کاہ کو
 مصیبت ہے وہ کہ رُجب مصیبت کہتے ہیں
 مظلومیت ہے وہ کہ مخالف بھی ردتے ہیں
- ۱۳ کوثر کا اشتیاق میں شکرے یہ حال ہے
 بوں حورِ خلدِ عرسنے سے محوِ جمال ہے
 گویا وہ تشنہ لب ہے بر آبِ زلال ہے
 گویا وہ روزہ دار ہے اور یہ ہلال ہے
 آوازِ پاکے دھواں میں رنواں نمودن ہے
 گویا یہ ہے ازل وہ نمازی کا گوش ہے
- ۱۴ ہے سرزمیناں کہ ہر عرشِ بری کی سیر
 قرباتِ امجدیہ کیلیمان میں طیر
 بیٹے ہے خطبہ خرائ کو تیسے دم دم کی خیر
 زخموں سے جنگِ زور ہے قانونِ عالی غیر
 پشت و پناہ عالمیاں بے پناہ ہے
 آگے اہل ہے پشتِ پرنیو کی آہ ہے
- ۱۵ اکبر کا داغِ باقہ سے پڑے ہوئے بجز
 اندوہِ پائمالی کا سم نہیں درو سر
 بیدار ہے برق، نالہ علم، قدر آہ ہے
 آشوبِ رواں سپاؤں شہِ بے پناہ ہے
- طہ بندہ سے پہلے کے دس بندھڑ کر یہاں سے سرخِ طعون کیا جا سکتا ہے اور اسے چھڑ کر
 مسلسل ریشے کر پڑنا بھی ممکن ہے۔

۱۶ ہے تاج حضرت شہ لولاک فرق پر یہ سر ہے زیب تاج قرۃ تاج زیب سر
تاج تاج کا نہیں سلطان بحسب در سر تاج خود یہ خضر و سکندر کے ہی، مگر

دیتے ہی سر رنائے النبی کے واسطے

رکھ لے سر پہ تاج گواہی کے واسطے

۱۷ قبلے کا تلاء کیسے کا کعبہ رخ امام کھتا ہے کعبہ قبلہ ایساں سے مدام
اسی دے کچھ لیا قاضی اس شخص نام و جہ طواف کعبہ فقط یہ ہے اولاد نام

گزر نور سے بہ ذرہ بے آب و تاب کر

پھر ذرہ نور چشم کھے آفتاب کر

۱۸ معمولی چہرہ شہ دی ہے جدا جدا قبلے سے کعبہ کیسے کچھ کرہ سے صفا
قرآن سے خلاصہ اور ایساں سے کھلا روزوں سے روزہ اشبے نابا اور دما

مگنت جہاں سے تازگی آپ جیات

اُحسنت حق سے قبل کمالی کائنات سے

۱۹ پیسے کی روح، تازہ یہ شکل طیف ہے قرآن مقابلے میں، صمدی شب ضعیف ہے
اس کے حضور نیز اعظم شفیق ہے ماہ مبارک رمضان شریف ہے

کیا سیاہ ابروؤں کے دونوں طاق ہیں

رخ ہے مرصیام یہ شب جمائے طاق ہیں

۲۰ چشم ہے نور کا رخ سلطان ارجمند رہتے ہیں لا کھڑا ترسہم سے دوہند
مٹھانے میں چہرے پر کی ہے گہر پسند مٹی ہے یا کر چٹنے سے اک مروج بہ بند

روشن ضمیر چشم امام غریب ہے

مٹی کویشی مٹی نیک نصیب ہے

۲۱ ملامبار سبزہ خط جب کھاتے ہیں آئینے کو یہ طوطی سبزہ بناتے ہیں
غائب کو کہنے میں دم سے ملاتے ہیں کیسا بلانا، مٹے کو نور اچھلاتے ہیں

گہ مگس رو برو ہے گے شرم خور رہے

دیکھے تو زہرہ ہے جرد دیکھے تو مردہ ہے

۲۲ سے لام و دال سے لب و دندان کے آشکار
دنیا میں لعل و در کا ہوا ہم سے اعتبار
لب ہیں کرکب لب و سر زریں بار بار
دندان یا فصیح ہیں ستاروں کی ہم کنار

انجم جبر سے ہی برج دہان حباب میں
پرست نے پرستائے نزدیک سے خراب میں

۲۳ دندان و لب کی سب نے شاک ہزار با
ہر ہم سے اس حساب کا اب خاتمہ کیا
دوریت لغت لب ہیں ملک لام ایک با
ہر نے ہی تین لام کے دوسرے کے داہ و ا

دندان کے اس رقم سے عدد آشکار ہیں
اسے گنسنہ امانت پر درگاہیں

۲۴ بازارِ قدرِ آب نقاب سے ذوق سے سرور
پانی کے آگے بیسے شبنم کا علم گرد
رنگے ٹھنڈے بھڑ بھڑا پست اپنے زور
یہ حشر گوشہ گرہ ہے وہ حشر کوہ گرد
ناگفتہ بر لبوں کی شنائے شنیدہ ہے

اک بات میں مسیح کا پردہ دیدہ ہے

۲۵ غائب دہن سے اور دندان ہے آشکار
لغیب کا خزانہ ملا، آشکر کردگار
آئے چوسانے لب شیریں کے ایک بار
ہن پانی کو زہر قند کا تر ہر حساب دار

میتاب رخ کی آب سے ہے تلپ آمینہ

شیریں لبوں کا لکھ کر ہے آب آمینہ

۲۶ مہرِ لب و غلتِ القدر کی بوزراب
لائے سے رنگ، لعل بزشاک آبِ جناب
ادنا خراج گیر سے شاو و فلک جناب
آہرے نافر، نافر، آہرے سنگِ جناب

شہنائے قدر سا یہ ہے زلفِ جناب کا

یہ سلسلہ ہے سلسلہ جنباںِ ثرواں کا

۲۷ سینہ بے مائتہ کُتبِ جملہ انبیا
ہے نقدِ دین و شرع ہیں جمع ایک جا
شرعیوں نے پاؤں اکی سینے پر دھرا
بے دینِ خرب بعد ہی شرمنا پر چلا

ذوقوں سے خرموں کی بنفوں میں بہر گئی

سینہ کیڑے کا طوطا کی روح رہ گئی

۲۸ ترکیب دست ابن بد اشہد پر فلا ہے بہترین مخرج پر قدرت خدا
دُکشتی فلک کا ہے یہ ہاتھ نا خدا اور کھولتے عقدہ ہر شاہ و ہر گدا

ہے اس کے دست پر شاہ سے کار بھلا نہ ہو

آواز ایک ہاتھ سے جیسے عیاں نہ ہو

۲۹ مذہب میں اپنے کھدے پھینک دھام بے یاد قاضی ستر دیں بے نواں حرام
اب تک اسی امام کے نام میں غلام و عام زانو پر ہاتھ داتے ہیں پھیر کر سلام
آتا ہے سب کو حیف کرا مت نے کیا کیا
سجدے میں سر امام کا تن سے جھکا لیا!

۳۰ اب نوریں کے علم کا دھوئے اٹھاتا ہوں یعنی میں ایک قاعدہ تربت تا ہوں
ابصار جمع چشم ہے یہی سستا آتا ہوں لیکن زرہ میں آنکھوں کے جھلنے میں پاتا ہوں
مضمون تر ہے سکت پہ بندش میں چٹ ہے

گر جب چشم کیے زور کو درست ہے

۳۱ چار آئینہ قلعہ کو جس سے دم و عیا ہے دور بل حلقہ بیرون در، بلا
پر یہ شرف حصار و ضرر کو فقط ملا چار آئینہ نہیں ہے یہ اعصاب کی ہے عیا

میرے امام کو نہیں درکار آئینہ

میں چار دوا جیات و ضرر چار آئینہ

۳۲ گزہ سپر کی فہم میں حیران ہی بے بشر موحط ہو تو ایک پر نہیں، اونام ہے پسر
دیہی ہے بغیر کھینچا اُس کا ہے پسر کاٹے ہی جس کی تیغ نے جڑیل کے شہ پر

مطلب ہے یہ "پیر" کا تو ب کو پسند ہے

اگشت نیزہ بے سر گواہی بلند ہے

۳۳ شے پر قوی دیکھ کے جھٹکتی ہے جہاں پیر و نہالی قدر سے ہر فی شاخ ککشاں
خال لال و شر سے ہی سب در و رستاں ششاد و فاطمہ یہ فدا جان شہیدیاں

تیغ و پیر سے سر و سی باذیاب ہے

چل اس کا ہے ہلال تو چھل آفتاب ہے

۲۲ اور تیغ کی تو ملک نمایاں ہوئی ہے قطع دین کفر کی خاطر یہ آئی ہے
جرہ سے آگے تیغ کو بیڑی پٹائی ہے درہ اچھی تو کون و مکان کی صفائی ہے
ملک تضاوت تیغ علی ایک بیت ہے

یہ بیت مطلع شرف اہل بیت ہے
۲۵ اب نڈھ ڈوا جناح کی ذیپ تم کروں اک دشت سایہ نرم آبرو ہم کروں
دریا میں یہ سیاہی سیاہی میں ہم کروں اور عقل کل کی فکر کو اپنا ظلم کروں
بے صفہ دراز نہ کھنے کا نام یوں

۲۶ تخت الشریٰ کی سیڑی ہے رشکِ بوج آب فوق التا پر گشت میں ہے غیرتِ محاب
منزل کے قطع کرتے ہیں ہے تیغ آفتاب شکل کے سل کرنے میں حکمِ ابو تراب
ہاتھوں سے پاؤں پلنے میں آگے بڑھ آئی
بس چاروں نسل آئینہ دکھلائے جاتے ہیں

۲۷ مغرب کے راکب اسی کا جز شرق کو ہر رواں خدام جو سر دے کے غماں پر کئے کہان
پرورد لفظ ہو رہے اکا بھی کئے سر زباں در دے پر صورتِ العن تیر بے گماں
وہ لفظ "ہاں" زباں پر جو اس بعد و فوق ہیں
نہے، نکلے مغرب میں تو اعلیٰ نون شرق میں

۲۸ القدر لاکھ دفعہ و اقبال و دما سے آئے حسین معرکے میں خیر گاہ سے
تھاقتے، پر ہوا تھے حدود کی سپا سے رحمتِ خدا کی جیسے زیادہ گناہ سے
پورے میں جاں بس ہو نصرتِ مری نمر
اکابرِ نزع ہے رَجَبِ آخری سفر

۲۹ اب تو کیا کو پیٹرِ فطرت کو کان سے فریادِ انبیا ہے بلند آسمان سے
پھرتے ہیں طائر اڑتے کہنے آشیان سے پلٹے ہیں کوہِ دوشنت، حرم کے قناع سے
سحر، صدا بلند ہے ہر گنگِ دشت سے
خاتونِ حشر آتی ہیں دن میں بہشت سے

۳۰ دیکھو نمود ہیں اثرِ قہر و الجلال کھوئے ہیں محنِ خانہ میں سیدِ نرئی پال
سید گھڑا کھڑا ہے گزگار کی مثال نزدیک ہے زمین ہوں زرد، آسمان لال

آدمی سب بوند ہوں مغرب کے کرنے سے
سید کے قتل کرنے سے زہم لگنے سے

۳۱ روشن ہے کائنات میں نام و نسب مرا چاروں کتب میں ہدیہ حق ہے لقبِ ہرا
اٹھارہ آخری ہے پریم سے اب مرا ناتا نبی ہے باپ امیرِ عرب مرا

اجاد کائنات کا ان کے سبب ہوا
خاطر سے ان کے خاک کا آدمِ لقب ہوا

۳۲ ہم شکل معنی کا پدر ہوں میں بے پدر محبوب کبریا کا پسر ہوں میں بے پسر
بے فوج و بے ظم ہوں میں سلطانِ مجبور بے آب و دراز ہوں میں سلطانِ خشک و ذر

جوفتے کر کے مرگئی اس کی گمانی ہوں
خیر النساء کا لال ہوں، زینب کا بھائی ہوں

۳۳ شیر و ایلک ازاں میں ہے ایل و فاطمہ قبیح بعدِ قرین کے ہے یادِ فاطمہ
آب و نمک ہے دوزخ، اولادِ فاطمہ آوازِ قرین کی ہے سرِ یادِ فاطمہ

جو رو! تمہیں قسم نبی مشہرِ قہر کی
یہ اور فاطمہ ہے، کہ مادرِ حسین کی

۳۴ دانش ہے جسک شمس و قمر ہیں وہ نور ہوں ہے کوہِ طور جس کا شہر، میں وہ طور ہوں
شقائقِ عظمت کا شہنشاہ، خیر ہوں غربت میں قتل ہوتا ہوں اور بے تصور ہوں

بیعت اگر نہ کی تو نہ کی، کیا زبوں کیا
مجھ پر تعاصم کیا تھا جبرِ بیادوں کا خون کیا

۳۵ ابراہیم و ادریس و اسماعیل و انبیا اک دن کہا کسی نے کہ یا شیرِ کبریا
چیلے سے سگڑ کو طائر بنا دیا یہ معجزہ تمہیں بھی خدا نے عطا کیا؟

فرمایا، ہاں تمام شرف ہم نے پائے ہی
طاؤز کی اصل کیا ہے دو عالم بنائے ہی

۴۷ پیر سنگرزہ ہاتھ میں رکھ کر دکھایا اور بند کر کے لعل لب اپنا ہلا دیا
فرانجا کے طائرِ رنگیں اڑا دیا! اعدا کو اسٹیشن نے قُتْم و کُتْم سنا دیا

یاں اس ٹکئی کے لال پہ بارانِ شگب
کیوں مضغفر! کہیں بھی یہ دستِ رنگب ہے

۴۸ فرما تا ہے یہ سورۃِ دل میں کہو! سب کو فنا ہے اور سے و نوح کو بقا
اشتر کے دچہرہ ہے نہ ہات ہے نہ پا ہم دجبرِ ذوالجلال! یہ جس کو نہیں فنا

کیوں منہ پھرا کے خلد سے دوزخ میں ملے ہو
بے وجہ تم حسینؑ کا نقشہ مٹاتے ہو

۴۹ فرقان میں جو لفظ "یہ اشتر" ہے تم معبود کے وہ دستِ بزرگست ہم ہیں ہم
تم نے ہمارے ہاتھ کیے نہ پرِ قلم بے دست و پا میں ہو گیا قیاس کی تم

کل مرشش کو ہلا کے یہ اشتر وہیں گے
دستِ جفا تھارے جہنم میں ہوئیں گے

۵۰ میں پیغم مصلطے! ہوں مجھے کیوں ملانے ہو یہی گوشتِ حق ہوں حرفِ زبوں کیوں ملانے ہو
میں شمعِ مرقعہ! ہوں مجھے تم کھاتے ہو میں جانِ خاطر! ہوں مجھے تم تلنے ہو

تم سب کا یہ مہمان ہوں اور بے طعام ہوں
اشتر کا زبان ہوں اور تشنہ کام ہوں

۵۱ یارو میں دینِ دشرنا ہوں صوم و صلوٰۃ ہوں یارو! میں حج و روزہ و خمس و زکوٰۃ ہوں
میں خضرِ کائنات ہوں سُبْحِیَات ہوں راہِ صراطِ کا میں سپہِ رانِ نجات ہوں

پچھتاؤ گے جو شمعِ نبی کر بھجاؤ گے
لے کر چراغ ڈھونڈو گے تو خیرِ نیاؤ گے

۵۲ منبرِ عرش، اعلیٰ ہفت، آسمان میں ہوں مسندِ بے کمر، بختی کون و کلاں میں ہوں
خلیفہ ہے شہِ شامِ قاضی ہر اسی و علی میں ہوں کشتِ زبے دینِ صالح ہر وہ جاں میں ہوں

میرہ ہے میرا گلشنِ جنّت! میں یا سنا ہوں
پروردِ جبرئیل ہے اور میں سپہِ رانِ ہوں

۵۶ عشق کی لہجہ کا میں ساقی ہوں غافل
سب فوج پیاسی سرکے، اب تھو کر پانی دو
پانی کا نام سن کے پکارتے وہ زشت خور
سب کچھ کھو پر مرنے سے نہ پانی کا نام لو

فراتے ہر فزات تو زہرا کا سر ہے

پھر چین لڑو تم ہو، یہ ہم ہیں، یہ سر ہے

۵۷ سنتے ہی اپنا نام زبانت امام سے
ٹھکی زبان تیغ دہان زینبام سے
جس طرح برتن تڑپے کیس دم دھاکے
گر کر پڑے ملک ملک نیک نام سے

یہ کہہ کے دوست ہٹ گیا پہلے دوست

واژہ بازی کے محل آیا پرست سے

۵۸ چلائی ذوالفقار کہ میں اشقیا کدھر
سینے کدھر ہیں، سر ہی کدھر دست دیکھو
ہستی کدھر ہے، زینت کدھر ہے، غلام کدھر ہے، غلام کدھر ہے
آیا یہ تیر تیغ شہر دیں پہناہ کو

گھیرا اہل کو اس نے اہل نے پیادہ کو

۵۹ تیرے محل کا فقرہ اول قفس ہوئی
آسودگی برا ہوئی، ہستی نہیں ہوئی
زیرا غمی غمی ہوئی، رونق گدا ہوئی
اور اٹلا مان کہہ کے اماں تیز پا ہوئی

سردار فوج سے تھے جدا دین کی طرح

فوج ان کے پیچھے پیچھے تھی فوج کی طرح

۶۰ اہل فوج تیغ کرے فوج سے ملا
تاب سے درج، سینے سے دل بھرنا
گروہ سے سر بھرے قرار، آنکھ سے دنیا
جبریل سے جگ وابرود انعام سے دوا

دقتا رہا ہے، نہیں قرار و ثبات سے

گفتا دل سے پیچہ تندہیر بات سے

۶۱ مٹی ہوئی خراب عناصر کی فرد فرد
آتش بھی آب آب ہوئی، اور برا بھی گدا
فزون درج و خوف سے سب دم نہرو
مرد تھے سیاہ، بال سفید اور گندہ

خود خوف سے دہکتے تھے مذکور کے

آنکھیں نہا پرائی نہیں چہرے کو چہرے کے

۵۸ گرنے میں گزرتی تھی وہ تیغ برق زرا فرقہ مدوں عقل کی لہستی تھی سب ہوا
کئی تھی ایک منز کے مکڑے سے ہزار ہا دانے ہوں جیسے قندہ خنکاس سے ہوا

یوں مزید تیغ سے سرور شمن روانہ تھا
گویا بدن سے اپنے کبھی آشنا نہ تھا

۵۹ سر پر اگر گری، کف پائے گذر گئی پائے حدود سے تاسر قاروں اسر گئی
بڑھ کر طلال کا وزیم کو بھی کر گئی اب یہ خیر نہیں کہ وہاں سے کدھر گئی

پراتنا علم ہے کہ گئی اس مقام پر
قدرت نے اپنا عمدہ کھا اس کے ہم پر

۶۰ تھی شش بہت میں شلو گئی تیغ جانستال تسکین اس جنت سے نہ لیتا تھا آسماں
نے غرب میں پناہ تھی، اے شرق میں اماں خورشید بن گیا تھا گل بازی جہاں

سرگشتہ صورت گل بازی تھا آفتاب
قرآن تیغ شاہ حجازی تھا آفتاب

۶۱ حیران آب و آتش تشریف تھے ملک طوفان آب و دن سے اٹھا آسمان ملک
مٹی حباب، آب ہر اگنبہ ملک آتش پرستی کر وقت ہر جہتی تھی ملک

آتش نے آپ روئے زمیں شلہ دم کیا
اور آب نے زمیں جہنم کو نم کیا

۶۲ مردہ عادل پیادوں کا، تابوت عابدین لیتے تھے ناخنوں سے قدم کا رگڑ کر
یہی زمیں کو کھودتے تھے ہر حفظ تن جز چشم پریشی اور نہ روم کا تھا کفن

فشی کا دفر نوح سے تھا عقل و ہوش پر
تابوت تن تھا چار عناصر کے دوش پر

۶۳ ناگاہ تیغ قہر نے رخ نمر کا کیا دانے گزرتے زعفران سبب آتیا
مچھلی نے زیر ناک طلوں اپنا کھ دیا اس نے فلوں چھڑا مگر نقد بایا

دریا بھی سما تیغ مٹی دیکھ بھال کے
جھانکا سپر حباب کی کا ندھ سے بہاؤں کے

۶۳ ناگاہ نیزہ دار بڑے اضطراب میں شمس جلائی انجن کارزار میں
نیزہ لیا چرشتہ نے کھٹ اختیار میں رختہ ملک میں رختہ پڑا کوہدر میں

پرواز میں نہ مرغ غنچ پر ہلاسا
جن فتح کوئی نیزے کے آگے نہ آ سکا

۶۵ یوں نات سے سوار ملک کی نیزہ بردارہ پار جو ہر سوار اسپ بنا طفل نے سوار
گھنڈا زباں درازوں کے منہ سے بھی ایک بار بیسے ہزار ملتے سوزن ادراک تار
دورخ میں دو چل کو اسی ناکے سے گئے گیا

آوارگی کار چھنا صحر کو دے گیا

۶۶ نیزے کی جگ سے جو ہر تے نگ ایشام پھر نکلے گشتے گشتے ناکرنگ تمام
ادراک بان غلام نے لی کیا ن تمام گرداب میں ننگ بل نے کیا مقام

مجرے کو تم کہاں بے چرخ بری ہوا
ادرتیر تفرسم کے چلے نشیں ہوا

۶۷ مثل شباب چرخ کہاں سے چٹا جو تیر تو وہ ملائے خرمین مسرہ جران و پیر
اشوری ہیبت خلعت حضرت امیر دہشت سے تیر تھے دل ادا می گوشت گیر

دل تیر کے پردوں سے پری خاند ہو گیا

نچی اگر بچا بھی تو دیوانہ ہو گیا

۶۸ جرات کرشتہ نے درک شامت پڑھا دیا دریائے خلی قوٹو نگر میداں بنا دیا
فنگی سے اور زانی سے سب کو بھگا دیا شمشیر و نیزہ کا جو ہر رکھا دیا

یہ تین سرے کیسے طے ایک بات میں

پھر فرج لے جو بچھا تو پایا فرات میں

۶۹ دریائی قطرہ زن براؤں جناب کا چوہا پ فرات نے حلقہ رکاب کا
ہر تو پڑا جو غلام کے آفتاب کا بختے ہی قلعہ ہر ادشن جناب کا

اس نہری وہ بحیرہ امت جو آگیا

ایسا جس پر لے کر زے میں دریا سا گیا

۵۰. آواز دی کہ اسے جسے سعد بد گھر لے دیکھ مر غافل پر قبضہ پیر
یہ کیا ہے میرے بعد قدرت میں شک نہ کر کیوں، حق یہ خیر کا ہے کہ میرا ہے غور کہ

دہرا کا ورثہ دارا بنی کا نواسا ہے

دریا نے دی صدا مرا ملک یہ پیا مابے

۵۱. پھر بھڑک گام یہ رہو اور سے کہا پیاسے کے گھوڑے پانی کی آقا کا خد کا
انکار گھوڑے نے کیا گردن ہلا ہلا! اور مڑ کے سرنے لاشہ عباس دی خدا

دیکھو یہ کون پیا سا ترائی میں سوتا ہے

پانی کا لڑ نہ نام بگو مکتوبے برتابے

۵۲. یہ پیاسے پاں دوائے تھلے شاہ کیم پلا دریا ہی ان کے خون کا پیا سا تھا آہ
ماشا دیں میں پیوں گا یہ پانی خدا گواہ اس میں ملا ہے خون علم دار بے گناہ

مقائے تشنگان کی جیتیسی کا پاس ہے

پر حقاری ہے اور شب ہنتم ہے پاس ہے

۵۳. یاں تو یہ ذکر قاکر وہاں فرج نے کہا نے شر تو بھی دیکھ رہا ہے یہ ماجرا
گر پی یا حسین نے پانی غضب ہوا کچھ حیلہ کر کہ پیاسے پھر بی شاہ کر بلا

پانی پیا تو ہم سے نہ کچھ خاک ہرے گا

شکل تجھے بھی قتل شہ پاک ہرے گا

۵۴. جس وقت شرنخس نے دیکھا یہ ماجرا بھلا یا بڑھ کے نہ کر کہ جانب وہ بے حیا
شبیر انکلا آب میں دال تم کھوے ہو کیا یاں میں رہا ہے خیرہ ناموس معظا

کشتیا آبروئے حرم عنسرق ہر قہ ہے

نریتے نہیں پکا رتی ہے اور دیتی ہے

۵۵. دیکھو در کینہ وہ ٹوٹی سے یہ دیکھو، کھڑی ہیں باقو و کلتم بے دردا
وہ بیڑیاں یوں بچے ہمیں کر بلا وہاں رکن میں بند صلب سادات کا گلا

دیکھو دما میں گے یہ ستم اہل بیت سے

تم ہاتھ اٹھاؤ نہ سے ہم اہل بیت سے

۶، برچی کی طرح شام کے دل پر لگی یہ بات
دیکھا کھڑے ہوئے ہی خیام غمزدہ
یوں اُسے جلد تر کر ہادم بخود فرات
استادہ قبلہ در ہرے سلطانِ یمنیات

آنکھوں سے سب عجب سادات اٹھ گئے
خود سے قبلہ دستِ مناجات اٹھ گئے

۷، باغوں پریش مرق بخوں دکھ کے یہ کہا
کیا بندہ پردی کا تری شکر ہر ادا
اندھ تیرے ہاتھ ہے اس ریش کی حیا
کیا آبدور کمی مری اس دقتِ داد واد

جز شکر ادا کیا کسوں پر درد کا شکر
زینب کو سر پہ نہ دیکھا ہزار شکر

۸، سرنگے دیکھتا بھی تو کرتا نہ کچھ گلا
تیرے کم سے گھر مرا جلنے سے پہنچ گیا
حکوم کو نیشیت حاکم میں دخیل کیا
جلتا بھی تو تان مجھے ہرتا نہ مطلقاً!

اماں کا گھر جلا تھا تو بابا نے کیا کیا
شکر ادا بارگاہ میں تیری عی ادا کیا

۹، عیا ہوں تو کیا ہوں اور نہ ہوں گا اگر تو کیا
جب سر مرا کئے تو سران کا ہم سے روا
کشتی اہل بیت کا اب تو ہے ماضی
یہ عرض بھی فضل ہے جو کچھ تری رضا

جس طرہ مصلحت ہو وہی خوب طرہ ہے
بندہ کا علم اور ہے خالق کا اور ہے

۱۰، حکوم ہوں نہ تاجا بھی حکم پاؤں میں
زینب کو نگے سرا جی در در حیراؤں میں
حیرت ہو سب کو آپ گھر اپنا ملاؤں میں
پوچھے برا بھنی ہیں اپنی بتاؤں میں!

عابد کو آپ فرخ کروں دلِ سنجال کے
گرا آنکھوں ہو خاک پر رکھ دوں نکال کے

۱۱، اکبر ماوراء چشم ہوا آنکھ سے جو دور
بالے ہی نور چشم کے پر کیا مرا قصور
کبھائیں تیری مین عنایت یہ اسے غفور
البتہ آنکھ سے مرے جاتا رہا ہے نور

ضعف بعرب ہے اور سفر اپنا دراز ہے
پر تو پلکت فراز ہے اور کار ساز ہے

۸۲ خشک لب میں ذائقہء سلیمیل ہے فلتے میں صاف لذتِ خوانِ غلیل ہے

رخوں کا خون راہ میں تیری سیل ہے یہ سب نہایتِ آفتِ جد کی دلیل ہے

گر جل رہا ہے پیاس سے دل کیا مضافہ

موضع کے آبِ گرم کا کچھوں نہ ذائقہ

۸۳ میں بندہ، تو خدا، میں ذلیل اور تو بیل! احسان تر سے کثیرِ اطاعت مری قلیل

بے کسی ہوں بے وطن ہوں، تیرا درگزرِ غلیل پیکِ اجل سنا ہے آواز "اُڑھیل"

یہاں دستِ حیرت پائے ثبات ہے

پروردگارِ شدم مری تر سے اتہ ہے

۸۴ جانا ہوں داں، جہاں سے سا فریادیں معلوم وقت کرج نہیں، رہنا نہیں

جوز قبر، راہ میں کہیں مہاں سرائیں مہاں سدا ہے قبرِ فراں آشتا نہیں

یارِ بربناہ قبر کی دہشت سے دیکھو

تسناں کا انیس کرم اپنا کیجیو!

۸۵ باریک بال سے بے حرلوئے سرے والا اور مژدگرتے سراں بار ہوں میں آہ

تے کوئی ہفتہ حقانے کرنے چراغِ راہ یارب تری پناہ، تر سے دوست کی پناہ

بارگرتے کا نہیں گئے اعتنا جِ راہ میں

کیوں کر لے گی ہار تری بارگاہ میں

۸۶ باز در شہرِ گرم ہر ہر دوسے کا چار سو ہو گا مرا مقابلہ کیا تیرے رو برو

نقدِ عمل ہی ہفتہ میں نے جنسِ آبرو میڈاں کے وقت ہر جیبو پیٹے پیرے تو

وہ کون ہے بدی سے جرنی بول کرے

سردا مگر یہ غایتِ عشق و محبت کرے

۸۷ کیا علمِ حیرتِ قائمِ عباس سے ہے غم پشت و پناہ چاہے معبود کا کرم

کیا فکرِ دھوپِ یوں نہیں سایہِ معلّم سایہ ترے کرم کا نہ ہر میرے سرے کم

ازدانیِ عطش ہو کہ قحطِ طعم ہو

سب سہل ہے خدائے جہنمِ حرام ہو

۸۸ آگے سپاہ گرد تھی اور اب سپاہ غم اس فوج کی خوش تھی نہ اس فوج کا اہم وہ بھی تراکم تھا ہے یہ بھی تراکم

جنت سے خوش تھیں ہمے ناوش نہ ہوں گائیں
جو تو خوشی سے بچنے کا خوش ہو کے لوں گائیں

۸۹ لئے دوائے گرفتار بندے پر قہر و غضب کرے اپنے عذاب کے لیے جھوٹا طلب کرے
ناشناختہ ام کے نواسے کی کب کرے ہرگز میری مدد نہ امیرِ صوبہ کرے

اعمال نامہ پڑھ کے مرا بخش دیجو
یارب زہد کی عجیب تو بفضل کی عیبو

۹۰ مجھ کو قبول ہے نہ ملے لاش کر کن پر وقت وہ مدد کا ہے اسے ربِ ذلّٰتی
خوشید سر پر اور غلامی برہنہ تن اس وقت دیکھو مجھے رحمت کا پیردن
یاں رحمت کے لئے ہوتے ہوتے پاؤں پاؤں پر

محشر کے روز پر مرا بد نہ فاشیں ہر

۹۱ عیال نہ آگے سب کو بلانا آئیں کو لئے سازا لعلیوت! چھپا نا حسین کو
محشر کے زلزلے سے بچانا حسین کو دوزخ کے رنج تو نہ دکھانا حسین کو

اعداء کے شر سے حال مرا اور غیر ہو

لیکن حسین پیارے کے شیعہ کی غیر ہو

۹۲ پناہ تو نے ملے فردوسِ بیشتر بھجوائے کتنی بار میں خلد کے شر
دن عید کے چڑھایا بیمیر کے دوش پر باقی ہے ایک آندوسے آخری مگر

سر پر ہلالِ تینے کی اب دید کیجیے

قرآن پتھر پر ہو بیجیے اور عید کیجیے

۹۳ تاکہ غیب سے یسنا کلامِ نصیح! میں بس مرے محبوب نے فدائے کئے ذریع
اندوسے عقیدت ہے گذارش یہ سب صحیح تیرے غلاموں سے بھی نہ ہوں گے علیٰ حق

اور ہوں گے بھی تو کچھ نہ تھاں اس سے ملے کیم

جب تیرے نام میں روئیں گے وہ بخش دیں گے ہم

۹۳ خالق کا ایک حسین ہے تو کائنات میں ہے جو کائنات میں ہے وہ ہے تیرے ہاتھ میں
 تجھ کو امید ہم ہے اپنی نجات ہے جسے بھٹائے گا ہزاروں کو تو ایک بتے میں

مناز ہم نے بعد محمد کیا تھے
 جو نغرب انبیا کا نہ تھا وہ دیا تھے

۹۵ پر مژدہ نواز شش معبود برستا! مرکب سے ہر سکہ چکے شاہ کربلا
 اور تینیں سے کے ٹوٹ پڑی فوج اشیا سید کی ایک جان اور اعدا ہزار ہا

نیزے لگائے جم شدہ مشرقین پر
 ترکش بھرے ہوئے کینے خالی حسین پر

۹۶ سپورے تین جہاں کا نالوک ٹھل گیا یہ تیر دل میں غلط کے گھاؤ کر گیا
 غل پڑ گیا کہ وارث سادات مر گیا منہ سے ہو چڑا لاسب آخرش بھر گیا

غش ہو گئے حسینؑ لہو منہ سے ڈال کر
 اور شرم بٹھا سینے پہ خنجر نکال کر

۹۷ اسی وقت بھاتی دیکھنے والوں کی چٹتی تھی وہ ظلم ہو رہا تھا کہ دنیا الٹی تھی
 زہرا تو بار بار گلے سے لپٹی تھی اور زیر تیغ گردن شیر کشتی تھی

جاری تھی یہ ندا کہ نبی کا فرا سا ہوں
 لے شریانی پانی میں پایا سا ہوں پایا سا ہوں

۹۸ جب شرنے نام پانی کا وقت تھا لیا قاتل نے کسے نہیں دیا اور منہ پھرایا
 سرکٹ گیا تو زلفیں پکڑ کر اٹھا لیا مڑے کر غلط نے گلے سے لگایا

گیسو بکھیرے، مین کیے، ناک کش ہوئی
 آخر کٹے گلے سے گلار کھ کے غش ہوئی

۹۹ برپا ہوا دم میں قیامت کا شور و شین نے سینہ میں قرار دیا نے دلوں میں
 سن سن کے قتل گاہ میں عیز و استیلا کے بین زینب پکاری دی، ہمارے گلے حسینؑ

بس اے دبیر کس کو زمین نظر تھرتا ہے
 رونے کے رش کے لاشے پر ہش راتی ہے

۱۰۰ اب انتقامِ نظمِ مصیبت کر لے دیبر موزوں تر قیدِ آبی رسالت کر لے دیبر
 بات اپنے سونے بابِ احیاء کر لے دیبر حق سے سوالی طلب و حاجت کر لے دیبر
 یا رب مجھے نصیبِ درِ شکرتِ خاک ہو
 تانا نام میری خاک کا بھی خاکِ پاک ہو



تَحْقِيقِ مَن

- تلمی مرثیہ، مخطوط ۱۳ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ، قلم سید فراز علی
- دفتر ماتم، جلد ۱۳، طبع مارچ ۱۸۹۷ء، بلکیرہ جناب نسیم اردو بھری

بند ۲: مصرع ۳ دفتر ماتم مطابق متن
 تلمی نسخہ "دندان گرگ عدل سے ان کے شکستہ ہیں"
 بند ۳: تلمی مرثیہ میں نہیں، دفتر ماتم سے نقل ہے۔
 بند ۴: دفتر ماتم مصرع ۵ یہ نقش نوخیزین سواری پر کندہ ہے
 بند ۶، ۷، ۹، ۱۰ تلمی نسخے میں نہیں ہیں۔
 بند ۱۱، تلمی نسخے میں نہیں ہے، دفتر ماتم کے ماسیہ پر ہے۔
 بند ۱۲، تلمی نسخہ، رحمت وہ ہے کہ۔ بیت وہ ہے کہ۔ جرأت وہ ہے کہ۔ قدرت وہ ہے
 کہ۔ معصومیت وہ ہے کہ۔ مظلومیت وہ ہے کہ۔
 بند ۱۴، ۱۵: تلمی نسخے میں نہیں ہے۔ دفتر ماتم سے نقل کیا ہے۔
 بند ۱۷: کہ بیت تلمی نسخے میں یوں ہے:
 پیدا کیا ہے حق نے اکاش سے نور کو کتاب ہے نور چشم یہ رخ نورِ طور کو
 بند ۱۸: مصرع ۳ تلمی نسخہ "قرآن سے خلاصہ اور ایمان سے ضیا"
 مصرع ۶ تلمی نسخہ "حق سے (درو) اصل ملے کائنات سے" درود کا لفظ میں نے کھایا
 نسخے میں یہ جھڑکرم خوردہ ہے۔
 بند ۱۹: ۲۰، تلمی نسخے میں نہیں ہیں، دفتر ماتم سے نقل ہیں۔
 بند ۲۱ تلمی نسخہ، مصرع ۲ مطابق متن ہے اور دفتر ماتم میں ہے:

ہر آئینے کو طرہی سدرہ بانے ہیں

بند ۲۲: قلمی نسخے میں نہیں ہے، دفترِ اتم سے نقل ہے۔

بند ۲۳: دفترِ اتم میں نہیں، قلمی نسخے سے نقل ہے۔

بند ۲۴: قلمی نسخے میں نہیں ہے، دفترِ اتم سے نقل ہے۔

بند ۲۵: قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

بند ۲۶: مصرع ۱: قلمی مرتبہ: "اشراف لب طاعت القدری بوزن اب"۔

اور بیت دفترِ اتم کے مطابق ہے قلمی نسخہ کرم خوردہ ہے صرف مندرجہ ذیل کچھ لے کر

جاتے ہیں:

سارا زمانہ دیتا ہے عنبر ————— لیکن خطا ہے —————

بند ۲۷: دفترِ اتم میں ہے قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

بند ۲۸: مصرع ۴ قلمی نسخہ: "صاحب روا و مقدمہ کشائے شاد و گدا"

بند ۲۹: دفترِ اتم سے نقل ہے قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

بند ۳۰: مصرع ۵، دفترِ اتم "تین و سپرے سرو نیا بہرہ یاب ہے"

حق مطابق ہے قلمی نسخے کے۔

بند ۳۱: مصرع ۶، دفترِ اتم "بیتِ جامع شرف اہل بیت ہے"

بند ۳۲: قلمی نسخہ میں نہیں ہے۔

بند ۳۳: قلمی نسخہ "جبریل بوسرے کے، حق مطابق دفترِ اتم

بند ۳۴: قلمی نسخہ، مصرع ۶ "اب وقت نزاع ہے رجز آخری سنہ"

بنوام، قلمی نسخے کی بیت ہے:

اکم قاضی خاک ملک بے نور تھے ہم بختین مصاحب رب و دوست تھے

بند ۳۵: قلمی نسخے کی بیت ہے:

کیوں رو سیا ہر کچھ بھی تمہیں انفعال ہے بے ورجان خوں میں مرا چہرہ لال ہے

حق مطابق دفترِ اتم ہے۔

بند ۳۶: دفترِ اتم سے نقل کیا ہے قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

بند ۴۹: قلمی نسخہ مصرع ۵، ۳: میں شام تیرا ہوں مجھے کیوں بچھاتے ہو
میں ماں فاطمہ ہوں مجھے کیوں ملتے ہو

بند ۵۰: قلمی نسخے کی بیت ہے:

انجیل ہوں، زبور ہوں، اتم الکتاب ہوں میزان ہوں، مراط ہوں، یرم الحساب ہوں

بند ۵۱: مصرع، قلمی نسخہ ”میرہ مرا ہے گشت ایام، میں باغ ہوں“

بند ۵۲: مصرع ۴، قلمی نسخہ ”پھر چھین لو یہ تم ہو“

بند ۵۳: دفتر ماقم میں بیت یوں ہے۔

مقرب یہ کہہ کے برنج میں فوراً اچھل پڑا لو کہینل سے سانپ تڑپ کر نکل پڑا

بند ۵۴: مصرع ۵، دفتر ماقم ”یہ چھوڑ نہ تیرے شہر دیں پناہ کو“

بند ۵۵: قلمی نسخے کی بیت یہ ہے:

سردار فوج بھاگے شیا علی کی طرح فوج ان کے پیچھے پیچھے تھی نفوں کی طرح

بند ۵۶: قلمی نسخے کی بیت یہ ہے۔

رقار پاسے، یعنی روندہ حیات سے گفتار لب سے، دناخن تدبیر باق سے

بند ۶۰، ۶۱: یہ بند قلمی نسخے میں نہیں ہے۔ دفتر ماقم سے نقل ہے۔

بند ۶۲: قلمی نسخہ، مصرع ۳: ”ماہی نے دوٹے خاک غلوں اپنا رکھ دیا“

بند ۶۳: قلمی نسخہ، مصرع ۴: ”بجز فتح کوئی نیزے کے اوپر نہ جاسکا“

بند ۶۴: دفتر ماقم بند کا پہلا دوسرا مصرع یوں ہے:

چرما ب فرات ————— دریا میں قطرہ زن ہوا —————

بند ۶۵: دفتر ماقم، مصرع ۴: ”دریا نے دی ندامت، ملک یہ بیابان ہے“

بند ۶۶: بیت دفتر ماقم میں یوں ہے:

آقا شیعہ دیکھو تو یہ کون سوتا ہے پیاسا علی کا شیر ترائی میں سوتا ہے

بند ۶۷: قلمی نسخہ، مصرع ۵، ”دل آپ کی سینہ کی خاطر اس ہے“

بند ۶۸: قلمی نسخے کا پہلا دوسرا مصرع یہ ہے:

جن وقت فوج شام نے یہ شر سے کہا چلایا سوئے نہ روہ مکا رو بے حیا

بند ۷۵: مصرع ۱، دفتر قائم "تم ہاتھ اٹھاؤ پانی سے، ہم اہل بیت سے"
 بند ۷۶: مصرع ۲، دفتر قائم "ہیل آئے ملکہ ترک عرق ہر گیا فرات"
 قلمی مرثیہ، مصرع ۳، "استادہ قبلہ رو ہوئے سلطان یک ذات"
 دفتر قائم، مصرع ۴، "سمجھے کہ اشتیاق نے وفا کی ہمارے ساتہ"
 بند ۷۸: قلمی نسخہ، مصرع ۲، "تیرے سب سے گھر مرا بیٹنے سے چٹ گیا"
 بند ۸۰: دفتر قائم، بیت کی ردیف ہے "سنبھال کر"۔ "نکال کر"
 بند ۸۱، ۸۲: قلمی نسخے میں نہیں ہے۔

بند ۸۳: دفتر قائم، مصرع ۵: "ہیسات دست خیر نہ پائے ثبات ہے"
 قلمی مرثیہ، مصرع ۵: "ہیسات دست خیر نہ پاگ ثبات ہے"
 بند ۸۴: قلمی مرثیہ، مصرع ۶: "اپنے کرم کو مونس تنہا کیجینو"
 بند ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰: قلمی نسخے میں نہیں ہیں۔

بند ۹۱: قلمی نسخہ، مصرع ۴: "بنتائے گاہزدوں کو کائنات میں"
 قلمی نسخہ، مصرع ۵: "مختار جم نے بعد محمد کیا تجھے"
 بند ۹۵: قلمی نسخہ، مصرع ۵: "نیزے لگائے پشت شہ مشرقین پر"
 بند ۹۶: قلمی نسخہ، مصرع ۱۰: "پہلو سے تین چلن کا جزا دکھل گیا"
 مصرع ۳: "جانا سمجھوں نے وارث سادات مرگیا"
 مصرع ۶: "اور شریعت پر چڑھا گردل سنبھال کر"
 قنطاریں دفتر قائم ہے۔

بند ۹۸: ہمارا قلمی نسخہ اس بند پر ختم ہو گیا۔ تخلص کے دونوں بند دفتر قائم سے نقل ہیں، دفتر قائم میں
 بند ۱۰۰: مقدم ہے اور بند ۹۹ اس کے بعد۔



فرہنگ

- ۱۔ شران قرینہ گھٹن : پرانے چھڑاؤنا شیر، بڑے بڑے جنگ آزمودہ پہلوان۔
- ۲۔ سطر مادہ : راستے کی لکیر۔ راستہ۔
- ۳۔ قوال افضل : قرآن مجید سورۃ الانبیاء، آیت ۸۵ میں لایا گیا ایک نام ہے مفسرین نے حضرت ابراہیمؑ یا یوشعہ کا لقب یا ایک نبی کا نام مانا ہے۔
- ۴۔ باس حکم : حکم کی خاطر۔
- ۵۔ تخفہ کو قوال : پولیس کا افسر، محافظ۔
- ۶۔ بے تجربہ : بڑا شامیانہ۔
- ۷۔ مبتطل : باطل کرنے والا۔
- ۸۔ بصر : محبت، سورج۔
- ۹۔ خریشہ : منطق کی ایک کتاب کا نام۔
- ۱۰۔ زلزال : صاف عمدہ پانی۔
- ۱۱۔ گوشی : کان۔
- ۱۲۔ ممدام : ہمیشہ۔
- ۱۳۔ ولا : محبت اہل بیت۔
- ۱۴۔ اُصْحَفَت : شاہی۔ آفرین۔
- ۱۵۔ طاق : جھنڈ کی مندر، شہنائے طاق، ایک، تین، پانچ، چھ، تینوں کی راتیں، خصوصی طور پر ۱۹۔
- ۱۶۔ بجی : ناک، (تین، آٹھ، چتر۔ یہاں بالکل ٹھیک جگہ مراد ہے)۔
- ۱۷۔ ذوق : چھدی۔
- ۱۸۔ ناگفتہ بہ : ناقابل بیان۔

۱۹۔ قاتل دین ہے، مگر نظر نہیں آتا۔ ہمارے شاعروں نے دہانہ چھوٹا ہونے کو حسن نام ہے چوں چھوٹے دہانے کی تشبیہ میں کہی منچہ کہا اور کہی سرے سے اسے نظر نہ آنے والا کہہ گئے۔ دراصل اسب نے بھی نگی دہان کو ”دین غائب“ کہا ہے۔

۲۰۔ خلف الصدق : فرزند پرکشید۔

۲۱۔ سلسلہ جنجال : رابطہ پیدا کرنے والا۔

۲۲۔ ماخذ : مصدر۔ حاصل کرنے کی جگہ۔

۲۳۔ منقح : کاریگری۔ ہنر۔

۲۴۔ زکشتی فلک : سات آسمان، اٹھویں عرشِ انرفی کرسی۔ یہ الگ الگ کشتی کے مشابہ ہیں۔

۲۵۔ حیف آتا ہے : افسوس ہوتا ہے۔

۲۶۔ اب تحریروں کے علم : تحریر وہ علم جس میں عبارت کی درستی اور الفاظ کی معنوی ہیئت سے بحث ہوتی ہے۔ مثلاً مفردات و جہوں کے وزن بتائے جاتے ہیں۔ چنانچہ۔ غری حضرت نے نصیر کی قیام ابھارتی ہے۔ لیکن ممدوح کی زردہ دیکھ کر یہ جیسے غلط لکھی۔ کیونکہ ساری نگاہیں اسلئے سے استعارہ آوازوں میں جیس ہیں۔ اس لیے چشم و نظر را بھر کہ جیس زردہ کو ماننا چاہئے۔

۲۷۔ عقبر پر رن : راجہ اور غیر راجہ کا

۲۸۔ کنہ : حقیقت

۲۹۔ قطع دلیل کفر : کفر کی دلیل کے لیے کاٹ۔

۳۰۔ تحریر و رو ہے : تلواری کی مدد۔

۳۱۔ کتاب قضا و تنبیح طبع : وہ قلم جس سے قضا و قدر (مرمت مراد ہے) لکھی جاتی اور حضرت علی کی تلواریوں میں ایک ہی چیز کا نام ہے دونوں مشابہ ہیں۔

۳۲۔ اک دشت سایہ رزم آبر : ہرن کے سایے کی سیما ہی اور وہ بھی ایک طویل و عریض میدان بھر کے۔ قرطاس۔ کاغذ۔ دام۔ قریب۔

۳۳۔ توبت الشری : زمین کے نیچے۔ قوق : آسمان کے اوپر۔ تیغ آفتاب : سورج کی کرن۔

۳۴۔ پیشہ : روٹی۔

۳۵۔ عاقبت شتر : حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا۔

- ۲۶۔ آفسار: بیانِ دعویٰ۔
۳۶۔ کرپوں : برا۔
۳۸۔ خمر بنو: گڑبڑ، گڑبڑا۔ لا جواب، دنگ۔
۳۹۔ سب کو تباہ ہے اور سرے ویر کر دیا، رُوخِ جہو! سورۃ الرحمن کی ستائش۔
۴۰۔ کُلّ مَن یلہٰ فان و یسقی وجہ، بیکِ نوالِ جلال والا کرام، مصرعِ مذکورہ بالا
اور اس کے بعد ”و جب“ کی تفسیر ہے کہ اس سے مراد اُنہی اہل بیت ہیں۔
۴۱۔ بیرائے: سورۃ الفتح کی عربی آیت ہے ”إِنَّ الذِّینَ یَا لَیْعُونَا اِذَا یَا بَیْعُونَ اِیْدِیَہُمْ“ تفسیر میں یادِ اس سے حضرت علیؑ مراد لیے گئے ہیں۔
۴۲۔ رشتِ محو: بدرِ مزاج۔
۴۳۔ میلِ فام: نیکار گنگ۔
۴۴۔ تیز پا ہرنا: بھانگ، فرار کرنا۔
۴۵۔ خراج: ٹیکس۔ مالیانہ۔
۴۶۔ تغافل: گدھی۔
۴۷۔ برقنا: بھلی پیداکرنے والا۔
۴۸۔ فرقِ خُرد: دشمنی کا سر۔
۴۹۔ جہنت: سبب۔
۵۰۔ گلی بازی: کھیل کا چھوٹا۔
۵۱۔ مردم: مرد کو جمع روگ،
۵۲۔ سنگِ آسیا: چکنی کا پتھر۔
۵۳۔ فلوس: پھیل کے بننے۔ چھلکے
۵۴۔ ناک: سونے میں ناگہ ٹانے کا سوراخ۔ راستہ۔
۵۵۔ عجزا: شاہی سلام۔ سلام
۵۶۔ دورِ جگر میداں: دورِ جانِ میداں۔ دیرِ معنی و فراقِ نام کے معاشیے پر درج ہے،
۵۷۔ قطرہ زن ہرنا: دوڑنا۔ تھکنا۔ گھڑا۔

- ۵۷۔ تحول : فرج یزید کا ایک ظالم افسر۔
- ۵۸۔ محمد زنت : (مختصرہ) پر وہ نقشبین خواتین۔
- ۵۹۔ مظنقا : بالکل۔
- ۶۰۔ چمک فواز : چمک چمکنے سے پہلے احسان کرنے والا دم میں مثال کر دینے والا۔
- ۶۱۔ باور و مددگار : کنیل : شیر گیر۔ سربراہ۔
- ۶۲۔ قوئمر : بال بال۔ رویاں رویاں۔
- ۶۳۔ بشت و پناہ : حامی مددگار۔
- ۶۴۔ آزادی غطش : پیاس کی فراوانی۔
- ۶۵۔ غلد : جنت۔ شکر : جہنم۔ دوزخ : جہنم۔
- ۶۶۔ زخت : لباس۔
- ۶۷۔ سازگار : محبوب : صیب و گناہ چھپانے والے۔
- ۶۸۔ محلہ قزوئی : جنت کا لباس۔
- ۶۹۔ قدیر : قربانی۔ قربح : توجہ ہونے والا۔ توجہ کیا ہوا۔ از روئے غلبہ بیت : بندہ نے سے
- طرے سے۔



مرثیہ نمبر ۱۱

کس کی زباں سے پیاس نے پانی ہے اُبرو

۱۰۸ بند

بیان شہادت امام حسین علیہ السلام

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ الفاظ

”دراستہ درجہ جس میں ”رونے کی فضیلت و ثواب بیان کیا ہے اور ابو الحسن نامی مکی عالم کاتب اہل کائنات نہیں لکھا، میں ہے کہ ان کے پیروی دوست نے نزع کے وقت مرلا کو بلایا، لہذا انہی کے سرانے چیلر کمر، اصول دین و فضاہ پر چلے سورہ یٰسین کی تلاوت کی، جس کے

بہار گرگی، رات ہوئی اور مولانا سوسنے کو مرنے والے کو خواب میں دیکھا، پوچھا، بھی کیا ہوا، اس نے دیا جواب کہ فضل خدا ہوا۔ انہوں نے پوچھا :

خاطر سے کسی کی حقیت گناہوں کو دھو دیا؛
اُس نے کہا: حسینؑ اور دودیا

جب میں دفن ہوا تو فرشتے گزرا تیشیں لیے داخل قبر ہوئے، میری ہڈیاں پلٹنے لگیں روایاں دیان
فریاد کرنے لگا، اس اثناء میں دیوار پھٹی اور صدائے رحمت معبود انہی وجہاں آئی :

مخدو فرشتو محمدا سے بختواتے ہیں ہاں اے ابھی خطاب ذکر کرتا، ہم آتے ہیں
امام حسینؑ عتق لین لائے اور فرشتوں کو روکا :

ہو آپ کے حوالے یہ اہل عطا ہوا ہرے فرشتے کا خواب اس سے کیا ہوا؛
فرمایا: اک جگہ مرا ماتم بپا ہوا یہ بھی شریک محبت اہل عزا ہوا
ہاں، یہی شیور دفتر اعمال دھونے کو آنکھوں سے آتے ہیں میری مجلس پٹنے کو
ذاکرے سر فرشت ہمارے ہو کہ بیاں بالیں پر اس کی دوتا تھا کہ حیدری جواں
اک آنسو اس کے سر پر گرا بہہ کے ناگیاں اس اشک کی ہوئی بزرگت جا بجا عیاں
دنیا میں سو بلند یہ ناکام ہو گیا اور آج مغفرت کا سراپا نام ہو گیا
اس خواب کے حوالے سے رونے کی سفارش کرتے ہوئے رونے والے حاضرین مجلس کو
خطاب کیا ہے۔

یارو، حرم سرا میں قیامت کا وقت ہے شکل کشا کی آل پر آفت کا وقت ہے
دن و نعل چلے، شکر کی شادت کا وقت ہے دن میں غروب ہر برکت کا وقت ہے
مرثیے کا تیسرا حصہ تنہید، آمد، رجز، تلوار، گھوڑے، سراپا، جنگ اور شہادت دین نظم ہیں
اس حصے سے مقدم ہر تائبہ کو مرثیہ حاضر کے دن مجلس میں پڑھنے کے لیے لکھا ہے۔

نزیر نظری بنیادی طور پر تین فصول پر مبنی ہے پہلا فصول میرے کتب خانے میں موجود ہے،
نقلی متن ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء سے پہلے کا مخطوط ہے، دوسرا متن نزل کشور کا مطبوعہ نسخہ ۱۸۷۵ء ہے جو مرثیہ
دربار حیدر اہل کے نام سے چھپا تیسرا متن دفتر ماتم سے لیا ہے۔ اس میں متن نیزہ ۲۰، باوجود اختلافات
نسخہ ہیں، دفتر ماتم کا اصل مرثیہ قوافی جناب امجد مرحوم کا میکا کردہ ہے لیکن بہت نامہوار ہے

محدود بند مکرری کچھ بند بے ترتیب ہیں۔

ہم نئے تینوں نسخوں کا مقابلہ کیا ہے۔ اور تمام بند تحقیق کے بعد داخل فن کر کے، اختلافات
:زیر تحقیق فن کے نام سے کھودیئے ہیں۔ تحقیق فن میں تفصیلی بحث سے پرہیز کیا ہے کہ کتاب
فولی نہ ہو۔

میرا اندازہ ہے کہ یہ مرثیہ مرزا صاحب کی شاعری کے پہلے دور سے متعلق ہے۔ جس پر بار
باز لکھی گئی ہے اور عملی ترمیم و تفسیح جاری رہا ہے۔ جس کا ثبوت خود میرا قلمی نسخہ ہے، خصوصاً بند ۱۰،
۱۱ اور ۱۲ بند جو ذیلی بیت غالباً مرزا صاحب کے قلم سے تحریر ہے۔

”نسخہ“
شکل کی طرح اک نکا کے چل کے مرمر کی طرح باک اوٹھائے چلی گئی۔



کس کی زباں سے پیاس نے پائی ہے آبرو

۱۰۸ بند

بیان شہادت امام حسین علیہ السلام

کس کی زباں سے پیاس نے پائی ہے آبرو کس تشذب کے تھے میں آئی ہے آبرو
ایمان کس شہید پر لائی ہے آبرو دریا میں کس کے غم کی سوائی ہے آبرو
پیا سامرا ہے کون عزیزوں سے چھوڑ کے

دو تھے میں یہ حباب کے بھٹ بھٹ کے

۲ بچپن میں قصہ روزہ کیا پیاس کے لیے زہرا کا دردھ بھر ڈر دیا، پیاس کے لیے

احسان فرات کا نہ لیا، پیاس کے لیے پانی نہ ساتویں سے پیا، پیاس کے لیے

رو داؤد زنج یا دہے سارے جہان کو

کناوہ پیاس پیاس، چبا کر زباں کر

۳ اک حمد کا بے ساقی کو ترسے یہ بیان شدت ہوئی وہ پیاس کی شب میں ناگماں

جوب جہاں و پیر ہوئے زار و ناتواں آئی بزل رو بروئے غصہ بر ملاں

سبطین، روش غیر بنا پر تقسیم تھے!

کا ندھوں پر گر شوارہ عرش عظیم تھے!

۴ آگے نئی کے کا ندھوں سے ان کو ناکر کی عرض فاطمہ نے کوائے شا و بحر و بر

ان کو تلق ہے پیاس کا سب سے زیادہ تر پھوٹے سے سن ہی، نئے سے ملی چمک بکڑ

ہر چند ب عزیز بی پیاس سے حضور کے

پڑا ہی بہت مذہال فرا سے حضور کے

۵ حضرت نے ان کے سر میں زبان ہی بھلے آب پر کہتے ہیں روایت ثانی میں لوز اب
مروالمان اور ہچکے تھے برے خواب اندر بے گیر تھا سر شاہ فلک برب
نا کہما حسن لے کر کچھ التماس ہے
نا رسول! پانی نواس کو پیا ہے

۶ یس کے نیند ایک طرف اڑ گیا قرار دوڑے پیالے کے رسول فلک تار
تقی گرفتہ خاڑ اندس میں شیر دار دور حاس کا اپنے ہاتھ سے دریا باغیہ
تخیں لی خدا سے رات گاہ نے
کا حسن جو تھا تو کیا خود جناب نے

۷ پر جب کہ وہ پیالہ حسن کو کب عطا ہو رہا ہے تشنہ مچوائے کر ملا
کچھ پیاں کا اشارہ تھا کچھ سن کا تقصیر رہتی تھی کہنے پڑنے میں بھی بحث بار
کئی پر استین کو جلدی چڑھا دیا
نخاسا ہاتھ سرے پیالہ بڑھا دیا

۸ کئے گئے حسن، کہ نہ تکلیف بھیجیے کورہ ہٹا کے برے، زورے تو لیجیے
عازرے جانی، جان میں لی تو لیجیے یاں ناز تھا کہ ہم نہیں لیتے، نہ دیکھیے
بیش ہے سیر فضل خدا سے قدیرے
شیریں زبانی آپ کی کیا کم ہے، شیرے

۹ یہ کہہ کے جست کر کے پیالے پراتے تھے سر کا کے اپنا ہاتھ حسن سکراتے تھے
کڑے پر دوڑ کر کبھی منہ لگاتے تھے ہنستے تھے کھل کھلا کے دھجھکے ساتے تھے
آؤ پینہ آگیا ماسے پر، خشک گئے
نہ ہر آئے آفتاب پہ تارے چونک گئے

۱۰ تھوسے عرق کے جب کہ جس سے ٹھک پڑا بے ساختہ تول کے آنسو ٹپک پڑے
دل میں پر کر دل شکنی کے جوشک پڑے وہ کرب تھا کہ زخم پر جیسے ٹپک پڑے
بریں بنی سے دیکھ کے منہ ہی میوڑ کا
گوا حسن پر پیار سوا ہے حضور کا

۱۱ اک شاہزادہ غیر تھا اس وقت ایک بھول
شیر کے سکوت پر رونے لگی بترل م
گندہ خیال، دل نہ ہرا ہر کہیں ملول
آنکھوں کو ڈبڈبائے یک طرفہ، یا رسول!

میرے تو دل کا میں ہے دونوں کے چین سے
افت حسن کی تم کو سوا ہے حسین سے

۱۲ فریاد مصطفیٰ نے نہیں، میری نور حسین
مجھ کو تو جو تھا حسن ہے وہی حسین
وہ لعب زندگی ہے، یہ تالے لال کا چین
شان و شکوہ، یہ پیمبر کی زیب و زین
نیکوہ یہ بعد کیجیو، جانی رسول سے
کہہ، پیسے کسی نے مانگا تھا پانی رسول سے

۱۳ دور دراز سے میں لایا کر پیاسے تھے دھولال
اول دیا حسن کو کر اس نے کیا سوال
سربار کی کمی کا ہوا آپ کو خیال؟
ایسا میں ہوں کہ جاہوں کا شیر کا طلال
جو کچھ کہیں میں لاؤں ضیافت کے واسطے
پیاسے رہ جائے یہ مری اُفت کے واسطے

۱۴ اب اہل معرفت سے ہے افسان کی طلب
دونوں ناسے ایک تھے چینی حبیب
مردی حسین کا پر آہ، کیا سبب
پیدا ہوئے تو دور دراز تک پہنچے غیب
دور ازل سے پیاس ہی مقدر نگاہ تھی
بچپن سے آپ تیغ شہادت کی چاہ تھی

۱۵ دونی تھیں غافلہ جویرہ دوسرے تھے سوئے ہما
اب کہ بلا کی پیاس کریں یاد خاص و عام
پانی تو مان کے مہر میں نوزد تشریف کام
کیا کڑھتی ہو گی تیر میں غافلہ نیک نام
فش ہو کے کتنی باز زمین پر گسے حسین
پیاسے گئے فرات پہ پیاسے پھرے حسین

۱۶ ہے وہ تین روز کی اور تین شب کی پیاس
آفت کی دھوپ، تو کڑھ گری غضب کی پیاس
خود دینے غرا پیاس سے اور یاد بک پیاس
وہ زخم کھائے اکبر مال نسب کی پیاس
وہ دل پہ ہاتھ رکھ کے دکھانا زبان کو
اور دیکھنا حسین کا وہ آسمان کو

۱۶ پالی بھی بند، وقت بھی بند اور ہر اچھی بند بیٹے میں سانس بند، لگے ہی صدا بھی بند
راؤ مزار حضرت شکل کشا بھی بند ہے ہے، سبیل روزِ غیر اور کئی بھی بند

دیکھے ہیں بند بستی کہیں یوں رطانی کے

آخر میں کے بال کھلے تم میں جانی کے

۱۷ وہ لکھ میں مہا نفاق سے شکل کو دیکھ کر وہ روتے آنا زنگ میں اسفر کو دیکھ کر

وہ سر کھانا ڈیڑھ ہی پر خواہر کو دیکھ کر وہ نہ بھرا ناغہ ہی دختر کو دیکھ کر

پیا سوں کی قریر عرق نہیں پیا ہی ہے سین

ان کا یہ کہنا، جیسے سے بے آس ہے سین

۱۸ ہر سے پرنگ ہو تو کئی ہی جا بجا ظاہر کری اگر غشِ شاہ و کربلا

نے بور ہے اندنگ، نہ تاثیر ہے بڑا کہہ دی اگر کوئی دریا یہ ماحسرا

طوفان کے غلغلے ہوں، قیامت کے شور ہوں

شیریں ہیں تپتے پتے، وہ سب بخ و شہ ہوں

۱۹ سنتے ہی بے فدائی مولا کے تشہ کلام بالکل تنگ جز ہر نہ ہو رہے تنگ حرم

دی چاشنی سرت یہ شیریںیاں تمام باقی رہے نہ غلے کاروئے زہی پر نام

گندم دواں دم کو بھلی دنیا کی کشت سے

نکلے تپے جیسے حضرت آدم بہشت سے

۲۰ اب کلمہ حقیقت و طہرت ہے جوشِ زن ہر شے پر حال سن کے ہر بے حال فتن

ہم پر میاں ہے حادثہ شاد و بے وطن پھر آرزوئے عیش ہے، پھر نگر جان فتن

بعد از حسین زیست مجاہدے جلے خاک سے

فدا گویا زہی سے تو پھر کیا ہے خاک سے

۲۱ یزید، یارِ گاو، امام حسین ہے مظلوم معروف، اہتمام میاں جبریل ہے

چشمِ پر آب، رشک و وسوسیل ہے فخرِ حسینِ تشہ و ہن، یہ سبیل ہے

جرا، یوں عزائمِ عرفت ہر کیا کیا جزائے

جنت ہے کیا حسین ملے، اور خدا ملے

۲۳ اٹکھوں کو شک کی خشک بانی پر ترکی
روئے پر اپنے رویں، عدالت اگر کری
جس کا رواں سرا سے شہری سفر کری
سمجھیں وطن ہم اس کو خوشی سے بسر کری

لذت تھی خشک دتر کی شہر مجھ ویر کے ساتھ

امید یہ قطع ہو گئی سب ان کے سر کے ساتھ

۲۴ ادنیٰ کے گھر چرغا تھر خزان کو جاتے ہیں
کسی کسی ادب سے میٹھ کے اُسر جاتے ہیں
اس اجنبی میں صاحبِ مہراج آتے ہیں
ہم اور ذکر اپنی زبانوں پہ لاساتے ہیں
نے داد گرہ ہے نہ صلہ شور و شین کا

اور جانتے تھی تعزیر غناء حسین کا

۲۵ گویا غیر میں کہ یہ دربار کرن ہے
کس کی عزت ہے اور عواد کرن ہے
آنسو کا کیا جہلبے، عزا دار کرن ہے
عامی بے کرن، رحمت عفا کرن ہے

ایسا نہیں خیال کہ یہ کیا مقام ہے

ادنیٰ آراب روئے کا اعلیٰ مقام ہے

۲۶ گر آنکھ سے زیارتِ خیر اُٹھنا کری
اور غور بے قرار ی خیر انشا کری
ایسا ہی پھر تر رویں کہ محشر پاکری
لازم ہے بے مشاہدہ شور و بکا کری

کس کو یہاں رسول اُٹم دیکھتے نہیں

افسوس ہم کو یہ ہے کہ ہم دیکھتے نہیں

۲۷ اے ابرتر تبار، گھر بے ہساب ہے کیا مطلق
اے بحر فیض جاری، ربّ العالما ہے کیا
اے خضر سب کی آنکھ میں، آپ بقیہ کیا
اے عند ربّ بندہ، اگل مُدعا ہے کیا

کس شے سے مامیوں کو در عالم میں ہیں بے

کتے ہیں سب وہ اشک عذائے حسین ہے

۲۸ باغِ جنات کے پھولوں کی شہنہ، ہر اشک میں
بنیادِ ابروئے در عالم ہے اشک میں
پیشِ علی کے زخموں کا مہم یہ اشک میں
خورشیدِ اوج ماہِ محرم ہے اشک میں

طاہریت کا ان سے نئے نئے بدلے دیرِ دیر ہے

نامِ خدا، یہ سب جو ذکرِ حسین ہے

یہ اشک فریبِ شیعہ ہے یہ آہ ہے علم زیرِ عملِ قلمِ ریخت ہے یکِ قلم
اور وہ آہ "وہ قلم ہے کہ قسطنطنیہ کی قسم جو بے درقِ برائت کی صورت کے قلم

باندھا جو تاروں نے کا کا رِحو ہوا

پدہ گنہ کا فاش جو تھا وہ رفو ہوا

کچھ بھی حسنِ اشک یہ ظاہرِ احسن اک پاسِ بانِ قلمِ ہم سب یہ ہم وطن
ہلاؤ ڈنڈو مرگ ہوا اس کا راہِ زن اس نے طلب کیا مجھے گوارے دفتنِ جن

بند سے نے کچھ عقایدِ عقدِ بیان کیے

درباں پہ اہل بیت کے رہتے عیاں کیے

آفرین کے سورۃ الیسین مرگیا درباں خدا کے گھر گیا وہی اپنے گھر گیا
ناگرجاں سے حاجتِ انجم گزر گیا اور خدا کے خیال میں غمِ نریش پر گیا

پکوں نے بند کھ کے بھوں کا دکھ کیا

دربان نے میں خراب میں نہیں گند کیا

"میں نے کیا سوال کہ انجام کیا ہوا اس نے دیا جواب کہ فضلِ خدا ہوا

میں نے کہا کہ فضلِ تو اللہ کا ہوا پر کیا وسیلہ مددِ کسب کیا ہوا

خاطر سے کس کی حق نے گنہوں کو دھویا

اس نے کہا "سینِ حسین" اور رو دیا

"ہلا لڑکے پھر کہ ہوا دفن میں خوشیں آئے کئی فرشتے یہ گزرتا نشیں

وہ پاشیِ خلق کی کہیں بھرتی نہیں آمدنی ان کی قدرِ خدا ہل گئی زمیں

بجز حقِ قہرِ اللہ سے اعصابِ پند تھے

اُف اُف کے شمعِ ہرین مرسے بند تھے

"ہلا لڑکے تھے ہلا لڑکے گزرتا شد و نشاں اور میرے ہر گنہ کا اشارہ یہ تھا: ہاں

اسی نکلے میں شق ہوئی دلیرانِ گماں آئی خدا نے رحمتِ معبودِ انسِ جاں

معدنِ فرشتوں، طہروا سے پختا تے ہیں

ہاں ہاں، اہیِ عذابِ ذکرِ ناہم اتے ہیں

۲۵ ناگاہ کُچ قبر ہوا برج آفتاب در آیا لاکھ ہر سے دلاں اک فلک برباد
ماستے سے تاب نہاں جلاست قہر سے نیکر اکبر کی آب ذباب روشن تھی رخ سے نیکر اکبر کی آب ذباب

گوری ہیں اپنے نیکر امغر کو لائے تھے

تھی سی ایک لاش گلے سے لگائے تھے

۲۶ آئے اور اکے میرے سر ہائے ٹھہر گئے ڈر کہ عذاب قبر وہی کو چا کر گئے
جگہ سے ہرے ہرے حکام تھے وہ ب سنو گئے کیا جانے پھر گناہ کہاں تھے کہ وہ گئے

بیت سے قد میں کے بھر کا پنے گئے

حکم خدا سے آئے تھے پر کا پنے گئے

۲۷ باغوں کو باز نہا بیٹک دیئے گزشتہ دار کی حرم کی حصور کی مرضی ہے ہم خار
لیکن یہ بندہ سب سے سوا ہے قصور دار فرمایا، پھر خدا کا کرم بھی ہے بے شمار

ہم پر ازل سے خالق اکبر کا پیادہ ہے

بخشنا اسے بھی ہم کو، ہیں اختیار ہے

۲۸ برسے فرشتے کا رُتوب اس سے کیا ہوا جو آپ کے حوالے یہ اہل خط ہوا
فرمایا، اک جگہ مرا ماتم پیسا ہوا یہ بھی شریک محبت اہل عزا ہوا

لاستے ہی شیعوں دفن اعمال دھوئے کو

آنکھوں سے آتے ہی مری مجلس میں بیٹھے کو

۲۹ خاک سے سر فروشت ہادی جو کی سیاں بالیں پر اس کی روتا تھا اک جیدی بڑاں
اک آنسو اس کے سر پر گرا ہمد کے ناگماں اس اشک کی ہوئی بَرَکت جا بجا دیا

دنیا میں سر بلند یہ ناکام ہو گیا

اور آج مغفرت کا سر انجام ہو گیا

۴۰ وقت بشارت نامانے اس کو بچا لیا دوزخ بڑھا تو منہ مری نامانے کیا
دقت کھلا گناہوں کا جو پیشی کر دیا موجود با با جان تھے، پڑھ کر اٹ دیا

جنت کا در کشادہ پئے سیر کر دیا

ہم نے تو اُس کے حاضر باغخیر کر دیا

۴۱ یہی ہے سب عالمگراں پر پڑے نثار
میں پاؤں سے لوٹ کے پکارا برآمد
تم کون ہو؟ کہ گھر میں خدا کے ہے اختیار
رو کر کہا کرے کس معلوم وجہ دیا

سب خلق میں کر دیتی ہے میں وہ فریب ہاں

اشتر کا حسین، بنی کا حبیب ہوں

۴۲ مٹا یہ خراب کھیتو ہر اک غاصی و عام سے
آنسو کی ہر عزیز نہ ایسے امام سے
خدمت ادا ہوئی تھی نہ کچھ اس غلام سے
بروہ، بختا یا ہے کس دھوم دھام سے

دھونڈو گئے خشک درزمین کی کیا نہ پاؤ گے

پر ایسا قدر دان کوئی آقا نہ پاؤ گے

۴۳ یہ اشک رنج کشتی طوفانِ شہر ہے
قیامِ خدا، نگینِ سلیمانِ شہر ہے
یہ درہے اور بہا در میدانِ شہر ہے
مردم کی بزرہ دم طغیانِ شہر ہے

یہ اشک شہر کی تکلیفی دکھائے گا

عقیان کی شہاب کو سر کرنائے گا

۴۴ شیعوں کا یزید مذکور ہے دلِ جبریل ہے
ہر بندے پر یہ حکمِ خدا ہے طویل ہے
آنسو تر ہے قدیر، تو میرا خلیل ہے
سنا ہے سلیمان کو قریشِ طویل ہے

بندے، مجھ کے تھی خدا، وہ حسین کو

بہتا تھے بھی اور ترے والہ یمن کو

۴۵ اب مٹلی اشک راہِ خدا میں فلا کرو
مثلِ غلیل بزمِ عسرا میں بکا کرو
فریا دوسرے قبر رسولِ خدا کرو
یا مصطفیٰ! نظرِ طرب کر بلا کرو

بچوں کی تر جواڑوں کی شہر بانیاں ہوشی

اور اب جدا حسین سے سیدائیاں ہوشی

۴۶ وہ دمِ سلا میں قیامت کا وقت ہے
مشکل کشا کی آل پر آفت کا وقت ہے
دن میں غروبِ بہرِ بخت کا وقت ہے
دنِ وصلِ بچلے، اشکِ شہادت کا وقت ہے

زینب کے دل کو داغِ برآمدِ لعیب ہے

خجھرے پر سرگاہ جیسے بہرِ قریب ہے

۴۷ چھتا ہے چاند فاتح بدرو حنین کا
اب کوچ آخری ہے شر مشرقین کا
کتاب ہے پیاسا فاطمہ کے لڑکھن کا
خوشی سے ڈرتا ہے سفید حسین کا
مہانوں پر یہ ظلم کب سے کیا نہیں
چرمیروں پر بے کربانی پیاس نہیں

۴۸ حضرت کریم کی پیاس دم بھر کی تھی پسند
دو عطا دودھ جس کے بے ہو کے شاد مند
پیاسا وہ فریح ہر تابے اپن گل گوسفند
منہ پیاس سے کھلا ہے اور آب دلاں بند
ماشقی فاطمہ بہت اس نور عین کی
اقت سے آج کی نہ سفاک حسین کی

۴۹ دریا میں ابن فاطمہ کر کے لگی تھی پیاس
پتھر بھرا تھا پانی سے لائے تھے زپاں کے
ہے ہے، کیا مصیبت نہ مہمان کا نہ پاس
مارا دکن پہ تیر، سببا خون سے لباس!
دریا سے نکلے پیاس کا غم مانتے ہوئے
مقتل میں آئے منہ سے لہو داتے ہوئے

۵۰ دین بیکاری اٹھے چھدا تیر سے دین
کیا پانی نوش کرتے تھے، لے سید زین!
ہوٹوں پہ ہاتھ رکھ کے کیا شرنے پر سن
قلم کو تیر مارا تھا، مارا لے سن
سجائی کی پیاس یا حق تیر کیا نہ تھا
چوڑی میں نے پانی لیا تھا، پیاس نہ تھا

۵۱ پھر تار حق کے کشک کا باندھا امانے
زخم دین کا بخیر کیا، نشہ کام نے
کا پشت سولے خیر، رخ ادا کے سنانے
اگلے دین سے لعل بست خوش کام نے
سب نے بیان داست پہ گردن کو خم کیا
قابل ہوئے، سکوت کیا، اور ستم کیا

۵۲ سمجھایا شرنے، راہ پہ آؤ، کہا، نہیں
فرمایا، خیر پانی پلاؤ، کہا، نہیں
پوچھا، قصور میرا بتاؤ، کہا، نہیں
بوسے تو پھر بھی نہ ستاؤ، کہا، نہیں
فرمایا، گھر بلا کے اسبہ تغیب کیا
بوسے، تم آپ آئے ہو، کس نے طلب کیا

۳۵ فرمایا، جانے دو کہ میرے کو جائیں، ہم وہ برے، تیرے کے گلے پر لگاؤں گے، ہم؟

فرمایا، اہل بیت کہ پیچھے آئیں، ہم؟ چلائے وہ کہ برے میں کن کو پھرنے؟

فرمایا، کچھ بھی تم کو مروت ہے؟

بورے کہ ہے، پر آلی بنائے سے روائیں

۳۶ ناگر کہا مڑو کل باران سے، یا امام برسا سے آگ نادیوں کی فوج پر غلام؟

اگر کیا ہوا کے فرشتے نے یہ کلام مولا جو حکم ہر ترادوں سپاہ شام؟

بھلی تڑپ کے بولی کہ میں کو نندتی پھروں

مصرعے عرض کی یہ صفیں رونق پھروں

۳۷ مولا جسے کہ وقت ہے ایسا ہی ہم پر آج فرمایا، ہم ازل سے ہی مستغنی و افزاج

آئی ہے تم بھول کی تو پاس اپنے اعتبار خالق پر منحصر ہے مرے درد کا علاج

دکھ میں زیادہ آگے مرے در پہ پہنے

انشاء اللہ، اور کا احسان سینے

۳۸ قرآن کا بطن ہوں، غلغلا آفرین انبیین قائم مقام قائم قرآن مجید

فخر جہاں، امام شریعت، پناہ دیں آرام بخش چرخ، تسلی دو زمیں

ہم نے بندہ معبودوں کی قدر کر کیا

شش بدر کو شکست صفت بدر کو کیا

۳۹ ابرقت نے سنی فیروں سے چاہی، تو کیا ہوا بندوں کی انتہا میں کتاب خدا ہوا

نڈال میں رنج سات بری کا سرا ہوا اور جب خدا نے چاہا تو فرار رہا ہوا

چھپ کر شجر میں کیا کر گیا کو چھل ملا

اُسے سے زندگی کو پیام اُٹل ملا

۴۰ اپنی نظر فقط مدد کب سے یا پہے گھریں بھی اور لہریں بھی یکے بعد

کچھ نہیں بول کر ناری ہوا پہے غالب یہ خاکسارفت اوجا پہے

درد کچھ تو یہ معرکہ بھی یاد گار ہے

عکس میری میں کیا برہنہ دلافتار ہے

۶۳ سنا تھا یہ کہ جامے سے باہر تھی ذوالفقار اور زبیر قبضہ شہر صفدر تھی ذوالفقار
ظالم رکے کہ سید سکندر تھی ذوالفقار جب تک رہی نایم میں بے پرتی ذوالفقار

نکل بس اور فدا ہوئی ابن بتول پر
بہل نفس سے بھڑک کے جس طرح چھل پر

۶۴ تیغ علی عروج پہ آئی میان سے پر واز جبرئیل نے کی آستان سے
لشکر کر حکم نسلج جو بخشا زبان سے عروہ کیا ہلال نے داں آسمان سے

اس کے حضور ماہ نہ جلوہ نما ہوا

جھاگا جو پاؤں رکے کے وہ سر پر ہا ہوا

۶۵ "تو لڑی وہ جیت" وہ جبر کا بندوبست زنجیروں میں بندھا ہوا بھرا تھا شہریت
جبر ہر تھے یا بھگت تھی وہ نصرت کی دیریت کھٹا تھا دفتروں میں اسی خط سے شجاعت

لینے تھی جائزہ تو کبھی رزم گاہ میں

پر چہرے فردوس کے تھے سب نگاہ میں

۶۶ کیا تیغ آبدار تھی جبر سے خوش جمال محمد حارمی کھڑے تھے بے کھڑے کے کمال
جبر ہر تھے یا کو سبکدے کے بیچ میں ہلال ایسا تو آئینہ تھی وہ ششیر بے مثال

جبر ہر کے جن غلوں پر سرا پا لگان تھے

اہل شجر کے تارِ نظر کے نشان رستے

۶۷ آواز دی بلاق نے ہاں ذوالجناح ہاں بہشت نے بے کس کے کہا مقامے نماں
تہائی کا بھرم جنہیں برا عسماں مظلومیت پر سے بڑھی کھل کر کشائی

علی تھا نہ فروغ ہے نہ علم دارِ نیک ہے

محلِ خدا حسینؑ دو عالم میں ایک ہے

۶۸ گزرتی دُوبے سے خبردار ہو گئے عرش فرشتے عارضیہ پر دار ہو گئے
نقشبہ قدم زمین کے سردار ہو گئے ذرے ٹکڑے جبر سے در دار ہو گئے

جتنا ششم خدمتِ خدا کی جناب میں

آیا وہ سید الشہدا کی رکاب میں

۳۹ ادا پر دانت میں کے تانے ہوئے روال اور استیں چڑھا کے اڑائی ککشاں
چکا کے ماؤ نو کی سدر ہی کو آسمان چلائے ہاتھ بڑھ کے یا شاؤ دو جہان

گھر ہاں کہیں حضور خائف کو مار لیجے

وہ سب کے سر پہ براری ابھی سر تار لیں

۴۰ بریں نبی کا سامنہ تبر شہناہ ہے بہ غرقِ خطر خونِ شہیدان وہ جا رہے
جوڑا شہناز اور گلابی مسالہ ہے مگر وہ شہید ہونے کا اقرار نامہ ہے

شل ریتِ شملوں کے گوشے چمٹے ہوئے

گھر کی طرح اُمیدوں کی گلشن ٹپے ہوئے

۴۱ آنکھوں سے عینِ عجب ملی آنکھ ہے سایہ پلک کا مڑ دناہ دار ہے
گلگوذکر ہلا کی دین کا غبار ہے پھر دمِ اخیر گلِ فرہار ہے

یوں خوش چلے ہی باغِ شاد کی دید کو

سیبے نبی کے سانے ہاتھ تھے جید کو

۴۲ طاؤسِ باغِ فرد ہے اسپر شہِ زین پر مورِ چیل ہلاتی ہے نورِ شید کی کرن
سر پر ہما کے بال کی کلفتی ہے لہرزین گنڈا گلے میں حفظِ خدا کا جیسا نکلن

شہنڈی زیمی پہ دھوپ کی اب روشنی ہوئی

چمکے ہلالِ نعل کے اور چاند نی ہوئی

۴۳ دن بھر گیا ہے نورِ شہِ دیں پناہ سے دلِ ظالموں کا خوف سے روحِ گروہ سے
کانِ آفتِ زکے شہر سے لبِ واہ وائے لبِ واہ واہ سے قوزبان آہ سے

یہ ڈر ہے ظالموں کو سن سے کھال کے

پھرتے ہیں منہ میں کان سے چہرہ کھال کے

۴۴ جاوے زورِ لگ ہے دھڑے اتر ہوا پتھر سے نعلِ دورِ صوف سے گھر ہوا
آہرے نافذِ لاف سے ہے منگب تر ہوا روپے سے کو شیر سے ہے شور و شر ہوا

پاپی ادبِ امام کا سب کو ضرور ہے

شیشے سے بارہ، بارہ سے اب نشہ در ہے

۷۵ ہر صفت میں ہے پکار، جناب حسین اُسے
دل سے گیا قرار، جناب حسین اُسے
ہاں یارو ہر شبیار، جناب حسین اُسے

راؤ نکھ ہمارا لکھ کی چھپاتے آتے ہیں
بھل کر خود افکار کی چھپاتے آتے ہیں

۷۶ بکھارے اک شمع بڑھا فوج شام سے
بروز کو گریز نہ تھی اس کے دام سے
لڑیں تھی روح سام کی جہن کی کُسام سے
گردنِ روم کان پکڑتے تھے نام سے

جو صیپ کفر و معنی ہنز وہ دلیر تھا
منہ پر جھلم پڑی تھی کہ بڑ تیغ میں شیر تھا

۷۷ اک بڑھڑا زری کا گھسے میں پڑا ہوا
نقرہ مند شیروں سے کشتی طرا ہوا
قبضہ ملائی تیغ رواں پر چڑھا ہوا
نیزہ وہ جہن کی دود پر درسم کھڑا ہوا

پل آئینے سے شرمین تھا حصار میں
اندھراس کی ڈھال سے تھا درگاہ میں

۷۸ ترکش میں تھے وہ نیس کو دل پریش تھے دیر
بھل تیغ کا وہ نہر کر پانی نہ اٹھے شیر
گرز گراں وہ پیش، زبردست جس سے زیر
خیز وہ برقی فکر کر گرنے لگے زویر

تھپنے پر ایک ہاتھ دھرے ایک باگ پر
لہلہ آیا فورتن پر، دھواں بیسے آگ پر

۷۹ کافر نے تو بڑوں کے لیے نام لا لیتا
پھر شرم بڑھا تو ملی لقمہ تب آہند
پلائی ذرا الفقارِ رسولی، یا ملن مدو
دیار کی طلع نے بھی دی ناک کی سند

دیکھا ہوا آفتاب نے اس بے دریغ کو
آفت اُسے، اور آب دی آفا کی تیغ کو

۸۰ بچنے لگے بھلا میں تو ترنا ہر شد و
نیز سے کی دود، تھنگ کی دود تیغ میں کی دود
حربے بھی، جیسے بھی کیے اس نے بڑو لکھ
مروانہ دار شہ نے کیے وار سارے دود

پھر آنکھ سے جو آنکھ ملائی حسین نے
بنیاد کائنات پلائی حسین نے

۸۱ بہشت شوقی چھڑ کے دن بھاگئے گی
منہ سے زبان، مثال سخن بھاگئے گی
روبر کی آنکھوں کے ہرن بھاگئے گی
جان قطع کر کے رشتہ تن بھاگئے گی

چھپے جو آپ رنگ پریدہ بھر گیا
سر پر جرز و الفقار جڑی منہ اُڑ گیا

۸۲ بیٹھی یہ خود پر تو وہ سر میں سما گیا
گردن چھپی جو سینے میں، دل تھرتا گیا
سر گردن جس میں شیخ خود آ گیا
بھاری تھابو جھومنے کر بچ بھا گیا

آنے ہی خود سر کے سر پر جو بیل پڑا
مانندِ آبلہ کعبہ پاسے نکل پڑا

۸۳ ریش اُس کا ذوالبناع کی ٹوک بھا گیا
کٹے جو پاؤں تینے نے آرام پا گیا
گھوما وہ یوں کہ چرخ بھی پکڑ میں آ گیا
اڑ کر قدم جدا گیا اور سر جدا گیا

دھواڑ کے کٹے قدم رستہ تو کیا ہوا
ناری کی خاک اڑانے کی خاطر بڑا ہوا

۸۴ رستم اچھل کے قبر سے بولا، ہنر یہ ہے
فرمایا حق نے کیوں نہ ہوا، کس کا پسو ہے
جنت و بعد میں تھے کہ تیغِ خضر یہ ہے
ہاں، میری خاطر کے شکم کا اثر یہ ہے

مولا جھکے سپاہ پر ہوش و حواس سے
جو بہر کی طرح صفت پر گری صفت ہلا سے

۸۵ اک اک سے زور الفقار نے کی صبح جنگ میں
فیصل حق جبار، نیسہ میں چیل غمگین
بیشمار سے تھی زور میں تو پکھڑے تنگ میں
پانی کی طرح مل گئی ہر ایک رنگ میں!

ڈراپ اک طرف کوڑب گئے نہ تھے فلک
تھوڑے تھوڑے تنگ تنگ

۸۶ صلی دہر کی طرح سروں سے نکل گئی
دکھلا کے اپنا بل کروں سے نکل گئی
آرام کی طرح مگردوں سے نکل گئی
جہاں آئینوں سے اور سپروں سے نکل گئی

بے جہشے کا کائناتیں کی خود تھی!
کالی جہاں نے ڈھال زچروں میں برتنی

۸۷ بڑے نلکے سیفِ علم ہے تو ہم نہیں سر بھی پکارے اسی کا قدم ہے تو ہم نہیں
چلائی سانسِ تیغ کا دم ہے تو ہم نہیں ہر فرد نے کہا یہ نظم ہے تو ہم نہیں

منہ تھے کھلے پر خوف سے گریز بہت تھے

افعال بے زبان کی طسروں اُچھڑنے تھے

۸۸ جب یہ بی کر سے کر بند تھا جدا روح و بدن کے رعب کا پیکر نہ تھا جدا
مانند و ہمیش کا ہر بند تھا جدا محشر تھا یہ کہ باپ سے فرزند تھا جدا

کسی تیغ کے وہ منہ سے ہوا بات اُکھڑ گئی

نچی کے لب سے آہ جو نکلی وہ دو ہو گئی

۸۹ رستہ زخاں سروں پر پھری اور ہوا ہوئی تیری لمبوں، دودی تری اور ہوا ہوئی
بدلی کی طرح مڑ کے گھری اور ہوا ہوئی بجلی گرائی خود بھی گری اور ہوا ہوئی

پانی پھر اگلنے یہ طوفان عیاں ہوا

"یا ارض! ابھی" سبقتی آسمان ہوا

۹۰ دن ایک سمت شروں میں شررِ معلیم تھا یہ کاٹ تھا کہ قبرِ غلامِ معلیم تھا
اس وقت جو خیال تھا دل میں دو نیم تھا لشکر میں مالِ حاضر و غائب معلیم تھا

ہنگامِ مزب یا دِ عز بزدوں میں جو ہوا

یہ زیر تیغ دو ہوا وہ گھر میں دو ہوا

۹۱ شامی کلاب تھے یہ ہرئی بسببِ شرفِ نشان اہلِ ستار بن کے ہرن دن سے تھے رطل
معوی ذبابت کے کھلے اور بڑے 'الاماں' بت بن کے گھبرہ گئے پتھرانی پتلیاں

زردار زرد ہو کر گلی اشدنی بنے

نعرانی خاک بن کے گلی اور مٹی بنے

۹۲ بارانِ آبِ تیغ سے ہتھی کے گھر بیسے تجمِ بدی شر کا بچا، سب شجر بیسے
بے غمروں کے حباب کے مانند سر بیسے سرتے تھے جرمِ میں وہ افلاک بیسے

جو آبِ تیغ منہ می ذہیر سے تھے سر کھو

کتنا تھا اب برکی کے ذہیروں کا پھر کھو

۹۲ ادب کی برائی تو ادب ملک پر چلی گئی ! نفلت میں سات مثل سکنہ چلی گئی !
ماندین ہاتھ کے اندر چلی گئی ! سینے میں مٹری، دم لیا، باہر چلی گئی !

مکن نہیں کسی نے کمال اس نے جو کیا
اڑنے دیا زربنگ کو چہرے پر دو کیا

۹۳ برو کی طرح دماغ میں آئی چلی گئی مثل ہراسوں میں سائی چلی گئی
شیلے کی طرح آگ لگائی چلی گئی صرصر کی طرح باگ اٹھائی چلی گئی

سینے میں سات آنے تھی اور سات جاتی تھی
انداز دم کی آمد و شد کا دکھائی تھی

۹۴ ہر وار پر تھا غلبت غلبت سبب نصیب کیا خوش نصیب تیرے علی تھی خوش نصیب
غل میں کے اپنی مزب کا کتنی تھی نصیب ایسا نہ ہو کہ جاگ اٹھے فرح کا نصیب

جو جاگت تھا کشتہ شمشیر ہو گیا
سوتا نصیب کے لیے اکسیر ہو گیا

۹۵ خورشید کا چہلن یہ چلی ہر کے مسربان تجویز کی ہر خود میں قدوز تھا عیاں
چلے شہ برات کے طالع بھی ناگماں کیا کیا جھڑے بھول ہوئی جب شرفشاں

فل تھا کہ لاکھ بات کی یہ ایک بات ہے
قدرت ہے کبر باکی نہ دل سے نہ ملت ہے

۹۶ کاٹا پک جی آنکھ کو پتلی میں فرور کو پاؤں میں کج روی کو سروں میں غرور کو
سینے میں باغی و کینے کو دل میں فتر کو نیت میں معصیت کو طبیعت میں زور کو

ذات اک طرف شاد دیا باطل صفات کو
کیسی زباں، زباں میں یہ کاٹائی بات کو

۹۷ پالپ کے خون جم کا قوم بھول کے جوہر ہی بہ شکل زور بھول کے بھول کے
نہ زور ہو گئے سپر بہ اصول کے غول اشتیاق کے غول بنے راہ بھول کے

پتھے مگو ٹھکانے پہ امید و بیم میں
نہ زور و زماں میں بزرگوں کے، یعنی خیم میں

۹۹ عراب تینے جو بریدہ گویا پھرتیلے کی طوف کرنا اعلانے روکیا
جنگ جہل کے ڈھنڈھوڑ کے خون دھوکیا ہر دم لہو سے تینے تازہ و سرکیا

اٹھی ترسے شاہ خوش القاب پھر گئی
کعبہ پکارا تیلے کو عراب پھر گئی

۱۰۰ ایک منہ کے چار منہ کی کے بنا گئی کیتائی کا غرور دونوں سے شاہ گئی
دو کر کے تن کو نقشہ ثانی دکھا گئی قریح کو بڑی محبت قاطع بست گئی

کوئی ہے میری عزیز ہے دو، کوئی چاہے
باقی رہا جو ایک وہ پار دو گار ہے

۱۰۱ ناگزیر ماسنی کر محبت کا وقت ہے خیر تیلے قضا کی فضیلت کا وقت ہے
تغیر مری، غماز شادیت کا وقت ہے مانگو دعا، یہ بخشش اُست کا وقت ہے

اب تم ہو اور صفوری ہی قیم ہے حسین
یہ سر جھکا کے برے کو حکوم ہے، حسین

۱۰۲ پھر جھک پر نہ زحمت سلطان دی رہی آگے بڑھی نہ تیغ، جہاں تھی وہی رہی
کلے نہ ملتی مثل گریبان قری رہی ماسقے پر دھار صورت پہن رہیں رہی

نرخے سے شہر نے تیغ جہازی نکالی
امت کی ڈوچی ہوئی کشتی شجالی

۱۰۳ پرآہ، بیان نیام میں انا حسام کا اور ٹوٹنا حسین پر داں فرج شام کا
چلا یا نام لے کے عمر، غاس و عام کا اسے مر گیا، یہ حملہ کیا تم نے کام کا

ہاں میرے دستور، نہ اماں و حسین کو
گھر سے بچھریں پر اٹھا حسین کو

۱۰۴ اُٹھ کر ملے لال پر فوج کی بدلیاں اور سر پہ کوند لے گئیں تیغ کی بدلیاں
وہ سامنے کے تیر وہ پہلو کی برچھیاں وہ استہکا کا صنعت، وہ گردش میں نیلیاں

کیا وقت تھا کہ بھرے قفس کب کر گدا کر
ہم تم تھے یاد، خاطر کی یاد کا رکھ کر

۱۰۹ طاقت ہوئی جوقاق شردی پشاور کی
دردِ دل کے دوا لہجہ نے دیکھا اور وہ کی
حسرت سے سزے گئے شہیدانِ ننگاؤ کی
دردِ دل کی کس سے طلب داد کیجیے

۱۱۰ برلا وہ بے زبان کچھ ارشاد کیجیے
شفقت سے ہاتھ گھڑے کی گردن میں ڈال کر
گھڑے زہل کے گئے شہیدان میں منور کر
لے اسپ با ونا سے دل کو قرار دے
اس کا بھلا تھے شہر و گدال سوار دے

۱۱۱ گھوڑا قدم قدم سے نقل ہوا رواں
اک فوجان کی لاش پر ٹھہرا وہ بے زہل
یعنی دہشت کے زخموں کو برصورت نکال
برسر گھ کر حسین پکارے یہی ہے یاں
بیٹھا جزو لہجہاں کہ آپ اتریں زمین سے
دو ہاتھ کا پتے برے تلے زمین سے

۱۱۲ ہاتھوں کے ساتھ آئی یہ آواز ناگمان
اگر اتار تے سنیں عباس ہیں کہاں
ہے بے یہ گرے زخم کلیجے میں آٹاں
آؤ ہماری گرد میں آؤ، نشانِ رماں
مر کر بھی ہم سوا نہیں، پیارے کے ساتھ ہیں
واری، یہ تیری پلنے والی کے ہاتھ ہیں

۱۱۳ کرتے تھمارے سیتی تھی ان سے بے زینہ
منزلِ بلا میں لیتی تھی، آتا تھا دل کو بین
سرمر میں تیری آنکھ میں دیتی تھی نور میں
اب بی یہ ہاتھ اور زانیاں ہے اسے سین
ہوے تو شہر، لوٹا ہے اُمت نے گھر
پایا خدا کے عرش کا ہے اور سرمر

۱۱۴ ان ہاتھوں کا ملا برسرِ حسین کو
نیزہ مرستان نے دور کے مارا حسین کو
مُرکب نے بے سکاں اتار حسین کو
پھر نور باز ضبط کا یا حسین کو
حلقِ زمین پر شمش کی سماعت پڑے ہے
جلا دگر دیتوں کو کھینچے کھڑے رہے

۱۱۱ ہشیار کے بیٹے جرمولائے بیباں
تھی فرج کو یہ جلدی قتل شہرِ زمان
اکسرخ پر زرد خاک تھی اک پر لہروں
گر تاتھا اک پہ ایک ایسے خنجر وستان

راڈ میں تمام خاک نکلتے جیسے پر
بیٹلی تھیں در کے پاس بلرز رہیں پر

۱۱۲ حیران تھیں کہ ہائے کیا ہوجسے ہوئے
کاندھسے پر ماں کے ہاتھ کینہ دھر ہوئے
پیارے مرنے حسین سے بے اُسرے ہوئے
کتنی تھی ہائے ناں میں بچپن میں لٹ گئی
کیسا یہ سال آیا کہ باپ سے چھٹ گئی

۱۱۳ آنا تھامے واری، بلاؤ حضور کو
پہرہ کھان کا پھل کے لے آؤ حضور کو
اب دل میں سنبھلتا، دکھاؤ حضور کو
گھیرا ہے ظالموں نے، بچاؤ حضور کو

جسے ہے کسی کو میرے پدر کی خبر نہیں
اب کی سدا کے ایسے لکھ کر خبر نہیں

۱۱۴ ناگ کا غل اٹھا کر مبارک برائے سر
راوی بیان کرتا ہے کا پنا مرا جگر
بچنے پہ شاہ دیں کے چڑھا مرا جگر
نیچی جہاں کا و حسینی میں یہ جسم

تھینے گئے زہرہ نشینوں کو کل پڑی
ادراک منظر تو کھلے سسر بھل پڑی

۱۱۵ مندرود، ہرنٹ نیلے زبان شگِ پشتم
برگوشوارے کا لوں کے بے تھے دم بدم
دعشہ تھا اس جناب کرے سر سے تاقدم
بُندے جوتھے میاں تیرہ باعث تھا بہتم

بچلے تھے یوں کہ کچھ خبر دست و پا نہ تھی
مورخہ نہ تھا، نقاب نہ تھی اور روانہ تھی

۱۱۶ رخ بدر تھا، پہ فادہ کشی سے گھٹا ہوا
بڑھتی تھی دن کو بچنے سے دل تھا ہوا
اور ماؤ کو کی طرح گر بیاں پھٹا ہوا
ادراک خیال چار طر کو بٹا ہوا

تازہ لہو لگا تھا کسی کا جیسے پر
ہے ہے حسین کتنی تھی گر کر زمین پر

- ۱۱۰۔ پر چھاپسی نے کون ہر تم نے ملک و تار
برلی، عزیز مرہ، بستر کی سو گوار
ماتم کی صفت سے آئی ہوں اٹھ کرین دل نکل
دیکھو یہاں دکھانا ہے کیا میرا کر دکار
ماں وہ ہے جس کو چادرِ تطہیر آئی ہے
تم جس کو قتل کرتے ہو یہ میرا بھائی ہے
- ۱۱۱۔ بنت علی ہوں، جعفر طیار کی سہو
زینب ہے نام، عاشقِ شبنم کی خو
پیلے پسر نکلیے، اس وقت آبرو
حاضر ہے سر بھی ان کے خون کا شایں عدو
یثرب کی خاطر کے ساز کر راہ دو
میرے حسین بھائی کو درگاہ دو
- ۱۱۲۔ خش میں سے حسینؑ تے زینبؑ کے بکلام
سینے پر شمر تھا، پر چڑھنے لگے امام
فاتمہ نے اُس قلم میں گلے بڑھ کر حسام
رو کر کہا حسینؑ نے بیدار تیغ تمام
آخر ترے ستم سے دھیمے میں کل پڑی
تقم جا، اسے غلب ہو زینبؑ نکل پڑی
- ۱۱۳۔ زینبؑ پکاری، اُھرے ماں جائے بھائی جا!
رہ نہ نہیں جڑا گئے ہیں اُسے بھائی جاں
تم ماں تڑپ رہے ہو، میں یوں اُٹھنے بھائی جا
کس سے کروں برقم کو بچا جائے، بھائی جا
جو جود کھا رہا ہے ملک دیکھتی ہوں میں
تلوار کی گلے پر چمک دیکھتی ہوں میں
- ۱۱۴۔ واں کا سنا تھا میں نبی زادے کا، ایس
حضرت ہیں کے دھیاں میں تھے مضطرب
ہر ضرب پر پر پڑتے جاتے تھے شاہدیں
زینبؑ تو ذبح ہوتے تھے دیکھتی نہیں
بے سرتا، رے تیغ تو اب تھا منامیں
بد یہ تباہ کینہ کا تو سنا نہیں
- ۱۱۵۔ و شیعہ، اب نہ پڑھو کہ نقل میں کیا ہوا
تم بے امام ہو گئے، محشر بپا ہوا
ہفتاد ہزار بتوں سے قلم ایک گلا ہوا
بھائی ہیں یہ پیاس کا صدر سرا ہوا
حضرت کو موت سے ذوق لے سخن ملی
جب سر جدا ہوا تو گلے سے بہن ملی

۱۳۲ رشید، اب نہ پھر کہہ رہے ہیں مشرقین
قاتل نے میں سجدے میں کاٹا سر حسین
زینب کی بے قراری پر واجب ہے شورشین
ضعف بھرے مرگیا نہ ہوا کا فرہمیں

آنکھوں میں ہے سیاہ فلک بھی زمین بھی
گھٹے بھی شبنم ہیں، کھنیاں بھی آدھن بھی

۱۳۳ برسے حسین سرگھ کے آنے لاش پر
پھیلا کے ہاتھ دیکھتی ہے سینہ دیگر
کاندھوں پر ہاتھ رکھتی ہے اور ہنسنے لگے
مٹائیں جو سر توڑیکہ کتنی ہے پیٹ کر
بینائی آنکھ کی گئی دل غم سے پھٹ گیا
لے خوں بھرے بدن تو اسے کھٹ گیا

۱۳۵ ناگر یہ طرح کے غولی ملعون نے دی ندا
زینب یہ دیکھو، نینرے برسرے حسین کا
سننا تھا یہ کشتن ہوئی وہ کہے وا آغا
ہیں اسے دبیر کا پتا ہے عرش ڈرا لگا
مدد سے کر بلا کی نہیں تھر تھراتی ہے
اب فاطمہ حسین کے لاشے پر آتی ہے۔

۱۳۶ اے میرے صربان برادر حسین مہمان
بیروں کے قدرواں، برادر حسین مہمان
ہے جسے مرے جواں برادر حسین مہمان
اے میرے کم زبان برادر حسین مہمان
ڈھارس بن کے دل کو دم اضطراب دو
اکبر کی فرجوانی کا صدقہ جواب دو!

۱۳۷ اے قلعة پناہ غریبان بے پناہ
اے ناخدائے کشتنی پیغمبرِ اِلا
لاؤ لڑکے وارث اور یتیموں کے باشاہ
اُمت کے سرپرست، خلافت کے غیر خراہ
سب کو حضور بے کس دہلے یار کر گئے
شبیہ حقیر ہو گئے، سادات مر گئے

۱۳۸ میں اب توبہ سکوت کا سنگام لے دیر
ہوتا ہے نظم میں تجھے امام لے دیر
بیجا ہے رنج گردش الام اسے دیر
سوئے نعت یہ کہہ کر وشام لے دیر
یا مرقی علی کرمت بے نہایت است
ہشام دستگیری دو وقت عنایت است

مکہ اگر یہ بندہ پڑھا جائے تو آگے کے سین بندہ پڑھ جائے گی۔ اور نہ شیعہ ختم ہر جا ہے۔

تحقیق متن

نسخہ و میراثاتی نقلی نسخہ جس کی تاریخ ۱۲۷۰ھ سے پہلے کی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی رد و ردی نظر سے گزرنے کے بعد درست کیا گیا ہے۔

نسخہ نول کشور، جلد اول مرثیہ و دبیر طبع ۱۸۷۵ء صفحہ ۲۳۵

دفتر باقم، جلد ۱۲ ص ۱۰۳ طبع اول کھٹو ۱۸۹۷ء

بند ۲۰: معلوم ہوتا ہے مرزا صاحب نے اس مرثیہ کو بار بار دیکھا ہے اور ہر مرتبہ ترمیم و تہیج ہوئی۔ نول کشور پریس کے نسخے اور دفتر باقم نقابے سے یہاں دو نقلی محاورہ نسخوں کی رعایت ملتی ہے، پھر خود ہمارے نسخے کا تقابلی مطالعہ یہ ہے۔

نول کشوری نسخے ہیں، ہمارے متن کا پہلا بند ایک مطبع غلطی کے علاوہ اختلاف سے خالی ہے۔ چاپ خانے کی غلطی یہ ہے کہ پہلے مصرع کی ردیف صحیح نہیں لکھی، مصرع یوں درج کیا ہے:

”کس کی زبان سے پیاس نے پانی پیا آبرو“

دفتر باقم میں پہلے بند کے مصرعوں پر کچھ اضافے لکھے ہیں پھر ان کے متبادل مصرعے ایک جا لکھ دیئے ہیں۔

کس کی زبان سے پیاس نے پانی پیا آبرو کس تشناب کے حصے میں آئی ہے آبرو
ایمان کس کی خاک پر لائی ہے آبرو آئس میں کس کے علم نے سمانی ہے آبرو
پیاس سما ہے کون عزیزوں سے چھوٹ کر

روستے میں یہ حباب کسے بھڑٹ چھوٹ کر

آنکھوں میں کس کی گھر کی سمانی ہے آبرو آنسو کی کس کے علم نے بڑھائی ہے آبرو
آگ بک کر کس کے غم نہیں سدا شوق نہ آئین ہے دریا میں شر ہے کہ وہ پیا ساسین ہے

کس پیاس کے قلق میں ہیں خورشیدین ہے

پوچھا جو نام بیاس بیکاری حسین ہے

زل کشوری نسے میں دوسرا بند یہ ہے :
 کس کی زباں سے سیاسی نے پائی ہے اکرو
 اکھوں میں کس کے غم کی سائی ہے اکرو
 ہم سب کو کس کے غم میں سدا شردین ہے
 دریا میں شور ہے کہ وہ بیا ساسین ہے
 قلی نسے میں مصرع کے بتائے تے تین بندوں کی صورت اختیار کی ہے۔

بند ۸: نول کشور، دفتر تام، مصرع ۱:
 بننے گئے حسن پاک نہ تکلیف کیجیے

نول کشور، دفتر تام، مصرع ۲:
 کورہ ہٹا کے برے، بھلائے تریجیہ

دفتر تام، مصرع ۳:
 صدقے کیا یہ دورہا، میں لای لول تریجیہ

بند ۹: نول کشور، دفتر تام، قلی نسخہ، مصرع ۴:
 "ہنستے تھے مثل شہنچ، دھیرے مہلتے تھے

لیکن قلی نسے میں حاشیہ پر ایک مصرع بدل یہ لکھا ہے:
 "ہنستے تھے کھل کھلا کے، دھیرے مہلتے تھے"

قلی نسخہ، مصرع ۵: "چھٹک، کھڑا کس کے نیچے" چھک لکھا ہے۔

بند ۱۰: قلی نسخہ، مصرع ۲۱۱:
 ماتھے سے چرہ پینے کے قطرے ڈھلک پڑے زہرا کے آنسو ساتھ فرق کے ٹپک پڑے
 پھران پر غلط کھینچ کے "نسخہ" کے متران سے مذکورہ متن مصرعے لکھے ہیں۔ جو دہلوی بطور
 نسخوں کے مطابق ہیں۔

بند ۱۱: نسخہ نول کشور میں نہیں ہے۔ قلی نسخے میں دوسرا مصرع حاشیہ پر یوں بھی لکھا ہے:
 مزدیچہ کس حسین کا روئے لگی بزل

بند ۱۲: دفتر تام، نول کشور، مصرع ۲:
 مجھ کو تو جس حسن ہے تمہارا وہی حسین

بند ۱۲: دفتر قائم مصرع اول: ”دو بانجی نے دودھ کے پیاسے تھے دول لال
 فول کشور، دفتر قائم، مصرع ۵:

”حاضر ہوں میں اب ان کی ضیافت کے واسطے
 بند ۱۴: دفتر قائم، فول کشور، مصرع ۴:

پیدا ہوسے تو دودھ کو ترسے یہ، ہے غضب ا
 بند ۱۵: دفتر قائم، مصرع ۱: کیسا بڑی روٹی یہ دوڑے جو سڑے جام
 دفتر قائم، مصرع ۴: کیا بڑی ہوں گی قبر میں خاتون نیک نام
 بند ۱۸: فول کشور، دفتر قائم، مصرع ۶:

ان کا یہ کہنا پانی سے بے آس ہے سین م
 بند ۲۱: دفتر قائم، مصرع ۶: فراطع گیا زمین سے کچھ کہے، خاک ہے
 بند ۲۲: دفتر قائم میں ہے، فول کشور، نسخے اور قلمی نسخے میں موجود نہیں۔
 بند ۲۶: نسخہ فول کشور، مصرع ۴:

لازم ہے بے مشاہدہ شود و بکا کریں

دفتر قائم، مصرع ۶: اسی دیکھنے کو صفت ہے ہم دیکھتے نہیں

دفتر قائم میں، مرزا صاحب نے نئے مطلع اور اس کی مناسبت سے سولہ بند لکھے ہیں اور
 کاتب نے بے ربط کچھ دیاجی سے لہذا مرثیہ غیر مرتب ہو گیا۔ یعنی دفتر قائم میں صفحہ ۱۱۲ کا بند
 غیر ۶۹ ہے (زیر نظر ترتیب میں بند غیر ۶۹)

برجی، نئی کا جامعہ غیر شاعر ہے پر غرقِ مہر خون شہید ال وہ جاہر ہے
 اسی کے بعد مطلع اسی سے مربوط بند:

اے ابر تر بتا گریہ نہا ہے کیا اے بحرِ فین جاری رب العلا ہے کیا
 ہم نے اسی لہذا فر کسلسل و مربوط بنانے کے لیے دفتر قائم کے بندوں کی ترتیب بدل دی ہے
 یہ سولہ بند، نہ ہمارے قلمی نسخے میں ہیں نہ فول کشور کے مطبوعہ نسخے میں۔

بند ۲۰، تا ۴۲: دفتر قائم کی ترتیب میں غیر ۷۷ سے ۹۲ تک ہے۔ قدرے امتحان ہے۔

بند ۴۳: قلمی نسخہ، فول کشور میں بیت مطابق قس ہے، لیکن دفتر قائم کی بیت ہے،
 بے آگ کے کباب کرے کاغذاب کو سرکہ بنائے گایہ گز کی شراب کو

بند ۴۴: دفتر نام میں یہ بند ایک مرتبہ نمبر ۲۸ پر درج ہے دوبارہ نمبر ۹۶ پر
بند ۴۵: دفتر نام میں بند ۲۹ اور ۹۷ ہے اور کوئی فرق نہیں ہے۔ تیسری مرتبہ بند ۳۱ پر چاندھری
قربان کے بیت برقرار رکھیے اور اسے مطلع قرار دیا ہے۔

یا معطفہ نظر طرف کر بلا کرو! یا مرتضیٰ حمایت آل عبا کرو
یا خاطر حسین کے غم میں بکا کرو یا مجھے عزائے برادر بپا کرو

بچوں کی نوجوانوں کی قربانیاں بریں

اور اب جد حسین سے یہ انیاں بریں

بند ۴۶ و ۴۷: قلمی مرتبہ میں نہیں ہیں۔

بند ۴۸: نول کشور، مصرع ۲:

دو پا تھا دو دھڑی کے لیے برکے درد مند

قلمی نسخہ، مصرع ۳: (تقن ہی)

”پیا سادہ فوج ہو گیا اب مثل گو سفند“

اور جن السطور: وہ فوج ہوتا ہے اب“

بند ۴۹: نول کشور، مصرع ۴:

مارا دین پہ تیرا بھرا زخم سے لباس

بند ۵۰: نسخہ نول کشور، دفتر نام مصرع ۱:

فریاد، جانتے دو گے مدینے کو جاہیں ہم

مصرع ۲: وہ رولے نیزے کسی کے گھر پر لگا ہیں ہم

دفتر نام بیت:

فریاد، دم دل میں کسی کے لیے نہیں برے کر ہے پر آل ہما کے لیے نہیں

پھر عاشق پر نسخہ بدل کھا ہے:

مانا کوئی سخن نہ شہ تشہ کام کا تنہا پر غول ٹوٹ پڑا ابل شام کا

دفتر نام میں یہ بند مکمل ہے۔

بند ۵۱: دفتر نام، مصرع ۳:

اٹھ کر کیا ہوا کے فرشتے نے بھی سلام

نسخہ نول کشور، مصرع ۲ :

اڑ کر کیا ہوا کے فرشتے نے بھی سلام

نول کشور و دفتر ماتم مصرع ۴ :

ہولا، جو حکم برقرار آدوں میں فوج شام

قلی نسخہ میں مصرع ۲ کے حاشیہ پر لکھا ہے ”مٹ گئی دریا“

بند ۵۵ : قلی نسخہ نول کشور، مصرع ۲ :

”آئی ہے تم سبوں کی ترمیم پاس امتیاج“

بند ۵۶ : دفتر ماتم مصرع ۳ :

حرز جہاں، امان شریعت، پناہ دیں“

بند ۵۷ : نسخہ نول کشور و دفتر ماتم، مصرع ۲ :

”مسند ہو یا کہ قبر ہو، بھیکہ خدا پر ہے“

بند ۵۸ : قلی مرثیہ، مصرع ۶ :

ہر چہرہ فرد فرد کا قاسب نگاہ میں

تق کا مصرع دونوں مطبوعہ نسخوں کے مطابق ہے ۔

بند ۶۲ : قلی نسخہ اور دفتر ماتم، مصرع ۶ :

”اہل گد کے تا پر بچ کے نشان تھے“

تق مطابق نول کشور :

بند ۶۳ : دفتر ماتم و نسخہ نول کشور مصرع ۳ :

تتمائی کا، ہجوم جلو میں ہوا عیب

دفتر ماتم مصرع ۳ : مظلومیت پر سے سے برہمی کھل کر نشان

قلی مرثیہ اور نول کشور : مظلومیت سبوں سے بڑھی کھل کر نشان

نسخہ نول کشور، دفتر ماتم و حاشیہ نسخہ قلی کی بیت ہے :

فرمایا نور اللہ لال نے اپنے مطالعے سے جو نسخہ داتا غافل زہرا کے لال سے

بند ۶۴ : دفتر ماتم مصرع ۳، ۴ کی ترتیب بدل برئی ہے۔

بند ۶۵ : نول کشور و دفتر ماتم، مصرع ۶ :

”جیسے نبیؐ کے سامنے آنے تھے عید کو“

بند ۶۹: ذیل کشور و دفتر قائم، قلمی مرثیہ مصرع ۶:

”پھرتے ہی منہ میں کان سے خبر نکال کے
بند ۷۰: قلمی نسخہ ذیل کشور مصرع ۴:

”اگر کانِ روم کان پکڑتے تھے نام سے
بند ۷۱: دفتر قائم، مصرع ۳:

مراد وارثہ نے کیے وارث کے رد
دفتر قائم، مصرع ۶: بنیاد مرثیہ دفتر جلائی حسینؑ نے
بند ۷۲: دفتر قائم، ذیل کشور و حاشیہ قلمی:

پائی نہ راہ رنگ بھی اڑ کر طہر گیا
بند ۷۸: قلمی نسخہ بیت کی ردیف: پڑے ہے حق مطابق نسخہ ذیل کشور ہے۔
دفتر قائم کی بیت ہے۔

بندوں کو کھیل قدرت حق کا نظریہ
بند ۷۹: نسخہ ذیل کشور، مصرع ۴:

اڑ کر قدم بیدا گیا اور سر بیدا گیا
بند ۸۰: نسخہ ذیل کشور، مصرع ۲:

جنات و جہمی تھے کرتیخ و زمر ہے
بند ۸۱: نسخہ ذیل کشور، مصرع ۱:

ناگاہ ذوالفقار نے کی صلح جنگ میں
بند ۸۲: قلمی نسخہ میں مصرع اول و دوم یہ ہے:

چمکی جرم نہ پر، عقل سر دل سے نکل گئی
اور حاشیہ پر مصرع بدل وہ لکھے ہیں جو ہم نے متن میں درج کیے ہیں۔ نسخہ ذیل کشور و دفتر
قائم میں بھی یہ مصرعے اسی طرح چھپے ہیں۔

بیت میں بڑا اختلاف ہے۔ قلمی نسخہ کے متن میں تو دونوں مصرعے اسی طرح بھیجے گئے
نقل کیے ہیں۔ لیکن آخری جلد یہ بھی لکھا ہے ”تو پھلوں کی بو نہ تھی۔“ اسی کے ساتھ حاشیہ

پر مصرع بدل ہے ”بر رش رکذا سے اس کی ڈھال کے چوڑائی بڑھتی۔
نوزل کثرت و فتر قائم میں بھی چھٹا مصرع یہی ہے۔

بند ۸۲: نوزل کثرت، مصرع ۲:

روح و بدن کے ربط کے پیوند کا حصار

بند ۸۵: قلیٰ لسنے کے تاثیر پر متبادل بیت یہ بھی ہے۔

نے مرتے تھے، ذبیحہ تھے، لیکن سکے تھے بیگے تھے مرنا روح کے پر اڑ سکتے تھے

بند ۸۷: بطور نمونہ میں یہ بند نہیں ہے قلیٰ مرثیے سے نقل ہے۔

بند ۸۸: دفتر قائم میں یہ بند نہیں ہے۔ قلیٰ نسخہ مصرع اکا متبادل مصرعہ مایہ پر یوں صاف ہے:

”پاران زوال انفار سے ہستی کے گھر ہے“

نوزل کثرت، مصرع ۲: مطابقت ہے، لیکن قلیٰ نسخہ ہے۔

”تم ہی عمر کا بچا، اب شجر ہے“

نوزل کثرت، مصرع ۳:

”سرتے تھے جریز میں پر وہ افلاک پرستے“

قلیٰ نسخہ، مصرع ۵:

”جواب تیغ منہ میں گرے تھے زمر کھو“

نوزل کثرت میں روایت ”کھو“ ہے۔ ”کھو“ مرثیے کی قدامت کا ثبوت ہے۔ جسے مرزا

صاحب نے بعد میں ترک کر دیا ہوگا۔

یہ بند مرزا صاحب کے مرثیے بجاؤ کے شیر خوار کر مضم سے بنایا ہے۔ کا بند نمبر ۶۲ ہے۔

بند ۸۹: قلیٰ نسخہ نوزل کثرت، مصرع ۱:

”یے“ کی طرح ادھ نلک پر چلی گئی

لیکن قلیٰ نسخے میں مصرع بدل ہے۔

اونچی ہوئی تو ادھ نلک پر چلی گئی

بیت کا تاثیر ہے:

جینی پرورشیت سرے ترور سے دو چار تھی اُنس کی طرح دیدہ مردم کے پار تھی
بند ۹۰: عرف قلیٰ نسخے میں ہے، اور اس کے مصرعہ ۴، ۵، ۶ کے متبادل مصرعے بھی مایہ

پارکے ہیں۔ ششامصر ۲۴م جرجارے میں ہے۔ اصل میں وہ عایشے پر روج میں تین کے

معرے ہیں:
ماتہ شطابک اٹھائے چلے گئے اندھی کی طرح آگ لگائی، چلی گئی
اور بیت کا مایہ ہے ۱

یہ تیغ رن میں ملت و حرمت دکھا گئی پھل سمجھ کے موت کو بے ذبح کھا گئی
نیز یہ بند، بند ۱۴ مرثیہ "بانو کے شیر خوار کو ہنسنے سے پیاسی ہے"

بند ۹۱: قلمی و نسخہ نول کشر "سنا نصیب کے لیے اکثیر ہو گیا"

بند ۹۲: نول کشر و مصرع ۱: خوشبید کا مہن یہ پل بر کے نیم جاں

بند ۹۳: دفتر تام میں نہیں ہے نسخہ نول کشر میں پانچ بند پہلے لکھا ہے:

بند ۹۵: قلمی نسخہ و دفتر تام، مصرع ۲

"پھر تیل کی طرف بھی نہ ادا کرنے رو کیا"

قلمی نسخہ، مصرع ۲: عایشے پر "چپ چپ کے"

نسخہ نول کشر۔

ہر دم لہر سے تیغ نے تازہ وضو کیا جبکہ جھکے دوڑ دوڑ کے خون مدد کیا

بند ۹۶: دفتر تام مصرع ۳: دو کر کے تی کو نقش دوم یہ دکھا گئی

دفتر تام مصرع ۴: توحید کی بہ جنت قاطع بنا گئی

نول کشر مصرع ۴: توحید کی بہ جنت قاطع بنا گئی

بند ۹۷: قلمی نسخہ و دفتر تام، مصرع ۴:

ماگود ما، یہ حقہ امت کا وقت ہے

نسخہ نول کشر و مصرع ۵: "اب تم اور حضور ہی مہربانے حسین"

۶ یہ سر جھکا کے بوسے کو نہ ہو بے حسین

بند ۹۸: قلمی نسخے کے مایہ اور دفتر تام کی بیت مطابق متن، لیکن قلمی نسخے کا متن اور نسخہ نول کشر

لی بیت ہے:

تیغ دواں پر تیغ حکم خدا را تسمر گئے ہیں جس کے لگا تھا کار!

دفتر تام کے مایہ پر نوٹ ہے کہ یہ بند ۸۵ سے مراد ہے۔

ہند ۱۰۱: دفتر قائم، مصر ۳: "راکب کو ذوالجناح نے دیکھا اور آہ کی"

مصر ۵: "مستاپے کو ان اپنی برسرِ یاد کیجیے"

ہند ۱۰۲: دفتر قائم، مصر ۱: "شفقت سے ذوالجناح کی گردن پر رکھ کے؛
قلبی نسخہ میں پانچواں مصرع ہے؛

عاشق کو ان کے ان کے برابر اتار دے
نیکو قلبی نسخے کے حاشیے، دفتر قائم اور نسخہ فول کشوری بیت کا پہلا مصرع یہ ہے:

اے اسب! دغا مارے دل کو قرار دے

ہند ۱۰۳: دفتر قائم، مصر ۳: "یعنی دیکھیں ذرا غم تو سرورِ زماں"

ہند ۱۰۵: دفتر قائم و فول کشور مصر ۱۱

"کرتے تھامے سبھی قہقہے اس سے بڑبڑ دین"

قلبی نسخہ و دفتر قائم، مصر ۲:

سرورِ عجبی تیری آنکھوں میں دیتی قہقہے زرمین

دل کشور، مصر ۴: "قائم ہے یا حسین"

ہند ۱۰۶: قلمی نسخہ مصر ۲: مرکبے باعترن ہاتھ اتار حسین کو

ہند ۱۱۱: قلمی نسخہ مصر ۶: "موزہ نہ تھا، نقاب نہ تھا اور روا نہ تھی"

لیکن دفتر قائم و نسخہ فول کشوری "نقاب نہ تھی" دراصل ناخ سے پہلے "نقاب" کی تذکیر و

تائید میں اختلاف تھا، ناخ کے بعد اہل کھنوز نے ٹرنٹ تسلیم کر لیا۔

ہند ۱۱۲: نسخہ فول کشور، مصر ۶:

"اب جس کو قتل کرتے ہو یہ میرا بھائی ہے"

دفتر قائم، مصر ۶: "اب جس کو قتل کرتے ہیں یہ میرا بھائی ہے"

حق مطابق نسخہ قلمی۔

ہند ۱۱۳: قلمی نسخہ مصر ۴: "جانے رہی اُن کے عرق کا شے حد"

۱۱۵: قلمی نسخہ مصر ۵: "دھڑکا تھا جس کے آنے کا وہ اب بکل پڑی"

قلبی نسخے کا حاشیہ، دفتر قائم اور نسخہ فول کشور مطابق حق

۱۱۶: نسخہ فول کشور و دفتر قائم و حاشیہ نسخہ قلمی میں بیت یوں ہے:

ہے تھکے ملن پر تین جفا چوسے مشکل کشا بھی آج خبر کر نہ اچھرے
تقن کی بیت قلمی نسخہ کے حق میں درج ہے۔

بند ۱۱: نسخہ نزل کشور مصر ۲:

حضرت بہن کے دھیان میں تھے شہر و دیہی
یہ بند اس مرثیہ میں بھی موجود ہے جس کا مطلع ہے۔

عصیاں کے مارنے سے جودل ناکراں ہوا

بند ۱۱۸: یہ بند نسخہ نزل کشور میں نمبر ۱۰ پر ہے اور ہمارے متن کا بند نمبر ۱۱۹ نسخہ نزل کشور میں
ہے۔ قلمی نسخے میں بند نمبر ۱۱ کے نیچے ترک میں لکھا ہے:

(شعوباب دپہچھو کر ہتے ہیں مشرقین

پھر بند ۱۱۸ و ۱۱۹ پر نسخہ۔ درج ہے گویا، بند ۱۱۸ متروک ہے۔

بند ۱۱۹: قلمی نسخہ میں دوسرا مصرع ہے:

فاق نے میں بعد سے ہی کاٹا سر حسین

پھر اس مصرع کے نیچے متبادل مصرع لکھا ہے:

تم یہ امام ہر گئے مارے گئے حسین

یہ مصرع نسخہ نزل کشور و دفتر قائم میں ہے۔

زیب کے حال غیر پہ لا جب شہر و دین

”حال غیر پہ“ کے نیچے متبادل فقرہ لکھا ہے ”یہ قرار ی پہ“

بند ۱۲۰: نسخہ نزل کشور مصر ۳ ”کاندھے پہ اتھر رکھتی ہے“

نزل کشور و دفتر قائم مصرع ۵ ”بیانی آنکھ میں نہیں“

بند ۱۲۱: نسخہ نزل کشور و دفتر قائم میں مرثیہ اس بند پر ختم اور یہی مطلع ہے لیکن قلمی نسخے میں یہ بند درج

اس میں تین بند اور ہیں جو مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہیں۔

بند ۱۲۳: مرزا صاحب کا مرثیہ ہے:

”عصیاں کے مارنے سے جودل ناکراں ہوا“

مذکورہ بند اس مرثیہ کا بھی مطلع ہے۔

فرہنگ

- ۱۔ شیردار: دودھ دینے والی۔
- ۲۔ حسین: آفرین۔
- ۳۔ متعاضد: تقاضہ۔ مطالبہ۔
- ۴۔ قوت: عزم و ارادہ۔
- ۵۔ زلف: اچانک۔ ضرورت۔ شہری کی وجہ سے مرزا صاحب اس کا اعلا صرتی طریقے پر نکلتے ہیں۔
- ۶۔ عزیزلیب: عزیز۔ رشتہ: حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج کی ایک منزل جس پر پہنچ جبریل علیہ السلام رک گئے تھے۔ عزیزلیب: رشتہ: کن یا یہ ہے جبریلؑ ہے۔
- ۷۔ بخت: تیسرے۔
- ۸۔ بڑا: نہایت۔
- ۹۔ درو: مرگ: موت۔
- ۱۰۔ صاحب: دربان۔
- ۱۱۔ بخت: انجیل۔
- ۱۲۔ شیر: بڑا سپاہیہ۔ شیر اکبر: سورج۔ شیر اصغر: چاند۔
- ۱۳۔ سرگشت: قسمت: قسمت کا کھانا۔
- ۱۴۔ رشتہ: قبر کا رستہ: واسے کوہ بانا۔ جھینپنا۔
- ۱۵۔ مرگ: مرد کی جگہ اور گ۔
- ۱۶۔ حسان کی شراب کو سرگرتنا ہے گا: جس کی پیاک، گزنگار کو معاف کر دے گا۔ شراب اگر خناس
- ۱۷۔ مل کے دہیے سرگرتنا ہے پائے تریا ک ہر جاتی ہے۔
- ۱۸۔ متعاضد: تقاضہ: غلط تباہیہ نیاز آدمی۔
- ۱۹۔ بخت: تہہ کے معنی۔ پٹناں۔

۳۶۔ جنگِ خرد سے لگی ہوئی جانی کی نقاب، فلاوی نقاب۔ جرجہرے کی حفاظت کے لیے مرنے پر ڈال جاتی تھی۔

۳۷۔ پرتلا : تدارک لگانے کا تسمہ۔ داب۔

۳۸۔ نقرہ سندر : سفید رنگ کا گھوڑا۔

۳۹۔ لاٹھ : بے شمار بہت زیادہ۔

۴۰۔ نکاحی : ہانچہ۔ ایک قسم کا بابا، جسے ہاتھوں سے بچاتے ہیں۔

۴۱۔ مٹھن : دوسے کی ٹوپی، ایک سنگی ٹوپی۔ خود۔

۴۲۔ قرب : نیام۔ پرتلا۔

۴۳۔ کر بند : پٹی۔

۴۴۔ خری : پار ہوئی، شیر گئی۔

۴۵۔ پانزویں آغلی : اسے زمیں لگی جا پڑی جا۔ (قرآن مجید)

۴۶۔ خیمہ : آتش پرست۔ کافر۔

۴۷۔ گل ارسی : آرمینستان کی مٹی۔ آرمین : عیسائی۔ نصرانی۔

۴۸۔ تحویل : سورج کا دورہ مکمل کر کے، برج حمل میں داخل ہونا۔

۴۹۔ طالع : بچے کی پیدائش کے وقت نجومی ساعت۔ واس بندیں خورشید، چاند، زحل، مریخ، زہرہ،

شب بزلت : طالع۔ دن رات، باہم مستعد و منافستیں رکھنے والے الفاظ ہیں،

۵۰۔ ذکر : بزمک۔ روزنامہ کے حاشیہ پر یہی معنی ہے،

۵۱۔ نیر وائر : قبرستان۔

۵۲۔ تختِ قاطع : حریت کے دھوسے کو ختم کر دینے والی دلیل۔ مضبوط دلیل۔

۵۳۔ اندلی : گھبر کر آئیں۔ چھا گئیں۔

۵۴۔ شر کوئل سوار : حضرت علی علیہ السلام۔

۵۵۔ ستان : ستان ابن انس، وہ شخص جس نے امام علیہ السلام کو نیزہ مارا تھا۔

۵۶۔ مزدہ : جراتا، غم سے اور پیچھے کو پھیلانے والا مزدہ۔

۵۷۔ ہمارے : وہ یادِ رحمت و طہارت جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ

حضرت فاطمہ زہراء، حضرت امام حسن و حضرت امام حسینؑ جمع ہوئے تھے اور فرمایا:
 ۱۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَبْ عَنْكُمْ الرَّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيَطْهَرِكُمْ تَطْهِيرًا ۝
 سورۃ الاحزاب کی ۳۳ ویں آیت نازل ہوئی جس میں نبوتیں پاک کو عصمت کاملہ کی سند دی گئی
 تھی۔ (ترجمہ) بلاشبہ اللہ نے امداد کیا کہ اہل بیت تم سے رہیں وہ ہر قسم کی نجاست کو دور
 کر دے اور تمہیں وہ طہارت دے جو پاکیزگی کا حق ہے ۝

۵۸۔ (۱۵) اَمَّا (۱۵) اِسے جانے۔



مرثیہ نمبر ۱۲

قدرت کے حوصلے کا تجمل حسین ہے

۸۸ بند

بیان شہادت امام حسین علیہ السلام

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

مرثیہ کی اٹھان اور معرعوں کا آہنگ دیکھ کر شبہ بہت ہے، جیسے کسی آج کے شاعر نے کہا ہے:
مشق پہلا بند، خاص طور پر یہ بیت :

خوش ہو کے ناک میں چین اپنا ملا دیا ایمان کو حسینؑ نے مر کر ہلا دیا
بندوں کا کیا حساب ہے اور کیا شاہ ہے
حیدرؑ کا لال یا ڈر پروردگار ہے

اور یہ بند دیکھیے :

ایران ہے جس کا عرش وہ ایران حسینؑ ہے قرآن ہے محل کی کی وہ قرآن حسینؑ ہے
قائب ہیں انبیائے نفلؑ، ایمان حسینؑ ہے مہربانیت سب میں، سلیمان حسینؑ ہے

ایمان کے قافلے کو جو دیکھا جہان میں

یوسفؑ بھی نہ مڑ کر نہ لے کاروان میں

ایمان جس کا پھل ہے وہ طوباسینؑ ہے کوثرؑ ہے جس کا قطرہ وہ حدیث حسینؑ ہے
بیاد سب جہاں ہے، سمیٹا حسینؑ ہے خالق کے بعد، بندوں میں کیتا حسینؑ ہے

یکتا پہ بندہ مہر و ش کیائی میں برا

جس کا کوئی شریک نہ تنہائی میں برا

یہ قدرت فکر اور ذور بیان اس مرثیہ میں بہت نمایاں ہے۔ تنقیدی نظر سے دیکھیے اور برہنہ نظر سے ملاحظہ کر جائیے۔ آپ مرثیہ کو سادگی سے آگاہتہ اور شامہ از خمیں سے پیرا شدہ پاؤں لگے۔
مفتوں کا التزام، مناسب انضالی و معنی کا اہتمام نہ کرنے کے باوجود دیر کا یہ کمال بڑی بے ساختگی سے نمایاں ہوتا ہے۔

مرثیہ و چین کی کسک اور درد انگیزی و وقت خمیزی کی تاثیر بھی پوری قوت سے محسوس ہوتی ہے۔ ایک خاص فن جو اس مرثیہ میں سامنے آتا ہے وہ طویل کو مختصر اور مرکب کو مفرد بنانے کا عمل ہے

مرثیہ اپنے اجزاء کی وجہ سے پھیلاؤ چاہتا ہے۔ شاعر اپنی قوت، علم کی خاطر غرضیاں کے پس منظر پر غلبہ جی قدر شیرا بیان کرتا ہے۔ اسی نسبت سے اس کی تقریر میں بند و بید ہے۔ ادیب کو فنی صحت برتی ہے اس کی محبت میں اسی قدر پھیلاؤ ہوتا ہے۔ پھر شاعر و محب کی ذاتی حیثیت و محبوبیت بھی مع اور سامعین کا طالع بدل دیتی ہے۔ اچھا شاعر اپنے سامعین اور قدر واد کو غفلت کرنے کے لیے غم گھٹاتا ہے۔ بھیج میں اپنا کلام سناتا ہے۔ لوگ اتر بیٹھے ہیں کچھ لوگ اس نظم یا مرثیہ کو دوبارہ سننے کے لیے پھر مجلس کرتے ہیں۔ اور شاعر وہ کلام دوبارہ پڑھتا ہے۔ پھر پھر بڑی مجلس بگڑتی نہیں اور اپنے دور میں مرزا صاحب ہر جگہ میں پڑھ سکتے تھے، اس لیے چھوٹے ڈاکر مرزا صاحب کا مرثیہ ان سے لے کر پڑھتے تھے۔ شاعر کے دہرنے اور زبان کے بدلنے سے تاثیر کا بدلنا بھی ضروری ہے۔ مرزا صاحب دوسرے پڑھتے تھے، لوگ دل جی سے سنتے تھے، دوسرے مرثیہ خوان کے لیے مشکل تھا کہ وہ بھی کو اتنی دیر تک لوگ سکے لہذا وہ مرثیہ کو غفلت کرتے تھے، اس اقتصاد میں اجزاء سے ہڑ اور نکلنے کے رابطہ پر جاتی تھی۔

مرزا میر نے اپنے دور میں ادب و قدر واد کی خاطر ایک جدت اختیار کی اور مرثیہ میں اس قدر رکھے کہ پڑھنے والا جہاں سے چاہے مرثیہ شروع کر دے اور جتنے وقت میں چاہے مرثیہ ختم کر دے اس طرح طویل مرثیہ کو غفلت کرنے کا طریقہ وضع ہو گیا، وہ مرثیہ میں متعدد مطالع کے مرصع ہیں ایک ایک مرثیہ میں کما کما پانچ مطالع کھے اور زیر نظر مرثیہ تو اٹھارہ مطعوں پر مشتمل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی صاحب مجلس کی مناسبت سے مختصر پڑھنا چاہی تو ابتدائی بند و محب مرثیہ کو کر دے اور ستر بند تک مطالعہ نہ پڑھے تو اڑسٹھ بند باقی رہتے ہیں اور اگر آخری دو بند بھی نہ پڑھے تو پچاسٹھ بند کم ہیں۔ پانچ گھنٹے میں پڑھ سکتے ہیں۔

مرزا صاحب نے اس قدرت کے علاوہ ایک نئی بات یہ کہ ہے کہ آخر میں ایک بند مرثیہ میں اور دو مرثیہ اس کے ترجمے میں لکھا ہے، مرثیہ کا بند کسی کی فرمائش سے لکھا ہے یا اظہار قدرت کے طور پر یا اصول کے متعلق مرثیہ میں مشق کن کے بند لکھا ہے یا اس زبان میں طبع آزمائی کر چکے تھے۔ سیر دست اس سے بحث نہیں۔ لیکن اس سے ایک تو مرزا صاحب کی دسترس کا حال معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے اس فنکار کا ادب یا پڑتی ہے کہ یہ دول بند مرثیہ کے جز۔ لائننگ میں بندے۔ چنانچہ ان کا ثبات و فخر و تمجید تو ہر نئی عکاس کی رعایت ہمارے قلمی مرثیہ تک نہیں پہنچتی۔

دفعہ تہمید میں یہ کہہ کر کہ خود میں ہندو نفس کے ہیں، پہلا بندہ ہمارے قلبی نفس میں نہیں ہے۔
 قلبی مرثیہ بایں ہندوں پر کسی ہے اور دفعہ تہمید کی ساتویں جگہ میں اٹھایا ہی نہیں۔ ذیل کثیر کے
 شائع کردہ مجھے میں یہ مرثیہ فرود نہیں ہے۔ میں نے مطبوعہ اور قلبی مرثیہ کا تقابلی مطالعہ کر کے یہ نتیجہ
 نکالا ہے۔

- ۱۔ دفعہ تہمید میں غلطی کے پیش نظر چھپا یا گیا ہے وہ قدیم نسخہ تھا اور میرا نسخہ اس کے بعد کا غلط ہے
- ۲۔ مرزا صاحب نے اس مرثیہ پر کم از کم تین مرتبہ نظر کر کے، ابتدائی ٹکڑ کا نقش چھپا ہے اور اسی
 پر یعنی بندہ کر کے بعضی جگہ غلطی کی طرح متن میں کھل گیا۔
- ۳۔ نظر ثانی شدہ مرثیہ پر پھر غور کیا گیا اور وہ متن تیار ہوا جس سے نقل تیار ہوئی ہے جس میں نے
 زیر نظر متن کی بنیاد قرار دی ہے۔

۴۔ میرا نسخہ جس مطلع سے شروع ہوتا ہے، دفعہ تہمید وہ ساتواں مطلع ہے۔

(مطلعون کی تفصیل بحث و تحقیق میں دیجیے)

- ۵۔ دفعہ تہمید میں بنیادی نسخے کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ میرا نسخہ اگرچہ بہت غرض خط نہیں مگر عام خطی
 نسخوں کے برعکس اس اچھے خاصے تفصیلات کا حامل ہے۔

(الف) غلط واضح ہے، اٹھ غلط، کاتب غلطی سے پھڑکنے، یا کھڑکھنے کا مدعی ہے۔

(ب) سرورق پر ۸۴ بندہ تحریر ہے جب کہ مرثیہ میں ۸۲ بندہ لکھے ہیں۔

(ج) بندہ نمبر ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹ پر "لا" درج ہے یعنی مرثیہ خواں، یا خود کاتب

جلس پر لکھتے ہوئے ان ہندوں کو چھڑا سکتا ہے۔

(د) دی ورق، ہر ورق میں چار بندہ، صفحہ ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶ پانچ بندہ، صفحہ ۲۰ تین بندہ۔

ساز کا پی کا ہے۔

(ه) کاتب کا نام اکبر علی ہے ان کی قابلیت کے لیے تہمید کی عبارت دیکھیں، ملاحظہ ہو:

"تمت تمام شد برقت و عیاس روز باقی منہ تمامی یافت۔"

نقطہ خط عامی اکبر علی تحریر بتاریخ دست و پنجم عجم العوام ۱۲۳۵ ہجری۔

کسی دوسرے قلم سے ۲ کوہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن ۳ کا دو دعات پڑھا جا تا ہے

(و) سرورق پر ہندو مرثیہ ذیل تحریر ہے:

انہی تفسیحات جناب مرزا میر صاحب ہندو چیدہ مدراج جناب سبط اکبر گشتہ اندر
قدت کے حوصلہ کا تجمل حسین ہی

ہند ۸۲

اور بالائی گوشے میں ”مقابلہ نمودہ مشد“

اسی گوشے کے داہنی طرف لکھا ہے: ”قیمت ۲۰ از اصغر علی، مالک شہادت علی۔
وزن ۲۵ محرم ۱۲۷۲ھ یعنی ۲۵ ستمبر ۱۸۵۶ء میں مرزا صاحب کی عمر پچیس سال تھی اور لکھنؤ کی
شاہی ختم ہو کر کبھی کا راج قائم ہو چکا تھا۔“

اس طرح یہ مرثیہ عدد سے پہلے کا تو بلاشبہ ثابت ہو گیا، لیکن مرثیے کا اسلوب بتاتا ہے
کہ شاید یہ مرثیہ اس سے ہندوہ ٹیسی برس پہلے کی تھیں۔



قدرت کے حوصلے کا تحمل حسین ہے

۸۵ بند

بیان شہادت امام حسین علیہ السلام

۱ قدرت کے حوصلے کا تحمل حسینؑ ہے سب جز وہی مقابلے میں کل حسینؑ ہے
 جس کی داغ و گداز ہے وہ گھمبیرؑ ہے گل جی کا عشق حق ہے وہ بے لیں حسینؑ ہے
 خوش ہر کے خاک میں چمن اپنا ملا دیا

ایمان کو حسینؑ نے مرکز حلا دیا
 ۲ آیات ہفت پہل گروں حسینؑ ہے مظهر قرآن کا چٹنا ہوا مضمون حسینؑ ہے
 بحر معلوم کا دُشمن حسینؑ ہے یوسفؑ ہے نثرِ معرب موزوں حسینؑ ہے
 روشن ہے سب پر، وردہ ہے یوسفؑ پر کر
 تجرش ہے ان کا نام مفسر و کبیر کو

۳ قدرت کے آفتاب کا مطلع حسینؑ ہے مظهر انوارِ انبیا کا مُرتفع حسینؑ ہے
 خلق و سخا و حلم کا مجمع حسینؑ ہے مشکل میں خاص و عام کا مخرج حسینؑ ہے
 بندوں کا کیا حساب ہے اور کیا شمار ہے

حیدر کا لالہ، یاقوت پروردگار ہے
 ۴ ہر مردے میں مصحفِ ناطق حسینؑ ہے مصلح گریبانِ مخیر صادق حسینؑ ہے
 معشوقِ خلق و عاشقِ خالق حسینؑ ہے خلقِ مکمل درود کے لائق حسینؑ ہے
 حیدرؑ کی روح، فاطمہؑ کی جان جانیے
 حق یہ ہے جس حسینؑ کو ایمان جانیے

- ۵ ایسا ہے جس کا عرش وہ سلطان حسین ہے مطلق قرآن ہے رسل جس کی وہ قرآن حسین ہے
 قاتلین انبیاء سلف، اعدائے حسین ہے مضر ضعیف سب ہیں، سیکل حسین ہے
 ایساں کے قتلے کو جرد کیا حسان میں
 یوسف بھی خضر مکر د ملا کاروان میں
- ۶ جرد مکرے مصعب بزدل حسین ہے مطلق تعویذ سب غائب سبحاں حسین ہے
 انگشتی ہے شریعہ، میلان حسین ہے شیعہ ہی خضر چترہ جرواں حسین ہے
 یہ آبرو ہے خضر علیہ الصلوٰۃ کی
 خضر اک طرف حیات ہے، آب حیا کی
- ۷ ایساں ہے کو طور، تعلق حسین ہے مطلق شرف ہی کی حد تعلق حسین ہے
 یکتا ہے دل کا صبر و تعلق حسین ہے محراب تیغ شرف تعلق حسین ہے
 یوں ذوق دین شیعہ میں تحب اما ہے
 جس طرح سے نماز میں واجب سلام ہے
- ۸ تبسم دانہ ہی امامت حسین ہے مطلق نام خدا، اذان و اقامت حسین ہے
 غالب نجات روز قیامت حسین ہے اعجاز دومی و فضل و کرامت حسین ہے
 یوں امر و نہی آپ کے دل سے گواہ ہے
 مرطب جس طرح جل استعارہ ہے
- ۹ معرکہ ریا میں امامت حسین ہے مطلق فضل ہمارے بارخ شہادت حسین ہے
 محمود و مدیقہ قدرت حسین ہے رضواں سلام، ملک جنت حسین ہے
 نام ہی بڑھا، خلف برتر اب سے
 جیسے فزوں پر برسے گلاب آفتاب سے
- ۱۰ پشت و پناہ و یثرب و بلحا حسین ہے مطلق مختار دین و مالک دنیا حسین ہے
 قریب جنت میں گوہر کیسا حسین ہے برج شرف میں تیر زہرا حسین ہے
 صرف طواف لاش، فرشتوں کی فوج ہے
 کعبہ کی طرح چرخ چہارم پہ اوج ہے

۱۱ ایمان جس کا پھل ہے وہ طربا حسین ہے مطلق کوثر ہے جس کا قطرہ وہ دریا حسین ہے
بیمار سب جہاں ہے یہاں حسین ہے خالق کے بعد بندوں میں کیا حسین ہے

یکتا یہ بندہ مہر و شکیا بیانی میں ہوا
جس کا کوئی شریک نہ تھا بیانی میں ہوا

۱۲ رویا دل میں ساقی کوثر حسین ہے مطلق تشنہ لبی میں خیر سکندر حسین ہے
نہ کشتی پسر کا سنگر حسین ہے گردابِ ابرو کا شناسا در حسین ہے
بھوکو نرم ہے تشنہ لبانِ فرات کی
طوفانِ حشر میں ہے پرستی بھات کی

۱۳ حق کا زبان شناسی دشمن رحمت حسین ہے مطلق ایثار سے مراد خدا جس حسین ہے
شیخِ حرمِ کعبہ اقدس حسین ہے رویا نہ کوئی جس کو وہ بیکر حسین ہے

دوسری کو سر سے چھوٹ کے پہلے تو تن ملا
نہ تن ملا، پر آہ، نہ فصل و کھن ملا

۱۴ وہ انقدر مہر و تمہل حسین ہے مطلق بیعتِ امانتِ فقر و توکل حسین ہے
مہینہ شکوہ و تمہل حسین ہے حق امید گاہ جزو کل حسین ہے

برتر ہے اوجِ عرض سے پایا حسین کا
افضالیٰ دوا لہلال ہے سایہ حسین کا

۱۵ کوہِ شکوہ مہر و تمہل حسین ہے مطلق باغِ بہار فقر و توکل حسین ہے
اربابِ بیابانِ جاہ و تمہل حسین ہے شیرازہٴ حیات جزو کل حسین ہے

اک کا شرف جی ہے، جی کا شرف ہے یہ
یکتا ہے آبرویں کہ درِ نجف ہے یہ

۱۶ کشور کشانہ غریب و شرق حسین ہے مطلق بقتلِ گنجِ ملکوت خالق حسین ہے
مطلق سے نوا لہلال کا عاشق حسین ہے شاہد ہے جس قتل کر صادق حسین ہے

زینب کی قیدِ رحلتِ اکبر قبول کی
کی نہ در حق تمام کائناتِ بریل مکی

۱۷ گامد تلبے آل میر حسین ہے مطلق صاحب عزائے اکبر و اصغر حسین ہے
عجز نہائے خالق اکبر حسین ہے اشدر پر فدا میں لشکر حسین ہے

لے طبل نے سپاہ نہ باقی مسلم رکھا
دل چیشہ نیزہ بہر تبریح دودم رکھا

۱۸ بے فرج دے علم جہاں میں ہوا مطلق رخصت حرم سے تلبہ دنیا و دیں ہوا
قرآن نور زیب و درخشاں دیں ہوا غل پڑ گیا کہ طور پہ موسے کیوں ہوا
دیکھو درامد روج علی کے نشان کا

بیٹے کے بھر ارادہ کیا آسمان کا

۱۹ اس و دے سے دن کو چلاستہ غیور شریک جہاں فتح قرب اور شکست
پرتو غل جہاں جو رخ شاہ دیں کا نور ہر نقش پا زمین پہ بنا سات چشم حر
دیکھا گی نہ غلبہ نور جناب کو

جینک کی امتیاج بروئی آفتاب کو!

۲۰ نور خدا کا نور جہاں میں جلوہ گر ہوا صحرائیں غل طور دیں ہر شجر ہوا
اکیر خاک ہو گئی ہر ذرہ زر ہوا ہر سنگ پر وہ غیرت لعل و گہر ہوا
دیکھو فلک کے پردے سے اشک نکل پڑے
غزل سے حرر غلہ کھلے سنگ نکل پڑے

۲۱ پتیا پر کارخانوں میں فریاں کسب دیا جائے نسیم غلہ کرے راہ کو منا
ہاں رعد سے کوہ کو بل فتح کے بجا قدرت کی چرب برق کے نقارہ پڑے
دن میں گزر ہے اکہ و نئے کائنات کا

چھڑ کاؤ اب نصیر کرے آب حیات کا

۲۲ قراچی مرفرش ندی سرسبز بچھائے صراف چرخ و درہم انجم ابھی ملنے
جب انچا وعدہ گاہ پہ میرا حسین آئے رضوان کبیر بہشت جنان دے کے تانے
ہاں باؤ سب جہاں شہر مشرقین کی
زیب رکاب تھامے ہے جسے حسین کی

۲۰ ہر ایک قمر سے کہ حاصل ثواب کر
نقۃ العدم سر اچھا فدا لئے رکاب کر
پنڈیا روز، فخر نہ آئے آفتاب کر
طالع ہے مہربان بچہ، تو حجاب کر

از سے میں ہے زمیں، فلک تھر تھرتھتی
غل ہے کاب میں زمانے سے ہاتھ میں

۲۱ ہر پاسے آمد شبہ والا کہ دھرم دھام
ماہر مستخان فلک ہی : ۱۰ حقیقت ہم
باندھے پر اکلڑے ہیں ملا ٹکبے سلام
جنات کا جرم ہے بریوں کا اندھا

بیگال تھلے گزرتے داماں حسین کا
پکوں سے جبریل گمشدہ راں حسین کا

۲۲ ہے گردش کے شکر افضال کسریا
پاؤں ہر قدم پر نغمہ مثل نقش پا
اقبال درخشاں تھیں تھلے ہرے عشا
زہر صلیب دیہی تھی مردھی ملک العشا

کیوں داری تم تراپنے گلے کوٹا تے ہوا
زہر کی بیبیوں کر کے سوئے جلتے ہوا

۲۳ تجھ کے ختم کرنے کو وہ تجھت خدا
آیا قریب ظالموں کے اور یہ کہا
بتلاؤ ظالمو، تمہیں اب آرزو ہے کیا
وہ تم ہوا اور یہ ہم ہیں، وہ تمہیں ہی دیگلا

پر سوچو، ظلم کرتے ہو کس تشدد کا نام پر
اپنے غم کے لالہ ہو، اپنے امام پر!

۲۴ کیوں کہوں کہ تم مجھے پہچانتے نہیں
سب جانتے ہیں مجھ کو تمہیں جانتے نہیں!
تیروں سے یوں کسی کا جھجھکتے نہیں
میں تم کو منع کرتا ہوں، تم مانتے نہیں

مساں سے اپنے نہ بھلا بھیجیے بیٹے ہیں؟
پانی تصور وار کہی اپنے دیتے ہیں

۲۵ تم نے اگر بلا ہی ہے تو تیر چاہیے
گر آپ سے میں آیا ہوں تو تیر چاہیے
لو کاٹ واگر سہر شتیر چاہیے
ثابت بھی کرنا پر سری تقصیر چاہیے

پانی بلاؤ، اپنی امیر عرب ہوں میں!
اب تشدد نہ تھو مجھے جاں بلب ہوں میں

۲۹ عالم زلطیط، مطیع خدا ہوں میرے نانا کی شکل ہادی ہر در سدا ہوں میں
بابا کی طرح خلق کا شکل کشا ہوں میں ستید ہوں میں، امام کہلا میں پیشوا ہوں میں

مقدم خلق و خادم ربّ جلیل ہوں!
میں کواریٹ، میرے وزیر و خلیل ہوں!

۳۰ وزیر حب ہوں، شاہِ جنت کا خلعت ہوں میں قطبِ زمیں و تیر برج شرف ہوں میں
میرے آدھیا ہیں جس کے گزروہ مند ہوں میں تم پر سوسے یزید، خدا کی طرف ہوں میں

اکی کا پسر ہوں جس نے نعمتوں کو سر کیا
اکی کا تہر ہوں جس نے کرشنی القہر کیا

۳۱ واقع ہوں عالیٰ پیک، بالکل میں نشہ لب جود میں ہے فنا سے وہ بھر پر کیا لب
تم گھر میں اہل بیت کے جاؤ گے بے ادب مسند سہلی حق کی جلاؤ گے بے غضب

زینب کے سر سے چادر زہرا اتار دو گے!
ہے ہے، تلپٹنے میری سکینہ کو مار دو گے!

۳۲ جاہوں تو ہم زمیں کو ابھی آساں کریں! اعجازِ انبیاء نے سلف کے عیاں کر لے
ہیٹے صفت زوال تن بے جاں ہی جاں کیا شعلِ خلیل ناکر بارِ جہاں کر لے

موسے کی طرح ساحلوں کو پست کرتے ہیں
ہم اُتر دیا عصا کو، سردست کرتے ہیں

۳۳ تم میں سے کسی شہاد کو ہے مجھ سے ہم سری فاقہ ہے کسی پیہم کا میراثِ ہادی
تم میں سے کون راکبِ روشنی جیسری تم میں سے کون بھر ہر شمشیرِ عیدی

نانا نے کس کے دوٹی پر معراج پائی ہے
مسجد میں کس کے باپ نے قمار کھائی ہے

۳۴ خستے سے گر جائیں یہ ہماری شکنِ پڑے تو سر پر سرا بدن پر بدن، رن پر رن پڑے
نہ سے مجھ بے گریز کے کچھ دین پڑے روک میں پیرِ جوش پر تو سرورِ گمن پڑے

گزر دوں گے پڑھائی اگر آستین کو
ہم آستین کی طرح الٹ دیں زمین کو

۲۵ ابی علیؑ ہوں سپہ رسالت پناہ ہوں حیدرؑ کا آفتاب ہوں زہراؑ کا ماہ ہوں
 بے کسی ہوں، بے دلیار ہوں اسے پہاڑ پہاڑ سے دھرا چھو پر دم کو دبے گناہ ہوں

حق کے غضب سے فاضل کی آہ سے ڈرو

نیک کو قتل کرتے ہر اشر سے ڈرو!

۲۶ چشم بچی وحیدؑ و زہراؑ کا نور ہوں سردار ہوں شیخؑ ہوں اسے دیا ہوں
 نزدیک حق ہوں باطل و حیل سے دور ہوں کیوں چھو کو قتل کرتے ہر امیں بے قصور ہوں

بے تاب نے فدا کوئی جانتا مگر کھ

کیوں شغور، یہ ہے مینافۃۃ کی

۲۷ مغرور میرؑ قتل ہے، ہر مصلوب! یہ اپنے دل سے دور رکھو تم، خدا گواہ
 گرمی ہر اتناہ تو تم بھی ہر سنے تباہ دنیا میں زور و روئے مغربی میں روسیاء

نے دین ہی مٹے گا دنیا ہی پاؤ گے

داشیر بے حساب جہنم میں جاؤ گے

۲۸ رو اب بھی باز آؤ زعمداؑ سفر میں جاؤ حقؑ اچھے سمجھتا ہے ہمیں ہی مذاب ستاؤ
 بجلی گرسے گی، تیغؑ مظلوم پر اٹھاؤ برسے گا خون فلک سے زہراؑ اور جہاؤ

ہر شیار و خاک ملتی ہے زہراؑ جبین پر

نیچوڑا ہے سر پہلے کو زہراؑ زمین پر

۲۹ مجھ کو دمالی چاہیے نہ فلک نے سپاہ عاشقاؑ زہراؑ طبل و طم ہے بہت جاہ
 میں ایک آرزو ہے یہ میری خدا گواہ دروازہ بند کر کے کروں طاعتِ ابراہیمؑ

جاؤ بیٹ میں دیکھو کہوں تیسرے تزلزل پر

قرآن پڑھا کروں میں مزار رسولؐ پر

۳۰ یہ امر سہل ہے تعین و شمار ہوں اگر رخصت ہو ہند کی نہ کرو اب فساد و شر
 نے تو تم عرب میں نہ جاؤں گا عمر بھر یہ سب سے اس لیے کہ زہراؑ بیٹ ہو گئے سر

داں بھی زہرینوں میں حیا سے میں ہاؤں گا

کھو کر جہاں پس کر کے زندہ دکھاؤں گا

۴۱ جاذن کا اک گلڑی کر دینے کے درمیان منور ہے، اُمّ سہیل ہے اُمّ ابیہیں ہیں
 براہ اپنے دل کے کاغذیں بھی جڑتے جاں جب ہم نہیں تو ان کا ٹھکانا وہاں کہاں

پھڑا دہن کو، گھر کو، عزیزوں کی قبر کو

دیوہ ہمارے صبر کو اور اپنے جبر کو

۴۲ کڑ، دینہ، شام مبارک یزید کو ملک عرب تمام مبارک یزید کو
 یثرب کا انتظام مبارک یزید کو بے کس ہوا امام، مبارک یزید کو

گڈرا سو گڈرا کچھ دیکھی سے کسوں کا ہیں!

بھل میں ششِ خضر اکیلا رہوں گا میں!

۴۳ ہزار ہی مرم بھی نہ ہو گر تمہیں قبول زینت کو دوں مجاہدِ تربت بڑل
 باز کوئی بٹھا دل سہرہ مقد رسول تنہا کسی طرف کو کل جاذن میں طول

تا دارِ اُقر با مرے شہل بڑل ہیں!

تم ان کو کس دینا کہ آل رسول ہیں

۴۴ ناگہ نایہ آن، کے چھڑ جاؤ گے؟ جینا، کے مجاور نہ ہر اہل بناؤ گے!
 آفت میں وارثی سے سڑی اتحاد ڈاؤ گے؟ میں اپنی جان دوں گی جزیہ تم نہاؤ گے

اچھا چوڑیاں سے مزار رسول پر

انصاف اس کا ہرے کا قبر بڑل پر

۴۵ اب تو ہی مدے ہاؤں مجھے مائدہ بیسے یہ مال قبرِ فاطمہ پر مسکن بیسے
 گودہ کہیں تو خیر مجھے چھڑ دیکھے نے تو تم بھڑکے جزیہ تم نہاؤ گے

ہوگی وہ اور بہن جو جدا ہو سکے نہ گے

زینت تو ہمارے جہان پر تباہ ہئے گی

۴۶ تھا، قاتم نے ہاتھ مرا باپ کے حضور حضرت کو شرم ہاتھ بڑلنے کی سے مزدور
 کیوں بھڑنے لگے مجھے حضرت امرا تصور؟ براہ ہوں میں جائے نزدیک یا کہ دور

ہاں یہ تصور ہے کہ قرار جنگ گیا

اکبر کو میں نے پالا تھا سوا آج مر گیا

۴۷ پانی پلانا تم کو سمجھتے ہیں جو گستاخ وہ ہم کو نفس دلوں گے اے شاہدین پناہ؛
مڑ کر کہا حسینؑ کے سچ ہے منگلا وہ بھینا نہ مضطرب ہر کر رزاق ہے والا

محنت کے خم کرنے کو ایسے کلام ہیں

محنت بھی اب تمام ہے ہم بھی تمام ہیں

۴۸ بھینا پناہ دیتا ہے اس مستحق کو کون جاتا ہے نقل گاہ سے پھر کر وطن کو کون
بے کسی ہیں مانتا ہے ہمارے سخن کو کون غرت میں چھوڑ دیتا ہے اپنی مین کو کون

جیتے ہی اسے مین تو برادر کے ساتھ ہے

مرے کے بعد بھی تو مرے مرے ساتھ ہے

۴۹ آنکھیں ملاطاف کے یہ کہنے لگے مدو پتہ کدھیں! ہم ہرے برباد یا کدو
پلے جا ہے اب یہ صل و ملاز کی گفتگو اکبر کے بعد بنے نہیں جیسے کی آرزو

بستی کی راہ دیں، نہ بیابان کی راہ دیں

بیعت بھی اب کرو تو دم کو پناہ دیں

۵۰ مظلومیت سے شاہ نے دیکھا ہے تلک آئی ندایہ بالغہ نبی کی یک ایک

اڈنی ہمارا چاہتے ہر ہم سے یا لکک عا بر نہیں، بھولی یہ ہر غالب ابد تلک

ہم سمجھے فیض چرتے ہر ذوالفقار کا

دکھلاؤ زور قدرت پروردگار کا

۵۱ یہ کن کے اپنے ہمارے سے باز نظر کوئی گویا جدا نیام سے تیغ دوسرہ کوئی

جہر کو فوج دیکھ کے زیر و زبر کوئی جیسے قلعہ میں دریا سپاہ و عمر کوئی

عاشا، اسے دے دیکھے یہ ہر ہر نام میں

کتنے تھے سب کہ تیغ ابھی ہے نیام میں

۵۲ شرنے کا رز کے خدا خیر اب کرے یہ شعلہ وہ ہے جی کا بہنم ادب کرے

قند پکارا دیکھے یہ کیا غضب کرے اغلب تقارین کفر سے بذر طلب کرے

مورے نسیم تہن کا یہ غلغلہ ہوا

لشکر سمٹ کے پانی کا اک بیلہ ہوا

۵۲ ملک تھی دوزبان کی تیغ شہ انام جو ہر کلام اس کا تھا پر تیغ کا کلام
جوہر کیے صاحب تصویر تھی حسام از بر تھی ہر زبان پر سیفی اسے تمام
مولائے دشمنوں پہ جواس کو مسلم کیا
تیغ دودھ نے جوہر سیفی کو دم کیا

۵۳ ربراصن چرخ بری دیکھنے لگا ادرم سے نبی کا وزی دیکھنے لگا
اوج سپاہ میں دیکھنے لگا اور مڑے مرنے شہر دی دیکھنے لگا
تق کہلا جرزور بدن توڑتا ہوا
اگے نقیب حشر چلا بولتا ہوا

۵۵ پھر تو قدم قدم پر قیامت بپا ہوئی بہرگز گداوزیں باد بپا ہوئی
ہر کر دواں پھاڑوں کائنات ہوا ہوئی ساکن مثال کوہ ہوا جا بجا ہوئی
اشاد تھا فبار وہ گھڑے کشت سے
اڑنے کو پرزیں نے کھوئے تھے شت سے

۵۶ ظاہر میں تیغ ایک تھی پر صورتیں ہزار دریا میں موج، بارش میں بڑا کوہ می شزار
گرفت میں بصورت بیرغ آشکار گدھ شل ککشاں وہ ملک کے گلے کا مار
بیرزیں ہمارے طالع جگا دیئے
گداوزیں کی شاخ میں دھل گادیئے

۵۷ کستا تھا بسکند دوزار آسمان جبک جبک گئی تھی نقیب نیا آسمان
وہ تیغ دن میں بن گئی معمار آسمان کشتوں سے باندا کپڑے دیوار آسمان
وہ تیغ خامی تھی مکر توڑاٹ کی!
کفار کیسے کفر کی نعتی خواب کی!

۵۸ قادی کا درہم نقل تھی وہ شکر زن گلابے غلڑ ماسی خلعت پہ سوزن
مشرق میں مٹی مریچ پی گروہ صفت شکن مغرب سے ماہ و کی طرح نکلی دشت
ہر کردہ تنگ تنگی دشت جدال سے
ڈٹتی تھی قرب و شرق و غرب و شمال سے

۵۹ بیچ دوسرے تن سے سروں کو اڑا دیا تیزوں کو کاٹا اور سپروں کو اڑا دیا
عقار مغرے کے پروں کو اڑا دیا دل کھل کھل کر بھجروں کو اڑا دیا

ہاتھوں سے خانوں کے کانیں نکال گئیں

کیسی کانیں، اجم سے جانیں نکل گئیں

۶۰ آئی جو خود پر قریع سر کیا شگاف کاٹا جو سر تو بیٹے سے روانہ تاجان
اُن بزناں تک تو کیا اسب کو کسی معاف پہنچی زمین پر تروہ بولی کہ بس معاف

نزدیک تھا ہوا جو نہ یہ شلہ تاب ہو

گاؤ زمین حلال ہو، پھلی کباب ہو

۶۱ کفار تک پہنچے سب نہ کو گئے تیزوں کی آبرو بھی مخالفت ڈلو گئے
چھپ کر دلیر تیغ کے نزدیک ہو گئے دو چار، پانچ، دس بکھنے نکلیں ہو گئے

میں ہی دم نہ پتی تھیں میرا نہ سفر کسیں

ڈرتا تھیں آئی جو تیغ دوسرے کسیں

۶۲ ناکرہ یار آئی کہ وعدہ وفا کرو بس، اے حسین بس، نہ زیادہ وفا کرو
اے تاج شہ، آج سراپا فدا کرو آباد ہزم مغرب رب العباد کرو

اُسے برقی کرنے کو یا قتل ہونے کو

دن میں، تھلی آئی ہے لاشے پر رونے کو

۶۳ یہ سنتے ہی لرز گیا خوشبیر مصطفیٰ تلوار کی بنام میں اور شکر حق کیا
تنا پہ ہر طرف سے بڑھا لشکر جفا جُڑا اُلو اُلو اُلو کچھ اور بھی صدا

جربے تھے چار لاکھ کے ک نام جان پر

بس ہر گھڑی تھی مرگ کی لذت زبان پر

۶۴ سرکھی زبان میں کوسب کو دکھاتے تھے دال جبریل اکھوں سے دیرا جاتے تھے
یاں نیزہ کھا کے گھر سے پرشہر تھرتھرتے دالے حلالن عربی بری کا پبلتے تھے

جنت میں تھا یہ حال رسولان نیک کا

یلے تیغ کٹ رہا تھا کلیجہ ہر ایک کا

۶۵ سب کو قتل تھا، پر ملک الموت نامور بیٹھے تھے زبر سائے طوئی جھکائے سر
کھما ہے طوئی نے کہ طوئی ہے وہ شجر مرقوم جس کے برگ ہے نام ہر بشر

اتنا وہ جس کے نام کا وہ برگ پستے ہیں
بہن بعضی روح کو ملک الموت آتے ہیں

۶۶ پر مہر قتل سے زحواں ان کے تھے بجا گو سکتے، گاہ غش، گئے نالہ، گئے بکا
دن میں نرگش رہا تھا گلستانِ مرتضاً طوئی کے گرد رہے تھے یہاں برگ پڑیا

اکبر کے نام کا کوئی اصغر کے نام کا
کیا نام مٹ رہا تھا رسولِ انام کا

۶۷ کھما ہے ایک برگ تھا طوئی کا نازِ سر خوشی میں مطر، رنگِ یں گل، فوری تفر
ناگاہ وقتِ عصر گرا وہ بھی ٹوٹ کر افست سے اس کی ساتھ جھکا کر گئے کو شجر

آئی ندا کہ حیدرِ صفدر کا نام لو
ہاں سے فرشتہ، دور کے طوئی کو مقام لو

۶۸ احوال ہر گیا ملک الموت کا تباہ اس برگ کو اٹھا کے جہک نام پر نگاہ
دیکھا، حسینِ ابنِ علیؑ فدیرِ لا الہ من دلی کو چٹک کے کہا "وا محمداء"

ہے ہے، مرا خورادہ، مرا ابنِ فاطمہ
لو جنتِ کا ہوتا ہے دنیا میں خاتمہ

۶۹ وہ برگ سے کے غلامی اُسے بزمِ سر قعرِ علیؑ میں ڈھونڈھا علیؑ کو ادھر ادھر
دیکھا، پڑا ہوا ہے عمارِ زمین پر۔ ناگاہ ایک حریرِ چلائی پیٹ کر

کیا جانے کیوں زمین کے فرشتے پکاسے جی
سرنگے کر بلا کو ابھی وہ مدحا سے بڑے

۷۰ یہ سن کے قتل گاہ سے روتا ہوا چلا پہنچا غضب کے وقتِ سرِ دشتِ کلا
غش تھے علیؑ، گئے ہر کے پیادے گلا اور ایڑیاں رگڑتا تھا زہرا کا لاڈلہ

زاورِ حسینؑ کے نیچے علیؑ کا تھا
اور سیدہٗ حسینؑ پہ زاورِ شقی کا تھا

۱۷ دیکھا گیا ملک سے ذوالی شہر زباں رو کر نکالا حبیب سے گلہ ستر جہاں
کی طرف یہ علی سے کر لے شاہ دو جہاں ہے اذن قبض میں کروں روچ بئی سے جہاں
منہ پھیر کر علی نے کہا اختیار ہے
پر اپنی والدہ کا اضمین انتظار ہے

۱۸ یہ ذکر تھا کہ دشت سے چلائی فاطمہ شبیر، السلام علیک، ائی فاطمہ
کی کرتھاری عزت و تنہائی، فاطمہ بھائی کر، تانا جانی کو بھی، لائی فاطمہ
نیچے کے در پر دیر سے آنسو بہائی تھی
خشش تھی سیکھنا اس کو گلے سے لگا تی تھی

۱۹ آئی تھی آرزو میں کہ دیدار دیکھوں گی کیا جانتی تھی معلق پر تلوار دیکھوں گی
اک تنگ دل کو سینے پر اسوار دیکھوں گی سید کے گرد زفر کفار دیکھوں گی
ہے یہ ظلم، خاک میں ان کو ملاؤں میں
اور اب کو تو فرشتوں کا پایا ملاؤں میں

۲۰ بیٹا، تمارے دل پر کمر کیا گذرتی ہے گھبراہے ہر سانس میں کیا ٹھرتی ہے
دینہ بھی ماں بلبل، مکن نہ بھی مرقا ہے تم سننے ہو جو فاطمہ یہ بین کرتی ہے
مردہ بنتی ہوں! غم مرا آکے مقام ہو
قابو میں ہو زبان تو اداں کا نام ہو

۲۱ بولے علی، کہ صبر کر لے مادر حسین اب تا، بھڑھتے ترقی قسمت میں تو روشن
منظرباب حسین کی تکلیف ہے کہ چین اسی نے کہا گواہ ہے معبود شکر تین
میں نے سوال بعد نمازوں کے جب کیا
آرام چین بچے کا اپنے طلب کیا

۲۲ رو کر کہا علی نے کہ لے جنت مطلقاً اب عزت کر حسین کی تکلیف پر ذرا
سینے پر اس کے دیر سے میٹھا ہے بچیا نے قبضی روح کی ملک الموت کو فنا
مرنے میں اس کو چین ہے، ایذا ہے بیٹے میں
اب دروہے بہت مرے بیٹے کے سینے میں

۷۷ سرپیٹ کر یہ اس نے کسا اے اے اللہ میں
کیا جڈا ہر جو مر رہی معبود و مالکین
تم کہ دو میرے نرسے نہ بچے گا یہ سخی
پر ہونے کو ہے بے بچے کا سب جان

یوں تھیں غصہ غصہ سے روح حسین ہر

زخموں میں جتنا درد ہے اتنا ہی چین ہر

۷۸ آواز غیب آئی تو ہرگز نہ ہو طول
اس کے غلاموں کی ہمیں ایذا نہیں قبول
حکوم اس کا ہے ملک الموت نے تل
قدرت کے پرستان کا ایک ہی پھول

عزت بڑھے گی سب سے ترے نور چین کی

ہم آپ قبض روح کریں گے حسین کی

۷۹ زہرا یہ بین کرتی تھی دور دور کے ناز و ناز
ماشا، دقتیں روح کی اندامی زینار
اور مل رہی تھی اس کے بھر پھر ہی کا حار
پر تیغ تھی یہ کندہ کر رکھی تھی بار بار

کٹے ہیں سر کے بہت نبی کو شش آگیا

باہیں پر تھی آکر نبی کو شش آگیا

۸۰ غش سے جوائی ہوش میں پھر مادر حسین
نے نصت اسے تھا، نہ کلا و سر حسین
دیکھا تڑپ رہا ہے تن اطر حسین
نکلے بے کے بلی جیوں کو تو ہر حسین

آغوش میں لیا وہ بدن لوٹنا ہوا !

پوچھا مٹی سے سر سے بچے کا کیا ہوا ؟

۸۱ رو کر کما مٹی سے کتیرے پر کاسہ ؟
سرپیٹ حسین کی مادر نے کی نظر
وہ شہر، زمین پر لڑے یہے ہاتھ اُٹھ
چلائی کس طرف ہے کہاں ہے مکہ مکرم

کیوں کر تلبائی روڑ کے لڑت و پائیں

یا مرتضیٰ معلیٰ ! مجھے کبہ سو جھٹائیں

۸۲ یہ کہہ کے دین کرنے لگی بہت مصطفیٰ
بس لے دیر بہت کہ ہے شدت ویکا
ہے ہے، مرا حسین، امرالال، مرقا
درگاہ فدا الجلال میں رو رو کر کڑوا

جب تک ملک ہیں عرش سے کسے سائیں

شیعہ رہی یا پیغمبر و نہ ہر آرا کے ملنے میں

۸۳ قَدْ قَالَتِ الْيَتِيمَ لَهُ: رَوْحًا فَادْك
وَيْلٌ لِّحَابِلَ قَطَعَ الرَّاسَ مِنْ قِفَاكَ
يَا يَتِيمِي هَمَكْتُ وَلَمْ أَدْرِ مَا عَمَّرَاكَ
أَشْكُو إِلَىٰ إِيكَ وَ إِلَىٰ اللَّهِ مِنْ جَعَاكَ
يَتِيمِي الْيَوْمَ بَادَلْنِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ
كَالْمَرْبِ مِنْ عَمَّاكَ سَوِيًّا يَلَا أَحْتِيَارُ

ترجمہ

۸۳ روج بول کسی تھی: میں تجھ پہ ہوں خدا
لے دے، اس پر جس نے زاسر ہوا کیا
لے کاش میں نہ دیکھتی یہ حادثہ ترا
شکوہ کروں گے پیش خدا، اور مصطفیٰ
بابا بھلائے تم کو شب و روز دوست ہے
ہماراں کی طرح آشک رواں ان کے کرتے ہی

۸۵ تھے میں اضطراب، یہ غیر النساء کے من
بے ہوش تھے ملا کر لاشے کے ہانہین
بے لے دیر کہ یہ میاں سے بشر و شین
بَلِّغْ نَجَاتِي وَسَلِّمْ عَلَىٰ الْحُسَيْنِ
اور عرض کر کہ گنج قمر لا عطا کرو
جاگیر کر بلائے مولا عطا کرو

”نعمت تمام شد، دو پاس روز باقی ماندہ تمامی یافت۔ خط بد مظلومی اکبر علی۔
تحریر ثانی تاریخ بہست و پنجم محرم الحرام ۱۰۷۳ ہجری“



تحقیق تن

۱۔ قلی مرثیہ، منظوم اکبر علی، ۲۵ محرم ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء

۲۔ دفتر نام، جلد پنجم، طبع دوم، مطبع شاہی کھنڈر، ۱۹۱۲ء ص ۸۹

بند۱: دفتر نام میں اٹھارہ بندوں پر مطلع لکھا ہوا ہے اور یہ مطلع مندرجہ ذیل ترتیب سے چھے ہیں:

- ۱۔ تیز گوئے مصحف یزدان حسینؑ ہے قلی مرثیہ کا بند نمبر ۹
 - ۲۔ ایوان ہے بنی کا عرش وہ سلطان حسینؑ ہے قلی مرثیہ کا بند نمبر ۵
 - ۳۔ پشت دنیا ہر شیر و بیل حسینؑ ہے قلی مرثیہ کا بند نمبر ۱۱
 - ۴۔ ایمان بنی کا چیل ہے وہ طربا حسینؑ ہے
- اس بند کا پانچواں مصرع ہے: "حقاریے شال شکیبائی میں ہوا"

- ۵۔ دارا انقار میر و تحمل حسینؑ ہے قلی مرثیہ کا بند نمبر ۱۳
 - ۶۔ کوہ شکوہ میر و تحمل حسینؑ ہے قلی مرثیہ کا بند نمبر ۱۵
 - ۷۔ قدرت کے حوصلے کا تحمل حسینؑ ہے ۱
 - ۸۔ کشور کشائے مغرب و شرق حسینؑ ہے ۱۶
 - ۹۔ ہر در سے میں مصحف ناطق حسینؑ ہے ۲
 - ۱۰۔ قدرت کے آفتاب کا مطلع حسینؑ ہے ۲
 - ۱۱۔ آیات ہفت میل گردن حسینؑ ہے ۲
 - ۱۲۔ ایمان ہے کوہ طور تجلی حسینؑ ہے ۷
 - ۱۳۔ دریا دلی میں ساقی کوثر حسینؑ ہے اس بند کا تیسرا مصرعہ
- ہمارے قلمی نسخے میں "یکشتی" ہے اور دفتر نام میں "شکر کشتی" جو صحیح ہے۔

۱۴۔ حق کا زبان شناس و سخن رس حسینؑ ہے ۱۳ چھٹے بند کے لیل

حرف میں معمولی بات اختلاف ہے،

”دفع ملا، پڑ، آہ، نہ غسل و کفن ملا“

۱۵۔ تیج دانہ اے امامت حسینؑ ہے قلمی مرثیہ کا بند نمبر ۸

۱۶۔ عطر گل ریاض امامت حسینؑ ہے قلمی مرثیہ کا بند نمبر ۹

۱۷۔ گلگون تباہی آلِ پیہ حسینؑ ہے قلمی مرثیہ ۱۷ اس کی بیت دفتر ماتم میں ہے:

حق مشق حق کا روز شہادت ادا کیا سترِ دقن کو تین پہر میں خدا کیا

۱۸۔ جب طائرِ جہاد امام میں ہوا قلمی مرثیہ بند ۱۸ بے فوج و بے علم جو امام میں ہوا

بند ۲۷ دفتر ماتم کا بند ۱۱، مصرع ۴

”یوسف ہے نثر مطلع مژدوں حسین ہے

بند ۱۶ دفتر ماتم کا پہلا بند ہے۔ قلمی نسخہ مصرع ۹

”خضر اک طرف، حیات آب حیات کی“ دفتر ماتم سے تصحیح کی ہے۔

بند ۱۶ دفتر ماتم اور قلمی مرثیہ میں مصرع ۳

”بیچے کے دل کی مبر و تسلی حسینؑ ہے“

بند ۱۲: قلمی نسخہ مصرع ۳ ”یہ کشتی پہر کا سنگر حسینؑ ہے“ متن مطابق دفتر ماتم

بند ۱۳: دفتر ماتم مصرع ۴ ”رویا جسے نہ کوئی دھوکے کس حسینؑ ہے“

دفتر ماتم مصرع ۶ مطابق متن قلمی نسخہ

”دفع ملا، پڑ، آہ، نہ غسل و کفن ملا“

بند ۱۵: دفتر ماتم، مصرع ۲ ”بارغِ بہارِ فقر و توکل حسینؑ ہے“

بند ۱۶: دفتر ماتم کی بیت ہے:

حق مشق حق کا روز شہادت ادا کیا

سترِ دقن کو تین پہر میں خدا کیا

دیکھا سوارِ جو خلعتِ بزرگ کو چہرہ ادب سے روحِ امیں نے نقاب کو

بند ۲۰: دفتر ماتم کی بیت ہے:

دیکھا گیا نہ جلوہ نور جناب کو سینک کی امتیاجِ ہرئی آفتاب کو

بند ۲۱: قلمی نسخہ، مصرع ۴: "قدت کچرب برق نقاره پر لگا" تصحیف و فراق نام سے لکھا ہے۔

بند ۲۲: دفتر نام، بیت:

"دوران ہے زمین، فلک خضر خضر تھے میا"

بند ۲۳: دفتر نام، مصرع ۲: "سماں پر کھان فلک، ہمسرا اہتمام"

مصرع ۴: "روح القدس پرول سے گس را حسین کا"

قلمی نسخے کے کاتب نے "حقارے" کا املا "حقا بنے" لکھا۔

بند ۲۴: دفتر نام، مصرع ۲: "آیا حضور ظالموں کے اور یہ کہا"

مصرع ۴: ۴

کیوں ظالم، کو تو میں اب آرزو ہے کیا؟ وہ تم جو، پر حسین! وہ تینیں ہیں، یہ لگا

بند ۲۵: قلمی نسخہ، مصرع ۲: "نیزوں سے پرل کی کا بدن چھانتے نہیں"

تن کا مصرع دفتر نام کے مطابق ہے۔

قلمی نسخے کے کاتب نے "میں" کو "مع" لکھا ہے۔

"مع تم کو منہ کرتا ہوں"

دفتر نام، مصرع ۶: "پانی تصور دار کو بھی روگ دیتے ہیں"

بند ۲۸: دفتر نام، مصرع ۴: ۴

موجود ہے۔ اگر سر شہیر چاہیے پر تم کو خوف مالک تقدیر چاہیے

بند ۳۰: دفتر نام، مصرع ۳: "نور و صبا ہیں جس کے گروہ صدف ہوں میں"

قلمی نسخہ میں "یہ اور صبا ہیں جس کے گروہ صدف ہوں میں"

دفتر نام، مصرع ۵: "اس کا پسر ہوں جس نے کفر و فساد کو سر کیا"

بند ۳۱: دفتر نام، مصرع ۳، ۵، ۶

مسند مجاہد آج جلاؤ گئے، ہے غضب

ہے تلخ چرخ میری سکنہ کے مارو گئے، زینب کے سر سے چادر زینب آتا رو گئے

بند ۳۳: دفتر نام، مصرع ۴: ۴

بے تم میں کون، رو شیا، ہیمبری بے تم میں کون، جو ہر شہر حیدری

بند ۳۲: دفتر ماتم، مصرع ۲ "پھر سر پر سر، بدن پر بدن، دن پر دن پڑے"
دفتر ماتم میں بند ۳۲ سے پہلے ایک بند لکھا ہے، جس کا معنوم ہوں کہ بند ۳۵ میں موجود ہے اس
یہ م نے اسے متن میں نہیں لکھا، وہ بند ہے۔

میں خامی تھی ہوں، قبلہ ہر خامی ہوں حاجتِ روائے خلق ہوں، شاء انا م ہوں
اجد کا میں نشان ہوں، جید کا نام ہوں مختار سبیل ہوں اور تشہ کام ہوں

پشت و پناؤ شریع رسالت پناہ ہوں

میں، ناخدا لے کشتی دینِ اِلہ ہوں

بند ۳۶: دفتر ماتم، مصرع ۲ "سرور ہوں، بیور ہوں ابنِ خیر ہوں"

مصرع ۵ "تا آب، تا خدا، نہ کوئی جا قیام کی"

غلی ثیر، مصرع ۵ "نہ کوئی جا مقام کی"

بند ۳۹: دفتر ماتم بیت:

جا روپ میں دیکھ کر تبریرِ رسولؐ پر فراقِ پڑھوں ہمیشہ مزارِ جزل پر

بند ۴۰: دفتر ماتم، مصرع ۳ "لے فرقم، عرب میں نہ آؤں گا عمر بھر"

مصرع ۵ "واں بھی میں بستیوں میں سیاسے نہ جانوں گا"

بند ۴۱: غلی ثیر، مصرع ۳ "جب ہم نہیں قرآن کا ٹھکانا بھلا کہاں"

بند ۴۲: دفتر ماتم میں تیسرا مصرع دوسرا، اور دوسرا مصرع تیسرا ہے۔

بند ۴۳: غلی ثیر میں مصرع ۲ اور ۳ کا تافیہ یوں ہے:

زینب کو دوں مجاہدی تربت رسولؐ م

باز کر میں بٹھا دوں سر مرقدِ تولیٰ!

لیکن دفتر ماتم کے مطابق ہے جو دوسرے بند کا روشنی میں درست ہے۔ نیز دفتر ماتم کی بیش

فاتحے سے مرزا باہمی، خیران کی بیجی!

تم نفسِ پیچاق کے عزیزوں کو بچو!

اس کے بعد ایک بند اور درج ہے:-

تم سب کے زعم میں ہوں فقط میں تصور دار
یہ سب بھی بے تصور پیچر کے رشتہ دار

زیب علی الخصوص ہیں میری غم گسار مانتہ فاطمہ ہے سدا صائم انتشار
 زبور زور، نہ گھر دیا قوت و بکھر
 کچھ نذر اس کے ہد کی پئے قوت و کبھی
 بند ۴۳: دفتر اتم، مصرع ۱ "ناگہ صدای آئی، کے چھوڑ جاؤ گے"
 پھر تیرے چہرے صحت کی ترتیب قفلت ہرنے کے علاوہ تیرے مصرع کی صریح ہے:
 ہے ہے، میں ہاں دوں گی جو یہ پھر سناؤ گے

مصرع ۵۰ "اچھا، پیو یہاں سے مزاد رسول ۴، پر
 بند ۴۶: دفتر اتم، مصرع ۳ "میں ہوں ملو، عجبائے نزدیک یاد کرد
 مصرع ۴ "کیوں مجھ کو چھوڑنے کے حضرت، مرا قصور"
 بند ۴۷: دفتر اتم،
 پانی پلا نام کو سمجھتے ہیں جو گناہ
 وہ نفس ہم کو دیو یں گئے اے شاہ دیں پناہ
 قلمی نسخہ "ہینا" دفتر اتم "ہینا"

دفتر اتم، مصرع ۵ "ان سے شہرت حق کے لیے یہ کلام آریا"
 بند ۴۸: دفتر اتم میں یوں ہے:

آفت میں چھوڑتا ہے اکیلا بہن، کو کون اب گھر ہے قبر، جانا ہے زیب و لکڑا!
 ہینا اماں دیتا ہے انی مستحق کو کون؟ شتا ہے بے کسی میں ہمارے سخن کو کون؟

ناموں کے ترے میں زیب گسے گی تو
 جہان کے سر کے ساتھ کھلے پھرے گی تو
 بند ۴۹: قلمی نسخہ، مصرع ۳ "یہ ہے صلیح اب صلح و دارا کی گفتگو"
 دفتر اتم، مصرع ۳ "اکبر کے بعد تم کو ہے جینے کی آرزو"
 قلمی نسخہ، مصرع ۵ "بستی کی راہ دی، نہ دینے کی راہ دیں"
 بند ۵۰: دفتر اتم، مصرع ۲ "حق کی طرف سے آئی یہ آواز یک بیک"
 بند ۵۱: دفتر اتم، مصرع ۲ "یعنی عدا نیا م سے بیخ و دوسر ہوئی"
 بند ۵۲: دفتر اتم، مصرع ۲ "یہ وہ شر ہے جس کا جہنم ادب کرسے"

بند ۵۴: دفتر نام مصرع ۵ "تن کر بڑھا جو زور بدن توں ہوا"
 بند ۵۵: دفتر نام مصرع ۵ "اٹھا دھماکا بارود توں کی گشت سے"
 بند ۵۶: دفتر نام مصرع ۱ "پیکر تو دستے تیغ کے پر محدود تیں ہزار"
 بند ۵۷: دفتر نام مصرع ۳ "یہ تیغ دن میں یں گئی سمعا آسمان"
 بند ۵۸: دفتر نام مصرع ۱ "قادوں کا دم پٹلی، گردہ شعلہ تن"
 مصرع ۳ "مشرقی میں شل ماہ چھپی اگر وہ مع شکو"
 مصرع ۵ "ہو ہر کے تلگ تنگی دشت ہمال سے"
 بند ۵۹: دفتر نام مصرع ۵ "تجنسے سے غلطیوں کی کائنیں نکل گئیں"
 بند ۶۰: دفتر نام ۱

چنی جو خود پر تو پڑا ایک قلم تنگات سر سے بڑھی تریسے میں در آئی تابہ نبات
 گدڑی جو نبات سے ترکیا سپ کو بھی صاف اترا نہین پر تو زمیں برلی، بس صاف
 قلمی نثر، مصرع ۶ "کاؤ زمین ہلال ہر بھیلی کباب ہوہ"
 بند ۶۱: دفتر نام مصرع ۱ "سب دن سے ڈوبنے کے لیے غر پگھنے"
 مصرع ۳ "چھٹا کر دیر تپ کے نزدیک جو گھنے"
 بند ۶۲: دفتر نام مصرع ۲ "اسے تابداز شہر اسرا پنا فدا کروہ"
 قلمی نثر، مصرع ۶ "زہرا کو جیتا ہوں میں لاشے پر روئے کو"
 بند ۶۳: دفتر نام مصرع ۲ "تکوار روکتے ہی بڑھے مال سے اشیاہ"
 ۳ "قلبت میں ہر طرف سے گھرا فور کبریاہ"
 ۴ "ہوا قتلوا الحین زخمی دن میں کچھ صلاہ"
 بند ۶۴: دفتر نام کی ترتیب یہ ہے مصرع ۳، ۴، ۱، ۲

بند ۶۵: دفتر نام میں ایک بند مطلع کا زائد ہے،
 بر باد جب مرقع تحسیر النساء اور ایک قلم قلم چمن مصطفیٰ ہوا
 چہرا قتلوا الحین کا غل سا بجا ہوا سبط نبی پر زخم ابل جفا ہوا
 خیر قتل کا خاطر کے دل پر پھر گیا
 زہرا کا چاند ظلم کے بادل میں گھر گیا

سب کو قتل تھا اور ملک الموت نام ورنہ بیٹھے تھے زیر سایہ طوبیٰ برہنہ سر
کھائے ملاویوں کے کہ طوبیٰ ہے وہ شجر ہر برگ پر جس کے رقم نام ہر پتھر

اقادہ جس کے نام کا وہ برگ پاتے ہیں

پھر تفسیر روح کو ملک الموت آئے ہیں

بند ۶۶: دفتر نام مصرع ۳ "دن میں ترکش رہا تھا گلستانِ مصطفیٰ"

بند ۶۷: دفتر نام مصرع ۱ "حال اس گھڑی ہر ملک الموت کا تباہ"

مصرع ۶ "ہر تباہ ہے بچپن کا زمانہ میں خاتمہ"

بند ۶۸: دفتر نام مصرع ۲ "مضامین کو کہ تفریح میں ادھر ادھر"

مصرع ۴ "پڑھا تو ایک تحریر حیدرانی بیٹ کر"

بند ۶۹: دفتر نام مصرع ۱ "سریشا ہر اس سر قتل گر چلا"

بند ۷۰: دفتر نام مصرع ۳، ۴

کی عمر میں مرتضیٰ سے کر لے شاہ و دجوان ہے اذن قبضہ میں کروں جان بگی کمال

قلی نسخہ مصرع ۶ "پر اپنی والدہ کا اصرار اختیار ہے"

بند ۷۱: دفتر نام مصرع ۱۲ اور بیت۔

پیارے کے ناما جان کو بھی لائی، غلط

ٹھہری تھی دن میں ایک تن پاش پاش پر یا اگر سے تھے کاف کے اکبر کش پر

بند ۷۲: دفتر نام مصرع ۶ "مادی، کونو عرش کا پایہ ہلاؤں میں"

بند ۷۳: دفتر نام مصرع ۲ "گھبراہے ہر سانس نہیں کیا بھڑکی ہے"

مصرع ۳ "تم بھٹنے ہو یہ غلط جو بین کرتی ہے"

مصرع ۵ "سزائیں ہوں اٹھ کے مرے ہاتھ قلم لہر"

بند ۷۴: دفتر نام مصرع ۲ "معتزلک ہے اب تری قسمت میں شرمین"

مصرع ۶ "آرام دہین بچے کا اپنے طلب کیا"

بند ۷۵: دفتر نام میں بند ۷۶ اور بند ۸۰ پر نسخہ۔ "نسخہ" درج ہے۔

پہلا بند ہے ۷۹

فرمایا تم غصیٰ سے نہ کر لے بشتِ معطفاً
گر چاہتی ہے راحتِ مظلوم کر بلا
مے بعض روئے کی ملکِ الموت کر فنا
انہا میں ہے حسین ترانا نہیں تزا
تو کا پتا ہے صدمے سے اور لنگِ درد ہے

اکی دم بہت حسین کے سینے میں درد ہے

دوسرا بند ۱۸۰: ہمارے قلبی نشے سے ملتا جلتا ہے :

فرمایا تم غصیٰ سے نہ کر لے بشتِ معطفاً
اب غور کر حسین کی تکلیف پر ذرا
بہنے پر اس کے دیسے بٹھا ہے بے حیا
مے بعض روئے کی ملکِ الموت کر فنا

راحت ہے اس کو کرنے میں ایذا ہے جینے میں

اب درد ہے بہت تو سے بیٹے کے سینے میں

بند ۷۷: دفترِ قائمِ مصر ۱ "راستی تو وہ ہوئی، پر کما : یا البراءتین"

مصر ۲ "کیا غدر ہے جو مہدی معبودِ نورِ الممن"

بند ۷۸: دفترِ قائمِ مصر ۵: عزت بڑی ہے سب سے ترے نورِ حین کی

بند ۷۹: دفترِ قائمِ مصر ۱ "زہرا تر سن رہی تھی یہ فرمانِ کر دگار"

دفترِ قائم کی بیت ہے

کٹنے میں سر کے بطنِ نجی کو خش آگیا
بالیں پر غافلہ کو مل کر خش آگیا
بند ۸۰: دفترِ قائمِ مصر ۲ جو دفترِ قائم میں مصر ۳ ہے۔

نصرت کنز ہے، کلاہِ حسین

بند ۸۱: دفترِ قائمِ مصر ۱ "لوے مل کر سر ترے بچے کا کاٹ کر

بیت ۱

اب تو کلمہ بوشی ہوا جاتا ہے، یا حسن
آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا ہے، یا علی
بند ۸۲، ۸۳، ۸۴: دفترِ قائم سے نقل ہے۔ قلبی نشے میں نہیں ہے۔

بند ۸۵: دفترِ قائم

تھے بنِ اضطرار یہ خیر النساء کے بن
حور و ملک تڑپتے تھے لاشے کے بانی بن
سہ پہر یہ سہاے بشرِ رشیدین
بیتِ تحقیق و سلامی الی الحسین

فرہنگ

- ۱۔ ہفت میل: وہ سات دعائی جہشت کے ہر دن کو باری باری پڑھی جاتی ہیں، نیزہ میل: جم، ہفت میل: سات آسمان۔
- ۲۔ درگھول: قیمتی مرقی۔
- ۳۔ جوتی: وزہ، دو چھوٹی اور بڑی دعائیں جو رد بلا اور حفاظت کے لیے پڑھی جاتی ہیں۔ نیزہ جوت
- ۴۔ کھیلے گئے ہیں جی دانتے تھی۔
- ۵۔ مریخ: تصویر، تصویروں کا مجموعہ۔
- ۶۔ مرکز: وہ شخص جس کی فرماں برداری کی جائے جس سے حکم پڑھے جائیں۔ مرکز
- ۷۔ مضغوب: نالغ، لوث، قرآن مراد امام
- ۸۔ مخبر صادق: صحیح خبر دینے والا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب۔
- ۹۔ محرم: چھوٹی، مرور سلیمان کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان اپنے لشکر کے ساتھ کسی میدان سے گذر رہے تھے ایک چوٹی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ سب جاگ جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان کی فوج کل دوسے۔ حضرت سلیمان نے اسی چوٹی کو اٹھا کر اپنے ہاتھ پر بٹھالیا۔ اسی طرح ایک ناکھیل منقوش ایک سلیمان بادشاہ اور نبی کے ہاتھ پر مروج پائی۔ اور حضرت سلیمان نے اسی کی عزت افزائی کر کے بتایا کہ اللہ کے نبی ادنیٰ کو ادنیٰ نہیں سمجھتے۔
- ۱۰۔ گویا ادنیٰ میں صلاحیت ہرگز سے بندہ یاں نکالتے ہیں۔
- ۱۱۔ تعلی: ہندی۔
- ۱۲۔ ارفی: حکم و ممانعت۔ احکام خداوندی۔ مریخ: پسندیدہ، محبوب۔ عین: استقامت، اللہ کے کسی کام کے خدو کا کرنے میں خیر و بہتری طلب کرنا۔
- ۱۳۔ مریخ: باغ، ریاض، رضوان، دار و درخت۔
- ۱۴۔ نیشرب: مریخ، کھیر اور اس کا طعمہ ملا کر جو پھرتا ہے۔ نیزہ نیشرب: چھٹا سرور۔

- ۱۳۔ خوشی پسر: فرما سائل کو کہ شیاں قرار دے۔ پسر: آسمان۔
- ۱۴۔ بیت الاثاث: اس سر بار کے کچے کی جگہ۔ کعبۃ خزانہ: تھا: بچ اور حق یہ ہے۔ با شہر۔
- ۱۵۔ اتصال: فضل و نعام خداوندی۔
- ۱۶۔ مقارح: کھینچ بکلید۔
- ۱۷۔ فروش: خادم۔ فروش فروش کا آستانم کرنے والا۔ عزاف: دست چاندی کا ۴ روپا کرنے والا۔
- ۱۸۔ حق اللہ: کسی معزز آدمی کا مدد گزار۔
- ۱۹۔ شیمان: تیس پڑھنے والے۔ قرشتے۔
- ۲۰۔ گھس لال: وہ خادم جو امیروں کے قریب سر جھیل لے کر کھڑا ہوتا اور کھیاں قریب نہیں آنے دیتا۔
- ۲۱۔ پاؤں ہرنا: قدم چرنا۔
- ۲۲۔ رومی تک: اللہ: میری جان تم پر قربان۔
- ۲۳۔ جنت: دہلی۔ خدا کی طرف سے مقرر کردہ نئی امام۔
- ۲۴۔ تبرج: حضرت عیسیٰؑ۔ تبرج: حضرت اسماعیلؑ۔ خلیل: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب۔
- ۲۵۔ خاؤرمیا: وہ فرمان میں کے بارے میں کیے بعد دیر سے وصیت کی گئی ہے۔ یعنی امام زین العابدینؑ و امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم و امام علی رضا و امام محمد تقی و امام علی نقی و امام حسن عسکری و امام صدق الخراسانی علیہم السلام۔
- ۲۶۔ رقم و جنگ و غزوہ۔ شق: انفرار و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ۔ آپ کے اشارے سے چاند و کھلے ہو گیا تھا۔
- ۲۷۔ شقر: بچم۔
- ۲۸۔ جادو: جھاڑو۔
- ۲۹۔ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضوان اللہ علیہا زوجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو محرم ۱۱ھ میں فداء تھیں۔ امام ابنین: زوجہ حضرت علی علیہ السلام مادر حضرت عباس علیہ السلام۔ یہ سب خواتین مدینہ میں تھیں۔
- ۳۰۔ قس: سالہ سناغ اور سالہ نہ بخت و نیزہ کا پانچواں حصہ راہ خدا میں نکالنا جس کا نصف

مرثیہ نمبر ۱۳

زنداں کی طرف ہندوئیل سے رواں ہے

۱۰۲ بند

۱ احوال قید شام

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تحقیق متن

○ فرہنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

”زندہ کی طوٹ ہند تھیل سے روٹاں ہے، مطلع کا پہلا مصرع ہے اور مطلع ہی سے موضوع اور واقعہ کا مزلان کھجوریں آجاتا ہے۔ ہند کا قید خانہ شام میں آتا بعد انیس و دہر کا عام موضوع ہے کہنے میں کہ بڑے کے دم سر میں ہند نامی ایک خاتون تھی جو مدلول دہر میں رہی اور اہل بیت کے گھر میں خدمت دہر کی کا شرف پا چکی تھی۔ امام حسین علیہ السلام کا دہر سے مکر اور کئے سے عراق آنا زبان زد تھا۔ کرا کا واقعہ ہوا تو ہند کھکی اسے تفصیل سے تو کچھ نہ معلوم ہر سکا مگر دہر۔ باغی۔ قتل۔ سر کا آنا۔ قیدیوں کا پائیدہ زنداں ہرنا۔ گھر میں چرچا تھا، ہند نے ان قیدیوں کو دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ اور ایک دن وہ کچھڑوں، خواصوں اور محافظوں کے ساتھ محل سے اسے قید خانے تک آئی۔ قید خانے کا محلہ بڑے کے نوکر بلکہ خود ہند کی کنیزی بھی جانتی تھیں کہ کھکی کی طرح قیدیوں کو نہ دیکھے ان سے ہمہ بردی کرے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

”آخر حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو اطلاع ہو گئی وہ متحکم ہو گئی کہ جس غلام نے اس گھرانے کو مال و اموال و احترام ہی دیکھا تھا، جن لوگوں کا شیوہ بھوکوں کو شکم بھر کرنا۔ قیروں کی سرپرستی کرنا، قیدیوں کو جان بچنا آج وہی عدوت ان کو قیدیوں کی حالت میں دیکھ گئی تو کیا ہو گا۔ یہ سب باتیں خالص شاعرانہ خیال اور تخیل سے نظر کی گئی ہیں۔

مرزا صاحب نے رائٹس سمن کے لیے، امیرانہ زمانہ سواری اور شاہی دم سرا کے ٹھاٹ باٹ، کی کے مقابل میں معزز تباہ حال خواتین کے نفسیات و جذبات کی مٹا سی اور شاہی دربار و بیان کرنے میں ہار و مصروری سے کام لیا ہے۔ مرثیہ کی مجموعی ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ مرثیہ، مرزا خواں کے بچے لکھا گیا تھا، پھر اسے تحت اللفظ میں پڑھنے کے لیے اشعار نظر ثانی کی اور سراپا کا اضافہ کر کے کم و بیش تیس بند یعنی نوے اشعار کا اضافہ کیا، اس طرح یہ مرثیہ محقق و طویل مرثیہ کی تکنیک سے تیار ہوا۔ یہاں سراپا کے تیس بند (از بند ۱۰ بند ۴۰) نکال دیتے جائیں تو بقیہ ”ہند کا“ ”بنیہ“ ”مرثیہ بن جاتا“ ”بہ اور صفت معاصرتی کے لیے کافی ہے۔ ٹھاٹ کی مجلس پڑھنا ہر توہمی میں بند ملا ہے جائیں۔

”سراپا یعنی چہرہ پیشانی، بھوئی، آنکھ، ناک، لب، رخسار، دھڑھی، ٹھنڈی، دانت،
میں نغمہ، تمام اعضا کی تعریف، امیوہی ممدی کے نصف اول سے کچھ پہلے مرثیہ میں بڑا کلام
پر داخل ہوئی۔

کھنڈے سے شاہی ٹھاٹھ پاٹ، اور قصیدے کے ہواج، بیگنات امارت کے قیام و دعای۔
اس وقت جڑی کی پڑی تھیں، اس لیے بیان واقعات کا لہجہ بدل گیا، رزم و رزم کا بیان ہر یاقوت و کلام
کی زبان، شاعر ہمیشہ اپنے وقت کے لہجہ میں بات کرتا ہے، ماحول کے تقاضوں اور لہجے کے اثر
نے ہر صنف سخن کو متاثر کیا، مرثیہ میں اس کا تاثر، غالباً چہرے سے جین تک مکمل طور پر نمایاں ہے
بہر حال دیر کے کشیاپ حق اور ان کی شاعری کے پندرہ بیس سال بعد ”سراپا“ مرثیہ کی تکمیل پر
حق کو داخل ہوا، اب اس ”سراپا“ میں رنگا رنگ ایجادیں ہوئیں جس کی لطافت اپنے طویل فنی دور کا
میں قابل دید و داد ہے۔ اس طرح میں ایک نادر زاویہ اس مرثیہ میں ہے۔ ”سراپا“ عام طور پر
کسی زندہ شخص کا کھانا تھا، بعد سے وجود، متحرک ذات کو موضوع بنایا جاتا تھا، مرثیہ صاحب نے
اس مرثیہ میں امام حسین علیہ السلام کے سر بیدہ کے اعضاء کی تصویر کشی کی ہے۔ سر و رخسار، چشم و ابرو
یعنی وقت، نمود و خال کی مدح کے بعد گردن کی تعریف کرتے ہوئے خیال آیا کہ

اک گردن انور جو قلم ہو گی، ہے دو جا کچھ نقص نہیں عین کمال اب بھی ہے پیدا
اب ذکر الہی کو وہن دو ہوئے گویا ہر اک ہے عبادت کی تہا می میں مینا
اُس نصف نے بالکل شرف سمجھ لیے ہیں
اِس نصف نے قرآن کی ختم کیے ہیں

آدھا مرثیہ، بند ۵۰ سے خصوصی طور پر سنجی گفتگو، ”رے سے“، مختار اور آبرمند
ماحول میں دکھائی ہے، عورتوں کی دیر، آزمائش میں جو صلہ مندی، شکلات میں
نمائند حیثیت کے ساتھ مقابلہ کی لطافت، اپنے ماضی پر فخر اور حال پر عاجزی اور
شکست کے اظہار سے پہلو تھی۔ احتجاج اور صبر و شکر کا تذکرہ، دلانے کا تصور اور
اہل مجلس کو نرپا دینے کی کیفیت، زبان کی سادگی اور بیان کی اثر آفرینی مرثیہ کے منہ
محسوس کا امتیازی پہلو ہے۔

تازہ ہے تہا می یسمن، تازہ ہے تمہید

(۲)

مرزا دبیر نے ۱۳۳۰ھ/۱۸۱۵ء سے مرثیہ گوئی کا آغاز کیا (حیات دبیر ج ۱ ص ۲۲) اگر یہ روایت صحیح ہے تو میر تقی میر مرزا صاحب کی ستائیں سال شاعری کی نشان دہی کرتا ہے۔
 صفر ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۱ء کا خطوط قطعی طور پر تو یہ نہیں بتاتا کہ مرثیہ اسی سال کی تصنیف ہے۔ البتہ اس سے زمانہ تصنیف کی تقریبی حد بندی ضرور ہو جاتی ہے۔ میر تقی میر اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اولاً تو تحریر مرزا کی تقریباً ۲۹ برس کی عمر سے تعلق رکھتی ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ زمانہ دبیر کی شعری جوانی کا زمانہ ہے۔ تیسرے خطوط کی مہارتیں بتاتی ہیں کہ مرثیہ کی اچھے نسخے سے نقل کیا گیا، کاتب عظیمین بدخط ہونے کے باوجود بڑی حد تک صحیح نقلی ہیں، اس نسخے میں جو عبارتیں جس طرح لکھی گئی ہیں اسی طرح نقل کر دی ہے۔ مہرٹ پر مہرٹ، بیت کے آخر میں بیت، لفظ کے اوپر لفظ مرزا صاحب کی تزییم و تبادیل شعر و لفظ ہے۔ مرثیہ کے نصف حصے کی کتبت مجرب ملنے کی۔ ان کا غلط اچھا اور غلط صحیح ہے۔ مرثیہ کے سر۔ وقتاً صحیح اور آخر میں کچھ اہم تفصیلات ہیں، شاعر و روق کی عبارت ہے:

نوازش علی (دستخط)

مرثیہ تصنیف میاں دبیر سلطانہ اللہ تعالیٰ

صبح نمود شد

مرثیہ

زمانہ کی طرف ہند تجمل سے رواں ہے

المالک هذا الجزع عبد الضعیف الراحمی

(اے! اللہ عطا حسین اللہ مبارک و راجی، بلا لاؤ گی)

بحرمة النبی معرو (وآلہ! الا حیاؤ۔)

الداک عطا حسین خان عفی عنہ و عن والدیہ

بند ۵۵

نہاں کی طرت ہند تجل سے رواں ہے

وردی ۱۴۔ الفت کی عبارت ہے۔

نست تمام شد خطا عام نصف بندہ حقیر سراپا تقصیر مجیب علی و نصفت خطا و خطا خاص
خان صاحب خداوند نعت عطا حسین خان دام اتقالت شروع نمودہ شد از چہار گھڑی
شب گذشتہ و تمام شد بوقت چہار گھڑی شب! فی ما ذہ بروز شنبہ بوقت صبح سہ ماہ
صفرا المظفر ۱۳۵۵ ہجرت) غری مسلم
ہرگز خواند و مطلع دارم! زاکم من بندہ گذر گارم تم تم تم ام
تمام شد ص محو

ای کریمی کہ ادر حرار

دا شد کلاہ سر عالم بہا حر

علا ملامت و کلاہ سر عالم بہا حر

پھر ترجمے خط میں دور با میان تحریر ہیں۔

سروردی پر تعلق بندہ، لکھ کر کاٹ دی ہے اس کے بعد، لکھا لیکن دلائل
اس نسخے کے متن و حاشی پر لکھے ہوئے بندہ حضرت ہیں۔

مرثیہ چار پانچ گھنٹے میں دو آدمیوں نے نقل کیا ہے اس لیے خط رواں اور
جلدی نقل کر کے آٹا سے آراستہ ہے۔



زنداں کی طرف ہند تھمل سے رواں ہے

۱۰۲ ہند

قید شام کا حال

ہند کی قید میں آمد

۱ زنداں کی طرف ہند تھمل سے رواں ہے پر جرقم اٹھتا ہے ویراں دل و جان ہے
نئے صبر بے لے کرش ہے، نئے تاب نکل ہے دل وقف ترزدو ہے، زباں صرف نکل ہے

یہ نذر خرم، نعمت جگر لے کے چلی ہے

واں خند کی جاوید حسین ابن علی ہے

۲ گریاں تھم شاہ پہ میں دیکھنے والے آگے ترسواری کے بڑھ جاتے تھلے
ہے بے خبری گوشہ دامن کو سنبھالے اور نعمت بدن چنبرہ ماتم کے حواسے

گر فرش پر ہے زلزلہ، گھر عش بریں پر

آہیں جھلک پر ہیں تو آنسو ہی نہیں پر

۳ دل تھم ختام جزی جلتا ہے ہر بار مانند گریبان جسم سینہ ہے افکار
اور صورت پر خم شدہ چشم ہے خوں بار باؤں سے پریشانی سادات نمودار

زنداں کی طرف آہ مسلسل جرداں ہے

ہر گام پر سجاد کی زنجیر عیاں ہے

۴ ہر انگ کے قطر نے ہی ہے ہم چتر و زمر اندیشہ معاجب ہے اہم مرد ہے جہم
شب ہے پر عیاں صبح قیامت کا ہے عالم ہے شام کی کشتہ میں یہ پہلی شب ماتم

کتنی تھی کر کوئے ہرے قیدی وہ کدھر ملی؟

زنداں سے ندا آتی تھی زہرہ کی سدا جرجی

- ۵۔ دل خنجر و جگر خنجر مال پر یہ فال
ہر چند امیر اندھے سب محنت و اجل
اُغلب ہے اگر قتل شرور کی کا قیاس ہو
میں خاک پر یہ تڑپے کہ پیر بند نہیں ہو
دلت ہے خواصوں کو کچاد کو شمعیاں
وہ کہتی ہے اب ذکر نہ پر دے کا سکا
یہ راستہ ہے چرسے کہ باول میں چھپاؤ
چادر کے حلق خاک سرے بالوں پہ ڈالو
کیوں کر زمانہ اسے ان حالوں سے دیکھے
جو خواب میں زیر ہو کھلے بالوں سے دیکھے
۶۔ باندھے ہونے والی کو گزیر ہی کئی میثار
کتنی ہی ک لے لی، قیامت کئی آثار
برہو بدو کے غولانی ہیں زندان کی ہر اکبار
بے ہے، مومے بے موت یہ زندان کس گرفتار
۷۔ میر و خواجہ گنتی سر نیزوں پر پیہ و آہ
روٹی زمی جو زمیری، تودہ تھرتا ہے وادھ
کوئی ہے ستارہ، کوئی نور شید کوئی ما
گھر چھر چھل، تودہ دیکھو یہ صمدن میان کاہ
جب ہائے حسنا کوئی منظور کسے لگی
لے ترہ انھیں سننے کی کیا تاب رہے گی
۸۔ پہنچا دزدن آل کے بلار جو سواری
بریں کو رکھا اوڑھ لو، ہم آپ بے واری
تب ہند کے قتلوں پر گریں زخمیاں ملانی
کل ہم پر نہ سکا کھا غضب ہر کہیں لاری
۹۔ پہنچا دزدن آل پر جو زنا نالہ و افغان
کیا دیکھی ہے ہند کو پیش در زندان
تغیم سواری کو اسٹے دور سے دہان
دہان تھیں دیکھو کے کی دل میں کہیں گے
۱۰۔ پہنچا دزدن آل پر جو زنا نالہ و افغان
کیا دیکھی ہے ہند کو پیش در زندان
تغیم سواری کو اسٹے دور سے دہان
دہان تھیں دیکھو کے کی دل میں کہیں گے
۱۱۔ پہنچا دزدن آل پر جو زنا نالہ و افغان
کیا دیکھی ہے ہند کو پیش در زندان
تغیم سواری کو اسٹے دور سے دہان
دہان تھیں دیکھو کے کی دل میں کہیں گے

کہنے لگی: اللہ یہ کیا قدرت رب ہے

روشن ہیں کشتی جان، یہ شربا کوئی شربہ۔

۱۱ ناگاہِ فلکسہ آیا دہاں اک سہراور دیکھا اسے اور یا حسین آئے برابر
اک زینہ بلند اور ہرگز عرش کا معبر تو خطبہ اوج اس کا پڑھے قدرتِ داور

سر سے گل تازہ بستانِ شفا عنت

اس سر کی تم کھاتا ہے سامانِ شفا عنت

۱۲ توفیقِ خدا عقل کو کرتی ہے اب آگاہ کچھ صفحہ تقریر پر تصویرِ سر شاہ
دیکھا جو اسے ہندسے کی شان تھی کیا جاہ حشمت پر تہ جہزادہ اور اس حال پر ہزارہ

دیکھو سر سے تن کی درازت و شان کو

بے شیخ کے شعلہ میں دکھانا ہوں جہاں کو

۱۳ نیزے پر پھیلے سرِ زینلے امامت افتادہ ہے دن میں قد بلائے امامت
چرواہے گل باغِ آفتاب امامت جلدِ بزمِ مصحف طغرائے امامت

تجسیر کرنی مصحفِ رخ کے نہیں قابل

بسم اللہ اگر شمس و قمر جوئیں مقابل

۱۴ نیزے سے نہیں افیج سر شاہِ دو عالم ادنیٰ ہے مقام اس کا سر عرشِ معظم
جانِ نیزے کو نہ شاہے شرف کی تقدیر دم اب تحتِ سیماں کابے یہ قبیلہ اعظم

تسلیم طلب نیزہ ہے سر سے کسے عدا سے

تغظیم کہ مستحق ہے یہ عرشِ خدا سے

۱۵ بس لڑتی حق مصحفِ عارض کی کتاب ہے اپنے لیے سبحانک لا ایلٰہ الا انت ہے
لب آید شیریں "بنا تا حُنا" ہے پر تشنہ دھانی بھی میاں بعد فنا ہے

کس سخن سے سر کھے ہوئے بڑوں میں زبان

خوارشید گنارہ دو مہرِ نور میں میاں ہے

۱۶ تفسیرِ دو عارض ہے حدِ شریع سے افزود اک خاک سے اک درو سے اک نور کا اور
لوگوں کی بھی یا بس بھی ہے قرآن میں موجود اک نقطہ سے بے شمارہ ملکِ مصحفِ محمود

وہ نقطہ بیان کے لیے محتاجِ دہن ہے

یاں نقطہ گر آیا نہ بہنِ شتا و رُخمن ہے

۱۷ جمن خاک پر خورشید پیا ہرے کی پائے تو بجز مژگانِ شاعی سے اٹھائے
پھر سیلِ طائر شاعی کو بتائے اور چشمِ قریمی وہ سدا سررنگائے

شالی جزد ہر روشنی اس قدرت رب کی
آفاق میں پھر صبح نہ ہرے کی شب کی

۱۸ گزینچ میں ہر تازہ جمالی شہرِ ابرار پڑھئے نہ درود آجئے کو دیکھ کے دیوار
دراکھیں ہیں حق بخنے جروں سے ہی اسرار اک نظر میں اس رخ کی زیارت کریں دوبار

کیا نام خدا پر تو عارف کی چمک ہے
ہر قدمہ نسب نامہ خورشیدِ ملک ہے

۱۹ دیکھو تو یہ گیسو بھی دیا قدرتِ دائر دکھلائے ہی کو ترسے بدلامو پر کوثر
دع چہڑے جروں کی یہ ہیں خوش کے رہبر پرتو اسی کمال کا ہے جس پر لی کا شہر

سے نئی جروں نام یہاں بالی ہما کا
گیسو نہیں، سایہ ہے چپ دراستِ خدا کا

۲۰ پر آہِ حد کو نہیں خوفِ اُحدی ہے نیز سے اسٹیں باندھا ہے کیا یہ خبر دے
کی ہے وہ بدی کی میں عذابِ ابدی ہے تو تارِ شاعی کو گرہ نیز سے سے ہی ہے

گیسو کی طرح گردِ خدا ہوتی ہے نہ ہرا
سلجائی ہے ان زلفوں کو اور دلتی ہے نہ ہرا

۲۱ کتنی ہے حسینا مجھے آوازِ سناو ڈوٹا برو کوئی تار جو زلفوں کا بتا دو
بال اپنے تہِ عرش میں کھولیں جو رضا دو آتی ہے نہ اس سے کو امت کو دعا دو

کب زلف کے بندھنے سے برائی پہ گھمائے
ہمت کی شفاعت کا نہ فائدہ کوئی رہ جائے

۲۲ کیا قیلا! برو کا شرفِ یکوں سے ہے واہ رُوب کا سوسے قیلا ہے قیلا سوسے اللہ
دیکھ لہے ہلالِ نجمِ ابرو کا کہیں چاہے ہے شہرم سے لے کے گریباں میں بے ماہ

قربان میں نقاشیِ رب دو جہاں پر
دیکھ چاہے ابرو کو مہر نو کی کہاں پر

۲۳ معزین مژدہ کے لیے تازہ پر تھا ہے یہ بند قبائے عجم لعنت خدا ہے
لیکن یہ خزانہ ہے جرسہ لوش تو کیا ہے فرزند شہر و شہیداں کہ عسرا ہے

ہیں اشک نشان آنکھیں ہم نور غلہ میں

پیرا بن آئی ہے ہر اک بھر کے بریں

۲۴ درج العنبتی زیبا سے ہے دل شاد تو حیدر جناب آنکھوں بندوں نے کیا یاد
جرا یک العن کا وہی اک خالق ایجاد ہر وقت و کثرت میں یہ اک داعی امداد

کونین کی بنیاد میں یہ ایک العن ہے

کل ایجاد ایجاد میں یہ ایک العن ہے

۲۵ خطا مشہد مصطفیٰ شاہ و در سدا ہے گون گون کے درواغش دلی خیر و دی ہے
قرآن پہ ہاتھ اپنا یہ قدرت نے دھڑے کھائی تے تم جین ازل سے یہ جزا ہے

عاجی پہ دلیل شرف اس خط کی قری ہے

ہم چلوئے قرآن یہ حدیث نبوی ہے

۲۶ ہے یہ خط زبیرا کہ امامت کا جزیہ: یہ نسخہ درماں ہے چٹے دور رسیدہ

حارث کی تھپی کے یہ معزین ستہ چیدہ لوطر کی آتش پہ ہر اسبزو دمیدہ

نوشہ روہ ہے جس سے کو خجل مشک خطا ہے

یہ خط شفاعت ہے ارباب خطا ہے

۲۷ حسن دُر دنداں کی یہ تعریف کروں کیا ہے نقطہ شکستیم صدف میں دُر کی کتا

اصل ان کی حضور ایک گھر کی تھیں اصلا اس ترجمہ ہر دائرہ قرآن کا ہے لا

حسن لب و دنداں پہ عطا دنگواں ہے

یہ درج میں تسبیح دُر کا ہشت لب ہے

۲۸ وصفت لب و دنداں کی سخن سنج ہوں کیا ہم تو لیں ہر دقان کا تو سماں منیں با ہم

میزان تو بزرگ کیا: ہر سنگ جو بنیم پر اس میں بھی معیاں کا خیال آتے ہیں

شبہم ہو تو ہو قدرت رب ازل کی

میزاں ہو تو بزرگ گل اعجاز مسل کی

۲۹ یہ بھئی کہ دو معرعات دیوان قدر بھی
قرآن خوشی کے دیا زبرد زبرد بھی
دونوں کے اٹھانے سے سوائے اپنی نظریں
دولال میں نہ ہر کسی اور وہی گزریں

مردہ جردم نزع پکار سے شہر دی کر
بختیں دم پیسے دم بانہیں کر
۳۰ ہے قابل کر زلفت چاہو نر خند اس !!
پانی ہوا غفلت سے یہاں چہرہ حیراں
گنہائش پرست ہے کب اس چاہیلا پرہاں
سزا بقدم روح بنے برست کنعاں

اس چاہ کی ہے چاہ دلی خیر پرش میں
اس چاہ سے جو نکلا گرا تھر سقش میں
۳۱ اب بدست گردن یہ خمیدہ ہے سراسر
اک نعت ہم سے ہے اک نعت بدلہ
قد شمع ہم، شعلہ ہے یہ گردن افور
مقدرت حق شعلہ ہے، دوتھے برابر

گردن ہے دیا مطلع انوار و ضیا ہے
ہے نور کا مطلع مگر اب قطع ہوا ہے
۳۲ اک گردن افور غلام ہر گاہ ہے دو جا
کچھ نقص نہیں عین کمال اب بھی ہے پیدا
اب ذکر الہی کو دین دو ہرے گویا
ہر اک ہے عبادت کی نمانی میں متیا
اُس نعت نے بالکل شرف بیکہ لیے ہیں
اس نعت نے قرآن کو ختم سکے ہیں

۳۳ اس شان سے جو ہرنے سر شاہ کا دیکھا
یہ ساختہ گھیر کے کہا "بائے حسنا"
چلائی کنیز بائیں کچھ غیر ہے۔ یہ کیا!
راگے بڑھو بی، یہ سر پٹیا کیا!
کیا یہ پیر احمد مختار کا سر ہے!
یہ توڑے شہر کے گزگار کا سر ہے!

۳۴ معروف پنچے شش بی سر شاہ خوش انجام
شب نور کی تقسیم ہے بے صبح کے ہم نام
کھولے ہرے دامن کو زمیں طاب انعام
بھرتا ہے فیتہ فلک اک چکر سے نوبام
ماہر نزع اطفال کو اک ہے قریبی
شب لے چکی جولیٹا تھا آتی ہے سحر بھی

۲۵ ایسا توڑنے میں غضب ہو گا بھلا کیا
وہ بولی کہ باور تو مجھے بھی نہیں، اگلا
آنت نے گھلا کاٹا ہر فنڈرِ نئی مہ کا
شیر کے نقشے سے بہت ملتے جلتے

استی میں یہ آوارہ وطن ہرے کا کیسا
سر کی قریرِ شمت ہے، بدن ہرے کا کیسا

۲۶ نگاہ یہ اک فونڈی نے آواز دی، درد
لے لی جی! یہ سر جھٹے سے بچے کا تو بچہ
ہے نہ پھرا ہکا بھی گھنٹیوں یہ تو
جھوٹے ہی میں سر کاٹ کے لے لے کر بڑھ

بچوں کی طرح دودھ اگل کر جو مٹا ہے
سوزا پھول سے بہ بہ کے گلے پر وہ جاتا ہے

۲۷ کوئی سر کہہ کر یہ نظر کر کے پکارے
ہم شکیل جی کتنی ہے غفلت اسے ساری
جی! یہ بیکر تو نہیں، میں تو سہ داری
آگے تو دینے میں سکونت تھی تساری

بھانڈو تو ہم شکیل جی ہے کہ نبی ہے
یہ اور کوئی ہے کہ رسولِ غربی ہے

۲۸ اک کتنی ہوئی آئی کہ یہ عارضہ کیا ہے!
قسمتِ ذالٹ جانے، کندہ کرنے کی جلتے
اک سر پر یہ قریبان گئی سہرا بندھا ہے
یہ آرسی صفت کی گھڑی قتل ہوا ہے

اغلب ہے کہ مروت کو ملا بونہ کفن بھی
ہرے گی اضمیں قیروں میں اکی کی مٹھن بھی

۲۹ کئی ہند نے بندھا کھیں کیا راضی ملا
ادب کم دیا: ہاں، درِ زندان کو کر دوا
دربان پکارے کہ بے انکسار ہیں کیا
پر آپ کی تکلیف کا ہے دھیان سراپا

کل دیکھ کر بھلا کے محل میں اضمیں دن کر
ہم باندھ کے اک رتی میں لے آئی گئے ان کو

۳۰ زندان میں قدم ریزہ کریں آپ دزنہ دار
دروہ سننے یہ بہیت خاک سے ہے انکار
حاضر در دولت ہی پہ کل بول گئے گنگار
ایسا نہ ہو کہ ان میں سے ہر کوئی گرفتار

جب فوج نے غفلت سے یہی ملک سے یہی
تب اتنے سیر اور یہ سیر لاکے دینے ہی

۳۱ تمہند نے اُتو یہ کیا اُن سے بہانا اس فتح کے ہونے کے یہی ہے نہ ہا
خود جاکے اسیروں کو کھلاؤں گی میں کھانا وہ برے کہ مٹا شاد کھلانا نہ کھلانا

ہم شہر سے پرچھ آئیں، اندر آپ ٹھہرائیں
حاکم کہے منظور کر یہ ناقوں سے مرعائیں

۳۲ اس نے کہا: اللہ یہ ایسے ہی گنہگار! انقصہ کر آئی در زنداں پر وہ ناچار
دنگ کعب افسی و کلید آ و شر بار درباوں نے دروازہ کُشا رہ کیا اک بار

واں ہند کا دروازے کے باہر کی قدم تھا
یاں خاطر کی بیسیوں کے دم میں نرم تھا

۳۳ مائدے سے یہ فوٹے گی و خضر زہر ۴ لہ ہند تو آہنجی، میں اب کیا کروں پٹا؟
ذلت کا تو ہے سامنا اور موت میں عرصا بے رحمتی کے تابوں میں ہیں کیچیں نہیں اپنا

ماگو یہ دغا نائب شنو و دو جہاں ہر
واں داخل ہو ہند کا یاں روح رواں ہر

۳۴ اے کاش میں شق ہو بدنیر اسما جائے نینب پر کھا اود کی آئی ہوئی آجائے
اب تک تو میں تم کھاتی تھی اب تم مجھے کھائے بھائی کہاں پاؤں جو برسے سر پہ اڑھائے

اُڑھائے اب ذلت ماں کا کہ مجھ پر
کیوں کل نہیں گرتی سری آہ کی مجھ پر

۳۵ آنکھوں کے تلے چرتے ہیں وہ شکر کی تلوار گردن پہ نہیں پھرتی کہ ہر فیصلہ کار
برچھ دل اکبر کی بھی یاد آتی ہے ہر بار ہوتی عین پر حقیقت کیجئے سے کبھی پار

ذلت ہے، بقا رت ہے، اسیری ہے، جلتے
جو جہاں کو کھو کر جیسے اس کی یہ سزا ہے

۳۶ جب ہند کا آمد ہوئی زندانِ ستم میں مطلع بیوں کو غم تازہ ہوا پاروں کے غم میں
نینب نے کہا یاد و شمنشا و اُٹھم میں جلد آؤ، نہیں مرقی ہے جینا کوئی دم میں

دارت کوئی جزا بت خدا سر پہ نہیں ہے
ہند آتی ہے شے کو برداسر پہ نہیں ہے

۴۷ یہ کتنی تھی اور وقتی تھی بستی شجر دال
دال لڑ پڑوں سے ہند کی کتنے گئے دریاں
روجا کے ایسے رول کی تلاشی کسی عسراں
بر کا روڈ و ششیر کسی پاس نہ پناں

جرم در ہر باہر اسے زنداں سے نکال

بچوں کو بھی گوی سے ایسے رول کی اٹھار

۴۸ داخل ہوئیں زنداں میں کینزی تو یہ دیکھا
اک صاحب آئے، ہے بن پانی تڑپتا
اور لپٹا ہوا تھا ہے اک نفا سا بچا
کھتا ہے کہ ہے ہے میرے بااے بابا

میرا سے بولا بھی نہیں جاتا عطش میں

پر ہونٹوں سے پانی کی صلا آتے ہنش میں

۴۹ پھر بلاؤں کے رتبے ایسے رول کے نفا سے
دیکھا کہ جی سر بیڑیوں پر شرم کے ماے
بولیں کہ ستر صاحبہ کہتے ہیں پکارتے
ہو کا روڈ و شجر نہ کوئی پاس نہاے

گر ہند کے روٹی کو نسل ہرے گا دوگر

تو ذبح یہ سب قافلہ کل ہرے گا دوگر

۵۰ پیش آگیا فعدہ کو پکاری یہ لرز کر
کچھ خیر ہے ہم پاس کمان کا روڈ و شجر
ہاں وارثوں کے تھے می آئی یہ معز
پاس اپنے فقط طرق و سلاسل کہے زیور

ہوتی جو چھری پھیرتے ہم ملتی پراپنے

اشراف ہیں دکھلاتے دیوں ننگے سر اپنے

۵۱ آواز سے فعدہ کی گئی ہند کا آرام
اغلب تھا کہ ہوا داخل زنداں وہ خوش انجام
پردہ وڑے جلدی سے کینزیوں نے یہ تمام
اور بولیں کہ مردانہ ہے، جانے کا نہیں کام

نا محمول بیتام کو جوڑیں پاسنے کا حاکم!

کل مسج ہمیں دائر پہ سمجھواتے کا حاکم

۵۲ دروازے کے نزدیک تک شخص کا بستر
بستر کمان لپٹا ہوا ہے خاک کے اوپر
دو طرفہ لپٹا، دو بیڑیاں اور اک تن لاغر
نفا سا پسرو رو رہا ہے اُس سے پیش کر

کیا اسی کو کہیں جس کو نہ کچھ اپنی خیر ہو

بے اس کے اٹھے آپ کا کس طرح گذر ہو

۵۳ دریاں نکالے، اُسے ہم کو تو بتاؤ کیا معنی، اگر فحش میں ہے تو کچھ بچ کے لاؤ
اک کہنے لگا، شکر کو اس وقت بلاؤ بیروں کا تڑپنا زینِ حاکم کو دکھاؤ

اُسے لگا اگر شمر تو ڈر جائے گا بیمار

باہر اچھی زنداں سے پلا اُسے گا بیمار

۵۴ اِس مشورے کا آہ ہوا جب کہ قرینہ کیا ہر دھڑکنے لگا سب بیروں کا سینہ
قتل میں بلا لاشہ سلطانِ مدینہ اور دڑکے عابد کے گلے لپٹی سیکینہ

کہتی تھی کہاں، سنیں کہاں اور کہاں میں!

اب تو مرے بھائی جہاں جاویں گئے اُن میں

۵۵ کہتی تھی کبھی زندوں سے ہند کی رو رو تم کو بھی ترس ہم پر نہیں آتا ہے لوگرا
طاقت ہے کہے پہنے کی لے ہاؤ کی کرا جتیا کے سرے سو بے ہرے پاؤں تو کچھ

لڑو نہ ہیں پٹے مقدور لٹ چکے ہیں

قتل میں بھی دو بھائی اُسے جھڑپ چکے ہیں

۵۶ کیوں شکر کو بھاتی ہر کاہے کہ بلاؤ مطلب ہے تلے سے تعین، ہم کو کتناؤ
وہ دڑے لگائے گا، انھیں دتے لگاؤ پر عاجز و ناظر ہے خدا، جبریل نہ ہاؤ

کس طرح گواہ دہ کر کی ظلم و ستم کو

کیا بیٹے ہی بابا جو بچا لیریں گے ہم کو

۵۷ ہے کس کی حمایت جگر کی دکھ سے کنارا کس نے نہیں ٹھکرا ہیں کس نے نہیں ہارا
ہم سنتے تھے آیا تعین کچھ دعیان ہمارا ہے رحم تو یہ ظلم مضرب ہر گنا مختارا

گرجھ کو ملتا بچہ کوئی ہیماں لگے لگا

کیوں دیکھتے والو، تمہیں کیا بات لگے لگا

۵۸ گر عابد بے کس کی وہ زنجیر بھاتی! شکوے کبھی سلاقی، یہ بھائی کو کسناقی
جتیا اٹھو، دھڑکے سے سے بھینا زنی عانی حاکم کے صل کی ہیں میاں بیبیاں آتی

ہیں طوق سنبھالے ہرے ہوں اٹھو سبیل کر

باہر ہی کہیں لیٹ رہو خاک پر چل کر

۵۹ حاکم کے حکاموں پر ہے کیا زور تھا
وہ سب کو بھلا دے تو ہے کس کا اجارا
آلا ہے ابھی پشت کا ہر زخم تھلا
بے غم حجابِ شریں نے تعین داد

پھرتی بھی تو تیر نہ ہیسات رہے گی
جب شراٹھا دے گا تو کیا بات رہے گی

۶۰ اُس دم سبزِ خیر کو میں ہاتھ میں لوں گی
اور طوق اٹھائے برسنے کا اندھے پہلوں گی
شرائے کا تو آتشِ فرقت میں جلوں گی
تم ہو گے کہیں اور کہیں میں ہاتھ ملوں گی
جب یہ تعین گھر کے گا گھر کے اٹھو گے
تھر کے گردے کبھی تھر آگے اٹھو گے

۶۱ اٹھنے لگے مایہ۔۔۔ رزِ خیر پھر لے
اور عش ہوئے پھر باز دے شیر پھر لے
دوڑنے لگے دل عاشقِ تعبیر پھر لے
دردِ باں بڑھنے سے شیر پھر لے
اٹھ کر کہا مایہ نے شفا ہوئے جرمِ باں
جلدی نہ بھینٹا میں کہاں بیٹوں کدھر باں

۶۲ اک گام اٹھایا تھا کچھ شش برا عاری
تب ہوڑ کے ہاتھ اپنے سیکڑے پر لکاری
روما جرو! بٹیا کر اٹھایا کئی باری
تعبیرِ ذائق کی ہے نہ تعبیرِ ہماری
ختم ہو جیو پیا ہو وہ تعزیرِ دوان کو
اب ایسا فتنہ آیا ہے کہ ہوش اُسے گان کو

۶۳ چلا کے کہا ہندو نے ہے نہ سنائو
اب نام نہ تو شر کا بس بس نہ ڈراؤ
دبانو! امیروں کو نہ تلواریں دکھاؤ
میرے پیسے میار کو تپ میں نہ ستاؤ
آنکھیں نہیں کھلتیں یہ جھلا دیکھے گا مجھ کو؟
بے جاں ہیں اس کی بھی یہ کیا دیکھے گا مجھ کو!

۶۴ دو دن سے ہی داخل ہوئی وہ عاشقِ مولا
زندان کے ک در سے ہی سب ڈھول کو بجا
اک ہاتھ میں لکڑی کے بندھا لگنا تو پوچھا
کیا تخت کی شب کو تجھے تعذیر سے ٹھکا؟
سرا ہندھانے سے پر جو سرخوں میں تر ہے
تو اس کی دلوں سے وہ غزے دھکا کا سر ہے!

۶۵ قسمت نے دنیا کے نشان چھوڑ رکھا یا دو لہا کو ترسے ترسے پر پروان چڑھایا
مرتا ہے یہاں، دلروا کھن لاش لے پایا؛ کیا لٹ کے ترسے بیاہ میں یہ قافلہ آیا؛

وہ بال جھنڈے میں پڑے کانوں پر جھکے
مر جھٹی سی بھٹی پر ہے فرزند کا کس کسے؟

۶۶ سی کر یہ بیان بانسے مضطرب ہوئی مفسر اغلب تھا کہ رو کر کسے ہے مٹی صغیر
پردہ گئی باغوں سے کلیجے کو پھڑک جبران ہوئی ہند کہ اب کیا کروں، داؤدا

سب کے لب اظہار پر ہے مہر سیا کی
صورت تو امیدوں کی ہے حالت فقر کی

۶۷ ہر طرح کی ختم لکھے بخشش ہے خدا نے زنداں میں بھی حاکم دمجھے دیتا تھا آنے
پرستی کے سوا کوئی مرے درد کو جلنے مارا ہے مجھے ہائے حسینا کی صدمے

صدمہ دو زنداں پر بھی تقدیر سے پایا
اک سر کو مٹا پر سب شہتیر سے پایا

۶۸ جس وقت سے اسی خون جگر سے کر پانچا دل کتنا ہے، سر پیٹ کے چل جانچا
تنبیر مکی جانب سے زور سنیں بے ما تم نام وہی لیتی ہر، سر کا وہا تھا

بے قدر کیا عشق حسینؑ ابن علیؑ نے
میں آئی میاں اور نہ کی بات کسی نے

۶۹ تب دل میں یہ فرمانے لگی زینب ناچار بن برسے ترسے بات نہیں بننے کا شمار
خیر ڈانے لکھے سر کو، یہی ہند سے گفتار گرم ہو گئی، ہم بھی سدا کے نہیں ناوار

اب لٹ گئے ہی آگے مل بھی تھا، شتم بھی
آفاق میں تھے وارث و دالی بھی ہم بھی

۷۰ بلبل ہیں کچھ خلق سمجھو نہ خدا را اک دن تھا کہ بحرانی جہاں اپنا تھا سدا
یتیمیں یاں کوئی سلام آج ہمارا سوزگ سخن ہم نے کیا سب سے گوارا

مگر اہل دُورِ دولت و اموال میں خوش رہی
ہم خاک نشین اپنے پیٹے عالی میں خوش رہی

۷۱ یہ در بدری کا کئی دن سے ہے قریب
ہم صاحبِ ایمان ہیں، کسی سے نہیں کینہ
عقبتی میں مکانِ خلد ہے دنیا میں مدینہ
حاکم نے ترے جہزِ باغداد سے سینہ

بچوں پر جیسی ہے تو راہنوں پر جناب

جروقتِ پیمبر تھا سرودہ ہم پر پڑا ہے

۷۲ پاس آگے کہا ہند نے بگڑنِ قراٹھاؤ
بگھرے ہرے ہارن کو تو چہرے سے ہٹاؤ
کیا کہتی ہو، پھر تو مجھے آواز سناؤ
قربانِ ہر لونڈی، نہ گنہ گار بساؤ

حاکم سے ابھی جا کے رہائی کی قسم لوں

زینب ہو تو کہہ دو، میں بلایں لوں، قدم لوں

۷۳ آواز تو زینب کی ہی ہے کپکپ، واںشد
ہے بے کہاں زینب، کہاں ہیں یادوں کی آواںشد
زینب نے کہا: تو یہ کہ اے ہندو کی لگاؤ
آہر میں کس سے تو ملائی ہے، اگے واہ

شاید قربتِ حضرت زینب پر دل ہے

ہر لحظہ انھیں کی ترے کانوں میں مدد ہے

۷۴ زینب مجھے کہتی ہے، دُعا ہے، دُعا ہے
زینب کی بھی لڑکی بھی ہے قید میں آئی
زندان میں، اور جہیزِ کترار کی عیانی؟
قرآن کی کُشتی ہو کے سخنِ لب پہ یہ لائی؟

کہتے ہیں مدرسہ کی علیٰ رنج و مزن میں

سربازوں سے زینب وہ بندھے تھے رکنِ نبی؟

۷۵ خیر کے سرکٹنے کا آیتھے باؤں؟
زینب کی ایسی ہی لایق ہیں گویا کیوں کر؟
معصوم، گناہوں سے بری، سبطِ پیغمبر
سرتاجِ خاتمی عرب، دخترِ حبیب؟

دردِ ارسن اور زینب، ناچار کے شلنے

یوں زندہ تھے ہیں دنیا میں گنہ گار کے شلنے؟

۷۶ خیر کی تو عاشقِ رشید ہے جہزِ خواہر
یہ تو مرے بھائی کا ہے رزقِ بنال پر
پھر تباہی تری آنکھوں سے نقشہِ سرور
تو اسی کو کہتی ہے سب سبطِ پیغمبر

اس بچے کو تو دے بھی سامانِ بہت ہی

اک شکل کے اک ہم کے انسانِ بہت ہیں

۷۷ اسی نے کہا: وہ کیسے کہہ دے کہ رسول کو تسلی
پر فاطمہ زہرا کا سینا ایک ہے لیکن

مانا ہے، سنوں خیر بر شاو رو شہد اک
مشتک ابھی میں جا کے کروں خیر نسا کی

۷۸ زینب تو جہلا تم نہیں، آنور کہے کیا نام
اب الی مدینہ کی خبر دو کہ سزا دم

مطلب سے ہے مطلب مجھے، اسی تفسیر سے کیا نام
فرما چکی بر تم کہ مدینے میں مکاں ہے
سر پہ تو گزرا رسول دو جہاں ہے!

۷۹ فرمائیے صحت سے تو میں سستیہ ابرار!
شبیہ کا تو ہر گاہ ادب ان پر سراپا ر

منی ہوں کہ بھائی کے علم وار ہوئے ہیں
اب نام خدا جعفر علیا رہوئے ہیں

۸۰ یاد آج مجھے خوب، کہو با تو بے کیوں کر!
شہر تو ہے شبیر سا، بیٹا علی اکبر

خود بیاہنے کو روح گئی خیر نسا کی
کرنگائی سے کلائی ہو شہر خدا کی

۸۱ اشر زیادہ کرے، اب ان کے یہی کئے لال!
نک بیاہے، بیا بیا گیا ہے وہ خوش قتال

خشن علی اکبر کا بہت شہرہ ہے لی اللال
اٹھارواں سے سال کر انیسواں ہے سال

۸۲ ماہر کو بڑا بیٹا ہے مان باپ کا محبوب
اب شادی اکبر سے کہاں! آنور کو مطلب

سزا فاطمہ زینب خشن سے ہے وہ خوب
ہم شعل عیبر کا شرف سب سے جدا ہے
شبیر کا محبوب تو محبوب خدا ہے

۸۲ بیمار تھی سابق میں اب بھی ہر ن صغرا
 بیٹے پر سلاتے ہیں اس کو ہمیشہ
 کیوں بی بی سیکینہ ہے کوئی دفتر کر لا؟
 شہر میں، قبا میں اب اس کے یہ شیدا
 پٹی ہر ن رہتی ہے سدا شہر کے چکر سے
 اندر رکھے اس کو بھڑکے نہ چر سے

۸۳ ہاں، شادی کر لی کا قریب بی بی بیان کر
 بیٹے سے تو کٹ کٹ کے بچر آتا تھا باہر
 اسی یاد کا پڑا دماغ سن آئے گئے دل پر
 اور نام نہاد قاسم آئے کتے تھے شہر
 کبھی بھی سلامت رہے اور اپنی حق بھی
 دنیا میں پھلے پھرے یہ در لکھا بھی دو لکھ بھی

۸۵ لا بھیر دو رو! اب مجھے نینٹ کی خبر دو
 نینٹ سے کہا کرتے ہیں اکثر شہر خوش نو
 چنگ ہے سری بی بی کے پہچانے سے ہی دو
 بھینا، یہ مر سے بیٹے بی بی یا ہر گاہ ان کو
 گڑھنے کی کسی کے ذکر کی بات ہر نینٹ
 جو بیاہ بھی ان دونوں کا قریب ہر نینٹ

۸۶ جب نام یہ ہند تھے تفصیل سے ساسے
 اور بیٹے ہی دم رکھنے کا ضبط کے لئے
 سب قیدیوں کے سامنے بھرنے لگے پیارے
 اک بار سب، اندر کو، درود کے چکا رہے
 عش کی کہیں شدت تھی، کہیں بچی بڑھی تھی
 سر بیڑی پر رکھے کوئی دم توڑ رہی تھی

۸۷ نینٹ سے کہا ہند نے: بی بی یہ ہوا کیا؟
 زہرا کی قربانت کی تو رسیب یہ ہے پیدا
 میں آپ ہی کو جانتی تھی دفتر زہرا م
 وہ لڑی کہ بیروں کے ترپنے پر نہ تو جیا
 زہرا کا برکتہ ابھی پوچھا گیا بی بی
 آباد گھرا پنا اٹھیں یاد آ گیا بی بی!

۸۸ ہم بچی وہی قیدی وہی بے کسی وہی نادار
 وہ کئے گی، اسے غضب اب بھی ہے نکار
 زہرا کی قربانت کے بیوے کے ترپنے پر نہ تو جیا
 اچھا نہ بناؤ مجھے، ہر جانا ہے اطمینان
 وہ سر جو مشا پر ہے حسین ابن علی سے
 اب بڑے یہ احوال میں پوچھوں گی اس کا سے

۸۹ یہ کہہ کے چل کر ازلت کرتی وہ زار دے
لے سر اُسرے بھائی کے! یہ جینا ترے طاری
زینب بھی تڑپ کر سر سے دروازہ پکاری
اب شرم ترے ہاتھ ہے نہ دال میں بھاری

زینب کو زخما ہر د عزیز اپنی بتانا

میں واری، بتانا تو کھیز اپنی بتانا

۹۰ نیر کے تے بندیر سر سے ہرئی گیا
تابلوت علی لے گئے تھے اُن کے اپنا
لے قافلہ سالار شہبیل! دراجرا
برحق تو اگر حیدرِ صدر کا ہے بیٹا

تو سر کھے ہرے ہر ٹول کے اعجاز کھائے

زینب کو بتا دے ابھی زینب کو بتا دے

۹۱ بولا سر شہیناز، تا اُنل تجھے کیا ہے
زینب کو اگر بد چھت ہے تو ریت ہے
حیدر کا ہیں بیٹا ہر گراہ اسی پنجاب ہے
بھائی کا لمو جینا کے ماتھے پر گلے ہے

دورو کے لہو ماتھے سے دھو لے ہمارا

ہا، قاطع کی جیٹی کو پر سادے ہمارا

۹۲ پر دیکھ، خبردار، امیری نہ جستانا
اشد غضب ہوگا جو بے قدر اسے جانا
پھر مجھ سے بھی وہ روٹھے گی، شعل ہے نہانا
مر جائے گی غیرت سے، کھمبہ بھی نہا کر جانا

شرائے جو وہ ملے میں، تجھ خستہ بگڑے

کدہ بچو پوچھ کئی ہوں نتیجہ کے سرے

۹۳ سن کر یہ نہا کر، پھری بیٹی سحر
باہر سے پکارا یہ سر سبز خوش خور
اور آتے ہی زینب کے قدم پر گری واد
زینب! مری تم خور کو چھاتی سے لگاؤ

تم دو اسے پر سادہ نصیب پر سادے یہ دو کر

کم کرتی ہر اخلاق، بیٹے قاطع ہو کر

۹۴ زینب اٹھی ملنے کے لیے اور بڑی گویا
سر پیٹ کے وہ بولی کہ تنظیم مری کیا
لوگو، کہ تو تنظیم اسے حضرت نے ہے مجھا
ہے ہے مری سیدان، سنا حال تو اپنا

زینب نے کہا: پیارے تھنا کر گئے لبی!

صبا لگنے سب چھٹ گئے، سب بگڑ گئے لبی!

۹۵۔ پورا مٹی سے تیلانے لگی سب کو رو دکھیا یہ بانہ ہے لہا، یہ سیکڑ ہے، یہ کبیرا
ناگاہ وہاں ہندنے اک لہا کو دیکھا زخمی ہے جیس، غول سے آکر وہ ہے چلرا
کستی ہے کوئی شرے، کتا نہیں جا کے

۹۶۔ جہاں کی طرح ذوق کرے مجھ کو بھی اُسے
خُتِیہ کہا ہندنے، یہ لہا ہے کلثوم کلثوم کے مدتے ہوئی وہ عاشقِ قیوم
پرسچا برہموزم کا نر پادلی مغرم دو ٹکڑے نبی زادی کا مٹھا ہوا معلوم

۹۷۔ چلائی کہ سیدان پہ ہے یہ جفا کی
اکی امت بے دم پہ لعنت ہے خدا کی
۹۸۔ وہ بولی کہ تممت نہ کر امت پہ خدا کا ڈبے میں کلثوم جرم ہو کذب گوارا
جب لوٹ میں نقشِ قمار سے آتا تپا شرنے نیزہ قمار پیشت پہ مارا
بتان نہیں رو لی مجھے خوفِ خدا ہے
ما تھا مزخمی نہیں اُمت نے کیا ہے

۹۸۔ ام کو درِ سادات ہی جب لائے ستم گر میں دیکھ رہی تھی سیدِ فرزندِ حبیبؐ
قائمؐ کے نیزے کے برابر سب اکبر فرزند کے رخ پر مچلاں تھا سب راہر
ے جاتا تھا عالمِ حیدر اسی پیارے کے کر کو
سربانی کا پھر جاتا تھا نیزے پہ اُٹھ کر کو

۹۹۔ اُن بنیوں کا پھر نا مجھے یار سے اندر پر حیف، ہوا مژدہ، جو اسی بات سے اکاہ
لے کے سب اکبر کو گیا دور وہ گمراہ نیزے پہ تڑپ کر سرِ شہیدؐ نے کی آہ
آواز دی اکبر کو کہ جاتے ہو کہھر کو
مڑے کے گارہیجئے وہ سربھی اُدھر کو

۱۰۰۔ دیکھا میں غربت سے سرِ شہیدؐ کوڑ یعنی کوہِ ظالم سے، نہ لے پاس اکبر
سرنے یہ اشارا جو کیا ہو گیا خُشِ سرنگے نظر آگئے رانڈوں کو یہ سب
مجھ سے نہ بچا لایا اُس دم بچر اپنا
سربِ بیٹ کے دے پٹکا کجاوے پہ سپرانا

۱۰۱ اُس مہرب سے اقامت دے کر ہے
ان صدموں سے ہے بن نہیں رہا
آوازِ بولنے کی کہ یہ صبر کی جا ہے
شعیر کے رونے کو نہیں سنے کہ ہے

دل سے تم شکر ہے داد مجھلا دو
شعیر کو رو یا کرو، اہمت کو دعا دو

۱۰۲ شکر ہو دیر آئی بجا کی ہے یہ تائید
تازہ ہے تمامی پر سخن، تازہ ہے تمید
دردِ ان معنایں پر نہ کر منع کی تاکید
تو بہت مدِ نظم ہے فرض ان پر ہے تقید
گل چین ہے تو گلشنِ اہامِ خدا کا
معنوں سے نہ معنوں پر کوزہ اُروشِ خدا کا



روایاتی مرزا سلامت علی دبیر

بزمِ شہرِ دلا میں فقیر آیا ہے
دربارِ جلیل میں حقیر آیا ہے
اعداد، اعداد یا ابا عبد اللہ
تحصیلِ سعادت کو دبیر آیا ہے

روایاتی دیگر دبیر

اعداد کو سلام کا ادھر مال ملا
حز کو اسد اللہ کا ادھر مال ملا
واشد کلا و سدر عالم ہوا
حملہ ملا، معصومہ کا رومال ملا

صفر المظفر ۱۲۵۷ھ / ۱۸۴۱ء



تحقیق تثن

- قلمی مرثیہ، مخزن کتب خانہ مرقی، مکتوبہ، صفر ۱۲۵۷ھ / اپریل ۱۸۴۱ء۔
- دفتر تائم، جلد ۱۱، طبع اول مطبع دیدار احمدی لکھنؤ۔
- بند ۱۰، دفتر تائم کا قن اور قلمی نسخے کا مصرع بدل ۱۔

لے مومنز ندال کی طرف ہند رواں ہے
قلمی مرثیہ مصرع ۱۲، ماشیہ، دامن بیگل گنت، بگر لب پر فناں ہے
ہر چشم سے اک گنگ در انگ عیاں ہے
ماشیہ قلمی مرثیہ مصرع ۱۵، یان مذہم گنت، بگر لب سے پل ہے
بن اسطری قلمی مرثیہ مصرع ۴، اور دست، قبا

بند ۱۰، قلمی مرثیہ بی سلا مصرع، تب ہند نے پیادری پھیلا پر عریاں، قلم زد کر کے جو مصرع کھلے
وی دفتر تائم میں پھیلا ہے، نیز قلمی مرثیہ کے ماشیہ پر بیت بدل کر لکھی ہے:
بول لب حسرت سے یش کن کی شیک
روشن کنی خود شید، کیا قدرت رب ہے
دفتر تائم میں ہند پر تثن بیت بند نمبر ۲۳ میں بھی لکھ رہے۔
اہم بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اس بند کے بعد سراپا لکھ کر مرثیہ کو طویل بھی بنایا ہے۔
یہ اضافہ ہمارے قلمی مختصر مرثیہ میں نہیں ہے۔ اس طرح بند ۱۱ سے ۲۲ تک نیز ۲۳ تک نیز ۲۴
دفتر تائم سے نقل ہے۔

بند ۱۱، مرزا صاحب نے سرافراز ام حسین علیہ السلام کے خود خال کھ کر مرثیہ کے سراپا ایک جدت
دکھائی ہے، کئے ہوئے سر کی صورت نگاری اور کہیں نظر نہیں آتی۔
بند ۲۹، قلمی مرثیہ چھٹا مصرع تثن میں ہے:

”سو باجھوں سے بہر بہر کے گلے پر وہ مہا ہے“

اور ماشیہ پر قبائل مصرع ہے؟ باجھوں میں بھی اور شے گلے پر وہ مہا ہے

دفترِ تام کا معرعہ حق کے مطابق ہے :-
بند ۲: دوسرا معرعہ حاشیہِ قلبی اور حق دفترِ تام :-

”بلبل یہ پیمبرِ قرآن ہم میں ترسے داری“

بند ۳: معرعہ ۲، دفترِ تام، ”حاضر در دولت ہی پہ ہوں گے یگانہ گار“

معرعہ ۳ دفترِ تام، ”ایسا نہ ہو کہ ان میں سے ہو کوئی گرفتار“

بند ۴: معرعہ ۱، قلبی مرثیہ کا حاشیہ اور دفترِ تام :-

”پھر دیکھ کے عابد کی طرف برل دو دکھیا“

قلبی مرثیہ میں متبادل بیت حاشیہ پر یوں ہے :-

اس جیسے سے بیزار کہیں میں نہیں ہوتی ہند آتی ہے پیوند زمیں میں نہیں ہوتی

نیز معرعہ ۴ قلبی مرثیہ ”بے دروں کے قابو میں ہیں کچھ نہیں بیٹا“

بند ۵: معرعہ ۵ قلبی مرثیہ ”ذلت ہے مخالفت ہے اسیری ہے بلا ہے“ حاشیہ پر ”بلا ہے کے اوپر

”بغا ہے“ بھی لکھا ہے۔ حق دفترِ تام کے مطابق ہے۔

قلبی مرثیہ کی بیت ہے :-

نر باگری جہاں کے لاشے پر بھی رن میں کیبار بھلائی نہ ہوئی روح و بدن میں !

بند ۶: دفترِ تام میں نہیں ہے۔

بند ۷: قلبی مرثیہ معرعہ ۱ ”بڑھ بڑھ کے کیسے رہنے اسیر دل کے غبار سے“

بند ۸: قلبی مرثیہ معرعہ ۴ حاشیہ پر یوں بھی لکھا ہے :-

”یاں بیڑیاں میں طوق ہیں“

دفترِ تام میں بیت کے معرعہ پس و پیش ہیں۔

بند ۹: قلبی مرثیہ کے حاشیہ متبادل بیت یوں ہے :-

خود مبر سے ہم درے کے کھانے کو اٹھیں گے

بابا! نہیں جیٹی کے بچانے کو اٹھیں گے

دفترِ تام میں بیت کی صورت یہ ہے :-

نے کوئی بغاؤ نے کوئی روادا ہے باقی اں نوٹدیوں کے اٹھ کر بیدار ہے باقی

بند ۵۸: قلمی مرثیہ حاشیہ: ”تکے کبھی سہلا کے یہ دورو کے سنائے“
 بند ۶۰: دفترِ قائمِ مصرع ۴: ”تم ہر گے کہیں اور میں کہیں ہاتھ مروں گی“
 بند ۶۲: دفترِ قائمِ مصرع ۳: میرے لیے بیمار کو تب میں نہ اٹھاؤ
 اور تم کا مصرع ۳ دفترِ قائمِ مصرع ۴ ہے۔
 بیت کا پہلا مصرع قلمی مرثیہ میں ہے:

”ہے ماں نہیں اس کے بھی یہ کیا کیجئے بھڑکڑ“
 دفترِ قائم سے تصحیح کی ہے۔

بند ۶۲: قلمی مرثیہ کے متن میں مصرع ۲ ہے:

”کیا کتنی ہر آواز مجھے پھر تو رستاؤ“

حاشیہ پر قیادل مصرع کھایا ہے جو ہم نے متن میں کھایا ہے پھر اس پر ۴ کا نشان ہے۔

بند ۶۲: قلمی مرثیہ: ”آواز تو زینب کہی ہے“

قلمی مرثیہ مصرع ۳ و ۴ میں قافیہ ”آہ آہ“ ہے۔

بند ۶۴: قلمی مرثیہ کے متن میں ہے:

”آجائے قیامت وہ سخن لب پہ تولائی“

ہم نے حاشیہ کا متبادل مصرع اپنے متن نقل کیا ہے۔

بند ۵۵: قلمی مرثیہ مصرع ۵: ”تشریف کے گم کرنے کو سامان بت میا“ اس بند کے اوپر مصرع

متبادل کھایا ہے جسے ہم نے متن میں درج کیا ہے۔

غلام حسین دگیر نے اسی بات کو یوں کھایا ہے:

زینب نے یوں جواب دیا جو کہ انشباہ دنیا میں ایک شکل کی مخلوق ہیں ہزار

دیکھو دیکھو کارثریہ: ”جس دم ہر اشرار سیرتہم شاہ کر بلا“ (جلد اول ص ۱۳۴)

بند ۶۵: قلمی مرثیہ میں اصل بیت یہ ہے:

آؤ کو دیتے ہی میں ماسک کا بھی گھر ہے رونق پہ تو دریا پر شہ بن ویشہ ہے

اس کے نیچے مقابلے میں مندرجہ ذیل بیت تحریر ہے۔

بند ۱۸۲: دفترِ قائم میں ہے، قلمی مرثیہ میں نہیں ہے۔

بند ۸۶: قلمی مرثیہ مصرع ۴: ”یک بار سب اللہ کو درود کے پکارسے“

دفتر ماتم کی بیت ۱

”وہ دردِ اطفال میں کشتی ہرنے لگے سب زنجیروں پر سر رکھ دیئے اور رونے لگے سب
بند ۸۷: مصرع ۵ قلمی مرثیہ میں ہے: ”زہرا کا بیکہ جو پوچھا گیا لی لی“ عاشق پر قلمی مرثیہ میں اور دفتر
ماتم کے متن میں وہی مصرع صحیح جزم نے لکھا ہے۔

بند ۸۸: دفتر ماتم کا چوتھا مصرع :

”خیر آب نہ بتلائیں کھلا جاتا ہے اسرار“

بند ۹۲: مصرع ۵: قلمی مرثیہ کے میں لکھا ہے: ”شہنائے وہ جو“ اسی کے اوپر مقابلے میں ”جود“

درج ہے۔

بند ۹۳: مصرع ۱ قلمی مرثیہ ”سن کر یہ صدا“ دفتر ماتم ”سن کر یہ ندا“ دفتر ماتم میں بیت کے معمول
کی ترتیب بدل کر لی ہے۔

بند ۹۵: دیگر کا مرثیہ ہے۔ ”پنچے امیر شام کی مجلس میں جب امیر“ دکلیات مرثیہ دلگیر محلول
صفحہ ۱۳۱ اس مرثیہ میں دیگر نے لکھا ہے کہ ہند نامی عورت ”دربار یزدی میں کھلے سر نکلی آئی اور
حضرت زینب سے باتیں کرنے لگی اس گفتگو میں حضرت زینب نے فرمایا:

یہ لی بیاں جو کھولے گی سب اپنے منہ پر بال اور اڑکی ہونٹیاں ہیں سب بخود حاصل

یہ ننگے سر سے زنجیر عباسی پر ملاں کہ راہ سے جواد و حسن ڈرے ہے سر ملاں

دھتے کو میرے بازو سے منوم ہے کھڑی بائیں طرف کو میرے یہ کھڑم ہے کھڑی

بند ۱۰۱: قلمی مرثیہ مصرع دوم: ”ان ممدوں میں سے ہے میں نہیں مرقیہ کیا کیا“

بند ۱۰۲: قلمی مرثیہ: مصرع دوم ”تاری سخن“

● غلطہ میں ۸۸ بند ہی ۲۴ بند دفتر ماتم سے نقل کیے ہیں۔

● بنیادی طور پر متن میں سلی نسخہ کو اہمیت دی گئی ہے۔



فرہنگ

- ۱۔ بہند : بڑید کی کنیز خاص اور بری۔ بزدلو : نکر۔ ضرورت : استعمال معروف۔
- ۲۔ گرہ بان : دوسے والا۔ خشم : شان۔ زحمت : لباس۔
- ۳۔ رخسار : خیمہ کی جگہ۔ آٹھکار : زحمتی
- ۴۔ خوف : ڈرنا۔ جفا دہوں کے حساب کا پانسہ : شرکت و اہلال : شان شرکت۔ آخستہ : پریشان حال۔
- ۵۔ قوامیں : خاص لڑکیاں۔ خدمت گار عورتیں۔
- ۶۔ خزانیہ : برسدہ مکان۔ ڈرنا پھرنا گھر۔
- ۷۔ تھکین : قائم۔ ٹھہرا ہوا۔ افتادہ : پڑا ہوا۔ صحف : قرآن مجید۔ طغرا : ایک خاص قسم کا خط جس میں پیشانی ہی نام لکھا جاتا ہے۔ معرعہ کا طالب ہے کہ امام کا پھرہ امامت کے قرآن کے تیسرے پارے کا طغرا ہے۔
- ۸۔ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا سورۃ البقرہ کی ۲۲ ویں آیت ہے۔ قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَشْنَتْ : لاکھنے کہا، تو پاک ہے میں کوئی علم نہیں بس اتنا ہی جانتے ہیں جو تو نے بتایا ہے۔ نَبَاتًا حَسَنًا : نبات کے معنی میں معری۔ نَبَاتًا حَسَنًا : عمدہ معری، لیکن خود یہ کہ قرآن مجید کی سورۃ آل عمران کی ۲۷ ویں آیت ہے فَقَبِّلْكَ دُجًّٰی يُقْبَلُ حَسَنًا وَآذِنْتَكَ نَبَاتًا حَسَنًا اللہ نے ان کی نذر کو قبول کیا اور اسے خوب اچھی نشرو نما دی نہ گناہ۔ گور
- ۹۔ کُتِبَ وَخَر۔ یابس : خشک۔ خُشْرُو : شربت پھیلانے والا۔
- ۱۰۔ میل ملائی : سرسے کی سلائی۔ آفاق : دنیا۔
- ۱۱۔ چتر خیراں : آپ حیات کا پشترہ۔ بال ہما : ہما کا پر۔ مہما : ایک کیاب پرندہ، جو عقاب کی قسم کا ہے اور مندر کے پہاڑی جزائر میں پایا جاتا ہے میل ملائی دور میں اس کا سایہ بہت ملکہ سمجھا جاتا تھا۔

- ۱۲۔ خوفِ اُمیدی: اشد کا ڈر۔ بے خبری: بے وقوفی۔
- ۱۳۔ عقدہ: شکل۔
- ۱۴۔ دِشہ: پلک۔ پیرا پن: کرتہ۔
- ۱۵۔ کون: کائنات۔ خیردہی: دنیا سے بہتر۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
- ۱۶۔ جریدہ: خبر نامہ۔
- ۱۷۔ سخنِ سچ: شاعر۔
- ۱۸۔ قدز: تقدیر۔ نزع: آخری وقت۔ دم بازپیس: آخری سانس۔
- ۱۹۔ چاؤ زخمندان: عسکری کارروائیوں کا حاسب جس کی نشانی مانا جاتا ہے۔ قہرِ سحر و جہنم کی گرائی۔
- ۲۰۔ بدخت: عراج۔ توفیق: تمہید: بھلا ہوا۔
- ۲۱۔ راکا: مگر۔
- ۲۲۔ بدخوا: بد مزاج۔ بد فطرت: بُرا ہے و مرا ہے۔
- ۲۳۔ حذر کرنا: چاہ ناگھنا۔
- ۲۴۔ یارِ انیس: بہت نہیں۔
- ۲۵۔ عاشا: ہرگز نہیں۔
- ۲۶۔ کلید: کچی۔ دروازہ کشادہ کیا۔ دروازہ کھولا۔
- ۲۷۔ حیف: افسوس۔
- ۲۸۔ کارو: پھری۔
- ۲۹۔ صاحبِ آزار: بیمار۔
- ۳۰۔ مخمّز: ضرر۔ سلاسل: زنجیر۔ اشرف: معزز لوگ۔
- ۳۱۔ وار: پھیرانا۔ بھانسی دینا۔
- ۳۲۔ دلی حاکم: بادشاہ کی بری۔ زنداں: قید خانہ۔
- ۳۳۔ قرینہ: طریقہ۔
- ۳۴۔ حاضر و ناظر: موجود اور دیکھنے والا۔
- ۳۵۔ صاحبِ تطہیر: وہ پاک اہل بیت جن کی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی آیہ تطہیر ہے:

مشرقیہ نمبر ۱۲

جب قُرب ہوگا آمد روزِ نشور کا

۱۱۰ بند

احوالِ قیامت و شفاعت

○ تعارف و تبصرہ

○ مرثیہ

○ تہمتِ متن

○ فرہنگ الفاظ

مرثیہ پر نظر

دیر کا زیرِ نظر مرثیہ تاریخِ مرثیہ گوئی میں ایک نئے موڑ کی نشان دہی کرتا ہے۔ مشہور ہے کہ ضمیر نے مرثیے کی تکنیک میں تبدیلیاں کیں اور سب سے پہلے سراپا نگاری کی رسم ڈالی۔ ان کا مرثیہ "کس نور کی مجلس میں مری جلوہ گری ہے" پہلا مرثیہ ہے جس میں ممدوح کے خودِ مثال کی نقشہ کشی کا اور فقریہ کہا: جس سال کے وصف پر ہم شکلِ نخی کے سن بارہ سراپا جس تھے ہجرِ نبری کے آگے تو یہ اندازِ نغمی تھے نہ کسی کے اب سب مقلد ہوئے اسی طرزِ نوئی کے

دک ہی کون، سوس ہی کون، یہ دروے میرا

جو جو کے اسی طرز میں شاگرد سے میرا

اسی تقریب کی بنا پر محققین نے یہ منظرِ حسین ضمیر کو مرثیہ کا مجدد مانا ہے لیکن میرے کتب خانے کا مستند قلمی مرثیہ اسی فیصلہ کے خلاف ثبوت مہیا کرتا ہے۔ زیرِ نظر مرثیہ جو ۲۰ ربیع الاول ۱۲۴۲ھ (۱۸۲۳ء) لکھا ہوا ہے اور اسی کے دس بند ۲۱ سے ۸۲ تک، مرزا صاحب کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ہیں۔ اور پورا مرثیہ اصل مرثیہ سے مقابلے کے بعدِ تصحیح کے نشان "نہ سے آراستہ ہے۔ نیز دفترِ قائم کی چودھویں جلد میں چھپ چکا ہے۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ زیرِ نظر مرثیہ ۱۲۴۲ھ سے کم از کم ایک سال قبل تصنیف ہو چکا تھا، اور شاگرد نے استاد سے پہلے مرثیے میں "سراپا" لکھنے کی طرح ڈال دی تھی۔

فرقِ بینہ سے کو ضمیر نے حضرت علی اکبر کا ایک سراپا لکھا۔ اور دوسرے شہدائے کربلا کے بھانے بارہویں اہم سراپا قلم بند کیا۔ ضمیر نے حضرت علی اکبر کے ولایت کو نظر انداز کر دیا دوسرے امامِ ممدی آوازِ انانِ علی اللہ ظہور کے دشمن کو بھی موضوعِ بنا کر ممدوحِ مخالفت کی صورت گری سے مرثیہ میں قابلِ تامل کا حسن پیدا کیا جو بعد کے مرثیہ گوئوں میں بہت مقبول ہوا۔

بیاتِ صبح بہت اہم ہے کہ اسی مرثیہ کے وقت مرزا صاحب کم و بیش تیس سال کے تھے اور ان کی مرثیہ گوئی کو اٹھارہ برس گذر چکے تھے۔ وہ ۱۲۱۸ھ میں پیدا ہوئے، ۱۳۲۰ھ کے گلج مرثیہ جھگڑا شروع کی تو ۱۲۴۸ھ میں ان کی مشقِ سخن غفرانِ شباب میں تھی مگر اسی سن و سال میں قیامت کا بیان اور

ظہر امام کی بات مزامعہ کے نفیات و حقائق کی امت تصدیق کرتی ہے یعنی وہ ابتدا ہی سے مذہبی
پیشگی اور دینی مسلمات و عقائد کے ترجمان تھے،

مرثیہ کے پہلے اٹھارہ بند بڑے اندازہ ہر تائب کے ان کی زبان، ان کی فکر ان کی شعری ذوق
غیر و ملحق و دل گیر مجھے سامعہ بزرگ شرا سے کسی حد تک انگ ہے مگر ان کے استاد تھے، ۱۲۴۹ھ
میں ان کی زبان و فکر دیکھیے اور اسی زمانے میں دیر کا لہجہ اور خیال ملاحظہ کیجیے۔

مظہر حسینؑ نمبر "سراپا" کہتے ہی:

قرآن کا تشبیہ یہ کس دل نے بنائی پیشانی اور ہرے کہے روح ملائی
ابو سے ہے "بسم اللہ قرآن" نظر آئی جہد دل کشش زلف کتا روں نے کھائی

وہ زلف وہ جینی الفت و لام رقم ہے

پریم دہن مل کے یہ اک شکل الم ہے

اور کعبہ دہا کی یہ نقش ہے انصاف یہ خال سیہ ہے حجبہ الاسود زبور
محراب حرم پیش نظر ابرو کے اکبر یہ چاہ و فن ہے حجبہ دوزم کے برابر
اس جینی اقدس کا مجھے دھیان گر آیا کبھی میں دھر انور کا منبر نظر آیا

اب دیر کہتے تھے:

شہلی ستارہ خال رخ راست سے عیاں بن میں مثالی خضر مگر حسن میں جواں
سرایہ نور کا تو سر سرورِ عیوڑ اور اس پر کس شکوہ و تجمل سے تاج نور
وصعت دہان تنگ بھلا کیا کرے زبانی وہ ہر گاہ شل بیت مولا نے دو جہاں
اندر سے خواہش تپ پاک کی ہمار گویا کہ خضر کا لب جواں پر ہے گذار
گیسو دلیل شمع کے دو لام لاکلام رخ پر ہوا سے آگئی گز زلف مشک نام
اس میں نور یوں الفت بینی امام جس طرح لام میں ہے الفت اولفت عیلام
یوں لاتی درود شہیر امام ہے جس طرح سے نماز میں واجب سلام ہے
پیر خود کرے گاہی اس سینے کی ثنا دیکھو خضر یہ گھر راہ کبریا
باقول کو دیکھ دیکھ کے بے کیجے بات یہ ہاتھ وہ جی تھے میں کن کے ہے کائنات

منظروں کی شاعری اور اصطلاحوں میں معنی آخری کے ساتھ معروں کی برجستگی اور ان کی بے ساختگی کا حسن تو عام بات ہے۔ مرامۃ الشیخ، تجنیس، اور اشتقاق جیسے قلمی حاسن کا ذوق خاص علمی مادہ ہے۔ اب وہ سرسرا رہا ہے:

یارو سنو! اب آمدِ دجالی رو سیاہ لگ اس کی شکلِ نخس سے مشتق خدا گواہ
ریٹھی دراز، جس میں شیا طیب کی پناہ جینا جو ایک چشم، تراک چشم کرواہ
بے شبہ لامِ ظلم وہ گیسوئے پیچیدار عصیان کا رون ابروئے دجالی نا کار
اسی لام اور لون میں یوں چشم آشکار جوں در میان من کی ہے عین برقرار
اور با خدا اس کے قوتِ بازوئے علم و جبر دل اس کا قبر بزم و گنہ سینہ لوحِ قبر
مرزا صاحب رزوا، شاعر، طباطبائی اور استادِ ادبی کے شاعر نظر آتے ہیں جیسے آج کا
تجربہ دی مصدق، یہ مصدق کا واک کیراں، سبھی بھی ترجمانی لائیں میں شرح رنگ بھرتا ہے۔ اس کا دیکھنے والا
اپنے ذوق کے مطابق اس کی شرح کرتا ہے۔ دیرِ الفاظ اور مضامینِ جاذب استعمال کرتے ہیں اور لغت و معانی
دیوان کا شوق رکھنے والے اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ مام قاری کو علم اور فن کے نازک اور ذوق
نکستوں سے واقفیت ہوتی ہے۔

یہ مرثیہ ایک سو کی بند کرنے کی وجہ سے قدر سے طویل ہے لیکن اگر اس کے ابتدائی منترہ بند
چھوڑ دیتے جہاں تو مجلسِ نین خواندگی میں وقت کم صرف ہر گا۔ اخبار داں بند اپنی اٹھان اور گنگنل کے
لیکاسے کامل و مکمل ہے:

بسے غم و مہدی ہادی پہ ہم اشار جہی کی بہار دیکھ کے قسربان ہر بہار
دن نیک، وقت نیک، ادب ہے نیک و نگار مڑے کیوں گے نصیرے میں جانِ سُستار
جوسے گناہ خدِ بیار طرقت نور ہے

ہاں، صاحب الزماں کا جہاں میں غمور ہے

مرزا صاحب خاص مذہبی آدمی ہیں ان کے مرثیوں میں غزلیت بہت کم ہے وہ سپاٹ شاعری
بھی بہت کم کرتے ہیں، ان کے مرثیے عموماً واقعات کے نظم کرنے سے عبارت ہیں۔ چنانچہ یہ مرثیہ
بھی تین واقعات پر مشتمل ہے۔

(۱) دنیا کے خاتمہ سے پہلے حضرت ممدی آخر الزماں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوں گے

ان کے مقابلے کے لیے دجال خروج کرے گا اور دنیا اس کے ساتھ ہرگاہ ہرگاہ اسے قتل کریں گے اس زمانے میں حضرت امام نازح جاحست پڑھائیں گے اور حضرت علیؑ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

(۱۲) امام محمدیؑ عزوجل ان علی اللہ فرجہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لیں گے۔
(۱۳) قیامت کو کئی آنے لگی اسرائیل باری باری تین صد پھر نکلیں گے، میلان حشر گرم ہوگا، اس وقت حضرت فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا بائیکاہ عدلی میں حاضر ہو کر اپنے اوپر ظلم کی فریاد کریں گی۔ امام حسین علیہ السلام حاضر ہوں گے، ان کے پاس سامان شفاعت ہوگا وہ اپنی شہادت اور اپنے ساتھیوں کی شہادت کے دلائل پیش کریں گے۔ خداوند عالم حکم دے گا۔

”دوسے دو کلید دروزج و جنت حسین کو“

حضرت شیخ المذنبین محمد مصطفیٰؐ اعلیٰ الشریعہ و آکرم الکرام تمام معاملات کے نگران ہوں گے۔
مرثیہ کا نمک اور گریہ نیز حق و حقیقت ہے جس میں حضرت فاطمہؑ کی میدان شہری آمد اور ان کے ساتھ کچھ سلمان فریاد کا ذکر کیا ہے۔

(۲)

ہم نے اسی متن کی ترتیب و تصحیح میں دو نسخے استعمال کیے ہیں (۱) ۱۳۲۸ھ/۱۸۳۲ء کا قلمی مرثیہ اور (۲) دفتر نام کی چودھری جلد (۱۸۹۷ء کھڑا) میں شائع شدہ مرثیہ: ہمارے خطوط کا مطلع اول ہے:

”جب قرب ہوگا آمد روز نشور کا“

دفتر نام میں یہ بند موجود نہیں ہے، ہاں اس کے بعد والا بند ہے اور وہی دفتر نام کے مرثیہ کا مطلع ہے:

”جب قبل حشر ہوگا ظہور امام عصرؑ“

ایک بند کی وجہ سے ہمارے خطوط کے نزدیک سوری اور دفتر نام کے ایک سرف: ہیں۔ دونوں نقلی ہیں بڑی حد تک مطابقت ہے۔ تقریباً چھتیس ہذا ایسے ہیں جن کے معنی میں کچھ اختلاف ہیں ان اختلافات کو ہم نے پہلے صفحے میں بیان کر دیا ہے۔

ہم اس مرثیہ کے ذریعے ادب و تاریخ مرثیہ میں دو اہم انکشافات کر رہے ہیں۔

۱۔ مرزا دبیر کی بڑائی کا کلام
۲۔ مرثیے میں سراپا کی قدیم ترین روایت اور اس میں مرزا دبیر کی اولیت۔

مرثیہ :

مطلع نمبر ۱ : جب قُرب ہوگا آمدِ روزِ نشور کا

مطلع نمبر ۲ : جب قبلِ شتر ہوگا ظہورِ امامِ عصر

مطلع نمبر ۳ : صبحِ ظہورِ مہدی ہادی پہ ہم تبار

۱۰ بند

درِ حالِ قیامت و مصائبِ حضرتِ فاطمہ زہراؑ

۱ جب قُرب ہوگا آمدِ روزِ نشور کا مطلع پلے ظہورِ ہرگا ! امامِ عیسیٰؑ کا

پروٹھن چراغِ جو ہرگا ظہور کا برگی زمینِ نور کی اور چرخِ نور کا

فلِ ہرگا یہ گزرتے رسات کے کھنچ کا

خورشیدِ بارِ ہواں ہے امامتِ کبریا کا

۲ جب قبلِ شتر ہوگا ظہورِ امامِ عصر مطلع روشن کرے گا دین کو نورِ امامِ عصر

جنِ دُکھِ مہینِ امیرِ امامِ عصر سب دستِ بسترِ جہنم گئے ملیں (امامِ عصر

یام نہا یہ ہرگی فلک اور زمین کی

اب ہے شکستِ کفر کی اور فتحِ دین کی

۳ مَرقومِ مہینِ ظہورِ شترِ دین کے نشان شہرین میں ہرگا نمودار اک جہان

عباسیہ کی نسل سے کچھ خم و بدگمان سکے بزورِ تیغ کرے گا وہاں روان

اک مہربِ ذوالفقار کی دلی امتیاز ہے

پھر فرج میں نہ شاہ ہے نہ تختِ تاج ہے

۳ تمنا کی یہ ہے نشانِ طورِ شبہ انام نسلِ یزیدِ نخس سے نشانِ قہرِ نام
قدیست، گر بہ منظورِ چشمِ سیاہ نام مردِ چہارِ شاد، زبون و نجس نام

معروف ہوگا شام کے وہ انتظام میں

کر دیں گے صبحِ حمدی دیں آگے شام میں

۵ برسمِ کسوفِ شمس چہارمِ کسوفِ ماہ یہ دونوں اک جیسے ہیں ہر گے خدا گاہ
عائندہ روزِ جہر کو ہر گاہِ طورِ شاہ اک ماہِ طاقِ ان میں سے ہر گاہِ کرونگاہ

بارِ ویک میں پاکہ ڈو ہفت پہنچ میں

ہوگا خزاںِ دین کا دنیا کے گنج میں

۶ اور کھود بنیں آگے گی فرجِ شام سنبالی نہیں یہ اٹھیں دسے کا حکمِ مام
ہاں خاندانِ خدا کو کروجا کے انہدام رپِ حرمِ زمیں سے کرے گایتِ بکلام

لے جا فرودِ شباب تو اس ساری فرجِ کر

اور کرنگاہِ حمدی اُدی کے ادج کر

۷ لکھا ہے صبحِ روزِ طورِ شبہ انام حکمِ خدا سے ہوگا علمِ شہ سے ہم کلام
مولائے عینیں ہے توفیقِ کا یہ مقام عباس کے ہوسے میں اب تائب ہوں سرنام

اب تو طورِ شہِ ابراہیم کیجیے

آج انتقامِ خونِ مسلم دارِ سیجیے

۸ نکلی گی پھر خلافت سے یکدم کے نواغداد ہاں اے کشتہ درخبر کے ورثہ دار
بے کسی صبیح کی تو مصیبت ہے آشکار اب تک رہا تو شاہِ شہیدان کا سو گار

فرما کے یا علیؑ "مرے قبضے کو تمام لے

ہاں خونِ ابنِ فاطمہ کا انتقام لے

۹ جب کر بلا میں قتل ہوا شاہِ آتشہ کام تب زیرِ عرضِ جمع فرشتے ہوئے تمام
اور عرض کی خدا سے کہ مارا گیا امام کچھنچ اس کے قاتلوں پہ تو شہیرِ انتقام

سطحِ نبی کسی کا نہ تقصیرِ دارِ متضا

پیا سنا تھا تین روز کا اور بے دیار تھا

- ۱۰۔ مبعود نے گروہ طالع کو دی خدا حاجت قضاے کرنے کی اس امر کی کیا
 میں جانتا ہوں قاطر شہیرے خطا پر انتقام میں ابھی تانسیسکا روا
 میں خون ہما بھی دلوں کا شہر مشرقین کا
 اور لوں کا انتقام بھی خون حسین کا
- ۱۱۔ پھر حق نے ایک پردہ قدرت کیا کشاد کی اس طرف طالع نے چشم اعتقاد
 دیکھا، عیاں ہے دریا ماناں خوش منار اور اک بشر ناز کی خاطر ہے ایستاد
 سب نے کہا: یہ راز تو کیا نظر آئیں
 اس راز غیب سے مگر گماہ کر ہیں
- ۱۲۔ حق نے کہا: حسین کے فرزند ییوب یہ مرد جو کھڑا ہے برسے نازا ب
 خون حسین سب سے کرے گائی طلب قائم ہے اس کا نام، امام زماناں لقب
 ہے فخر کائنات کو اس نیک ذات سے
 ہم ظالموں کو دی گے سزائیں کہات سے
- ۱۳۔ سو، یا امام اب تمہیں کی کا ہے افتخار قرآن سے یہ خبر ہے کہ ملاقہ ہے کر دگار
 گر کہلا میں گرم تھا بازار کارزار کھڑا تھا میں نے پر علی اصغر کی کا مزار
 اب قتل کا فرولی کو شہر نیک خو کرو
 اک بات جانتی ہوئی کہ اک کو دکر د
- ۱۴۔ مرا لکھیں گے تینے کے قبضے کو چوم چوم اے تیغ تیز تشنہ خون گروہ شرم
 ہر لینے نے لینوں کا تو جا بجا، مجرم پھر اپنی حب و حرب کی تھوکر سناؤں دم
 کافروں میں مل ہے خاطر کے شہر شہین کا
 کیا میرے دل سے داغ شاہے حسین کا
- ۱۵۔ زہر کا دنا ایک طرف کن اک اور حال اب تک لحد میں رہتا ہے شیر النساء لال
 فراقی ہی شہیدوں سے باحسرت وصال اکبر ہوا جو قتل تر اٹھاروں قضا سال
 اکبر کے درد سے نہیں شبیر سوتے رہی
 پہلو بدل بدل کے لحد میں بھی روتے رہی

۱۶ کیا تجھ کو حال بھول گیا اہل بیت کا
اس ظلم کے قصائص کی حد ہے نہ انتہا
درد دھیرے، امیر ہیرے، دامعیتا
ہاں اہل شام و کوفہ کو گر قتل کر لیا

کچھ خشک ہوں گے دیدہ گر باںِ خاطر
پھر عرشِ حق ہے اور سرِ مرغانِ خاطر

۱۷ ناگ فرشتے آئی گئے گردوں سے صفت
سب اسپ اُٹھتی پر مسلم درمیاں بکفت
میکال و حبیبیل و سرافیل یک ملت
فخر اپنا جان جان کے کارِ بناب کو
تھامیں گے بار بار فرشتے رکاب کو

۱۸ صبحِ ظہورِ حمدی ہادی پہ ہم نثار
دن نیک، وقت نیک، ایسے نجاتِ روزگار
جس کی بشار دیکھ کے قربان ہو سار
ہوئے گاشور چار طرف نورِ زہر ہے

ہاں صاحب الزمان کا سماں میں ظہور ہے

۱۹ اسی دم کے کیا شکوہ و تہلیل کروں بیاں
شکل ستارہِ غالبِ ربیعِ راست پر عیاں
سرخ و سفید رنگِ ربیعِ سیدِ زمان
بن میں مثالِ خضر، مگر حسن میں جواں
پیدا یہ صاف ہوئے گا حسن و جمال سے

کم بہت و سال ہے ابھی چالیس سال سے

۲۰ سراپہ نور کا تو سرِ سرورِ خیمور
پیدا نہ جس کے کس کھائے چراغِ طور
اور اسی پر کس شکوہ و تہلیل سے تاجِ نور
وقتِ ظہورِ قدرتِ اللہ کا ظہور
گاؤ زمین کو تہلکہ ملب و ملال سے

خواب کو فخر، حسن کو رونقِ جمال سے

۲۱ مابین ہر دو چشمِ رگِ ناشی بلند
وقتِ نظارہ چشمِ تجلی سے بہرہ مند
مژدم کریں گے دیدہ مژدم کو دل پسند
دہ چشم، وہ جمال، خدا کو تھا یہ پسند
ہر لحظہ حق کو ذوق تھا اس رخ کی بے

پنہاں اسی بے تور کھا چشمِ غیر سے

۲۲ وصفِ دہانِ تنگ بھلا کیا کرے زباں وہ برگِ کا شلِ غیبتِ مرلائے دو جہاں
موجود پر نگاہِ نطائقی سے وہ نہاں وصفِ دہن میں مقل کرے گی بھی بیان

میںِ ظہور میں بھی دہن ہے چھپا ہوا

اک رازِ حقِ نہاں ہے ادراکِ ملازما ہوا

۲۳ اشرے خطِ پشتِ لبِ پاک کی ہمار گویا کہ شعرِ کلابِ حیراں پر ہے گذار
وصفِ خط و دہن میں جڑی نکر ہے شمار معنی و لفظ کی ہوئی تشبیہ آشکار !

خط نے حیا کی دہنِ پنجرِ رنگ کر

حقِ احتیاجِ حاشیہ اسِ منتفیِ تنگ کر

۲۴ اور تہ کی راستی العنِ راست سے ہوا نبتِ پراس سے ہے العنِ راستی کو کیا
اس قدرِ پاک سے جو شہِ پرافت بنا حق نے کی جودِ تعجب کا پیشوا

اُس اک لہ سے ازل بھی ہے اور ما بھی ہے

دنیا کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے

۲۵ گیر و دلِ شریک کے دلامِ لا کلام رخ پر ہوا سے آگئی مگر نعتِ تنگ نام
اس میں سرورِ العنِ بجنی امام جس طرح لام میں ہے العنِ اور العنِ لام

یوں لائقِ درودِ شعیبہ امام ہے

جس طرح سے نمازیں واجبِ سلام ہے

۲۶ ہر پر خرد کرے گا یہ اُس بیٹے کی ثنا دیکھو خزینہ گھرِ رازِ کسبِ ریا
کی کی خزانہ جمع ہے غیبت میں کیا ہوا صدی کے بعد کوئی نہیں جنتِ خدا

بر کچھ ہے کارخانے میں پردہ و کار کے

وہ جمع سب ہے بیٹے میں اس نامدار کے

۲۷ ہاتھوں کو دیکھ دیکھ کے سب کیسے گئے بات یہ ہاتھ وہ ہیں قبضے میں ہے جن کے کائنات
دنیا و دی کو کھٹا ہے برسے یہ یہ دونوں آپ بیتِ کرد تو ہاتھ گئے دولتِ نجات

ہاتھ اُسے جس کا دستِ شہِ کائنات تنگ

پہنچے وہ ہاتھوں ہاتھ دیا اللہ کے ہاتھ تنگ

۲۸ قرآن دوی دشرنا بنی دینو کسب دیا یہ چار چیزیں بریں گی چار اُمتیں کی جا
اور تیغ شریعہ معرب موزون لافنا جو سر کو اس کے عقل کے ویدہ تعنا

توقید حفظ مرمی خوش حال کے لیے

لیکن تقنا کا حال وہ نہ حال کے لیے

۲۹ اور پشت شاہ ولی پر سپر روگی یوں دھری جیسے نبی کی پشت پر مہر پینہ بصری
اسی رستے میں ہے ہم رُسل سے برابری اُن کو بُرت، اِن کی اِمامت ہے آخری

مہر اِمامت ان کی سپر لا کلام ہے

ہے مہر اسی لیے کہ اِمامت تمام ہے

۳۰ لاوی گئے پیش کش پئے سلطان اہل مہاں خورشید نیزہ، ماو پیر، قوسن آسمان
انجندہ دکھائیں گے، قوس خُزج کماں ادنیٰ ما ایک بلوریں نشان دار کشتاں

قُدوسی گز دست راست پہ حکم اِلارے

اور دست چپ کو شکر حق مسترد جامے

۳۱ میں طعن زن ہلال پہ مولا کی وہ رکاب گو تو مرا جواب ہے پر میں ہوں لا جواب
بچہ کو کہاں حصول ہے پاؤں کی جناب برحق نہ ہے رکاب، نہ ہے شاؤ کا سیلاب

پاؤں کو چہم قر سے دیکھے ترنگ ہو

پاؤں کی ترنگ ہوئے تریاری کا رنگ ہو

۳۲ ہر گاندائے اتعن غیبی کا پیر یہ شرور اُن اب خواب ہوئے گی جیہ ظلم وزور
چہم یقین منور و چشم منور گرد اب بچنے میں داوطلب قیل سے ہے مرور

دین نبی کو شہر خدا کو عروج ہے

حقا کہ آج جنت حق کا عروج ہے

۳۳ اجماع زہیوی مرے مولا دکھائیں گے مرقد سے شیعان علی کا حاضیں گے
ماتم نام کہیں کے اور ہر اک کو بلائیں گے ہر قر شیعہ پر یہ فرشتے سنائیں گے

منظوم آج جمع ہیں فسر یاد کے لیے

اتھرا ام عصر کی امداد کے لیے

۳۲ اب ہے بیاہی شیخ مفید اس جگہ مفید
 دی دن کے بعد برے گا دجال کا پدید
 حیرت خورد میں ہے یہ افسانہ مجدد
 پہلے نیم ہرگاس سیکرہ وہ پمید
 اسباب و فرج جع غریب کر کے کوہ پر

۳۵ یا رسول اللہ! اے زبانی رو سیاہ
 ریش و راز جس میں شیاطین کو، پناہ
 مگر کفر سے مٹا تھا ازل میں یزید کو
 باقی جو کچھ رہا سو ملا اس سید کو
 عسلیں کا فن، ابرو سے دہانہ بکار
 جس درمیان میں کہ ہے عین برقرار
 اس منہ پر یہ غرور وہ اہل ستم کرے
 جس پر کہ نعم خاتمہ قدرت رقم کرے

۳۶ اور ساتھ اس کے قوت بازو سے ظلم و جور
 پشت الارض پر تو کہیں برے گا وہ کجور
 دل اس کا قبر برم و گنہ سینہ لاج قبر
 اور گردوں طبع اکو جیسے حجم ابر
 فقرے کا ایک نیزہ کف نابکار میں
 طول اس کا ہرے گا کئی فرخ شمار میں
 دو کو و شمع ساتھ روانہ دھندل دھندل
 نری روانہ فدا میں طبع ان میں جیشتر
 اک کوہ شل با بنا ازم آئے کا نظر
 اور دوسرے میں مقرب رہا، آگ شلور
 سب سے کہے گا فرد کرم میرے ساتھ ہے
 دوزخ بھی میرے ساتھ جنت بھی ساتھ ہے

۳۹ وہ بیکر خدا یہ خدا سے کا بڑا
 آگے کو جنت کے میرے ہزارا
 طاعت مری کر کہ میں تم سب کا ہم خدا
 دوزخ ہے حقیریت جسم کا سانا
 اگر گزشتہ شخص فریب اس کا کائی گے
 سب جانی گے، غلام علی کے نہ جانی گے

۴۰ دُجّال کے خروج سے اک سال پیشتر دنیا سے ہونے لگی بَرکاتِ قَطْعِ سِرِہِ
 برسے گا ایک قطرہ دہنہ کا نہیں پر روئیدہ ہر گنا ایک نہ برگ گیا و تر
 کچھ بحرِ طح کے جب وہ کے گا زبان سے
 برسے گا نہ بھی چار طرف آسمان سے

۴۱ دُجّال کے گھر سے زندہ وہ اپنی کُرد اکثر طبع ہوں گے یہ سحر کے عزرا
 جز کُرد و مدینہ و بیت المقدس اور ہر شہر و دہ میں ہونے گا اس کا ہی نصف
 اپنا طبع و کچھ کے سارے زمانے کو
 آئے گا چہرہ کعبہ حق کے گرانے کو

۴۲ جی دم قریب کیسے کے پیچھے گا وہ بیرو ہوگا ملک سے جیلے مریم کات اوردوز
 پیش ام آئیں گے پڑھتے ہونے اوردوز باہم ملے ملیں گے تو ہر گنا ہی شود
 جیسے جو ہم کنار امام اُم ہو
 اک اور آریہ مصحف ناطق سے ہم ہوا

۴۳ وقت نماز ہونے کا پیدا ہو ناگساں فرمائیں گے میٹھے سے تب آخر الزماں
 تم آگے ایستادہ ہونے فرماں سناں جیسے کہیں گے یہ مرا مقدور ہے کماں
 یہ اہل تیرا حصہ ترا تیرا کام ہے
 تو سب کا آج پیش نماز اے امام ہے

۴۴ پھر قبلہ رخ ہو ہوں گے کھڑے شاہِ مرزا مومن مضی دست کریں گے پٹے نماز
 جیسے قریب پشتِ شہر دی بعد نیاز سب کی نماز کے یہی در آسمان کے باز
 سب کسی روبرو قلب ہوں گے نیاز می
 ہم سب کو حق شریک کرے اسی نماز میں

۴۵ بعد از فراغِ طاقت معبودِ کردگار ہوں گے امام و جیسے گردنِ نہیں ہر
 اور پیش وہی بلوچِ حیان جاں نثار آئیں گے سونے لشکرِ دُجّالِ نابکار
 پھر تو ہجومِ خوف میں یاں تک گھر کا کفر
 جہاں قوں کے قلب میں چھپتا چہرے کا کفر

۳۶ فرمائے گا وہ تختِ دل شیرِ کبریا کیوں ناغہ، سمجھتے ہو دجال کونہا؟
اسی افتقاد کی تمہیں دیتا ہوں بس سزا دجال رو سیاہ کو پھر دیں گے یہ ندا

اقبال ادج پر ہے جوتیرِ ترقیا ہوا

اقبال کو جو قلب کیا "لا بقا" ہوا

۴۷ یہ کہہ کے اسی پر حملہ کریں گے شبہ ام جہاگے گا کانپ کانپ کے دجالِ شہت نام
فرمائے گا زہی سے خدا: ہاں تو اکی کو تمام پھر تو نہ دہل سکے گا وہ طعن ایک کام

آشفہ قتل ہوئے گی اسی رو سیاہ کی

پہنچے گی سر پہ شہلِ اہل تیغ شاہ کی

۴۸ اپنی زبانیں: جو نکالے گی ذوالفقار اس دم زبانِ بحر چلے گی نہ زینتار
العصرہ کہہ کے "یا اسد اشتر" وہ ناچار دجال پر لگائیں گے تیغِ اہلِ بشار

ہوئے گا ایک ضرب میں وہ بدنگان دو

گاؤ زمین کے گی کہ مجھ کو امان دو

۴۹ پھر شاہِ زیر تیغ کریں گے وہ ب سیاہ بیٹے کہیں گے "واہ عجب زور ہے یہ واہ"
پھر ہوں گے سوئے شام رواں شاہِ پناہ اس دم یہ مومنز سے کہیں گے بانگِ واہ

ہے دل میں دردِ فاطمہ کے نورین کا

اب پل کے انتقام کو خونِ حسین کا

۵۰ پہنچیں گے شام میں جو شمشادِ بھردور یاد آئے گا حرم میں آئے تھے ننگے سر
شکر کرے کے آئے گا داںِ متبر کا پسر ہونے لگے شیعانِ علی اس پہ حملہ دور

"تا بیدر سب پہ قارح بدرو صہین کی!"

ہنگامِ ضربِ تیغِ صدا "یا حسین" کی!

۵۱ اُسی فوج میں جو ہونے لگے سرکشِ بڑے ہوں قشِ پازمی پہ وہ ہونے لگے بڑے
اُن غازیوں سے شکرِ کفار کیا بڑے جن کی کشت پر ہوں امامِ زمانِ کھڑے

دل کھول کر جہاد نہ کیوں اہلِ دی کی

جب وقتِ ضربِ مہدی دی آفری کی

۵۲ ناگاہ ذوالفقار کو دلوں گئے جلوہ، شاہ
شہل سپر ہراسی میں اک ایک رویا
مُرشس سے جس کی ہوسے قلم رشتہ بجاہ
ٹھونڈے گا آکے دوسرے کلاپت پر پناہ

تائید حق یہ ہوگی شہ نامدار کو

ماری گئے ایک حملہ جی شتر ہزار کو

۵۳ شتر ہزار ہول گئے جہنم کو جب دعاں
آواز فاطمہ کی یہ آئے گی ناگہاں
روکیں گے ذوالفقار کو مولا نے دو جہاں
کیوں تیغ کی نیام میں اسے فاطمہ کی جاں

پوچھو خدا سے حال مرے شور و شین کا

بدلائیں ہوا بھی خون حسین ۴ کا

۵۴ ان ظالموں میں حق کا شاسائیں کوئی
ان سب میں تین روز کا پیاسائیں کوئی
محبوب کبریا کا فو اسانسیں کوئی
اصغر سالاں میں طفل ذرا سائیں کوئی

گداز یہ ظلم لاشے پہ کسی بے گناہ کے

کاٹے جی ہاتھ سبط رسالت پناہ کے

۵۵ زہرا کی میٹیاں پھر ہوسے میں در بند
چالیس دن پھر امیر شہر تیریزے پر
ان میں سے دختر آج بے کسی کی برہنہ
زنداں میں مرگئی مری پر تو بھی بے پردہ

مکڑے کوئی تیرہ ٹم کوس نہیں ہوا

گھڑوں سے پانچاں مارا ناز میں ہوا

۵۶ پیدا خدا کے عرش سے ہوسے گئے ندا
اشتر بھی حسین کے اعدا سے ہے نفا
اب ہم تعالیٰ بیوی گئے خون حسین کا
اب ہم میں اور عدل اور اس خوں کی مزا

منظور ہوسے گا جو یہ رب کیوں کر

اک دم میں پھر تک دی گئے مرنے کی سرور

۵۷ قرآن سے یہ خبر ہے نمایاں علی العموم
شہن ہول گئے آسمان یہ ہوئی گئے نجوم
ہوسے گی آمد آمدِ محشر کی شب کو دعوم
باقی رہے گا طاق فریدوں نہ قہر دم

گردوں اڑے گا پتہ سلاطین کی طرہ

قبروں سے شاہ نکلیں گے خزانہ کی طرہ

۵۸ اک دو کماں کے خالص سے ہر گنا آفتاب فقرے کی سب زین، قیامت برباب و تاب
جنت سے اس کی اہل قیامت کا مطلب اور پاس کچھ نہ ستر کو ہر گنا ہجر حجاب

اک شرقِ ندیم، کوئی فکرِ جمیم میں

دل انبیاء کے عالمِ امید و بیم میں

۵۹ پھر نہیں گئے سرِ شہر سراقیل جن بار پہلی صدائیں برسے کاتبروں کو اضطراب
بروئی کے مڑے غمِ ثنائی میں آشکار بارِ سوم میں آئیں گے محشر میں بے قرار

افسردہ دل کوئی کوئی خوش حال کہنے لگا

باغِ حق میں سب کے نامِ اعمال برسے لگا

۶۰ جبریل ساتہ لے کے فرشتے کئی ہزار نازلِ زمیں پہ ہوں گے فرماں کو درکار
اور دھندلے گئے جنابِ رات کاہِ مزار فرماں گے زمیں سے کہ کچھ پہ آشکار

پوشیدہ کسی مقام میں نورِ الہ ہے

تخت میں کہاں مزارِ رسالت پناہ ہے

۶۱ اُس دمِ زمینِ مومن کسے گی یہ کاپ کر قنار نے کیا بچے پاشیدہ اس قدر
کچھ ندجنِ رسولِ خدا کی سنیں خبر ناگاہ اک مقام پہ نور آئے گا نظر

جس میں کہ چاند سے بھی تلی دو پند ہے

وہ نورِ آسمان کی جانبِ بسند ہے

۶۲ جانیں گے جبریلِ نجا کا ہے یہ مزار روحِ الہامی وہاں یہ نداؤں گے ایک بار
سے روحِ مصطفیٰ امتِ حقِ اقدس میں کر قرار تب خاک سے وہ نورِ خدا ہوگا آشکار

جبریل کہہ کے حکمِ خدا سے دُود کا !

اپنی طرف سے بھیجیں گے تحفہ درود کا !

۶۳ سن کر خبرِ طہورِ قیامت کی مصطفام روئیں گے اور پوچھیں گے پتلے یہ باز
جبریل بے قراری ہوں میں جلد تو بتا منظور حق کو بے مری امت کے حق میں کیا

ہم تو خدا کے فضل سے فردوسِ پائیں گے

کہ دوسے کہ کلامِ گوہر سے بختے پائیں گے !

۶۳ روحِ الٰہی کہیں گے، نہ ہوں آپ بے قرار
جس کو کہو گے تم اسے نہ بنے گا کروکار
تم کو بھی اختیار، علی کو بھی اختیار
امت پہ تم نے اپنے واسے کیے شمار

اسی دم بزرِ عرش جو فریاد و داد ہے
کیا کیا ترسے تین کے خالق کو یاد ہے

۶۵ غرض خوش براقِ خلد پہ ہوں گے نئی سوار
اور آئیں گے بخت میں بعدِ شہادت و وقار
مقدسے اپنے ہوں گے عیاں شیرِ کروکار
ہم رہو نبی کے شریں ہویں گے آشکار

قربانِ نبی کے، حدتے امامِ شیخوے کے
پہلو سے عرشِ میٹھیں گے منبر پہ فورے کے

۶۶ اندر سے بادشاہِ حقیقی کا بند و بست
تو انہوں کی سایہ نورِ شیدائی نشست
خاموش ایک جا پہ زبردست و ذیست
گم کردہ قتل ہوئی گئی شیار اور مست

رتبہ ہے کیا وہاں کسی سلطان کے واسطے
طوبِ حساب ہوگا سیکھائی کے واسطے

۶۷ اکثر فقیر ہوں گے وہاں قدم میں امیر
اکثر امیر ہوں گے وہاں قدم میں فقیر
جس دم فرشتے ہوئیں گے مودنِ دار و گیر
اس دم چلے گا زورِ حوال کا نہ آہ پیر

میزانِ بیا و ذلی ہوں گے خطا و ثواب کے
اہلِ گنہ کے گرد فرشتےِ عذاب کے

۶۸ خورشیدِ شکرِ تربتِ قرب ہوگا آہ!
اور سایہ کچھ نہ ہوئے گا، اندر کی پناہ
شاہوں کے چہر زور، نہ فقیروں کی ہلاک
گرایاں ہر ایک حیم، پریشان ہر اک نگاہ

رویا ہے جو حسین علیہ السلام کو
ہنستا ہوا اٹھے گا وہ روزِ قیام کو

۶۹ پیدا خدا کے عرش سے ہوئے گی یہ ندا
لاؤ ہمارے واسطے لئے ہو تھنڈ کیا
اکثر کہیں گے ہم جی جی دستِ اے خدا
بیٹے کہیں گے لائے ہیں ہم زہد و اتقا

مومن کہیں گے الفتِ آلِ رسول ہے
آواز آئے گی یہی ہدیہ قبول ہے

۷۶ سب عورتیں کریں گی خدا سے یہ احتیاب کیا ہم بھی آنکھیں بند کریں اپنی امانت خدا
رو پرچی بتل کا ہم سے سبب ہے کیا؟ تب آئے گا خدا یہ ہے اسرار کبریا

اس مال سے بتل سرے سرے آئے گی

تم سے وہ شکل فاطمہ دیکھی نہ جانے گی

۷۷ خدیجہ حسین چہرے پر ہر آنے سے ملا ہے گیسوں پر خاک بیا بان کر بلا
خفا سلاش گردیں محسن کا ہے دھرا اور ہے شک شک فتنہ بچے کی لاش کا

ہر دم لہو لگے سے وہ بچہ اگھتا ہے

ہلو کے در سے نہیں لاشاں بھٹتا ہے

۷۸ آنکھیں کریں گے بند زن درویش تمام ہر گام نور فاطمہ کا ناقہ خوش خرام

خود ملک چلو میں ہزاروں بہ احترام خود دل کے بعد سریم و چرا کا اہتمام

آکھ رہی فاطمہ کی شکل خاک سے

روشن زمین حشر مگر روئے پاک سے

۷۹ طرلائی اک پردا سر زہرا پہ آشکار پلے ہر ایک گوشے سے لاکھوں گناہ کار

ان عاصیوں کو جو یہی ہشادیں گی بار بار فرمائے گی بتل میں برقی ہوں شرمسار

یہ لوگ ہتھوں سے جو ردا کو نبھائے ہیں

خود را سے حسین کے یہ روئے ملے ہیں

۸۰ کا نہ دھوئے پر بند و سر ہر اک لال کی تبا اک ہاتھ پر عیاں در دُندان مصطفیٰ

اور ایک پر عامہ پر خون مرتضیٰ نقدِ حیاتِ خلق اس اسباب کی بہا

بلا کر شہر گرم ہر اک آہ سرد سے

اک دم میں پرورش آئیں گے ہلو کے در سے

۸۱ خاموشی کچھ سن نہ کسی سے نہ کچھ متغافل اور بات بھی کریں گی تو یہ اٹھے کمال!

نزدیک مرثیہ پہنچے گی جس دم وہ خستہ حال ہوئے گا انبا کو یہ فرماں ذوالجلال

زہرا سے افتخار ہے میری خدا کی کر

سب جاؤ میری فاطمہ کی پیشوا کی کر

۸۲ نہرا کی پیشانی کو آئیں گے انبیاء
لاؤں گے اسی شکوہ سے تاعرش کبریا
ناتق سے غافلہ کو تاریں گے مصطفیٰ
پہلو کا درد ہوئے گا اس پنجہ سے سوا

پونچھیں گے مصطفیٰ عرق روئے غافلہ
آکر نجد تھامے گی پہلو سے غافلہ

۸۳ مشکل سے ہوگا غافلہ کا عرش تک گذر
پھر تو خدا کا عرش ہے اور غافلہ کا سر
ہاتھوں ہی اہدا میں گی حوری نسیال کر
دل کھول دیں گی اور بھی گیسو وہ سر بسر
ملک زمین گی برعرش سے ماتے کو زور سے
دہنے گئیں گے عرش کے ساحل بھی شورش سے

۸۴ فریاد پھر کرے گی الہی! وحانی ہے
میری کمائی خاک ہی ساری ملائی ہے
گردن ستان آنی ہے بے پاری آنی ہے
رو بادراگ بھی مرے گھر کو لگائی ہے
خبر کمال ستم کا، کمال شجر حسین
ہفتاد ضرب تیغ سے کمانا سر حسین

۸۵ پہلو کا میرے دیکھ نہ ٹکٹ لے مرے لہ
رو داد پر حسین کی سب سے سوا ہے، آہ
حاضر ہے لاش گردیں محسن کی، کرنگاہ
بے کس تھا، بے وطن تھا، مسافر تھا بے گناہ

مارا ہے پیا سا شہر ستم کرے پوچھ لے
ملک بوجھ ہوئے تو خنجر سے پوچھ لے!

۸۶ سر تو کیا تھا میرے پر نہ دلے اب
پھر لاش پامال ہو کر اس کا کیا سبب؟
پھر لوٹا اہل بیت کو یہ اور سے غضب
آئی ہی کا کرتی ہے امت ہی ادب؟

ناؤک سے بے زبانی اصغر کا حال پوچھ
نیز سے نفیم سید اکبر کا حال پوچھ

۸۷ فرزند کو خلیل جو کرنے لگا فدا
اور مرتبہ فریخ کو قزاقی کا ملا!
جنت سے دُور بیچ دیا تو نے لے خدا
قابل نہ ایک دہنے کے یہ میری حق
واصر تا جو شیر الہی کا لال ہو
وہ شہل گر سفند چھری سے حلال ہو

بہ تعلیم نئے ہی برج کھاتے اور بطور ہی "سرج" یا "جرج"

۸۸ ہے قتل پر حسینؑ کے سادہاں گواہ خنجر گواہ تیز گواہ اور سنال گواہ
تہائی پر زمین گواہ آسمان گواہ! آدراں کی پیاس پر ہے اسی کی زبان گواہ

قر پر چکر بلا سے مسافر کے مال کو

چمک نہ قبر علی میرے لال کو

۸۹ یہ مال جب کسے کی تریل شکستہ حال طیش و سلال و قریں آئے گا دُور الحلال
ہے ابتداءِ ظلم و ستم کا انتقال پہلے ہی مقتدر ہو دے گا اِنفصال

قبر خدا کو بھیجے کسے بخلق روئے گی

نیکیوں کو یاں اپنی شقاوت سے ہٹے گی

۹۰ آئے گا تازیانہ آتش پیر ایک بار ہوں جس کی ایک غریب میں مدد پاش کر سدا
فرمائے گا مژگنِ دوزخ سے کرگزار لا دوشِ تریل کو یہ تازیانہ مار

عالمِ جوہرہ حدِ جفا کا ہوئے گا

زنجیرِ آتشیں میں گر قنار ہوئے گا

۹۱ ظالم پہ تازیانہ گئے گا جو آگ کا وہ بے حیا پکارے گا میری صفا ہے کیا
قتل آئے قریں دے گا اُسے ندا زہرا کے تازیانہ لگانے کی ہے سزا

ظاہر نشانِ نریب کا بعد از وفات ہے

اب نیک خدیوہ فاطمہؑ زہرا کا است ہے

۹۲ تب اہلِ شتر زانوں کے بل گئی گلاں بچے کہیں گے اُٹھتے اور بعض لڑکائیں
ہوئے گی گرد آتش و دوزخ شرفشان جبریلِ مطلق آئے کریں گے یہی بیان

کسی کو پناہ قبرِ غفورِ رحیم سے

اب نیک و بد ملیں گے شرا و رحیم سے

۹۳ جبریل سے کہیں گے بجا کچھ نہ خوف کھاؤ جاؤ سرے حینِ کرم کر بلا سے لاؤ
کناستارا نانا بلا تا ہے جلد آؤ معبودِ قریں ہے گنہگاروں کو بچاؤ

فریاد کر کے فاطمہؑ اب ادا ہوتی ہے

امتِ تمنا کے نکالی دوزخ میں جلتی ہے

۹۳ اصغر کی لاش تھی سی احمق پر رکھ کے لاؤ زخمی کلیپر بیٹے کا اٹنہ کر دکھاؤ
بے سر شیدوں کو بھی فدا کر نہیں لے آؤ سرکھن زبان سفارشِ امت میں اب ہلاؤ

جب اپنے دونوں ہاتھ کٹے تم اٹھاؤ گے

اک دم میں مامیوں کو ابھی بخشواؤ گے

۹۵ جبریلِ فدوا بجنات کو جنت سے لائیں گے پر نور دین، ساز و برجد کا میں گے
یا قوتِ غلہ کی اسے ہیکل پٹھانیں گے شیعوں کو یہ لویہ فرشتے سنائیں گے

اب کر لاسے آتا ہے پیارا بھول کا

قرآن چلا ہے رکبِ دوشی رسول کا

۹۶ جبریل کر بلا کی طوفِ برہمنی گے رواں ہمراہ ہوں گے لاکھ لاکھ بے عزت شاں
قبرِ حسین پر جو گزند ہو گا ناگساں جبریل دوسرے دیکھ کر یں گے یہی بیاں

شیعوں کا اسے خوفِ بہنم سے ملتا ہے

اُمت پر قہراً آتا ہے اور آپ سوتے ہیں

۹۷ مولا اٹھوا اٹھو کر نبی نے کیا ہے یاد خود کٹے سروہ عرش کے نیچے ہیں اُستاد

ہے بے قراری آپ کی اماں کو بھی زیاد اسی وقت قہر و طیش میں ہے خالقِ عباد

بیٹے کو باپ بھولا ہے اور بیٹا باپ کو

پر ڈھونڈتے ہیں سارے گڑگڑا آپ کو

۹۸ آواز دیں گے قبر سے مولا کر میں چلا نکلیں گے پھر لحد سے شہنشاہِ کربلا

ہوں گے جہنم میں سب شہداءِ علم کے مبتلا اور پشت پریش برادرانِ مدوں کا قاتل

حر، ہاتھ میں رکابِ امامِ ائمہ ہے

اور آگے آگے پیاسوں کا سقا ہے

۹۹ کیا حشر میں درودِ شہر دیں کروں بیاں بے سر شید گرد، لباسِ ان کے خون نشاں

فواہے خون کے چادر طر زخموں سے ملان اور دستِ جبریل میں رہو ارکِ عنان

پڑخوں چہرہ نورِ خدا سے صبر ہوا

اور سر پر شکر کے تاجِ شفاعت دھرا ہوا

۱۰۰ پیش سپاہ شاہ مسلم دابر باوفا اس وقت بھی طالع خجالت میں مبتلا
اکبر سے یہ کہیں گے کہ کیا ہے کول میں کیا محشر میں آج ہر گاسکینہ کا سامنا

کھو رہے کڑی بھی مشک اٹھائی سکینہ کی
سب کچھ کیا، نہ پیاس بھائی سکینہ کی

۱۰۱ اور بعد فرج ہوئے گی خیر البشاک آل زینب کا چہرہ خوں سے اکبر کے سالالال
کھڑم بھی کھیسے ہرے گیسروں کے بال مشکیزہ تھامے زورِ عباس خوش نصال
بانو کے دروں ہاتھوں پر میت سکینہ کی
بھائی چٹے گی دیکھ کے شاہ مدینہ کی

۱۰۲ ہر وقت سرے عرش وہ میت اٹھا جنت کا خوں بھرا کرتا دکھا دکھا
بانو پکارے گا کہ کڑائی ہے لے خدا بچی مری یہ تین برس کی سنی بے خطا
کھا کر مل پڑے شمر کا بے دم ہوئی ہے یہ!
چھوٹے سے سن میں شمر کے ڈر سے مٹی ہے یہ

۱۰۳ رڈ سالہ پہنے بیڑہ قاسم بھی فرسہ گر اک ہاتھ پر تو دو لہا کا سرالہو میں تر
اور دوسرے پر قاسم گلگوں تبا کا سر وہ مرد کھائے حق سے کہے گی یہ پیٹ کر
فریاد، قتل دو لہا مارا بے خطا ہوا!
پایا ہے میں نے ضربیں یہ سر گل ہوا!

۱۰۴ پہنچے گا زبیر ش غرضی جب یہ کارواں آئے گا اک فرشتہ قریب شہرِ زمان
سوچنے کا شہر کو کاغذِ محضر وہ لاکے لال ہرے گی مہرِ بختیں اس نامہ پر عیاں
خوش ہوں گے شاہ بخشِ امت کے واسطے
یعنی سند ملی یہ شفاعت کے واسطے

۱۰۵ آئیں گے پیشانیِ شبیر کو رسول م مظلوم کر بلا سے پٹ بائیں گی بترل
چہر عرش حق سے ہر گاہ آواز کا نزل دل تجھ پر سلام، اے شہِ مظلوم دلِ معلول
اب فوج تیری دادرسی ہے الابر
تجھ کو حسین قتل کیا کس گناہ پر

۱۰۶ سبط نبی کہیں گے: فلا تجھ پر لے ادا
یہ بندہ ذلیل ہوا قتل بے گناہ
میں سب کا خیر خواہ تھا تو رہے مرگوا
پر کیا سزا ملے شہادت کا بھجراوا

یارب جولا کھ بار کسے زندہ تو بچھے

ہر بار سر کٹانے کی ہر آرزو بچھے

۱۰۷ پھر رکھ کے اپنے ہاتھوں پہ صغیر کا لاش آہ
اور قتل نامہ اپنا دکھا کر کہیں گے شاہ
میں نے جو سر کا کٹی شہادت پر لے ادا
سو کر بلا میں جا کے ہوا قتل بے گناہ

اب تو بھی اپنا وعدہ وفا کر حسین سے

بالکل ادا ہوں آج میں اُمت کے یزید سے

۱۰۸ گر میرا غویں بہا تو رہا، کچھ نہیں گلا
امت کو بخش دے یہی میرا غویں بہا
عمن کا واسطہ، علی الصغیر کا واسطہ
اُس دم ملا کر سے یہ فرمائے گا خدا

ہے آج اعتبار شفاعت حسین مگر

مے دو کلید دوزخ و جنت حسین مگر

۱۰۹ فرمان کر گار جو یہ پانی گے حسین
آنکھیں کو سب کے گرد سے سر کا نہیں گے حسین
اپنے ہر اک غلام کو بنائیں گے حسین
ایک ایک کو بہشت میں لے جائیں گے حسین

دیکھو قرآن فاطمہ کے فیضِ عام کو

اطلے بہشت بخشیں گے ادنیٰ غلام کو

۱۱۰ بس لے دیرِ قعرِ محشر ہے بے شمار
اور ماتم حسین سے محشر ہے آشکار
ہاتھ اپنے کر بلند سوئے عرشِ گردگار
اور کمر کئے خدا ترانِ محنت پر یہی شمار

سب مومنوں کا حشرِ شہرِ دی کے ساتھ ہر

اور اسی تین دست حسین ان کے ہاتھ ہر

تحت تمام شد ماہ ربیع الاول بتاریخ سیم ۱۳۴۵ھ

مقابلہ شد

لعم

تختیق متن

- قلمی مرثیہ، مخطوط ۲۰، ریح انسانی، سنہ ۱۲۴۸ھ -
- دفتر نام، جلد چہارم، مارچ ۱۸۹۷ء و دبیر احمدی لکھنؤ۔
- بند ۱: یہ بند دفتر نام میں نہیں ہے۔
- بند ۲: قلمی نسخہ، مصرع ۳۰۳
- فرج ملک بلوچی، حضور امام عصر ارض و ملک مطیع امیر امام عصر
- بند ۲: قلمی نسخہ ۲ - شہرین سے ایک بشر ہوئے گا میاں
- ۳ - عباسیہ کی نسل سے ہوئے گا وہ جواں
- ۴ - شہرین کرے گا وہ تفسیر نگاہاں
- بند ۴: قلمی نسخہ مصرع ۱ - اک مرد پھر خروج کرے گا میان شام
- دفتر نام مصرع ۲ - اک رویہ خروج کرے گا میان شام
- مصرع ۴ - مرد چہار شانہ سیر دل سیاہ قام
- قلمی مرثیہ کی بیت ہے۔
- ہرگی حکومت اسی کی بلا و تمام میں کردیں گے صبح مہدی دیں ایک شام میں
- بند ۵: مصرع ۴ قلمی نسخہ اک سال طاق ان میں سے ہوگا کرونگاہ
- بند ۷: قلمی مصرع ۱ لکھا ہے صبح روز طہور شہر انام
- بند ۸: دفتر نام مصرع ۲ ہاں لے کھنڈہ درخبر کے یادگار
- قلمی مرثیہ مصرع ۳ بے کسی حسین کی تو مصیبت ہے یادگار
- قلمی مرثیہ مصرع ۴ دادا کی بے کسی پر تو روزنا تھا بار بار
- قلمی مرثیہ مصرع ۵ اب کہہ کے یا علی میں جیسے کو تمام لے
- بند ۹: قلمی مرثیہ مصرع ۵ بندہ تراکی کا نہ تفسیر وار تھا

بند ۱۱۰: دفتر قائم کے عاشرے پر چھاپا ہے اور اس کے تین مصرعہ جلد سازی میں کٹ گئے۔

جو مصرعہ میں وہ ملاحظہ ہوں کہ دونوں نفل کا فرق سامنے آجائے،

مصرعہ ۱- نازل ہوا فرشتہ پر فسرمان کبریا

۲- لیکن ابھی ہے ظالموں کو مصلحت جفا

بند ۱۲: نقلی نسخہ کی بابت ہے،

سوغفر کا نعت کو بھی اس کی بات سے میں انتقام لیرہی گئے ام اس کے ات سے

بند ۱۳: نقلی نسخہ مصرعہ ۲- لاریب اپنے دوسے کا صادق ہے کروکار

مصرعہ ۶- اک بات جانتی ہوں کہ یک یک کو دو کرد

بند ۱۵: نقلی نسخہ مصرعہ ۱- نہر کا ردنا ایک طرف کن ٹپک اور حال

مصرعہ ۳- فزائی ہی شہیدوں سے با حسرت کمال

بند ۱۸: دفتر قائم مصرعہ ۲- دن یک، بخت یک، فرشتا وقت روزگار

بند ۲۱: دفتر قائم میں دونوں بند مقدم مقرر ہیں ۲۲ پہلے اور ۲۱ بعد

بند ۲۶: دفتر قائم مصرعہ ۳- کیا کیا نواز جنت ہے قیمت میں یں ہوا

بند ۲۷: دفتر قائم مصرعہ ۶- پیچھے وہ لاکلام اید اللہ کے ذات ہمک

بند ۲۸: دفتر قائم مصرعہ ۴- "جیسے میان یمن ہے اک یمن بقرار"

بند ۳۰: نقلی نسخہ مصرعہ ۵- فقرے کا نیزہ ایک کعب نا بکار میں

حق کا مصرعہ دفتر قائم کے مطابق ہے

بند ۳۹: دفتر قائم مصرعہ ۲- طاعت کروڑی کہ میں تم سب کا ہوں خدا

دفتر قائم مصرعہ ۵- اکثر گرسنہ شفق قریب اس کے آئیں گے

بند ۵۱: دفتر قائم مصرعہ ۲- نقش قدم سے ہوں گے سرخاک وہ بڑے

بند ۵۲: دفتر قائم مصرعہ ۱- ناگاہ جلوہ دیں گے سام علی کو شاہ

بند ۵۶: دفتر قائم مصرعہ ۲- اب ہم تعاص میں گئے حسین شہید کا

بند ۶۶: دفتر قائم مصرعہ ۳- گم کردہ عقل بریں گے سب ہر شیار دست

بند ۶۷: دفتر قائم مصرعہ ۲- اکثر امیر ہوں گے وہاں شکل میں نقیصر

معرب ۵ : دفتر قائم قلمی مرثیہ میں خطا و ثواب : درج ہے لیکن صحیح خطا و ثواب ہے صواب کے سنے ہیں صحیح۔

بند ۸۲: دفتر قائم می دوسرے تیسرے معرب کی ترتیب مختلف ہے۔

بیت کا چلا معرب قلمی مرثیہ میں یہ ہے :

”گہ سزا اور زرد کبھی روئے خاطر“

بند ۸۴: دفتر قائم معرب ۴۔ دوبار آگ بھی مرے گھر میں لگاؤ ہے

بند ۸۶: قلمی مرثیہ معرب ۳۔ زینب کا بے روائی ہے یہ دوسرا غضب

بند ۸۷: قلمی مرثیہ معرب ۶۔ جوں ذبح گو سپندہ مال خصال ہو

بند ۹۱: قلمی مرثیہ معرب ۳۔ تھار کے قمر میں دیوے گا یہ صدا

بند ۹۶: قلمی مرثیہ معرب ۵۔ شیخو تنہائے خوفتہم میں روتے ہیں

بند ۹۸: دفتر قائم معرب ۲۔ ٹکلیں گے چل دوسرے شمشاد دوسرا

بند ۱۰۱: قلمی مرثیہ بیت ۱

باز لو بھرا بیے کرتا سیکھنا کا مین پٹے کا دیکھ کے شاہ مدین کا

بند ۱۰۲: قلمی مرثیہ میں بند کی صورت یہ ہے :

ہر وقت سنے عرش وہ کرتا اٹھا اٹھا

جہاں کا یز کتا پاس ہے میرے لو بھرا

مگر کھانے شمر کے بے دم ہوئی ہے وہ

پھوٹے سے کن ہی شمر کے ڈر سے ہوئی ہے وہ

بند ۱۰۳: معرب ۴: قلمی مرثیہ : اور دوسرے یہ قائم ناکتہ کا کسر

بند ۱۰۵: دفتر قائم معرب ۱۔ انہی گئے میثانی کو شمشیر کی رسول

بند ۱۰۹: قلمی مرثیہ معرب ۶۔ اعلیٰ بہشت دیویں گے ادنیٰ فلام کو

بند ۱۱۰: دفتر قائم معرب ۳۔ اور قائم حسین سے ہے حشر آشکار



فرہنگ

- ۱۔ نَشْر، اٹھنا۔ دوبارہ زندہ ہونے کی حالت کا میلان شرکی طرف جانا۔ روزِ نشر، روزِ تیا مست۔
خیر، بہت عزت والا کیم۔ بزرگ، عکس ڈالنے والا۔ مُحَرَّر، حضرت امام مہدیؑ، آخر الزماں کا ظاہر
ہونا۔ گورج، جرم رکھنے کا ذریعہ۔
- ۲۔ نَزَقَم، تخریب کھانا ہوا۔
- ۳۔ شانی، دوسرا۔ آنام، لوگ۔ سربہار، شہنشاہ۔ بہت مٹا آئی، بڑبڑائی، بد صورت۔ منوی۔
- ۴۔ گلگوش، شش، سورج گمن۔ خسوف، چاند گمن۔
اس بندہ کی حسابِ تعزیم کے اشاروں میں حضرت امام مہدیؑ آخر الزماں کے ظہور کی خبر ہے یعنی حضرت
کے ظہور کی علامت یہ ہے کہ تین اور ایک، فرادرسات اور پانچ، کے طاق جیسے میں جب
عاشور محرم جمعہ کے دن ہر اور ایک جیسے میں چاند اور سورج کو گمن گئے۔
- ۵۔ اُخْدَام، گرانہ۔ فروے جانا، اتارنا۔ سُتَاب، جلدی۔
- ۶۔ خَرَقَت، بھڑکا۔ اِشْطَار کرنا۔
- ۷۔ فَرَشَ وار، دھک۔ وارث۔
- ۸۔ اِنتقام، بدلہ۔ رَوَا، درست۔ مِیج، خوں بہا۔ خون کا بدلہ، انتقام۔
- ۹۔ کُشَا، دکھنا۔ کھولنا، غیاں، دامج، نایاں، خوش ہوا، پاک فطرت، اُتساہ، تاق کھڑا ہوا۔
- ۱۰۔ کارزار، جنگ۔ کرگزار، مُحَا، نیک خور، نیک فطرت۔
- ۱۱۔ شَرَم، منہوی۔
- ۱۲۔ تَقْصَاس، انتقام، خون کا بدلہ۔ زُیْدَہ، گراں، روقی، رنگیں۔
- ۱۳۔ اِسپ، اُلیچی، چنگیر سے رنگ کا گھوڑا۔ سفید سیاہ رنگ کے گھوڑے کو اُلیچی کہتے ہیں۔
رکاب، تھانا، امیر کو گھوڑے پر سوار کرنا۔ خدمت کرنا۔
- ۱۴۔ نَشْر، ایک زندہ جاوید پیغمبر جو راستہ بھرنے والوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ مُشْتَارِیَا، کچھ دیر کے

یے کوئی چیز حاصل کرنا۔

۱۵۔ گاہِ زمیں : پرانے زمانے میں کہا جاتا تھا کہ سطح آب سمندر پمپل اور پمپل پر گلے ہے، گاہے

کی سی گول پر کرہ زمیں ہے، گلے جب بیگ جلتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔

۱۶۔ مزمزم : آبی، آنکھ کا پانی۔ نہی : فرطر۔ نہزہ مند : فائدہ اٹھانا۔ پنہاں : پریشیدہ۔

۱۷۔ متن : کتاب کا اصل درجہ یا حقہ جس کے چاروں طرف حد بندی ہوتی ہے۔ حکاسینہ : چاروں طرف با تین طرف کی خالی جگہ جس پر کرنی جہالت یا نقش و نگار ہوں۔

مطلب : خوبصورت و تنگ دہن پر برہمچوں اور دروہی کا نشان اور سبزہ خطیوں محسوس ہوتا ہے
جیسے چشمہ آب حیات پر نصف کا گندہ ہوا ہے یا دہن مغضب ہے اور خطہ رشاد منے، یا کل طرح نازک
دہن کی تشبیہ تین اور خطہ رشاد کی تشبیہ، ساریے سے دی جاتے۔

۱۸۔ شیشیہ : تصویر۔

۱۹۔ چار نمیزہ : سینہ کی حفاظت کا ایک لمبی، جس میں چار فرامی نکولے ہوتے ہیں، ان چار نکولوں

کو قرآن، وی، شرعیہ اور دین سے تشبیہ دی ہے۔ تکوار : لاحتی الاعلیٰ (السیف الاذو القفہ

کی شرح اور تکوار کے جوہر کو قضا و قدح کی آنکھ قرار دیا ہے۔ یہی تھوار، مومن کے لیے تعریف اور مثال

کے لیے قضا کا چند ہے۔

۲۰۔ قدسی : فرشتے۔ یعنی جب شاہ اسمی و جن امام ممدی آفرانیاں دیا کری گئے تو سوریج، نیزے،

چاند، ڈھال، آسمان، گھوڑا اور شاہے، زرد، دھنک، کمان، نذر دینے حاضر ہرگی حضور کا ایک

نشان دار کو نکشائی کہیں گے۔ دہانے ہاتھ پر رکھ کر، بائیں طرف تن کی فوج جاہ و جلال کے ساتھ ہوگی۔

۲۱۔ پلازی : وہ پتھر جو ہر چیز کو سونا بنا دیتا ہے۔ سنگ : پتھر۔

۲۲۔ کمر : اندھا۔ نکد : عدالت۔ داوطلب : مقابل۔ ممد : ہیروئی

۲۳۔ قلم : اٹھو حضرت میرے یہ السلام جب کسی مردے سے کہتے تھے۔ قلم، قلم، تو وہ مردہ زندہ ہو کر

اٹھ بیٹھا تھا۔

۲۴۔ شیخ مفید : محمد بن محمد بن نعمان، مکی، بغدادی متوفی ۴۱۳ھ کا لقب، ابن کی کتاب الارشاد بہت

مشہور ہے۔ پدید : ظاہر۔

۲۵۔ مشتق : بنی ہوئی۔ نکلی ہوئی : کمر۔ بے نور

۲۶۔ الارض : فخر ساری کا گدھا۔ بکیم : قیام پذیر۔ میٹھا ہوا : گنیز۔ کافر : آتش پرست۔ نقرہ : چاندی
فرخ : چھ کیو میٹر کی مسافت۔

۲۷۔ بحر : جادو۔ بارغ ارم : شہزاد کا بنایا ہوا ایک باغ۔ مقرب : بچھڑا۔ بار : سانپ۔

۲۸۔ برنگ : اعلان کے ساتھ۔ جگر سٹ : جھکا۔

۲۹۔ خروج : برآمد ہونا۔ بکشت : قطع ہو گیا۔ غریب : غریب۔ مال : مال۔ درہ : گلی۔ سزائے : بالکل۔ دوبیدہ : ہنزا
اگلا : گلیا و تر : نازہ گھاس۔

۳۰۔ فردود : ازنا۔ پینہ : نمود۔ ظاہر : کن : آغوش۔ گرد : مضبوط۔ مطلق : بولنا۔ قوان : امام نواز۔
ضم : ہونا۔ مشتعل : ہونا۔

۳۱۔ ایستادہ : ہونا۔ کھڑے : ہونا۔ مقدور : امکان۔ اُرت : ترکہ۔ میراث : ملکیت۔

۳۲۔ قلب : الشا۔ استعمال الفاظ کا ایک حسن و صنعت صنعت قلب کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ :
الفاظ کا اس طرح واقع ہونا کہ ایک لفظ کا اس طرح استعمال کرنا کہ پہلے لفظ میں حروف کی ترتیب
کچھ اور ہو اور دوسری مرتبہ اسی لفظ کے حروف کی ترتیب کچھ اور۔ جیسے درد اور درد۔ اگر حروف
کی ترتیب بالکل برعکس ہو تو مغلوب کہہ سکتے ہیں جیسے اقبال۔ لافقا۔ اقبال کو قلب کی لافقا ہونا

۳۳۔ اٹیں : عقلاً شروع کو تو عرضیں ہو رہی ہیں

۳۴۔ زشت : غام : بد صورت۔ گام : قدم۔ اشغف : پریشان۔ مرد سیاه : کالا مرد۔

۳۵۔ زنجار : جبردار۔ انگل : شکار : موت کا نشان۔

۳۶۔ خملہ : دکھانا۔ تھوار : کو مبلوہ دینا۔ تھوار : کو ہوا میں پھلانا۔ میرش : کاٹ

۳۷۔ نقبہ : روٹی۔ نلا : روٹی۔ دھکنے : والا۔

۳۸۔ برکت : تیزی۔ سٹر : پردہ۔ جباب : بزم۔ جیم : جیم۔ بیم : خوف۔

۳۹۔ صور : گل وہ آکر جسے اسرافیل قیامت سے پہلے تین مرتبہ چمکیں گے۔ نور ثانی : دوسری مرتبہ
پھونکنا۔ آقشہ : زہ۔ مرحبا : ہوا۔

۴۰۔ روح الامیں : جبریل۔

۴۱۔ تردامن : گز گز۔

۴۲۔ دار و گیر : کچلا۔ دھلا۔

- ۴۲۔ زبدِ اقیانہ: پریر گاری اور معروف خدا۔
- ۴۳۔ داد و خواہ، فریادی۔ داد؛ انصاف۔
- ۴۴۔ خیزی؛ خلم لگی۔
- ۴۵۔ مقال؛ کلام۔ اقتدار، اعزاز۔ خیز۔ پیشرائی؛ استقبال۔
- ۴۶۔ برج و برج از رحمت۔ برج و رحمت۔ عزق؛ پیشینہ۔
- ۴۷۔ گردوں؛ آسان۔ ہفتاد و ستر۔
- ۴۸۔ گوشہ؛ یکڑا۔
- ۴۹۔ انفصال؛ مقدمہ؛ انفصال ہر گاہ۔ مقدمہ کا فیصلہ ہر گاہ۔
- ۵۰۔ مؤرخوں؛ نکسبان۔ مقرر۔
- ۵۱۔ چمکندہ؛ چمکا ہوا۔
- ۵۲۔ قریبی ہے؛ بجلائی میں ہے۔
- ۵۳۔ وکیل؛ فریق۔ دوئے؛ واری۔



اعلیٰ اور معیاری کتابیں

خطبات وادیات

- شیخ ابلاغہ : حضرت علیؑ کے خطبات و خطوط کا نادر نسخہ، ترتیب عبدالرزاق طبع آبادی
 رئیس احمد حجازی، مولانا مرتضیٰ حسین فاضل ۱۷۵ روپے
 صحیفہ کلاط : بیادکر بلاک ادعبر کے علاوہ حضرت امام زین العابدینؑ کی ادعیات کا
 مکمل مجموعہ، ترجمہ نسیم امروہوی ۶۵ روپے
 صحیفہ علویہ : حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی نایاب اور نادر دعاؤں کا مجموعہ،
 ترجمہ وحاشی : سید مرتضیٰ حسین فاضل ۴۵ روپے

اسلامیات

- احکام القرآن : چودھری نذر محمد ۱۵۰ روپے
 اسلام کا طول و عرض : غلام ربانی عزیز ۳۰ روپے
 اسلامی معلومات : زاہد حسین انجم ۳۵ روپے
 قوت القلوب : تالیف شیخ ابو طالب محمد بن عظیم، ترجمہ محمد منظور الوجدیدی،
 صفحات ۲۰۰۰، دو جلدوں میں قیمت ۳۰۰ روپے
 مفتاح العلوم شرح مشکوٰۃ مولانا رومؒ، حصہ ۱، ترجمہ شرح مولانا محمد نذیر عرش
 فی حصہ ۴۰ روپے، مکمل چھ جلدوں میں رکیسین جلد مکمل سیٹ ۵۰۰ روپے
 تہذیب الہیائے علوم : ترجمہ نذیر حسین ۶۰ روپے
 عوارف المعارف : ترجمہ رشید احمد ارشد ۴۵ روپے
 من کی دنیا : ڈاکٹر غلام جیلانی برق ۳۰ روپے
 رمز ایمان : ڈاکٹر غلام جیلانی برق ۳۰ روپے

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز، چوک انارکلی، لاہور نمبر ۱

ستیر و سولخ

۱۳۰ روپے	رحمت للعالمین : قاضی سمان منصور پوری ۳ جلدیں
۳۰۰ روپے	سیرت الہی مکمل ابن ہشام : ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی
۹۰ روپے	رسول رحمت : مولانا ابوالکلام آزاد
۴۵ روپے	انبیاء کرام : مولانا ابوالکلام آزاد
۶۵ روپے	آنحضرتؐ بحیثیت سپہ سالار : ترجمہ رئیس احمد جعفری
۶۰ روپے	رسول اکرمؐ کی سیاست خارجہ : پروفیسر محمد صدیق
۵۵ روپے	انوار انبیاء : ادارہ تالیف و تصنیف
۷۰ روپے	انوار اولیاء : رئیس احمد جعفری
۸۰ روپے	انوار اصفیاء : ادارہ تالیف و تصنیف
۶۰ روپے	حضرت علیؓ ابن ابی طالب : ارمان سرحدی
۴۰ روپے	الفاظ محمدؐ ادعیر عربی اردو، ترجمہ سیدہ اشرف ظفر
۲۵ روپے	زندگانی سید الشہداء : ترجمہ سیدہ گلشن بتول
۱۲ روپے	ذکر حسینؑ : مولانا کوثر نیازی
۶ روپے	پیغمبر انقلاب : مولانا کوثر نیازی
۳۰ روپے	الف روقی : شبلی نعمانی
۲۵ روپے	پنجاب کے صوفی دانشور : قاضی جاوید
۶۰ روپے	سیرت ائمہ اربعہ : ترجمہ رئیس احمد جعفری
۸۰ روپے	سید احمد شہیدؒ : مولانا غلام رسول مہر
۳۵ روپے	جماعت مجاہدین : مولانا غلام رسول مہر
۶۵ روپے	سرگزشت مجاہدین : مولانا غلام رسول مہر

شرح غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز، چوک انارکلی، لاہور نمبر ۲۔